سلسلۂ نصابی علمی مجلس عثمانیہ

الاحاطہ فی اخبار غرناطہ

حصّۂ دوم

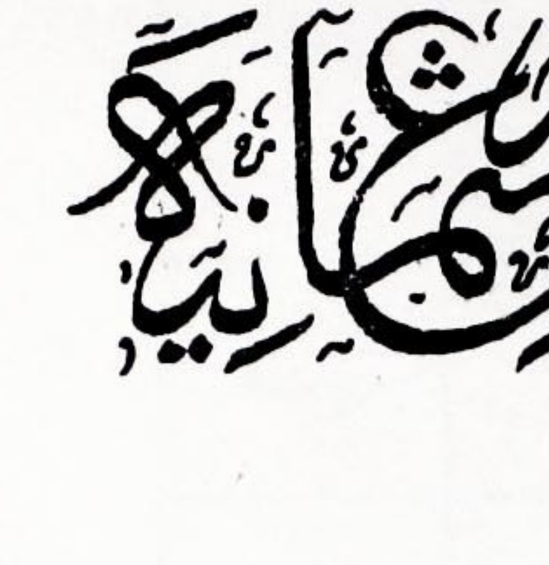

تالیف

الوزیر محمد لسان الدّین بن الخطیب

ترجمہ

مولوی حکیم سیّد احمد اللہ صاحب ندوی

۱۳۵۵ھ م ۱۳۴۵ف م ۱۹۳۶ء

دار الطبع جامعہ عثمانیہ دکن حیدرآباد

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

132683

Marfat.com

فہرست مضامین

اخبار غرناطہ حصّہ دوم

مضامین	صفحات
محمد بن یوسف بن اسماعیل بن فرج بن اسماعیل بن فرج بن نصر (عہد حاضر کے امیر المسلمین اندلس)	۱ تا ۸
اولیت۔	۱
حالات	۱ تا ۳
دولت اُولیٰ کی ترتیب۔	۳
وزرا و حُجّاب	۳ ″ ۴
شیخ مجاہدین اور سپہ سالار فوج	۴ ″ ۵
کاتب سرّ (پرائیوٹ سکرٹری)	۵ ″ ۶
قضاۃ۔	۶
ملوک ہمعصر	۷
سلطان مغرب کے ساتھ شیر کا شکار۔	۷ ″ ۱۱
حوادث زمانہ۔	۱۱ ″ ۱۳
حادثہ جو سلطان کو پیش آیا۔	۱۴ ″ ۱۸
دولت ثانیہ سعیدہ رفیعہ کی ترتیب	۱۸
وزرا	۱۹ تا ۲۴
اولاد۔	۲۴
قضاۃ۔	۲۴ ″ ۲۵
کتّاب۔	۲۵
شیخ غزاۃ۔	۲۵ ″ ۲۶
ظرائف و حسن توقیع۔	۲۶
بادشاہان ہمعصر	۲۶ ″ ۲۹
ملوک نصاریٰ۔	۲۹ ″ ۳۵
موجودہ عہد حکومت کے بعض کارنامے۔	۳۵ ″ ۵۱
حوادث۔	۵۱ ″ ۶۴
جہاد ماہ شعبان ۷۶۸ھ۔	۶۴ ″ ۶۵
رسالۂ مرینیہ۔	۶۵ ″ ۶۸
غزوۂ حصن آش۔	۶۸ ″ ۶۹
اطریرہ پر فوج کشی۔	۶۹ ″ ۷۰

مضامین	صفحات
غزوۂ فتح جیان۔	۷۰ تا ۷۱
غزوۂ شہر ابدہ۔	۷۱
تباہی بادشاہ قشتالہ۔	۷۱ ؍ ۷۸
سلطان کی ولادت باسعادت ظاہر و باطن سراپا خیر و برکت، قرین عافیت۔	۷۸
محمد بن یوسف۔	۷۹ تا ۸۸
نام، نسب، کنیت اور لقب۔	۷۹
اولیت۔	۷۹ ؍ ۸۱
حال۔	۸۱ ؍ ۸۲
اخلاق و عادات۔	۸۲
اولاد	۸۲ ؍ ۸۳
وزراءِ سلطنت۔	۸۳
کُتّاب۔	۸۳
قضاۃ	۸۳
ہمعصر بادشاہان مغرب۔	۸۳ ؍ ۸۴
متفرق واقعات۔	۸۴ ؍ ۸۵
ولادت	۸۶
وفات۔	۸۶
لوح مزار۔	۸۶ ؍ ۸۸
محمد بن عبداللہ۔	۸۸ تا ۹۴
نام و نسب۔	۸۸
اولیت۔	۸۹
حال۔	۸۹ تا ۹۰
ہوشیاری اور نام نمود	۹۰
ذاتی اوصاف	۹۰ ؍ ۹۱
غزوات و فتوح	۹۱
اشعار۔	۹۱
وسعت حکومت۔	۹۲
غرناطہ میں داخل ہونا۔	۹۲ ؍ ۹۳
وفات۔	۹۳
لوح مزار۔	۹۳ ؍ ۹۴
محمد بن عباد	۹۴ تا ۱۰۸
نام و نسب۔	۹۴
اولیت۔	۹۴ ؍ ۹۵
حال۔	۹۵
وزرا۔	۹۵
فرزندان جو بادشاہ بنائے گئے۔	۹۵
ایک واقعۂ عظیم۔	۹۶ ؍ ۹۸
فیاضی۔	۹۸ ؍ ۹۹
علم	۹۹ ؍ ۱۰۱
فی البدیہ توقیع و نثر۔	۱۰۱ ؍ ۱۰۲
لطافت و ظرافت۔	۱۰۲ ؍ ۱۰۴
تباہی	۱۰۴ ؍ ۱۰۶
غرناطہ جانا	۱۰۶ ؍ ۱۰۷
ولادت۔	۱۰۷

Marfat.com

مضامین	صفحات
وفات۔	۱۰۷
خود اپنا مرثیہ۔	۱۰۷ تا ۱۰۸
دوسروں کے کہے ہوئے مرثیے	۱۰۸
محمد ابن سعد	۱۰۸ تا ۱۱۵
اولیت۔	۱۰۹۔
حال	۱۰۹ ، ۱۱۰
بیکاری و خراچی۔	۱۱۰
مکروہ و قابل نفرت حرکات۔	۱۱۰ ، ۱۱۴
اُس زمانے کے بعض حوادث اور اُس کی مختصر تاریخ۔	۱۱۴
ابن سعد کا غرناطہ جانا۔	۱۱۴ ، ۱۱۵
وفات۔	۱۱۵
محمد ابن یوسف۔	۱۱۵ تا ۱۲۰
نام، نسب، کنیت اور لقب۔	۱۱۵
اولیت	۱۱۵ ، ۱۱۷
حال۔	۱۱۷
اس عہد کے بعض واقعات۔	۱۱۷ ، ۱۱۸
برادراں	۱۱۹
اولاد۔	۱۱۹
غرناطہ جانا۔	۱۱۹
وفات۔	۱۱۹ ، ۱۲۰
محمد ابن احمد	۱۲۰ تا ۱۲۳
نام و نسب و کنیت اور وطن۔	۱۲۰ ، ۱۲۱
اولیت۔	۱۲۱
حال و شہرت۔	۱۲۱
اساتذہ۔	۱۲۱ تا ۱۲۲
زوال اور وفات۔	۱۲۲ ، ۱۲۳
شعر۔	۱۲۳
محمد ابن احمد	۱۲۳ تا ۱۲۵
نام، نسب، وطن اور کنیت۔	۱۲۳ ، ۱۲۴
حال اور اولیت۔	۱۲۴
عروج۔	۱۲۴
زوال و موت۔	۱۲۴ ، ۱۲۵
اساتذہ۔	۱۲۵
محمد ابن فتح	۱۲۵
نام و نسب اور کنیت و عہدہ	۱۲۵
حال	۱۲۵
وفات	۱۲۵
محمد ابن احمد	۱۲۶
نام و نسب، کنیت اور وطن۔	۱۲۶
حال۔	۱۲۶
اساتذہ	۱۲۶
محمد ابن علی	۱۲۷ تا ۱۲۸
نام و نسب، کنیت اور عرف	۱۲۷
حال۔	۱۲۷
وفات۔	۱۲۸

Marfat.com

مضامین	صفحات
محمد ابن رضوان	۱۲۸ تا ۱۲۹
نام ونسب کنیت اور وطن۔	۱۲۸
حال۔	۱۲۹
اساتذہ	۱۲۹
تالیف	۱۲۹
وفات	۱۲۹
محمد ابن محمد (ابو البرکات)	۱۳۰ تا ۱۵۹
نام ونسب کنیت اور وطن۔	۱۳۰
اولیت	۱۳۰
حال	۱۳۰ ؍ ۱۳۱
ولایت	۱۳۱ ؍ ۱۳۳
تصنیفات	۱۳۳ ؍ ۱۳۶
اشعار	۱۳۶ ؍ ۱۵۹
محمد بن عبد اللہ بن منظور قیسی۔	۱۵۹ تا ۱۶۱
نام، نسبت، سکونت۔	۱۵۹
اولیت	۱۵۹ ؍ ۱۶۰
حالات۔	۱۶۰
اساتذہ	۱۶۰ ؍ ۱۶۱
تالیفات	۱۶۱
اشعار	۱۶۱
محمد بن علی بن خضر بن ہارون غسانی	۱۶۲ تا ۱۶۵
نام، نسبت، عرف، سکونت۔	۱۶۲
اساتذہ۔	۱۶۲ ؍ ۱۶۳
تلامذہ۔	۱۶۳
تصانیف	۱۶۳ تا ۱۶۴
ولادت	۱۶۴
وفات۔	۱۶۵
محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن احمد ابن محمد بن ابی بکر بن سعد۔	۱۶۵ تا ۱۶۹
نام ونسب۔	۱۶۵
حالات۔	۱۶۵ تا ۱۶۷
توقیع	۱۶۷
شاعری	۱۶۷ ؍ ۱۶۸
اساتذہ	۱۶۸ ؍ ۱۶۹
ولادت۔	۱۶۹
وفات۔	۱۶۹
محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن محمد ابن محمد بن علی بن موسیٰ بن ابراہیم بن محمد بن ناصر ابن خیون بن قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔	۱۶۹ تا ۱۷۴
حالات	۱۶۹ تا ۱۷۰
ولایت۔	۱۷۰ ؍ ۱۷۱
اساتذہ۔	۱۷۲
مصیبت۔	۱۷۲

Marfat.com

مضامین	صفحات
تصانیف	۱۷۲ تا ۱۷۳
شعر۔	۱۷۳ ؍ ۱۷۴
پیدائش۔	۱۷۴
وفات۔	۱۷۴
محمد بن احمد بن عبدالملک القشتالی	۱۷۴ تا ۱۷۸
نام، کنیت۔	۱۷۴۔
حالات	۱۷۴ تا ۱۷۸
محمد بن محمد بن احمد بن ابوبکر بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن علی قرشی مقری۔	۱۷۸ تا ۲۱۸
نام وکنیت۔	۱۷۸
خاندانی حالات۔	۱۷۸ ؍ ۱۸۰
حالات۔	۱۸۰ ؍ ۱۸۲
ورود غرناطہ۔	۱۸۲ ؍ ۱۸۷
اساتذہ۔	۱۸۷ ؍ ۱۸۹
سفر۔	۱۸۹
تصانیف۔	۱۸۹ ؍ ۱۹۰
شعر۔	۱۹۰ ؍ ۲۱۸
وفات۔	۲۱۸
محمد بن عیاض بن محمد	۲۱۸ تا ۲۲۰
نام ونسب۔	۲۱۸
حالات۔	۲۱۸ ؍ ۲۱۹
اساتذہ	۲۱۹ ؍ ۲۲۰
تلامذہ	۲۲۰

مضامین	صفحات
ولادت۔	۲۲۰
وفات	۲۲۰
محمد بن عیاض بن موسیٰ	۲۲۱
نام، نسب۔	۲۲۱
حالات۔	۲۲۱
استاذ۔	۲۲۱
وفات۔	۲۲۱
محمد بن احمد بن جبیر	۲۲۱ تا ۲۲۹
نام، نسب۔	۲۲۱
خاندانی حالات۔	۲۲۱
حالات۔	۲۲۲
سفر	۲۲۳ ؍ ۲۲۲
اساتذہ۔	۲۲۳
تلامذہ۔	۲۲۳ ؍ ۲۲۴
تصانیف۔	۲۲۴
شعر شاعری	۲۲۴ ؍ ۲۲۸
نثر۔	۲۲۸ ؍ ۲۲۹
ولادت۔	۲۲۹
وفات۔	۲۲۹
محمد بن احمد بن محمد	۲۲۰ تا ۲۳۹
نام ونسب	۲۳۰
خاندانی حالات۔	۲۳۰
حالات	۲۳۰ ؍ ۲۳۹

Marfat.com

مضامین	صفحات
اساتذہ۔	۲۳۱ تا ۲۳۲
شعر۔	۲۳۲ ـ ۲۳۹
ولادت۔	۲۳۹
وفات۔	۲۳۹
محمد بن احمد بن قطبۃ الرؤسی	۲۳۹ تا ۲۴۳
نام و نسب۔	۲۳۹
حالات۔	۲۳۹ ـ ۲۴۰
شاعری	۲۴۰ ـ ۲۴۳
محمد بن محمد الرؤسی	۲۴۳ تا ۲۴۴
نام و نسب۔	۲۴۳
حالات۔	۲۴۳ تا ۲۴۴
محمد بن محمد بن قطبۃ الرؤسی	۲۴۴ تا ۲۴۵
نام و نسب	۲۴۴
شاعری	۲۴۴ ـ ۲۴۵
محمد بن محمد الرؤسی	۲۴۵ تا ۲۴۶
نام و نسب۔	۲۴۵
حالات۔	۲۴۵
شاعری	۲۴۵ ـ ۲۴۶
محمد بن محمد الکلبی	۲۴۶ تا ۲۵۸
نام و نسب	۲۴۶
خاندان	۲۴۶
حالات	۲۴۶ ـ ۲۴۷
تصنیفات۔	۲۴۷
شاعری۔	۲۴۷ تا ۲۵۸
وفات۔	۲۵۸
محمد بن محمد۔	۲۵۸ تا ۲۶۱
نام و نسب۔	۲۵۸
حالات	۲۵۸ ـ ۲۵۹
شاعری۔	۲۵۹ ـ ۲۶۱
وفات	۲۶۱
محمد بن محمد بن عبد اللہ	۲۶۱ تا ۲۶۳
نام و نسب۔	۲۶۱
حالات۔	۲۶۱ ـ ۲۶۲
شاعری	۲۶۲ ـ ۲۶۳
ولادت۔	۲۶۳
محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن۔	۲۶۳ تا ۲۷۱
نام و نسب۔	۲۶۳
خاندانی حالات۔	۲۶۳
حالات	۲۶۳ ـ ۲۶۴
اساتذہ۔	۲۶۴ ـ ۲۶۵
تالیفات۔	۲۶۵
شاعری و انشا پردازی	۲۶۵ ـ ۲۷۱
پیدائش۔	۲۷۱
وفات	۲۷۱
محمد بن محمد۔	۲۷۱ تا ۲۷۲
نام و نسب۔	۲۷۱

Marfat.com

مضامین	صفحات
حالات۔	۲۷۱
شاعری۔	۲۷۱ تا ۲۷۲
وفات۔	۲۷۲
محمد بن مالک الطفسری	۲۷۳ تا ۲۷۴
نام ونسب۔	۲۷۲
حالات۔	۲۷۳ ؍ ۲۷۳
وفات۔	۲۷۳ ؍ ۲۷۴
محمد بن علی الاوسی۔	۲۷۴ تا ۲۷۵
نام ونسب۔	۲۷۴
حالات۔	۲۷۴
ادب وشاعری	۲۷۴ تا ۲۷۵
محمد بن علی	۲۷۵ تا ۲۷۶
حالات۔	۲۷۶
ولادت۔	۲۷۶
وفات۔	۲۷۶
محمد بن علی بن العابد الانصاری	۲۷۶ تا ۲۷۷
نام ونسب۔	۲۷۶
حالات۔	۲۷۶ تا ۲۷۷
اساتذہ۔	۲۷۷
شاعری	۲۷۷
وفات۔	۲۷۷
محمد بن ہانی الازدی۔	۲۷۷ تا ۲۸۲
نام ونسب۔	۲۷۷
خاندانی حالات۔	۲۷۷
حالات۔	۲۷۷ تا ۲۷۸
شاعری	۲۷۹ ؍ ۲۸۳
وفات۔	۲۸۲
محمد بن یحییٰ الغرناطی	۲۸۲ تا ۲۹۲
نام ونسب۔	۲۸۲
حالات۔	۲۸۲ تا ۲۸۳
شاعری۔	۲۸۳ ؍ ۲۹۲
محمد بن یوسف۔	۲۹۳ تا ۲۹۳
نام ونسب۔	۲۹۳
حالات۔	۲۹۳ تا ۲۹۴
اساتذہ۔	۲۹۴
شاعری۔	۲۹۴ تا ۳۲۴
محمد بن احمد۔	۳۲۴ تا ۳۲۶
نام ونسب۔	۳۲۴
حالات۔	۳۲۴
شاعری	۳۲۴ تا ۳۲۵
مصیبت	۳۲۵
اشعار۔	۳۲۵ ؍ ۳۲۶
اساتذہ۔	۳۲۶ ؍ ۳۲۶
وفات	۳۳۶
محمد بن احمد بن الحداد الوادی آلاشی	۳۳۶ تا ۳۳۸
نام ونسب۔	۳۳۶

Marfat.com

مضامین	صفحات
حالات۔	۳۳۶
تالیفات۔	۳۳۶
دیگر حالات۔	۳۳۶ تا ۳۳۸
محمد بن ادریس	۳۳۸ تا ۳۴۴
نام ونسب۔	۳۳۸
حالات۔	۳۳۸
شاگرد۔	۳۳۸
شاعری اور غرناطہ میں ورود۔	۳۳۸ تا ۳۴۲
وفات۔	۳۴۲
محمد بن محمد بن احمد انصاری	۳۴۴ تا ۳۵۳
نام ونسب۔	۳۴۴
حالات۔	۳۴۵
اساتذہ۔	۳۴۵
تلامذہ۔	۳۴۵
شاعری۔	۳۴۵ تا ۳۴۷
انشا	۳۴۷ ؍ ۳۵۲
غرناطہ میں ورود۔	۳۵۳
اساتذہ۔	۳۵۳
وفات	۳۵۳
محمد بن مسعود بن خالصۃ۔	۳۵۳ تا ۳۶۴
نام ونسب۔	۳۵۳

مضامین	صفحات
حالات۔	۳۵۳ تا ۳۵۴
اساتذہ	۳۵۴
شاگرد۔	۳۵۴
شاعری۔	۳۵۴
انشا۔	۳۵۵ ؍ ۳۶۳
وفات۔	۳۶۳ ؍ ۳۶۴
محمد بن عبید اللہ بن داؤد بن خطاب	۳۶۴ تا ۳۶۷
نام ونسب۔	۳۶۴ تا ۳۶۵
اساتذہ۔	۳۶۵
شاعری۔	۳۶۵ ؍ ۳۶۷
نثر۔	۳۶۷
محمد بن عبد الرحمن اللخمی	۳۶۸ تا ۴۰۱
نام ونسب وخاندان	۳۶۸
حالات	۳۶۸ تا ۳۶۹
سفر اور شہرت۔	۳۶۹ ؍ ۳۷۰
اساتذہ۔	۳۷۰ ؍ ۳۷۴
مصیبت۔	۳۷۴ ؍ ۳۷۵
تلامذہ۔	۳۷۵ ؍ ۳۸۲
شاعری۔	۳۸۲ ؍ ۳۹۲
انشا۔	۳۹۲ ؍ ۳۹۷
وفات۔	۳۹۷ ؍ ۴۰۱ ختم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بن یوسف بن اسماعیل بن فرج بن اسماعیل بن فرج بن نصر

عہد حاضر کے امیر المسلمین اندلس

یہ سلطان صدر الصدور، علم الاعلام خلیفۃ اللہ اور عماد الاسلام ہیں خاندان نصریہ عالی نسب کے رئیس، اور اس خانوادۂ کریم النفس کے شمع منیر، عزت و شرف عظیم کے لب لباب، کمال کے معنی عزم و استقلال کی صورت، سرنامۂ خیر و برکت طائر مبارک فال، اور محمود الخصال ہیں، اون کے اوصاف کی کوئی انتہا نہیں، ان کی تعریف کا حق ادا کرنے سے عبارت قاصر، اور ان کی ثنا کے میدان میں چلنے سے زبان نظم و نثر عاجز ہے، اور ان کے مرتبۂ بلند تک مدّاح کی رسائی ناممکن ہے۔

اولیّت

سلطان موصوف کی اولیّت آفتاب نصف النہار کی طرح مشہور ہے اور تمام دنیا جانتی ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، اور جو لوگ کان اور آنکھ رکھتے ہیں ان کے نزدیک فخر کے لئے یہ انتساب کافی ہے۔

حالات

سلطان موصوف اپنے خاندان میں سب سے زیادہ اقبال مند شخص ہیں۔ اور ان کی ولادت اور ولایت کی ساعت سب سے زیادہ مبارک ہے، اللہ نے سلطان کی ذات میں حسن صورت، استقامت فطرت، اعتدال اخلاق، صحت فکر، صفائی ذہن، رسائی فہم، لطافت مسائل، اور کامل غور و تامل کا مادہ جمع کر دیا ہے، اور حلم و وقار کہ یہ دونوں

Marfat.com

صفات اللہ کو پسند ہیں اور سلامت قلب جو کہ علامات ایمان سے ہے اور نرم دلی اور نصیحت کو فی الفور قبول کر لینا اور طہارت وعفت کے میدان میں اقران پر فائق رہنا اور افراط جرأت، ایجاد آلات، شوق جہاد، ثابت قدمی، قوت قلب، مشہور زمانہ دلیری، رحم و مہربانی کو ترجیح دینا اور تدبیر میں کامیاب رہنا، الغرض ان تمام خوبیوں کو ان کی ذات میں اس درجہ جمع کیا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس جامعیت کا پایا نہیں جاتا، اللہ ان پر اس سے بھی زیادہ فضل کرے ان کی حکومت ان کی اولاد میں باقی رکھے اور ان کی زندگی سے مسلمانوں کو نفع پہونچاتا رہے۔

۸۵۵ھ میں بعد نماز عید فطر سلطان اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد نیکی کے آثار، عمر کی ترجیح، اور بابرکت ہونے کی امید کے باعث اہل ملک کی رضامندی و اختیار سے تخت نشین کئے گئے، اس وقت وہ نو عمر قریب بہ سن بلوغ تھے، اللہ نے اپنے حفظ و امان میں رکھ کر خیریت کے ساتھ جوانی کی عمر کو پہنچایا اور آرام و راحت کا سارا سامان مہیا کر دیا۔ چنانچہ اس اثنا میں نہ کبھی آسمانی بارش میں کمی ہوئی اور نہ دشمنوں کی طرف سے کوئی خطرہ پیش آیا، نہ انقلاب میں کچھ ردوبدل ہوا، نہ مکارہ زمانہ سے سابقہ پڑا، نہ بھوک کی تکلیف ہوئی، اور نہ فراخ سالی و خوش حالی میں کوئی شئے مانع و مزاحم ہوئی۔

یہ حالت اس مشہور حادثے کے پیش آنے تک قائم رہی جو حقیقت میں سلطان کے لئے ایک آزمایش کا موقع تھا، جس سے ان کو بہت کچھ تجربہ حاصل ہوا، اور عبرت کا مفید سبق ملا، سلطان یہ دیکھ کر کہ ان کی سلطنت ظالموں کے قبضے میں چلی گئی، چلتے ہوئے تیروں کی زد سے بچ نکلے، اور مفسدوں کے توقعات سے دور ہٹ کر ایک محفوظ اور مامون مقام میں مستور ہو گئے۔

پھر وہاں سے واپس آئے۔ اور دارالاسلام میں سلطان کے واپس آجانے کی سب سے زیادہ قدر و منزلت خود اسلام نے کی اور ان کی رجعت کو پسند کیا۔ اس لئے کہ وہ ان کے مخالفوں کو بھی آزما کر دیکھ چکا تھا، سلطان کے آجانے سے گویا ملک میں دفعتہً پانی برس گیا اور انصاف ایسا عام ہو گیا کہ اس کی بڑی شہرت اور نیک نامی ہوئی، اور ملک میں مال و دولت کی فراوانی، بارش کی افراط، برکات کا

ظہور فتوح کا سلسلہ، الغرض ایسی حالت ہوگئی جس کے آثار ہمیشہ باقی رہیں گے، اور اس اجمال کی تفصیل بقدر گنجایش بحولہ تعالیٰ حسب ترتیب آگے آئیگی۔

دولت اُولیٰ کی ترتیب

سلطان کی حکومت کے دو دور ہیں، اس لئے کہ ان کو دو مرتبہ ولایت حاصل ہوئی دنیا میں ایک ایسی زندگی بسر کرنے کے بعد جس کے نیک کاموں سے نیکی کے اعمال نامے بھر جائیں اور جس کے نام نیک کی یادگاریں ہمیشہ باقی رہیں اور جس کے اعمال وسیلۂ تقرب ہوں، اور جو اس مقام میں جو اللہ کے نزدیک ارفع و اعلیٰ ہے ترقی درجات کا ذریعہ ہو، اللہ ان دونوں دور حکومت پر آخرت کی سلطنت کا اضافہ کرے، کہ اہل ایمان کے نزدیک بہتر اور باقی رہنے والی وہی شئے ہے جو اللہ کے یہاں ہے، اور اہل ایمان اپنے رب ہی پر توکل رکھتے ہیں۔

وُزرا و حُجّاب

سلطان نے اپنی نیابت اور حاجب باب کی خدمت پر شیخ قائد ابو نعیم رضوان مرحوم کو مقرر کیا جو اس عنایت کے مستحق تھے اور شرفائے جلیل القدر میں ایک منتخب اور شریف النسب شخص تھے، اور حکومت و تربیت کے کام میں ان کا اعلیٰ درجے کا فضل و کمال مسلم تھا، اور ان کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا تھا، وہ علم و ادب کے سرپرست تھے، سلطان کے جد بزرگوار کے معتمد علیہ اسلاف کے مولیٰ تھے جو سلطان کے عہد تک بڑے مدبر اور اعیان و ارکان سلطنت میں سب سے زیادہ لایق اور قابل قدر شخص سمجھے جاتے تھے۔ اور مشائخ ممالیک میں یادگار اہل کمال اور بہترین موالی میں سے تھے۔

شیخ موصوف نے سارا بار اٹھالیا، اور سلطان کی نیابت کرنے لگے، انھوں نے سارے مراتب علیٰ حالہ قائم رکھے القاب کی نگہداشت کی سب کے ساتھ انصاف کیا۔ جو لوگ محنت و تکلیف میں تھے ان کے لئے آسانیاں مہیا کیں، نصیحت و مشورہ طلب کرتے رہے، اور کبھی ان کے حسن سیرت اور خلوص میں کوئی کمی

Marfat.com

نہیں ہوئی۔

شیخ نے میری عزت افزائی خصوصیت کے ساتھ کی، میرے ساتھ ایسا عمدہ برتاؤ کیا جس سے زیادہ ممکن نہیں مجھ کو میری عمر اور قربت کی حیثیت سے بہت زیادہ دیا، مرتبے میں مجھ کو اپنا شریک بنالیا میرے حقوق و اختیارات میں کبھی مداخلت نہیں کی، حاضر و غائب ہر حال میں وزارت کا لقب میرے لئے مخصوص کر دیا۔ اور مشایعت و استقبال کا ہمیشہ التزام رکھا، خلاصہ یہ کہ ان امور میں ان کے اخلاق و اطوار نہایت اعلیٰ درجے کے اور بعینہٖ اسی قسم کے تھے جو بزرگان سلف سے منقول ہیں۔

میرے ساتھ ان کی محبت یوماً فیوماً بڑھتی گئی اور جب مجھ کو سلطان کی خدمت میں تقرب خاص حاصل ہوا اوس وقت ان کے اور سلطان کے درمیان جو راز کی باتیں ہوتی تھیں ان کا جاننے والا میرے سوا دوسرا کوئی نہیں تھا، مرتے دم تک میرے اور ان کے تعلقات کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی خلاف طبع اور ناگوار امر پیش آتا مثلاً ان کی روش کے متعلق کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی، یا ان کے معاملات میں کذب و افترا سے انقلاب کا اندیشہ ہوتا، اس وقت وہ اپنے دل کا حال صرف مجھ سے کہہ کر طبیعت کو تسکین دیتے اور غم غلط کرتے تھے اور اگر کسی حیلہ و مکر سے اون کی طبیعت میں برہمی پیدا ہوتی تو اس کی اصلاح صرف میرے ذریعے سے کرتے تھے۔

شیخ مجاہدین اور سپہ سالار فوج

سلطان نے اپنے ابتدائے عہد میں فوج کی سرداری پر شیخ ابوزکریا یحییٰ بن عمر بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق کو برقرار رکھا جو سلطان کے والد کے وقت میں بھی شیخ الغزاۃ تھے اور قوم میں ایک صائب الرائے آزمودہ کار اور دانشمند شخص سمجھے جاتے تھے، اور حزم و تدبیر تجربہ و انتقال ذہن اور سنجیدگی و فہم رسا میں یادگار سلف تھے مختصر یہ ہے کہ وہ ایک یکتائے روزگار اور بینظیر شخص تھے، شجاعت و اصالت اور رائے اور مباحثے کے لحاظ سے سرداری کا استحقاق رکھتے تھے، وہ اپنے قبیلے کے بڑے نساب اور ان کی زبان کے ماہر اور ان کی سیاست کے کسرے تھے، اس کے

Marfat.com

ساتھ طبیعت میں نرمی بھی تھی سلطان کے کام کو سکون و اطمینان کے ساتھ انجام دیتے تھے اور ضرورت و حاجت کے وقت اپنے درجے سے نیچے بھی اتر آتے تھے اور سفارشیں ہمدردی و مہربانی کے لہجے میں کرتے تھے، اہل مجلس کو خوش اور محظوظ رکھتے تھے، نہایت ذہین صاحب عقل اور جمیل و شکیل شخص تھے اور ان کا رسوخ و اثر اس سبب سے بہت بڑھ گیا تھا کہ معروضات و مراسلات کی مجلس کے ساتھ بھی تعلق رکھتے تھے، جس کا بیان آئندہ کیا جائے گا۔

کاتب سرّ

(پرائیوٹ سکرٹری)

ابتدا میں سلطان کے پیچھے کھڑے رہنے بیعت و تہنیت کے وقت ان کا ہاتھ پکڑنے کتابت و انشا عرائض و جواب اور خلعت و مجالست کی خدمتیں، جن پر سلطان کے والد مرحوم نے مجھے مقرر کیا تھا، میں ہی انجام دیتا رہا اور خدمت قلم اور لقب وزارت کا جامع رہا، جو افسر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے سب سے زیادہ معزز عہدہ ہے، محل شاہی اور دارالسلطنت کے متعلق تمام امور میں سلطان کی نیابت میرے ساتھ مخصوص رہی، امور انتظامی کا جاری کرنا متفرق امور میں مناسب احکام صادر کرنا وظائف جاری کرنا یہ سب میرے اختیار میں تھا اور میری وجاہت اور عزت سب پر ظاہر تھی۔

اس کے بعد میری عزت اور زیادہ بڑھی اور عقل و فہم میں بھی پختگی آئی اور مقربین خاص کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اس وقت سلطان نے مجھ کو حاضری دربار کی خدمت سے صف وزارت میں منتقل کر دیا، اور مجھ پر ایسی مہربانی کرتے رہے جس سے زیادہ ممکن نہیں اور مجھ کو خصوصیت کا وہ مرتبہ دیا جس کے اوپر کوئی مرتبہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس احسان کی جزائے خیر دے اور اس رعایت کا صلہ عنایت کرے اور اپنی بارگاہ میں ان کو اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔

اپنی ولایت کے دوسرے دن مہربان سلطان نے (اللہ اس کریم اور مہربان

Marfat.com

کی زندگی کو کدورتوں سے صاف رکھے، مجھ کو یہ عزت دی کہ مغرب و ملحقات مغرب یعنی بلادِ افریقہ کے بادشاہ و سلطان خلیفہ ابو العنان کے دربار میں مجھ کو اپنا سفیر بنا کر روانہ کیا، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

پھر اپنی ولایت کے اس پہلے دور میں مجھ کو پیشی کا کام انجام دینے سے ترقی دے کر بہت سی خدمتوں کے اختیارات تفویض کر دئے۔ اور میں نے ان کل خدمتوں پر اپنی جگہ کام کرنے کے لئے ..... اگرچہ یہ ترقی کا انتہائی درجہ تھا، فقیہ ابو محمد بن عطیہ کو وادی آش کے منصب قضا و خطابت سے ہٹا کر اپنا نائب بنا لیا، جو کچھ میری رائے اور تجویز سے لکھا جاتا تھا وہ فقیہ موصوف کے انتظام سے لکھا جاتا تھا، وہی میرا حکم دریافت کرتے تھے اور میرے پاس آتے جاتے تھے، اور وقوع حادثہ و انقلاب سلطنت کے متعلق مشیتِ الٰہی کے نافذ ہونے تک وہ ان تمام خدمتوں کو بڑی لیاقت اور محنت سے انجام دیتے رہے۔

قضاۃ

سلطان نے قضا و خطابت کے متعلق سارے اختیارات اپنے والد کے قاضی شیخ استاذ شریف کے ساتھ مخصوص کر دئے تھے استاذ موصوف کی ادا سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایک باوقار شایستہ اطوار اور عالی خاندان شخص ہیں، وہ علوم ادبیہ کے عالم متبحر تھے اور فصل خصومات میں اعلیٰ درجے کی دستگاہ رکھتے تھے نیز ایک وحید عصر اور فرید دہر شخص تھے، اور وہی تنہا ایک شخص تھے جو شہر سبتہ سے منتقل ہو کر ایالت نصریہ میں آگئے تھے۔

قاضی مرحوم کی وفات عین وقوع حادثہ کے وقت ہوئی، مرحوم کے بعد اس خدمت کے سب سے زیادہ مستحق شیخ فقیہ قاضی ابو البرکات تھے جو سلطان کے والد کے زمانے میں قاضی رہ چکے تھے اور نہایت لایق اور کارآزمودہ شخص تھے، یہ اس وقت سلطان کی طرف سے کسی سفارت پر گئے ہوئے تھے ان کی واپسی کے انتظار میں اس عہدے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور قبل ان کے تقرر کے ابتلا پیش آگیا اور اسوقت تک ابراہیم نیابتہً کام کرتے رہے۔

Marfat.com

ملوک ہم عصر

مغرب میں امیر المسلمین ابوعنان ابن امیر المسلمین ابوالحسن ابن امیر المسلمین ابوسعید ابن امیر المسلمین یعقوب ابن عبدالحق سلطان اور امام وخلیفہ تھے امام موصوف اعلیٰ درجے کے سعادت مند، نہایت نیک نیت راست باز بڑے لائق وفائق اور خداداد قابلیت کے شخص تھے، اور عقل وفضل فکر خط، بلاغت حفظ، ذکاوت اور فہم و جرأت میں انتہا درجے کا کمال رکھتے تھے اللہ ان کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے

سلطان نے امام موصوف کی بیعت کرنے ان کے امر کی تکمیل کرنے اور ان کے ساتھ دوستی کا عہد و پیمان باندھنے اور ان کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے مجھ کو اپنا نائب بنا کر ان کی خدمت میں بھیجا، ان کے علاوہ کچھ ایسی مہتم بالشان باتیں تھیں جن کی اہمیت اہل زمانہ کی فہم سے بالاتر ہے اور جن کی حقیقت بیان نہیں کی جا سکتی۔

ہم بتاریخ اٹھائیس ماہ ذیقعدہ ۷۵۵ھ میں مذکور امام مغرب کی خدمت میں پہونچے اور مضمون رسالت ادا کرتے وقت ہم نے امام کو مخاطب کر کے قصیدۂ ذیل پڑھا۔

خلیفۃ اللہ ساعد القدر	اے اللہ کے خلیفہ جب تک تاریکی میں ماہتاب
علاك ملاح فی الدجی القمر	چمکا کرے تقدیر آپ کی مساعدت کرتی رہے

جس غرض کے لئے ہم اُن کی خدمت میں گئے تھے اس میں ہمیں پوری کامیابی ہوئی۔

سلطان مغرب کے ساتھ شیر کا شکار

اسی قیام کے اثناء میں امام موصوف ہمکو براہ مہربانی ایک ایسے مقام پر لے گئے جس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا، یہاں ایک بھورے رنگ کا بہت بڑا شیر جس کے دونوں ہی تھ بہت فربہ تھے اور اس کے شانوں کے درمیان کثرت سے بال تھے ایک لکڑی کے پنجرے میں مقید تھا، خادموں نے پنجرے کے سوراخوں سے شیر کو اس قدر دق

Marfat.com

کیا کہ وہ غصے میں آکر کھڑا ہو گیا اور پنجرے کے دروازے کو چور چور کر ڈالا میدان میں ایک بڑے سر اور بلند قد و قامت کا بیل لاکر کھڑا کیا گیا اور اس کے آگے بھینسوں کی ایک قطار کھڑی کی گئی تھی، مقابلے کا وقت آپہونچا، اور ہنگامۂ کارزار گرم ہوا گرج اور دہاڑنے کی آواز چوٹی کی جس بلندی تک جا سکتی تھی پہونچ گئی، بزدلوں نے دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ہمت کی اور بہادر مرنے پر آمادہ ہوا، شیر اس تکلیف سے جو اس کو پہونچی مقابلے کے قابل نہیں رہا اور صبر و تحمل کر کے جنگ آزمائی سے باز آگیا مسلح اور زرہ پوش پیادوں پر جا پڑا اور ہمت کر کے اس تیزی سے نکل بھاگنا چاہا گویا ستارہ ٹوٹا یا تاریکی میں بجلی چمک گئی، دو ایک پیادوں کو شیر نے ہلاک کیا اور باقی پیادوں نے نیزوں سے شیر کا کام تمام کر دیا اور اس کو اسی خون آلودہ حالت میں سلطان کے سامنے گھسیٹ لائے۔

بعض حاضرین نے اصرار کے ساتھ اس واقعے کو نظم کرنے کی فرمائش کی اور میں نے اشعار ذیل موزوں کر کے سنائے۔

انعام ارضك تقهر الآسادا	آپ کے ملک کے چوپائے شیروں کو مغلوب کیے لیتے ہیں
طبعاك الارواح والاجسادا	یہ ان کی طبعی حالت ہے جو روح اور جسم سب پر چھا گئی ہے
وخصائص للمجد نلت ضروبها	عظمت و شرف کی مختلف قسم کی خصوصیتیں آپ کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔
فی الخلق سادلاجلها من سادا	کہ خلق میں جو شخص سردار ہوا ہے انھیں کی وجہ سے سردار ہوا ہے۔
ان الفضائل فی حماك بضائع	آپ کے حدود مملکت کے اندر فضائل ایسے مال ہیں۔
لم تخش من بعد النفاق کسادا	جن کے لئے بازار میں رائج ہو جانے کے بعد پھر ارزاں ہونے کا ڈر نہیں ہے۔
کان الهزبر مجاریا فجزیته	شیر نے لڑنا چاہا تو آپ نے اس کو وہ سزا دی۔
یجزا من فی الارض فسادا	جو اس شخص کو دیجاتی ہے جو ملک میں فساد برپا کرتا ہے

سلطان نے پابندئ مضمون اور ہیبت مجلس کے باوجود طبیعت کی آمد اور برجستہ گوئی کی قدرت پر تحسین کی۔

Marfat.com

ہم اس سفر سے سفارت کا نہایت بہتر نتیجہ حاصل کر کے واپس آئے یعنی ہم سلطان مغرب کی پائیدار دوستی اور امداد حاصل کر کے بیش قیمت فرش اور تحائف کے ساتھ اور لدے ہوئے اونٹوں کی پہلو بہ پہلو قطار اور لذیذ و خوش گوار کھانے لئے ہوئے وسط محرم ۷۵۶ھ میں سلطان کے پاس واپس پہونچے اور یہ محنت و جاں فشانی پوری طرح کامیاب اور بارآور ہوئی۔ اور جو خیال قائم کیا گیا تھا وہ صحیح نکلا' اور میرا یہ سفر اور دوسرا جو اس کے قبل واقع ہوا تھا اس مقصد کی کامیابی کا ایک جزو بن گیا والحمد للہ الذی لہ الحمد فی الاول والآخر۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان مغرب کی موت سازش سے واقع ہوئی' اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ بیماری سے فوت ہوئے وہ بیماری سے بہت کم زور ہو گئے تھے اور ان کی نسبت متعدد غلط اور بری خبریں مشہور ہونے لگی تھیں' وزرا نے ان کے دروازے پر جھگڑا کیا اور بیٹے ان کے گھر کی طرف دوڑنے لگے۔ اس وقت ان کا کارپرداز ڈرا کہ سلطان اس پر شبہ کر کے اس کو سزا دیں گے' سلطان کا کوڑا ان کی تلوار سے زیادہ سخت تھا اور جس شخص پر ان کا عتاب ہوتا اس کے حق میں قبر قید خانے سے زیادہ قریب ہو جاتی تھی' اور اس طرح اس خاندان کے آخری جلیل القدر بادشاہ کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

سلطان مرحوم نے حکومت کو از سر نو زندہ کر دیا تھا۔ انھوں نے قدیم دستوروں کو علی حالہ قائم رکھا تھا اور القاب جاری کیے تھے اور سزا دینے میں بہت سختی کرتے تھے' انھوں نے اپنی ایالت کو ایک تنگ نالے سے بھی زیادہ مختصر کر دیا تھا اندلس کی مدد کی تھی' اور مخالفین کو مغلوب کر لیا تھا' انھوں نے آثار باقیہ قائم کیے' مدرسے اور خانقاہیں بنائیں اور مشاہیر کو بلا کر اپنے گرد جمع کیا انھوں نے عمان پر حملہ کر کے اس کو اپنی ایالت میں داخل کر لیا' پھر قسطینہ اور بجایہ کو بھی تلمسان کے ساتھ ملحق کر لیا۔ اور تونس کی طرف جنگی جہازوں کا بیڑہ روانہ کیا' چنانچہ رمضان ۷۵۸ھ میں ان کے معتمدین نے تونس میں داخل ہو کر اس پر بھی قبضہ کر لیا' اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور تک ان کی دعوت تونس میں قائم رہی۔

سلطان کی موت چودھویں ذیحجہ ۷۵۹ھ کو واقع ہوئی' اور ان کے وزیر

Marfat.com

حسن بن عمر کی تجویز سے امارت ان کے بیٹے کی طرف جن کا نام سعید اور کنیت ابو بکر تھی منتقل ہو گئی، سعید نے ایالات شرقیہ کو واپس لے کر ان پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا، لیکن ان ایالات کی طرف جو فوج روانہ کی گئی اس نے منصور بن سلیمان کی بیعت کر لی وزیر اور سلطان کے نئے شہر میں جو خلافت برنیہ کا مستقر تھا پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ وہاں یہ لوگ زیادہ طاقتور تھے، منصور بن سلیمان مقابلے کے لئے آیا، اور وزیر کی دور اندیشی و مستقل مزاجی سے، شہر کی حکومت اس کے سپرد کر دی گئی۔

سلطان ابو سالم ابراہیم بن سلطان ابو الحسن برادر سلطان ابو عنان مرحوم، جو بھائی سے منحرف ہو کر مغرب سے اندلس چلے گئے تھے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، اندلس چھوڑ کر بادشاہ نصاری کی مدد سے، صوبۂ غربی کے طرف متوجہ ہوئے اور بڑا خطرہ برداشت کرتے رہے، اور مراکش میں اجازت نہ ملنے کے بعد، ان کے جہازوں نے ساحل طنجہ پر قیام کر کے جبال غمارہ کے باشندوں سے مدد چاہی، سبتہ اور طنجہ نے اُن کی اطاعت قبول کر لی، اور لوگ منصور بن سلیمان کو چھوڑ کر بھاگ گئے، منصور مع فرزند گرفتار ہو گیا، اور دونوں قتل کر دئے گئے اللہ دونوں کو اس کا نفع بخشے۔

بروز پنجشنبہ دسویں شعبان سنہ ۷۶۰ھ کو سلطان اور وزیر نے، شہر بیضا، سلطان ابو سالم کے حوالے کر دیا، اور اس پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا، پھر سلطنت میں انقلاب واقع ہوا اور سلطان کے زندہ جانے، اور وہاں سے اپنا ملک واپس لینے کے لئے مدد حاصل کرنے کا واقعہ پیش آیا، جس کا بیان اپنے موقع پر کیا جائے گا، اور بقا صرف اللہ سبحانہ کی ذات کو ہے۔

تلمسان میں، سلطان ابو عمران موسیٰ بن مرہف بن یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن یغمراسن، بادشاہ تھے جنھوں نے ابھی تھوڑے دن ہوئے، سعید کے ابتدائی زمانے میں اُسے واپس لیا تھا۔

تونس میں، رئیس دولت، بقیۃ الفضلا، یادگار زمانہ، فاضل مشہور اور سیاح معروف، شیخ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن ارد، عریف وطن کی نظر توجہ سے ابراہیم بن امیر ابی بکر حفص بن ابراہیم بن ابو زکریا یحییٰ بن عبد الواحد امیر تھے عیسائی بادشاہوں میں، بطرہ بن الہنشہ بن ہرانڈہ بن شانجہ بن الفنش

بن ہرانده (چالیس تک) قشتالہ کا بادشاہ تھا' یہ شخص اپنے باپ کے آخر زمانے میں بوجوہ چند در چند ماہ محرم ۷۵۱ھ میں والی ملک بن گیا' مسلمانوں کے بلاد کے متعلق' اس کے باپ کے ساتھ جو صلحنامہ کیا گیا تھا' اس کے مرنے کے بعد بیٹے کے ساتھ بھی جس کا حال بیان کیا جا رہا ہے' قائم رہا۔ اس کے وقت میں' رومیوں کے اندر سخت بغض و عناد اور باہمی اختلاف پیدا ہو گیا' اور وہ بہت پریشاں حال ہو گئے' اور ان کے اکثر اعیان ہلاک ہو گئے' اس شخص کے خاص لوگوں میں سے' اس کے تمام علاتی بھائی اس کی خودغرضی اور نفس پرستی سے اس درجہ خوف زدہ ہوے کہ ان سب نے اپنی ماں کو قتل کر کے اس سے سرکشی کی' اور باپ نے ان کی ماں کی خاطر سے جس کو جبل علاقے میں آباد کیا تھا سب اس کو چھوڑ کر وہاں چلے گئے۔

ابتدائے حال میں' یہ اپنے باپ کے طریقہ پر چلا . . . . . پھر خوارج نے منحرف ہو کر اس کو گرفتار کر لینے کی تدبیر کی' اور وہ ایک ایسے جال میں پھنس گیا ہے کہ اس کے سبب سے یا تو عقل سے کام لینے پر مجبور رہوگا' یا اگر اس جال سے رہائی اور چھٹکارا نہ پایا تو بہت جلد معزول کر دیا جائیگا اور اسی حالت نے اس کو صلح قائم رکھنے پر مجبور کیا ہے' اور اس وقت تک وہ اسی حالت میں مبتلا ہے۔

حوادث زمانہ

حکومت کا یہ دور مسلسل عافیت' متصل سکون' نو بہ نو' سامان تفریح' مستحکم امن اور پائدار صلح کا دور رہا اور کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔

جمادی الثانیہ ۷۵۶ھ میں عیسی ابن حسین ابن ابی الطلاق جبل فتح کے قریب چلا گیا اور جبل کے درے اور قلعے پر جو مسلمانوں کو فتح کے وقت سے عزیز رہا ہے اور اسی مبارک نام سے موسوم ہے اور خصوصیت کے ساتھ نہایت مستحکم بنا ہوا ہے قبضہ کر لیا اس شخص کے اسلاف شریف النسل صاحب تدبیر اور نیک سیرت شیوخ تھے لیکن یہ بہ ذات خود آثار سعادت سے بالکل محروم اور ناعاقبت اندیشی و بدانجامی میں ضرب المثل تھا۔

Marfat.com

بدنصیبی اور شومی قسمت سے اس کے اور سلطان کے باہمی تعلقات جو اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے اور اس کو بڑے آرام و عافیت کے ساتھ رکھتے تھے اس درجہ کشیدہ ہو گئے کہ اس نے جبل کے مفسدوں کے ساتھ خفیہ سازش کی اور یہ لوگ اس کے دام میں آ گئے اور اپنی جھوٹی عصبیت کا ایسا یقین دلایا کہ اس نے بہ تاریخ ششم ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور سرکشی کا اظہار کر دیا اور خبروں کا سلسلہ بند ہو گیا' اور مدد پہونچنے کی راہ مسدود اور مدد پہونچانے کا ذریعہ منقطع ہو جانے کے باعث نیز دشمن کا حوصلہ بڑھ جانے کی وجہ سے لوگ سخت مایوسی اور افسردہ دلی اور تردد کے ساتھ آنیوالی مصیبت کا انتظار کرنے لگے' دشمن کا موقع بہت مستحکم اور بلندی پر واقع تھا اس کے پاس ساز و سامان افراط سے تھا لوگوں میں اس کی عظمت بھی تھی اور موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا ان وجوہ سے اس کو راہ راست پر واپس لانے اور اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھنے کی کوئی امید نہ تھی۔

پھر پے در پے یہ خبریں آئیں کہ اس کے بیٹے نے اشبونہ پر فوج کشی کی لیکن وہاں اس کو ناکامیابی ہوئی اور اہل اشبونہ سلطان کے وفادار رہے باغیوں کو شکست دی' اور وہ خود مالقہ سے پورے ساز و سامان کے ساتھ اشبونہ آیا' اور اب بادشاہ مغرب نے سلطان ایدہ اللہ سے خواہش کی کہ وہ اس کی مدافعت کریں چنانچہ جنگ ہونے لگی اور لوگوں کے خیالات میں سکون ہو گیا۔

اسی مہینے کی پندرھویں تاریخ کو اہل جبل نے اس پر حملہ کر دیا' اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب اس سے بیزار ہو گئے اور ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے اس کے درے اور گھاٹیاں چھن گئیں' وہ جس راہ سے آیا تھا اسی سے واپس گیا' اس کا کام بہت جلد تمام ہو گیا اور اطمینان کی وجہ سے اس نے اس کے لئے تیاری کرنے میں غفلت کی اور شکست کھائی اس کی امارت پر برہم ہو کر جہازوں کا ایک بیڑا سبتہ پہونچ گیا تھا' اور وہ اپنے بیٹے سمیت گرفتار ہو کر' اسی وقت سمندر پار بھیجدیا گیا' اس کی حمایت میں کسی نے آواز بھی نہیں نکالی اور ساری شورش فرو ہو گئی۔ اور یہی ہونیوالا تھا' جس کو اللہ کے سوا کوئی ٹال نہیں سکتا تھا باشندگان جبل وہ معاہدہ کرنے کے بعد جس سے ان دونوں کو بغاوت کی جرأت ہوئی' دونوں سے

Marfat.com

ناراض ہو گئے تھے' اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر ہے۔

دونوں سلطاں مغرب کے دربار میں' شہر فاس روانہ کر دئے گئے' اور دونوں کے تشہیر و تعذیب کے ساتھ لائے جانے کا حال دیکھنے کے لئے لوگ باہر نکل آئے' سلطان نے ان کی نسبت حکم دیا کہ عید اضحیٰ کے بعد دونوں کو جرم فساد کی سزا دیجائے چنانچہ شیخ نئے شہر کے باب السمارین کے باہر خود اپنے قرابتمندوں کے ہاتھ سے قتل کیا گیا اور اس کے حال پر قدیم شاعر کا یہ شعر صادق آیا۔

ظلّت سیوف بنی ابیہ تنوشہ — اس کے باپ کے بیٹوں کی تلواریں اس پر وار کرتی رہیں
للہ ارحامٌ بناک تشقّقُ — یہاں اللہ کے واسطے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں

اور بیٹے کے ہاتھ پاؤں' سخت تکلیف اور ایذا دہی کے بعد کاٹ ڈالے گئے چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں وہ مر گیا' اور ان دونوں کی حالت میں اس قدر جلد ایسا انقلاب 'یعنی قابل ستایش امور' اطاعت کیشی' نیکنامی' ناموری' نشر و اشاعت خیر' شرافت خاندانی' اور رسوخ عزت کا' برعکس صفات سے بدل جانا' تماشا گاہ عبرت بن گیا اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو بدحالی کے غار میں گرنے سے محفوظ رکھے اور ستر و عافیت کے چادر سے محروم نہ کرے۔

سلطاں مغرب نے پہاڑ کے درے کو بند کرا دیا' اور وہاں کا انتظام اپنے بیٹے کو جن کا نام سعید اور کنیت ابو بکر ہے حوالے کر دیا اس نے محرم ۷۵۸ھ کے عشرۂ اول میں اس درے کی ناکہ بندی کر دی' اور ان کے اہلکار خاص ترتیب دئے اور ان کے کام کا اندازہ کر کے ان کے واسطے بیش قرار وظیفہ اور آرام و آسایش کا پورا سامان مہیا کر دیا۔ اور سلطان مترجم نے ان کا حق ادا کرنے اور ان کے سند تقرر کو بخوشی تسلیم کر لینے کے لئے پہلے اپنا سفیر بھیجا۔ اور اس کے بعد مناسب حال گیہوں' اور دوسرے سامان اور بیش قیمت تحائف ارسال کئے' اور اس وقت تک دونوں کے درمیان دوستی اور الفت مستحکم اور بہتر حالت میں ہے' اللہ ان کو توفیق دے اور ان کے ہاتھوں پر خیر و خیرات کو آسان اور سہل کرتا رہے۔

Marfat.com

حادثہ جو سلطان کو پیش آیا

سالہا سال سلطان (اندلس) کا زمانہ، بہترین عہد حکومت کی طرح، آرام و آسایش، متواتر فراخ اور امن عام کے ساتھ گزر رہا تھا کہ شیخ دولت قائد ابو نعیم مرحوم سے ایک بے احتیاطی واقع ہوگئی، او۔ اللہ جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو عقل والوں کی عقل سلب کر لیتا ہے، اور وہ یہ کہ انھوں نے شاہی محل کے پہلو میں، اس مکان کو جس میں سلطان کے بھائی رہتے تھے، مامون سمجھا، اور ان کی ماں کے اس حیلہ و مکر سے غافل رہے جو وہ سلطان کے بھائی کو بادشاہ بنانے کے لئے، چند اشرار کے ساتھ مل کر کر رہی تھی،

ان بدمعاشوں کے سرغنہ اس عورت کا داماد رئیس محمد بن اسماعیل بن فرج اور ابراہیم بن ابو الفتح دو شخص تھے اس عورت نے اپنے داماد رئیس مذکور کی مال سے مدد کی، جس نے چند بدمعاشوں کو جو بیڑی پہنے، قید خانے جانے اور دیوار پھاندنے میں مشاق تھے اس امر میں شریک کیا، اور یہ عورت اپنی بیٹی کی ملاقات کے نام سے جو قلعے کے باہر، اس خبیث بیحیا کے محل میں رہتی تھی، اس کے پاس آمد و رفت کرتی رہی، یہاں تک کہ روز چہار شنبہ اٹھائیسویں ماہ رمضان کو یہ سازش مکمل ہوگئی۔

یہ لوگ، جن کی تعداد تقریباً ایک سو تھی، اس قوس میں جو وادی ہدارہ کی طرف سے شہر میں آتی ہے چھپ کر جمع ہوئے۔ ان کا اگلا بازو حمرا تک پہونچ گیا، حمرا کی دیوار میں ایک شگاف پڑ گیا تھا جسکی مرمت ہو رہی تھی اور ابھی کام ختم نہیں ہوا تھا، یہ لوگ ایک سیڑھی کھڑی کر کے جس کو پہلے سے مہیا کر رکھا تھا، دیوار پر چڑھ گئے، اور نیچے اتر کر باب مطاع کا، جہاں کثرت سے ہتیار موجود تھے، اور جس طرف ان کو پورا اعتماد تھا رخ کیا، جب اس دروازے سے آگے بڑھے تو بلند آواز سے نعرے لگانے اور شدت سے شور و غوغا کرنے لگے اور لوگوں پر ان کے حلیفوں کی مشعلوں کی کثرت سے خوف و ہراس چھا گیا۔

ان کی ایک جماعت نے، شیخ قائد ابو نعیم کے گھر کا رخ کیا، اور دروازہ توڑ کر زبردستی گھر میں گھس گئی اور ابو نعیم کو ان کی خوابگاہ میں بیوی بچوں کے سامنے

Marfat.com

قتل کر دیا، اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ دوسری جماعت اس امیر کے گھر گئی جس کے لئے سلطنت کی تحریک کرنے کو یہ لوگ کھڑے ہوئے تھے اور اس کو باہر لا کر حکومت پر مستولی ہو گئی۔

سلطان اس وقت اپنے بیٹے کے ساتھ، تفریحاً قلعے کے باہر جنۃ العریف کے مکان میں گئے ہوئے تھے، جیسے ہی یہ خبر ان کو ملی اور طبل جنگ کی آواز ان کے کان میں پڑی اللہ نے اس حالت حیرت میں ان کو صحیح تدبیر سجھا کر ان کی مشکل حل کر دی، وہ ایک گھوڑے پر، جو ان کے قریب بندھا ہوا تھا سوار ہو کر معمولی لباس میں، چند آدمیوں کو ساتھ لے کر نہایت تیزی کے ساتھ نکل گئے، اور مصیبت سے بچ کر وادی آش پہونچ گئے، اس کے بعد ہی ان کے مکان پر حملہ کیا گیا اور وہ وہاں نہیں ملے، تب ان کا تعاقب کیا گیا اور تعاقب کرنیوالے ناکام رہے۔

دوسرے دن باغیوں کی حکومت مستقل ہو گئی، اور ان لوگوں نے اپنے آقا کے لئے سب سے بیعت لی، اور دوسرے بلاد میں بھی بیعت کا پیام بھیجا، چنانچہ تمام شہروں نے ان کے آقا کی اطاعت قبول کر لی، اور بادشاہ نصاریٰ کے پاس بھی معاہدۂ صلح کے لئے سفیر روانہ کیا گیا۔

سلطان وادی آش میں پناہ گزیں ہوئے، اور یہاں کے لوگ سلطان کے ساتھ ثابت قدم رہے، اس لئے باغیوں نے وادی آش پر حملہ شروع کر دیا، اور سلطان کو یہاں بھی مشکلات کا سامان کرنا پڑا، وہ تنگی میں مبتلا ہو گئے اور مال کے صرف ہو جانے اور زادراہ کے ختم ہو جانے کا خوف دامنگیر ہوا، اس وقت سلطان نے اپنی حالت پر غور کیا، اور سلطان ابو سالم بادشاہ مغرب سے، ان کے پاس چلے آنے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ مغرب نے اس کو منظور کر لیا، اور اس معاملے کے متعلق گفتگو کرنے کو اپنا ایک آدمی بھیجا اور سنہ مذکور کے عید النحر کے دوسرے دن معاملہ طے ہو گیا۔

سلطان پر یہ حادثہ پیش آنے کے وقت، ہم اپنے ہم جنس امرا کی عادت کے موافق، تمام متعلقین کے ساتھ اپنے باغ میں جو غرناطہ کی طرف منسوب ہے جا چکے تھے اور وہیں مقیم تھے، اس لئے موت سے تو بچ گئے لیکن مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ مال و متاع کا سارا وسیع ذخیرہ، اور مشہور زمانہ نعمت و دولت کا کل ساز و سامان برباد ہو گیا، اور نئے

Marfat.com

اور پرانے میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا' خدا کا شکر ہے جو حساب میں تخفیف کرتا اور غافلوں کو بیدار کرتا رہتا ہے' اللہ نے یہ فضل کیا کہ سلطان مغرب نے مہربانی کر کے اپنے دست خاص سے میری سفارش لکھی' اور اپنے ارادے کا فیصلہ میرے معاملے پر موقوف کر دیا اور اس طرح ہم دشمنوں کے ہاتھ سے بچ کر اور ان کے پنجے سے رہائی پا کر وادی آش میں سلطان سے آملے' اور سب لوگ بھی وہیں جا کر اکٹھا ہوئے۔

یوم النحر مذکور کے دوسرے دن سب لوگ وادی آش سے روانہ ہوئے' اور فحص القنت میں جا کر اترے' پھر وہاں سے توشہ توشہ سے تیقرہ وہاں سے ذکوان اور ذکوان سے چل کر مربلہ پہونچے' ہر جگہ لوگ جمع ہو کر حسرت کرتے اور جدائی کا افسوس ظاہر کرتے تھے۔ ماہ مذکور کی چوبیسویں تاریخ کو چاشت کے وقت دریا عبور کیا اور سہر سبتہ میں جا کر ٹھہرے' اور جان بچ جانا غنیمت معلوم ہوا' ملک اللہ کا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بنا دے' والعاقبۃ للمتقین۔

روز پنجشنبہ ششم ماہ محرم ۷۶۱ھ کو ہم لوگ سلطان (مغرب) کے آستانہ کی طرف اس شان سے روانہ ہوئے جس کا بیان نہیں ہو سکتا' اور سلطان نے نئے شہر کے باہر ایک عظیم الشان جلوس اور خوشنما و دلچسپ مجمع کی معیت میں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ جس سے زیادہ ممکن نہیں ہم لوگوں کا استقبال کیا' ہم لوگ گھوڑوں سے اترے' شاہانہ سلوک کے ساتھ دار الامامۃ میں پہونچے اور عام دعوت طعام میں جس میں ہر طبقے کے لوگ جمع تھے، شریک ہو گئے' شیوخ قبائل خوان کے اطراف میں اور میزبان ہم لوگوں کے سامنے تھے، ہم نے امداد کا جوش پیدا کرنے کے لئے بطور وسیلہ، قصیدۂ ذیل پڑھا:۔

سلا ھل لدیھا من مجرّھا ذِکرُ — اس سے پوچھو، کیا اس کو اپنے آراستہ کرنے والے کی بھی کچھ یاد ہے؟

وھل اعشب الوادی و نوّر بہ الزّھر — اور کیا وادی میں سبزہ اگا ہوا اور پھول کھلے ہوئے ہیں؟

اس پر ہمدردی کا جوش پیدا ہو گیا، اور لوگ زار و قطار رونے لگے۔

اس دن لوگ اس قدر جمع تھے کہ وہ ایک مشہور میلے کا دن ہو گیا اور مدت تک تذکرہ گرمی مجالس کا ذریعہ بنا رہا' ان مہماں نوازیوں نے ہم لوگوں کے اندر امید کے

Marfat.com

جذبات پیدا کر دئے، اللہ اس کی جزائے خیر دے، اور اس کے بانیوں کو اُس دن جب اُس کی رحمت کی حاجت ہوگی، اس سے متمتع کرے۔

دن گزرتے گئے، اور اندلس میں رئیس کی حکومت ہوگئی، اور سلطان و عدو کی اُلٹ پھیر میں امید لگائے بیٹھے رہے، اور اسباب مجتمع اور بواعث قوی ہوتے رہے، اور ہم نے اس اثناء میں، شہر سلا میں ایک گھر کے اندر مستقل سکونت اختیار کرلی اور بڑے آرام و آسایش کے ساتھ بالالتزام خلوت نشینی سے فائدہ اُٹھاتے رہے۔

سترھویں ماہ شوال سنہ مذکور کو ضروری آلات و اسباب مہیا ہوجانے کے بعد سلطان کو رخصت کرنے کے لئے بادشاہ مغرب، جنت مکانی کے، قبۃ العرض میں بیٹھے، اور لوگ اس مجمع کو دیکھنے کے لئے ہمدردی میں بھرے روتے اور دعا دیتے ہوئے باہر نکلے، اللہ نے قلوب میں ایسی نرمی و مہربانی پیدا کر دی اور اس کی عنایت اس طرح شامل حال رہی کہ کسی شخص کو سلطان سے نفرت نہیں پیدا ہوئی، اور نہ کبھی اُن کی شان و شوکت میں کمی آئی اور نہ اُن کی ہیبت میں فتور واقع ہوا اور نہ ملازمین و متوسلین نے اُن کا ساتھ چھوڑا، اللہ دنیا اور آخرت میں اُن کے ساتھ رہے۔

سلطان روانہ ہوئے، اور اُن کے معین و مددگار سلطان ابوسالم کی ہلاکت اور عمر بن عبداللہ بن علی کے غدر کی وجہ سے جو ابوسالم مرحوم کی طرف سے اُن کے قلعہ کا امین تھا (اللہ اس خبیث کو ہمیشہ ذلیل و رسوا رکھے) بے اطمینانی کی حالت پیدا ہوگئی، اور سلطان سخت متحیر ہوئے کہ کیا کریں، لیکن وہ زندہ ہیں جو ایالات اندلس میں سے مغرب کی ایالت میں آگیا تھا ٹھہر گئے، اور وہاں قدم جما کر اُس کے ذرائع سے اپنی حالت درست کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے اُن کی مدد کی، اور اُن کے عزم کو صحیح راستے پر لگا دیا، اور جب تمام تدبیریں بیکار ہوچکیں تھیں اُسوقت اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا۔

دشمن مالقہ کے لینے کا ارادہ کر چکا تھا، کہ سلطان نے اُس طرف حرکت کی اور جان سے ہاتھ دھوکر مالقہ پر حملہ کر دیا، اللہ کے فضل سے یہ مشکل آسان ہوگئی اور سلطان اپنے ارادے میں کامیاب ہوگئے اور مالقہ پر مستولی ہوگئی، اور اسیوقت

Marfat.com

ہر طرف کے شہروں سے لوگ جوق جوق ان کے پاس آنے لگے، اور رئیس غاصب غرناطہ نے مناسب سمجھا کہ تمام ذخیرہ اور سامان ساتھ لے کر ایک بڑی جماعت کے ہمراہ جس کو اپنی جان کا ڈر تھا طاغیۂ روم کے پاس چلا جائے، چنانچہ وہ قشالہ کے علاقے میں جاکر ٹھہرا، اور طاغیہ نے اُس کو اُس کے جرم میں گرفتار کر لیا، اور اس پر الزام قائم کرنے اور نقض عہد کرنے میں اچھی تدبیر سے کام لیا، اور ان سب لوگوں کو جو اُس کے شریک تھے گرفتار کر کے اور اُس کے ساتھ سب کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس بھیجدیا۔

سلطان اسعدہ اللہ نے غرناطہ کی طرف قدم بڑھایا، لوگ مبارک باد دیتے ہوئے اُن سے ملے اور لوگوں کی فوجیں معافی مانگتی ہوئی آتی گئیں اللہ نے حق حقدار کو پہونچایا، اور کافروں کی جڑ کاٹ دی۔

روز شنبہ بیسویں جمادی الثانیہ ۷۶۳ھ کو زوال کے وقت سلطان اپنے دارالسلطنت میں داخل ہوئے، اور سخت پروا پس آکر اپنے آبا و اجداد کی مسند پر متمکن ہو گئے۔ اللہ ہم سب کو دنیا کے غم سے محفوظ رکھے، اور ایسے قول و عمل کا الہام کرے جو اُس کے نزدیک خالص ہو۔ سلطان کے بیٹے امیر ابوبکر اسعدہ اللہ، متعلقین اور مال و اسباب کے ساتھ، شہر فاس میں ٹھہر گئے، اور غاصب ملک مغرب نے جب تک کہ حق کے ساتھ مزاحمت کرنے کے صلے میں زندہ اس کو واپس نہ دیا جائے، اُن کو بہ جبر روک رکھا، پھر اللہ نے اُن کے والد کے تمام متعلقین کو اُن کے پاس پہونچا دیا اور اُن کی خوش وقتی سے اُن کے تمام مقاصد کو پورا کر دیا، اور اللہ کے فضل و کرم سے ہم اُن کی معیت میں آرام و آسایش کے ساتھ بروز شنبہ بیسویں ماہ شعبان ۷۶۳ھ کو سلطان کی خدمت میں پہونچ گئے۔

دولت ثانیہ اسعدہ، رفیعہ کی ترتیب

اللہ سلطانوں کو اس دور کے پورے برکات اور گوناگوں فوائد سے مستفید فرمائے، سلطان ایدہ اللہ کا ذکر جس قدر اللہ نے موقع دیا، کیا جا چکا۔

وزراء

تدبیر مملکت میں، منصب وزارت کی ضرورت اور اہمیت کے باوجود سلطان نے اس خطرے سے کہ مبادا اس جانب سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آجائے، احتیاطاً اس منصب کو یکسر ملتوی کر دیا، البتہ اندلس واپس آتے ہوئے راہ میں اور رندہ کے کے چند دنوں کے قیام میں، یہ لقب علی بن یوسف بن کماشہ کے واسطے تجویز کیا گیا تھا، اور سلطان نے اس کو بادل ناخواستہ منظور کر لیا تھا،

یہ شخص غاصب سلطنت کا مددگار تھا، احسان اور حسن منزلت کے معاوضے میں برائی کرنا، اور عادات مذمومہ میں خرچ کرنا، اس کے علاوہ دروغ گوئی، وظائف کی طمع باپ کی محبت میں مشکوک ہونا، ناقابلیت، درماندگی، اور قاصر لسانی، غرض ان وجوہ سے سلطان اس شخص سے سخت ناراض رہتے تھے، لیکن چونکہ یہ شخص سلطان اور اُن کے والد کے پرانے خادموں میں سے تھا، سلطان نے اپنی دلی نفرت پر تحمل کا پردہ ڈال کر۔ اس کو اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، جب نفرت بہت بڑھ گئی اور بدگمانی پیدا ہوگئی تو سلطان نے اُس کو رندہ سے، باب مرینی کے طرف روانہ کر دیا تھا کہ یہاں سے اس کا اثر زائل ہو جائے اور اس کو اس عہدے سے ہٹانے کے بعد مدتوں کے مرض کا پتہ لگایا جائے چنانچہ اُس کے چلے جانے کے بعد کام آسان ہوگیا اور آسانی کے ساتھ فتح حاصل ہوگئی۔

اُس نے ذلت انگیز حرص اور ہوائے نفس میں مبتلا ہو کر اپنی ذات کو حیثیت سے بہت زیادہ بڑا سمجھ لیا تھا، اور مال کے ذریعے سے جو اُس نے ظلم سے جمع کیا تھا اور جس کی وجہ سے اُس کو اور اُس کے بیٹے کو سلطان کے پاس آنا دشوار تھا اپنی ذات خاص کے لئے کوشش کرنے پر آمادہ ہوا تھا، یہاں تک کہ اُس کو جس طرح کہ سلطان کے معاملے نے پلٹا کھایا، اور تمام شہروں نے اُن کی اطاعت قبول کر لی، اب جو کچھ اس کے لئے مقدر ہو چکا تھا وہ آگے آیا اور تخت سلطنت کی طمع نے اُس کو نیچے گرا دیا، اور ناکامیابی کے جھنڈے کے نیچے رہ کر حرکت کرنے لگا۔

ساتھ رہنے کے اس زمانے میں اس کی مداخلت سے بادشاہ قشتالہ کو

امن و اطمینان ہو گیا اور اُس کی جاسوس متعین کرنے۔ امان حاصل کرنے بستی بسانے اور ایک مستقر بنانے کی تمام خواہشیں پوری ہوگئیں اور اس کو یہ وہم ہو گیا کہ وہ اتنے دنوں زندہ رہے گا اور اتنی طویل عمر پائے گا کہ ایک بڑے بادشاہ کے درجے پر پہنچ کر مدت دراز تک اس سے متمتع ہوگا اور اس کی مدت حکومت اور حکومت اور اندھیرے کی سرداری کو بڑی وسعت حاصل ہوگی، غرض اس شخص کی کم عقلی اور بیحیائی و بے غیرتی سے بادشاہ مذکور کامیاب ہو گیا اور خود اس نے سارے مراحل طے کر کے حسرت حاصل کی اور مکروہات میں مبتلا ہو گیا۔

اور اُس کی بیجا دست اندازیوں کی وجہ سے سلطان نے اُس کو وہیں مالقہ میں اقامت کرنے کا حکم دیا، پھر اُس نے شرمندہ ہو کر اپنے وطن میں اقامت کی اجازت طلب کی، سلطان نے درگزر کر کے اُس کے مرض کا علاج کرنے کے لئے اُس کو گھر کی طرف روانہ کر دیا پھر جب اُس کو افاقہ ہو گیا تو اس کو اُس کی حد پر روک دیا، اور اپنا کوئی کام اُس کے سپرد نہیں کیا۔ تب اس نے اپنے حلقوں میں اُن کے خلاف فتنہ انگیزی شروع کر دی اور بادشاہ قشتالہ کے پاس جا کر شکوہ و شکایت کرنے لگا، اور قلعے میں بادلیہ کی سکونت پر سخت ملول تھا۔

اب سلطان کو اُس کے معاملے میں شبہ پیدا ہوا، اس کی حالت قابل توجہ معلوم ہوئی، اور انھوں نے اُس کو اور اُس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا، اور افراط غضب کے باعث دونوں کو مختلف قسم کی سزائیں دیں اور اوائل ماہ رمضان ۶۶۳ھ میں دونوں ٹیونس کی طرف جلاوطن کر دئے گئے۔ پھر جب وہ حج سے واپس آیا اور اس نے دیکھا کہ بجایۂ مغرب کی بادشاہی حکومت اچھی طرح جم چکی ہے اور وہاں اس کی پیش نہیں چل سکتی تو یہ نصرانیوں کے جوار میں چلا گیا جہاں اس کے سلف جا چکے تھے اور حج کی راہ کے غبار کو صلیبوں پہ جھاڑتا ہوا اور حجر اسود کو بوسہ دینے کے بعد کافروں کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہوا، دریا عبور کر کے برشلونہ پہنچ گیا، پھر برشلونہ کا سفیر ہو کر مسلمانوں میں فساد پھیلانے کی غرض سے، باب مغرب سے علیحدہ ہوا لیکن اپنے قصد میں کامیاب نہیں ہوا اور جب اس تدبیر میں بھی ناکام رہا تو بیٹھ گیا اور صاحب قشتالہ سے مل کر اُن کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کی ترغیب دینے لگا لیکن گرفتار ہو گیا اور فاس میں

Marfat.com

مجرمین کے ساتھ قید کر دیا گیا چنانچہ اس وقت اُسی حال میں ہے۔ اور ہم اللہ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے اُس کا حال بیان کرنے میں بے انصافی نہیں کی ہے ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا

ہم جب سلطان کی خدمت میں پہونچے اور اقبال و عزت کی حالت میں اُن سے مل کر اور اُن کو اپنے تخت سلطنت پر دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، اسوقت بعد ادائے ماوجب ہم نے اپنے دلی خیالات اُن پر ظاہر کیے اور اپنا مافی الضمیر عرض کر کے، یہ درخواست کی کہ ہم نے اللہ سے نذر مانی اور ادائے حج شریف کی نیت کی ہے، ہماری درخواست پر سلطان نے نہایت اصرار کے ساتھ ہم پر یہ ثابت کیا اور جتلایا کہ اس وقت اُن کی وزارت سب سے بڑی نیکی ہے اور اپنے دستِ خاص سے ایک عہدنامہ لکھ کر، ہم کو اُس کی توثیق پر مجبور کیا، اور اعیان سلطنت میں سے جو لوگ موجود تھے اُن سب کو اُس پر شاہد بنایا، اس معاہدے کی میعاد دو سال تھی اور اس سے زیادہ کے لئے شعیب علیہ السلام کی اقتدا کی گئی تھی۔

پھر اس کے بعد اپنی تمام تجویزیں مجھ پر ظاہر کیں اور اپنے فیصلے کو میری رائے کے تحت کر دیا اور اپنے حلم سے میری غلطیوں پر پردہ ڈالتے، میری روک ٹوک سے اپنے خواہشات ترک کرتے میری نصیحت قبول کرتے رہے، اور میرے علیحدگی کے قصد کو دوسری دفعہ بھی نامنظور کیا، اور میرا مشورہ قبول کرنے کا اقرار کیا، تب ہم نے اللہ سے مدد مانگ کر لوجہ اللہ اس کو قبول کر لیا، سلطان نے میرے مقابلہ میں اپنے لئے حق کے واسطے جہاد کرنا اختیار کیا اور اپنی دنیا میرے حوالے کر دی، اور جن جن چیزوں کے وہ مالک تھے، اُن سب پر مجھکو حاکم بنا دیا، اور اس وقت تک اپنے امر پر مجھکو غالب رکھا ہے واللہ غالبٌ علی امرہٖ۔

آج کی تاریخ تک اس دربار میں میرے قیام کا ایک ایسا زمانہ پورا ہوتا ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے میرے ہاتھ سے خیر و برکت کو جاری کرایا، نیک چلنی کو رواج دیا، ہوسناکی کو دفع کیا، بکواس کو ترک، اور متانت کو شعار بنایا، دین کی خیر خواہی قلعوں کا استحکام، خراج کی حفاظت، وظیفہ پانے والوں کے ساتھ انصاف، دشمن کا مقابلہ، کانوں کو حق کی آواز سے بھر دینا، آنکھوں کو خواب غفلت سے جگانا، اور

Marfat.com

مردانگی کا جوش پیدا کرنا، وغیرہ امور جو سب کو معلوم ہیں انجام پائے۔

اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے باطل کو گرانے، اللہ کا نام بلند کرنے، اتفاق و اتحاد پیدا کرنے، غربت کی راہ میں جائداد کو چھوڑ دینے، آرائش کو ترک کرنے بہترین اموال تقسیم کرنے، غنیمت سے بچ کر اللہ کے نام سے عزت حاصل کرنے رات عبادت میں بسر کرنے، مطالعے کی نشست گاہ کو بستر خواب بنانے اور مصلحت اسلام کے واسطے کام کرنے کی توفیق دی۔

اس مہربانی کا ثمرہ، اور اس سعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کے مناقب کی شہرت آسمان کے کنارے تک پہونچ گئی، اور اس کے آثار باقی اور اخبار گرامی اس وقت تک قائم اور نقل ہوتے رہیں گے، جب تک زمین کے اوپر آسمان قائم ہے، اور یہ شہرت اس حد کو ہو نچگئی کہ اگر کوئی حاسد اُس سے انکار کرے، تو پھیلتی ہوئی روشنی اُس کو شرمندہ اور بستی ہوئی بارش اس کا ابطال کرے گی، اور بڑھتا ہوا سیلاب اُس کو ساکت کر دے گا۔

سلطان کے ذاتی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ ایک جلیل القدر شخص اور شریفانہ القاب کے مستحق ہیں، اُن کا لباس خوشنما اور قیمتی ہوتا ہے، اُن کے دروازے پر اختلافات رفع ہو جاتے ہیں، وہ مجالس وعظ و مذاکرہ کو بہت پسند کرتے، اور اُن پر فخر کرتے ہیں، اور خاصانِ خدا کے سامنے حقارت دنیا سے متاثر ہو کر زار و قطار روتے ہیں، متعدد اوقات پر ایک مقررہ مقدار خیرات کرتے ہیں، اور ہر قمری مہینے میں انسداد مظالم کے لئے بذات خود سولہ دن اجلاس کرتے ہیں، ان دنوں میں یتیم بچے اور بیوہ عورتیں اُن کے پاس پہونچتے ہیں اور وہ کمزوروں کو خوش کرتے اور معذوروں کا انتظار کرتے ہیں، جاہلانہ بدتمیزی کو برداشت کر لیتے، ستم رسیدہ کے شکوے سے متاثر ہوتے اور سرداران فوج و پولیس کو تشدد کرنے پر سزا دیتے ہیں۔ اور قیدیوں کے ساتھ بھی بہترین سلوک کرتے ہیں، اُن کے حلم کے عجیب و غریب واقعات ہیں، اور ترک لذات میں وہ انتہا کو پہونچگئے ہیں بدلہ لینے کی خصلت سے نہایت نفرت رکھتے ہیں، گھوڑے پالنے مختلف اقسام کے ہتھیار فراہم کرنے، اور جہاد کو بذات خود انجام دینے کے بڑے مشتاق ہیں

13268 3

Marfat.com

بیع و شرا میں وقار قائم رکھتے ہیں، انھوں نے ایمانداری کی خصلت کو آزاد، اور مکر و فریب کے بازار کو سرد کر دیا ہے، چغلی سننے سے کان بند رکھتے ہیں۔ اور یہ حالت عنفوان شباب میں ہے، حالانکہ اثنائے زندگی میں تعدد نسواں، اور حالت امن و صلح میں بڑی بڑی لذتوں کے درپے رہنا، اور عشق بازی و ہوسناکی میں محو ہو جانا بادشاہوں کا نمایاں وصف رہتا ہے۔

قسم اللہ کی جس کے نام پر حقوق ادا کئے جاتے، عیوب پر پردے ڈالے جاتے، اور عہد مستحکم کئے جاتے ہیں اور جس کے ذکر سے قلوب میں اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ ہم نے کبھی ان کی خوشامد نہیں کی، اور نہ نرمی و آشتی میں اُن کے افراط کو پسند کیا، اور نہ اُن کے مخالف خصائل میں، اور ہم کو اُن کی نصیحت قبول کر لینے اور مشورہ مان لینے اور رشد کے بڑھتے جانے کے ساتھ اخلاص کے بڑھتے جانے پر تعجب ہوتا تھا۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اس خصلت میں برکت دے اور مسلمانوں کو ایسی پاکباز ذات سے متمتع و مسرور کرتا رہے اور ان نتائج کا بیان اور ان مجمل فضائل کی تفصیل اللہ سبحانہ کی مدد سے آئندہ کی جائے گی۔

اس وقت تک اس عہد و اتفاق کے مطابق کام چل رہا ہے جو سلطان کے ساتھ کیا تھا، یعنی میری طرف سے حتی الوسع ان کی اعانت کے فرائض کا ادا کیا جانا اور ان کی آسانی کے لئے امور سلطنت کی ذمہ داری کو اٹھا لینا، اور بقیہ امور میں انکی اطاعت کرنا، تاکہ ان کی تلوار جہاد کے لئے تیز رہے ان کا آئینۂ اخلاص زنگ آلود نہ ہو، ان کے عدل و انصاف میں کمی نہ واقع ہو، ان کی عظمت شان کا جو علم مجھ کو ہے اس کی نگہداشت ہوتی رہے، اور ان کے دارالسلطنت میں ان کی نیابت کی خدمت انجام پذیر ہوتی رہے اور ان کے ذخیرہ و مال کی حفاظت اور ان کے حرم اور اولاد کی علانیہ اور مخفی نگرانی ہوتی رہے، اور سینہ ہمیشہ ان کی فضیلت کے یقین اور انکی محبت سے معمور رہے اللہ میری نیت کو اپنی ذات کے واسطے خالص اور اپنے لئے مخصوص کر لے، میری قدر و منزلت اپنے یہاں زیادہ کرے میرے اعمال کو اپنے نزدیک شرف قبول بخشے اور میری موجودہ تگ و دو اور کوششوں کی مکافات یہ کرے کہ اپنے فضل و کرم سے میری تمنائے حج بیت اللہ اور زیارت رسول اللہ کو بر لائے"

Marfat.com

اس لئے کہ موت کی تیز رفتاری میں کہیں قیام نہیں ہے اور بڑھاپے کے بعد کوئی حد نہیں ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

اولاد

اس وقت تک سلطان کے چار اولادیں ہو چکی ہیں جن میں تین بیٹے ہیں یوسف بڑے بیٹے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اُن کے بعد سعد، پھر نصر، اللہ نے ان سب کو کمال کے سانچے میں ڈھالا ہے، اگر تم اُن کو دیکھو تو بکھرے ہوئے موتی سمجھو اللہ ان سب کو اعلیٰ درجے کی سعادت سے بہرہ مند کرے، اُن کے مساعی کو آخرت کی نعمتوں کی طرف متوجہ کر دے اور اپنے فضل و رحمت سے ہدایت کی راہ پہ چلائے۔

قضاۃ

سلطان نے واپس آکر پہلے قاضی ابوجعفر محمد بن محمد بن احمد ابن جزی کو جو ایک عالی خاندانی فقیہ اور نیک شخص تھے، قاضی مقرر کیا۔ جس وقت سلطان مالقہ پہونچے تھے، یہ متغلب کی طرف سے وہاں کے قاضی تھے، اور انھوں نے اپنے شہر کے پناہ گزینوں کو مدد پہونچانے اور لوگوں کو اُن کے ساتھ حسن خلق کی ترغیب دینے میں بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ کام کیا تھا، اور اس طرح سلطان کی خدمت میں ان کے رسوخ کی تجدید ہو گئی، اور اسی توجہ و التفات کی شکر گزاری کے خیال سے سلطان نے ان کو قاضی مقرر کیا اور انھوں نے خوش اسلوبی اور ایمانداری سے کام انجام دیا۔

پھر قاضی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن الحسن کو جو ایک عالی خاندان فقیہ ہیں مقرر کیا، یہ مالقہ کے عین الاعیان ہیں اور وہاں خصوصیت کے ساتھ سب سے زیادہ ان کی عزت کیجاتی ہے، اصالت میں اور سب کو چھوڑ کر سلطان کا ساتھ دینے اور طلب ملک میں اُن کے ہمرکاب رہنے اور اُن کے واسطے مصائب برداشت کرنے میں خاص امتیاز رکھتے ہیں اور اس سلطنت کے فیض سے متمتع ہونے کا سب سے زیادہ استحقاق رکھتے ہیں۔ یہ نہایت عمدگی اور استبازی اور اعتدال

Marfat.com

کے ساتھ کام کرتے ہیں بلکہ انھوں نے سارا بار خود اُٹھا لیا ہے، نہایت فصاحت وخوبی سے خطبہ دیتے ہیں، مشائخ کی عزت کرتے اور اُن کو راضی رکھتے ہیں صفائی وپاکیزگی ان کا شعار ہے بے انتہا غور وفکر اور آہستگی سے کام کرتے ہیں، اور اس وجہ سے ان کی اصابت رائے پر سب لوگ متفق ہیں، اوقاف پر ہمیشہ نظر رکھتے ہیں اور ان کی نگرانی میں کبھی نہیں چوکتے، اللہ ان کا معین رہے۔

کتاب

سلطان نے کتابت کی خدمت پر فقیہ ابو عبداللہ بن زمرک کو مامور کیا جو نہایت لایق اور بہت سے فنون کے ماہر ہیں، اور عیش وآرام چھوڑ کر طلب ملک میں سلطان کے ساتھ رہے تھے۔ آیندہ ان سب کا بیان کیا جائے گا۔

شیخ غزاۃ

شیخ ابوزکریا یحییٰ بن عمر بن عبداللہ بن عبدالحق دولت اولیٰ میں شیخ الغزاۃ تھے، سلطان ان سے ناخوش تھے لیکن انھوں نے اس پیش قدمی میں مدد اور واپسی سلطنت میں سعی کی تھی، اس لئے سلطان نے رنجش کو دفع کرکے ان کو شیخ الغزاۃ اور ان کے بیٹے عثمان کو خاصے کی خدمت پر مقرر کر دیا، اور تیرھویں ماہ رمضان ۶۶۵ھ تک یہی حالت رہی، لیکن بتاریخ مذکور یہ سب لوگ گرفتار کرلئے گئے بساط سیاست کا یہ خانہ ایک مدت تک خالی رہا اور سلطان جس طرح پہلے وزارت کا کام بذات خود کرتے تھے اس عہدے کا کام بھی خود ہی انجام دیتے رہے۔

پھر اس عہدے پر شیخ ابوالحسن علی بن بدرالدین بن موسیٰ بن نصر بن عبداللہ بن عبدالحق کو مقرر کیا، جن سے اس عہدے کا وعدہ کیا جا چکا تھا، یہ ایک قدیم الخدمت شخص تھے اور جس وقت سلطان حادثے کے جال سے بچ کر آدی آش میں پناہ گزیں ہو رہے تھے اُس وقت انھوں نے ابتدا سے سلطان کا ساتھ دیا تھا، صائب اور معتدل رائے رکھنے والے صاحب فضل ودیانت اور خصوصیت کے ساتھ نیک طینت شخص تھے۔ آخر محرم ۶۶۹ھ غزوۂ جیان سے واپس آنے تک یہ اس

عہدے پر رہے اور بستر مرض پر ان کا انتقال ہوگیا۔

پھر یہ منصب عبدالرحمٰن ابن امیر المسلمین ابو سعید عثمان ابن امیر المسلمین ابو یوسف یعقوب ابن عبدالحق کو دیا گیا، جو ایک امانت دار، تیز و چالاک، بہادر، نامور، ہمت و جرأت میں مشہور زمانہ، بڑے عالی خاندان شاہی نسل کے فرد ہیں، اور سلطان لوگ اپنے وطن میں غلبہ حاصل ہونے کے بعد یہ مغرب سے سلطان کے پاس آگئے ہیں اور بیعت کر کے سلجماسہ اور مضافات سلجماسہ کے علاقے میں جو اُن کے دادا کا وطن اور اُن کے اسلاف کا ترکہ تھا مقیم ہوگئے ہیں۔

سلطان نے نہایت کشادہ دلی کے ساتھ اُن کو قبول کیا اور اپنے قریب ایسی جگہ دی جو ان کے سے مرتبے والوں کے شایانِ شان ہے، اور اُن کو نہایت بہتر حالت میں رکھا، پھر اُن سے اس کام میں مدد لی، اور انھوں نے بھی اس اعزاز و اکرام کو حق بجانب ثابت کیا، اُن کی ذات سے اس عہدے کی عزت بڑھ گئی اور کس وقت تک وہی اس عہدہ پر قائم ہیں، اللہ اُن کے اسباب توفیق کا دلی متکفل ہے۔

ظرائف و تواقیع

اس باب کی مثالیں اس قدر بڑھی ہوئی اور اس کثرت کے ساتھ ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا، اور تلمیل سے کثیر کا حال معلوم ہو جاتا ہے، ایک دن سلطان گزرے اور ہمارے ساتھ اُن کا لڑکا تھا، اور ہم وکالتاً اس کی طرف سے عذر کر رہے تھے، سلطان نے فرمایا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ظاہر ہے کہ یہ کسی اعلیٰ درجے کی اور نادر توقیع ہے، سلطان کی مجلسیں روزانہ اس قسم کی توقیعات سے بھری رہتی ہیں۔

بادشاہانِ ہمعصر

مغرب میں سلطان جلیل ابو سالم ابراہیم بن سلطان ابو الحسن، بن ابو سعید عثمان، بن ابو یوسف، یعقوب بن عبدالحق، ملک کے حاکم ہوگئے جیسا کہ ان کے نام کے تحت بیان کیا جا چکا ہے، اور تمام امور ان کے قبضے میں آگئے اور لوگوں نے انکی اطاعت کا

Marfat.com

مستحکم عہد و پیمان کر لیا، لیکن جو امیدیں ان سے وابستہ تھیں پوری نہیں ہوئیں اور ملک پر ان کے ملازمین مستولی ہو گئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے جس قدر ان کی طرف میلان خاطر اور ان سے ملنے کا اشتیاق پیدا کر دیا تھا اور لوگ ان کے باپ کے ملک پر ان کو حاکم دیکھنا پسند کرتے تھے اسی درجہ ان کے مخالف ہو گئے اور ان کی حکومت کو ناپسند کرنے اور ان کی لغزشوں پر نظر کرنے اور شوق سے ان کی شکایت سننے لگے اور ان کی تباہی کے آرزومند ہو گئے اور اللہ نے ان کی حکومت کو برباد کرنے اور ان کی حالت میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے، خائن غدار، بدنفس، قدار ناقۂ ملک اور صاعقہ وطن، عمر بن عبداللہ بن علی زیر کو آمادہ کیا اور جب سلطان موصوف نئے شہر میں جو ان کا دارالسلطنت اور ذخیرۂ مال کے لئے ایک محفوظ مقام تھا گئے اس وقت اس نے بغاوت کر دی اور شہر کا دروازہ ان کے واسطے بند کر کے ان کی معزولی کا اعلان کر دیا اور ایک ایسے شخص کے لئے جو ہر وقت تباہی کی منحوس صدا لگاتا رہتا تھا شاہی خزانے کا دروازہ کھول دیا یعنی ان کے بھائی ابو عمر کے نام سے جو ایک مجنون شخص تھا اور جس کے افاقے کی کوئی امید نہیں تھی دعوت قائم کی۔

یہ حالت الیس ماہ ذی قعدہ ۶۶۲ھ کو چاشت کے وقت پیش آئی اور فوج اور رؤسا سب سلطان ابو سالم سے علیحدہ ہو گئے اور زمانے نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا، تمام دن وہ اس حالت کو برداشت کرتے رہے اور جب رات کی تاریکی چھا گئی تو جان بچا کر بھاگے اور وزیروں اور خاصے کے لوگوں نے بھی انھیں چھوڑ دیا پھر انکا تعاقب کیا گیا اور جس گھر میں انھوں نے پناہ لی تھی تعاقب کرنے والے وہاں پہونچے اور شہر کے باہر مقتل میں لاکر انکا سر کاٹا اسکو غدار کے سامنے لاکر پیش کر دیا۔

سلطان مسترجم ان سے رخصت ہو کر ان کی مدد سے اندلس جا رہے تھے، اور سلطان آٹھ مہینے ایک دن ان کے فیاضانہ استقبال و مہمان نوازی اور وطن کی طرف واپس کرنے اور سارے اخراجات لازمی کا پورا بار اٹھا لینے کے ممنون احسان رہے۔

چوبیسویں صفر ۶۶۳ھ تک یہ دعوت جاری رہی، پھر اس غدار وزیر نے امیر ثابت زیان ابن امیر ابو زید عبدالرحمٰن بن سلطان المعظم ابوالحسن کو، جو اس کے اغراض کے لئے ایک مناسب شخص تھا پسند کیا، اور صاحب قشتالہ کے یہاں سے جہاں وہ اپنے چچا سلطان ابو سالم کے وقت میں چلے گئے تھے، ایک حیلے سے ان کو بلایا یہ اپنی غرض میں کامیاب ہوا، اور

Marfat.com

سب کام اُن کے نام سے انجام دینے لگا، اور اُن کے مجنون بھائی کو اُن کی جگہ پر واپس کر دیا۔
امیر مذکور کا سارا زمانہ اس حال میں گذرا کہ وہ بالکل مغلوب رہا اور شراب خواری میں اس درجہ منہمک ہوا کہ اس کی حالت بدتر ہو گئی اور وزیر اُس سے سخت بیزار ہو گیا اور فوراً اس کو حیلے سے قتل کر ڈالا، وزیر نے امیر مذکور کے خادموں کو اشارہ کر دیا کہ اس کا گلا گھونٹ کر شراب کے برتنوں کے ساتھ اس کو محل کی کسی نالی میں ڈال دیں جس سے اس کے نشے میں ہلاک ہوئے اور بدحواسی میں گر پڑنے کا خیال پیدا ہو اور اس کو نکالنے کے وقت گواہان عادل کے ساتھ خود کھڑا ہوا اور لوگوں کو اس کے عیوب کی طرف متوجہ کرتا رہا۔

اُسی دن سلطان ابو فارس عبد العزیز کی، جواب اپنے والد سلطان ابو الحسن کے تنہا وارث رہ گئے تھے بیعت کر کے چاروں طرف اُن کی دعوت کی اطلاع بھیجدی سلطان ابو فارس ایک نہایت ذکی اور تیز فہم نوجوان تھے اور احتیاط میں مشہور تھے انھوں نے ابتدا ہی میں اس وزیر کو جوان کے تخت سلطنت کے لئے خطرہ تھا اور احتمال تھا کہ آئندہ ان کے ساتھ بھی بدسلوکی کرے گا حیلے سے قتل کرا دیا، اور اُس کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا، اللہ حکومت کے اوپر اُن کے اس احسان کی مکافات کرے۔ اشعارِ ذیل میں اس واقعے کا بیان ہے:—

لقد کان کالحجاج فی فتکاتہ — وہ اپنے مظالم میں حجاج کی مثل تھا۔
تحاذرہ البراء دوماً وتخشاہ — بے گناہ اُس سے ہمیشہ خطرے میں رہتے اور ڈرتے تھے
تفدیٰ بہ عبد العزیز مبادراً — عبد العزیز نے سبقت کر کے اسکو سویرے پکڑ لیا
وعاجلہ من قبل ان یتعشاہ — اور قبل اس کے کہ وہ ان کو رات کو پکڑے انھوں نے جلدی کر کے اس کا کام تمام کرا دیا

اس کے بعد حق اُن کا ولی اور لا الہ الا ھو اُن کا مشیر ہوا، اور وہ آج تک مغرب کے سلطان ہیں، اور اس وقت اپنے بھائی سلطان ابو سالم کے بیٹے کے ساتھ جن کے لئے مراکش اور مضافاتِ مراکش میں بیعت منعقد ہو گئی ہے، جنگ میں مصروف ہیں۔ اللہ اُن کے ذریعہ سے مسلمانوں کے مختلف گروہوں میں اتفاق پیدا کرے اور فتنے کے ضرر سے بلاد و عباد کو محفوظ رکھے۔

تلمسان میں سلطان ابو حمو بن امیر ابو یعقوب یوسف ابن عبد الرحمٰن ابن

Marfat.com

یحییٰ ابن یغمراسن بن زیان، جس طرح دولت اولے کے وقت تھے آج بھی شریفانہ خصلتوں اور دانشمندی کے ساتھ اپنی حکومت پر حاوی اور جو کچھ اُن کے قبضے میں ہے اس کا کام بخوبی چلا رہے ہیں۔

تونس میں امیر ابوسالم ابراہیم بن امیر یحییٰ بن امیر ابوبکر بن ابوحفص ہیں جس طرح پر کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

ملوک نصاریٰ

قشتالہ کا بادشاہ اس دور میں بھی وہی بطرہ ابن سلطان الہنشہ ابن ہرانڈہ ابن شانجہ ابن الہنشہ ابن ہرانڈہ تھا جس کا ذکر دولت اولے میں ہو چکا ہے، بادشاہ مذکور نے سلطان کی مدد کی تھی اور خواہشمند تھا کہ اُن کو اپنے جہاز پر مغرب پہنچاوے اور جس دشمن نے اُن کے ملک پر قبضہ کر لیا تھا اُس کا اور اُس کے غدار رفقاء اور بدمعاش متبعین کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس بھیجا تھا اس لئے اُس کے اور سلطان کے درمیان کامل صلح رہی اور نہایت مستحکم اور پائدار امن قائم رہا۔ اور وسط شعبان ۶۷ھ تک اس کا زمانہ ایک حالت سے گزرا۔

بادشاہ مذکور نے وسط شعبان ۶۷ھ میں حاکم برجلونہ کے ساتھ اس وجہ سے جنگ کی کہ حاکم مذکور نے شاہ موصوف کے بھائی لذریق کو جس کا لقب قنل ہے اپنے علاقے میں سے ہو کر گزرنے کی اجازت دی تھی اور اُس کی مدد کی تھی اور حاکم مذکور کے بڑے بڑے شہروں اور مضبوط قلعوں پر قبضہ کر لیا اور لڑتے لڑتے دونوں فریق کا حال تباہ ہو گیا، ہر وقت کی نقل و حرکت سے اہل فوج کے قویٰ سست اور بیکار ہو گئے اور فوجی بھرتی سے ملک کی آبادی خراب ہو گئی اور اہل ملک کے دل اس کی طرف سے منحرف ہو کر اس کے بھائی کی طرف مائل ہو گئے تمام شہروں میں اُس کے بھائی کی حکومت کی تحریک جاری ہو گئی اور لوگ اُس کے بھائی کے طرف دار بن گئے۔

بادشاہ مذکور نے اپنی دارالسلطنت اشبیلیہ پر قبضہ رکھنا چاہا، لیکن ۶۷ھ میں اشبیلیہ کے لوگ بھی برہم ہو گئے اور اُس کے اوپر ہتھیار اٹھا ہی چکے تھے کہ وہ خوف زدہ ہو کر وہاں سے نکل بھاگا، اور اپنے خاص لوگوں کی مدد سے ذخیرے میں سے جو کچھ

Marfat.com

لے جاسکا ساتھ نہ لیتا گیا، اپنے اہل وعیال کو بھی اشبیلیہ سے باہر بھیجدیا، غصہ وغم کے ساتھ اپنے محلوں کا لوٹا جانا منزلوں کا برباد ہونا اور خزانوں پر لوگوں کی دست درازی دیکھتا رہا اور اہل شہر نے اس کو اس قدر سخت وسست اور برا بھلا کہا جس سے زیادہ ممکن نہیں۔

بادشاہ مذکور نے اس کے بعد شاہ پرتگال کے پاس پناہ لینی چاہی لیکن پرتگال کے عوام کی رائے اس کے والدین کے افعال کی وجہ سے اس کے خلاف تھی اس لئے شاہ پرتگال نے اس کو پناہ دینا منظور نہیں کیا، تب اس نے ملک غیلسیہ کا قصد کیا اور اس کا بھائی لذریق اشبیلیہ میں داخل ہوکر ملک پر متولی ہوگیا، تمام شہروں نے لذریق کی اطاعت قبول کرلی، اور مسلمانوں نے اس انقلاب کے ابتدا میں سبقت کرکے اس کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ والحمد للہ

جب لذریق کی حکومت قایم ہوگئی تو وہ شاہ معزول کا پوری طرح استیصال کرنے کے لئے روانہ ہوا اور شاہ معزول غیلیہ سے نکل کر دریائی سفر اختیار کیا اور قشتالہ کے رستوں سے دور جاکر ٹھہرا، اور خطۂ قشتالہ سے علیحدہ ہٹ کر شاہ اینکترہ کے بیٹے کے پاس جو برجیسیں کے لقب سے مشہور ہے اور جس کے ملک کی سرحد اور قشتالہ کے درمیان آٹھ دن کی مسافت ہے پناہ گزیں ہوا۔

شاہ اینکترہ کے بیٹے نے معزول شاہ قشتالہ کو جوں ہی وہ اس سرزمین پر اس سے ملا اپنی حمایت میں لے لیا اور اس کے اور اپنے باپ کے درمیان سفیر بنا باپ (شاہ اینکترہ) کو شاہ معزول کے ساتھ اس قدر ہمدردی ہوگئی کہ اس نے بیٹے کی اجازت طلب کرنے اور شاہ معزول کی اعانت کرنے میں اپنی مرضی دریافت کرنے کو بھی ناپسند کیا۔

وفاداری اور ہمدردی کے ساتھ حمایت کرنے اور جوش حمیت میں جان تک کی پروا نہیں کرتے ہیں اس قوم کی حالت بھی قدیم عربوں کی عادت کی طرح عجیب وغریب ہے اور جنگ کے وقت ان کے حالات اور زیادہ تعجب انگیز ہوجاتے ہیں سوار وماموریت کے سب پیادہ پا ہوکے لڑتے اور فتح یا موت پسند کرتے ہیں اور لڑتے وقت پرجوش گیت

Marfat.com

گاتے جاتے ہیں، ان کے تیر اور کمان عربی نما بھدے ہوتے ہیں اور یہ سب کے سب زرہ پوش رہتے ہیں لگام کا استعمال نہیں کرتے اور ان کے ہاں ایک بالشت کے برابر پیچھے ہٹنا بھی گناہ عظیم اور ننگ و عار سمجھا جاتا ہے، حملہ کرتے وقت ان کے تیر انداز سواروں سے آگے رہتے ہیں یہ لوگ عجیب طرح پر جوا ہے آہستہ ہوتے ہیں اور چاندی کے اتنا نہایت کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

سترہ دن کے بعد معزول شاہ قشتالہ رئیس انکیترہ اور اس کے بہت سے امرا کے ہمراہ واپس آیا، اور ان لوگوں نے شاہ مذکور کی اولاد اور ذخیرے کو زیر رکھکر اس کو زر کثیر قرض دیا، رئیس انکیترہ نے بذات خاص دو لاکھ دینار طلائی دیئے اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی خاص تحائف اپنی اپنی طرف سے دیئے، اور وہ اس قابل ہوگیا کہ اپنی ذات اور فوج پر ہر تیسرے روز فی سوار ایک دینار طلائی خرچ کرنے لگا۔

برشلونہ میں تیس ہزار سے زیادہ فوج جمع ہوئی اور چونکہ اس فوج کو راستے کے وقت احدونیہ کی آبادی سے جس نے شاہ معزول کے بھائی کی اطاعت کر لی تھی گزرنا مشکل ہوا اس لئے اس قوم نے حاکم نبارہ سے راستہ دینے کی شرط پر صلح کر لی اور مکلات (خیمہ و خرگاہ و سامان رسد وغیرہ) حدود قشتالہ و نبارہ کے درمیان نبارہ کی آبادی کے اندر رکھے گئے۔

قشتالہ کا نیا بادشاہ بھی ایک ایسی فوج کے ساتھ جو اس قسم کے شخص کے واسطے کبھی جمع نہیں ہوئی تھی شاہ معزول کے مقابلے میں آیا اور اپنی شہامت و غیرت کے گھمنڈ میں ایک خندق کو عبور کر گیا جس کے آگے ایک دشوار گزار زمین تھی اور نکلنے کے وقت اس زمین سے باہر نہیں نکل سکا۔

روز شنبہ ششم اپریل عجمی مطابق شعبان ۸۹۸ھ کو فریقین کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی فرنگیوں کی فوج مذکور پڑے ملک سے آگے پیچھے تین صفوں میں مرتب ہوکر آئی تھی ان میں ایک شخص بھی سوار نہیں تھا سب کے سب پیادے تھے اور امیر و ماموروں کوئی امتیاز نہیں تھا سب کے ہاتھوں میں کمانی کے برابر موٹی لاٹھیاں تھیں یہ لوگ لاٹھیوں کی نوک کو پیچھے کی طرف [illegible] ان کو سیدھا رکھتے

Marfat.com

تھے اور دشمن کے چہرے اور اس کے گھوڑے کے سینے کا انھیں لاٹھیوں سے استقبال کرتے تھے، اور میدان جنگ میں انھیں کو ستون اور تکیہ گاہ بنا لیتے تھے اور اس لئے ان کو محلات (سامان سفر وغیرہ) کی احتیاج نہیں تھی، ان کے آگے تیر اندازوں اور زرہ پوش تبر برداروں کی بڑی جماعت تھی جس کا شمار اللہ ہی کو معلوم ہے، ان کا بادشاہ فتح کی دعا مانگتا ہوا کئی میل ان کے ساتھ گیا لیکن دو میل چلنے کے بعد تھک گیا اور یہ لوگ اس کو خچر پر سوار کر کے اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے گئے۔

اور حریف کے مقدمے پر بادشاہ کے ساتھ برنوس کا بھائی الدک اور برسی تھے اور عقب میں والفند تھا جو قندار میاں کے لقب سے مشہور تھا، اور ان کے پیچھے بہت سے امرا تھے اور سب کے پیچھے گھوڑے تھے جن کی باگیں سائیس، غلام، اور دیگر خدام ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے، گھوڑوں کے پیچھے بار برداری کے جانور اور مویشی تھے اور ان مختلف قطعات کے درمیان جھنڈے اور آلات اور اسباب و سامان اور باجے وغیرہ (۲۱) تھے جن کا ذکر طویل ہے۔

قشتالہ کے مقدمے پر مامور شاہ فرنینڈ کا ایک بھائی شانجہ تھا، اس کے ساتھ قشتالہ کے اس قدر لوگ تھے جن سے سارا میدان اور پہاڑ بھر گیا تھا، ان کے پیچھے تقریباً پندرہ سو سواروں کا رسالہ تھا جو نہایت فربہ اندام عیسائی گھوڑوں پر سوار تھے، اور سر سے پاؤں تک زرہ سے ڈھکے ہوئے تھے، قلب میں عام رئیسوں اور سواروں اور دستوں کے ساتھ جو آج کل فوج کے سپاہیوں سے زیادہ ہیں اس کا بھائی لطرہ تھا، اور ان سب کے پیچھے خود شاہ لذریق مختلف اقوام کے مخلوط لوگوں کے ساتھ تھا۔

فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور پہلے فرنگی تیر انداز اپنی زرہوں کے بھروسے پر آگے بڑھے اور فریق مخالف کے تیر انداز اور پیادے جو ان کے مقابلے میں آئے مغلوب ہو کر پیچھے ہٹ گئے تب قشتالہ کے زرہ پوش سواروں نے ایسا حملہ کیا کہ میدان جنگ میں زلزلہ پڑ گیا اور جنگ کی آگ اس مقام تک پہونچ گئی جہاں برسی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا اپنی فوج کو لڑا رہا تھا، برسی نے فوج والوں کو اس طرح ڈانٹا کہ ان لوگوں نے اس کی آواز سن لی، پھر تھوڑی سی خاک اٹھا کر

ملی اور اُس نے اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب نے تین تین لاٹھیاں توڑ ڈالیں غصے کے وقت لاٹھیاں توڑنا اس قوم کی عام عادت ہے اور اُس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب ایسی پیشقدمی کریں گے کہ پھر پیچھے نہ ہٹینگے، برسی نے اپنے بھائی کے پاس جو مقدمہ پر تھا کہلا بھیجا کہ جس وقت تم اپنے نفس میں ضعف محسوس کرو اس وقت یہ خیال کرو کہ تم بادشاہ اینکتہ کے بیٹے ہو، پھر سب نے مل کر ایسا متحدہ حملہ کیا جس کی مقاومت دشمن کے زرہ پوش سوار نہ کر سکے، حملہ آوروں کے نیزے اُن کے سینوں میں پیوست ہو گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔

قمط نے جب یہ دیکھا کہ اس کے بھائی کو شکست ہو گئی تو وہ قوم ارغون کو ساتھ لے کر جو اس کے ہمراہ تھی بہ ذاتِ خود آگے بڑھا اور اہل قشتالہ کو پکار کر کہنے لگا "دوستو عار سے بچو، دیکھو، ہم یہاں موجود ہیں" لیکن حالت سنبھل نہ سکی اور اس کی فوج پیچھے ہٹ گئی، اس وقت وہ خود بھی اپنے چار جاں نثاروں کے ساتھ بھاگا اور اُس کے تمام مخصوصین قتل اور گرفتار ہو گئے، اہل فوج شکست کھا کر اُس وادی میں جا اُترے جو ان کے عقب میں تھی اور اس فوج کی ہلاکت کا یہ سب سے بڑا سبب ہو گیا، مشہور ہے کہ اس معرکے میں پچاس ہزار سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے اور قوم فاتح کو بہ تعداد کثیر اسلحۂ جنگ اور مال و اسباب ہاتھ لگا اور اس قدر قیدی ہاتھ آئے جن کے فدیے میں زر کثیر وصول ہونے کی امید قائم ہو گئی، قند شکست کھا کر ملک ارغون میں چلا گیا۔

قند کا بھائی بھی فوراً ملک فرانس سے نکل کر اس قوم کے ساتھ ان کی قابلِ تعریف سعی اور باعزت امداد کا شکریہ ادا کرتا ہوا رات کے وقت ملک کی سرحد میں داخل ہو گیا اور اس قوم کے غلبے سے اس کو اس قدر خوف دامنگیر ہوا کہ اس نے ان لوگوں کو اس قدر مال دے کر جو ان کے احراجات کے لئے کافی ہو ان سے اپنے ملک کے اندر چلے جانے کی اجازت چاہی اور ان لوگوں کا جو قرض اس کے ذمے تھا وہ بھی ادا کر دیا اور نہایت تیزی کے ساتھ اس حالت میں طلیطلہ پہونچا کہ اس کو اپنی نجات کا یقین نہیں تھا۔

طلیطلہ پہونچکر اس نے سلطان مترجم کو اس قوم کی قوت و سطوت سے مطلع کیا جس کا دریا اس وقت اُبل رہا تھا اور جس کا معاملہ بہت مشکل ہو گیا تھا، یہاں تک کہ

Marfat.com

مسلمانوں کے استیصال کے متعلق جو شر و فساد کے خیالات اس قوم کے دل میں پوشیدہ تھے اُن کی بھی خبر دی اور جو وعدے ان لوگوں نے مسلمانوں کے استیصال کے متعلق کئے تھے ان کو بھی بیان کر دیا، حالانکہ اسی قوم نے اس کے لئے خرچ مہیا کیا تھا اور اس کو مدد دی تھی۔

بادشاہ مذکور طلیطلہ سے اشبیلیہ گیا اور تمام شہروں نے اس کی اطاعت قبول کر لی، پھر اس نے ٹیکس اور محصول لگانا شروع کیا اور لوگوں کو دھمکایا کہ جرمانہ اور تاوان بھی وصول کیا جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس سے پھر نفرت کرنے لگے مطالبات ادا کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے عاملوں کو نکال باہر کیا اس فتنے کو محسوس کر کے وہ خود اشبیلیہ و اطراف اشبیلیہ میں قلعہ بند ہو گیا اور جو قوم اس کی مدد کے لئے آئی تھی بہت دیر تک انتظار کرنے کے بعد اپنے وطن واپس چلی گئی۔ سوا اس کی مدد سے پہلو تہی کرنے لگے اور ملازمین بے اعتنائی سے پیش آنے لگے اور کھلے بندوں مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔

سب سے پہلے شہر جیان نے اس کے عزل اور اس کے مغلوب بھائی کی تجدید اطاعت کا اعلان کیا اور اسی وقت سلطان مترجم نے مسلمانوں کو جمع کر کے شہر جیان پر حملہ کر دیا اور لڑ کر شہر میں داخل ہو گیا اور شہر مذکور کو لوٹ کر تباہ و برباد کر دیا جس کا ذکر حسب موقع کیا گیا ہے، پھر شہر ابدہ کا بھی جو جیان ہی کی طرح مخالفت کر رہا تھا یہی حال کیا گیا، والحمد للہ۔ شہر قرطبہ میں بھی بادشاہ مذکور کی مخالفت کی گئی، چنانچہ اس کے چند بڑے بڑے مخالفین قرطبہ میں جا کر ٹھہرے ہیں اور وہاں سے اس کے بھائی کے ساتھ خط و کتابت کر رہے ہیں اور کوشش میں ہیں کہ وہ جلد آ جائے معلوم ہوا ہے کہ وہ سرزمین برغش میں پہونچ گیا ہے اور دونوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہے۔ اللہ اسلام کا بول بالا کرے اور اللہ وحدہ کی ہیبت سب پر غالب ہے۔

ہم نے رومیوں کے یہ حالات اس قدر تفصیل کے ساتھ اس لئے بیان کئے کہ ان میں تاریخی ندرت ہے، اور مقصود یہ ہے کہ قوم مذکور اور اس قسم کے دوسرے اقوام کے خطرے سے واقفیت ہو جائے اور ان سے احتیاط رکھی جائے، اللہ ہی کا فضل مومنوں کا مددگار ہے۔

Marfat.com

ملک ارغون کا بادشاہ اس وقت بھی وہی شخص ہے جو دور اول میں تھا۔

موجودہ عہد حکومت کے بعض کارنامے (۴۸)

جہاد اکبر یعنی جہاد نفس کے حالات میں سے ایک واقعہ جو اصل میں غصہ ضبط کرنے کی ایک مثال ہے یہ ہے کہ جب حادثہ پیش آیا اور سلطان آزمائش میں مبتلا ہو کر اس حالت میں کہ اپنی ذات کے سوا دوسری کوئی چیز ان کے قبضے میں نہ تھی وادی آش میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے جو بجائے خود ایک طویل داستان ہے تو اس وقت انھوں نے قصبہ مریہ میں ایک شخص کے پاس جو اُن کا معتمد علیہ تھا پیام بھیجا اور اللہ کا واسطہ دے کر اس سے اپنے لئے ستر حق طلب کیا، اور اپنے حقوق کا لحاظ رکھنے اور وفاداری اور امانت داری پر قائم اور ثابت قدم رہنے کے لئے اس کی بڑی تالیف و خوشامد کی قصبہ مریہ اُس وقت سلطنت کا قلعہ تھا اور امید تھی کہ یہ قصبہ ہر طرح مطیع و فرماں بردار رہے گا، وہ ایک محفوظ مقام تھا اور اموال خراج اور ہر قسم کے ساز و سامان کا مخزن تھا، اور سلطان کا مستقر بن گیا تھا، اس کے اور باغی کے درمیان ایک سد حائل تھی اور شرعاً دہاں کے باشندوں کی بیعت کی ایک شرط بھی منسوخ نہیں ہوئی تھی، لیکن باوجود اس کے شخص مذکور نے سلطان کے پیام کا نہایت برا جواب دیا، قاصد کو قید خانے میں قید کر دیا اور خود وہاں سے نکل کر دشمن کے پاس چلا گیا اور بغاوت میں اس کا مشیر خاص بن گیا، با ایں ہمہ جب اللہ نے معاملے کی حالت بدل دی اور سلطنت پر از سر نو سلطان کا قبضہ ہوا اُس وقت سلطان نے شخص مذکور کا وظیفہ علی حالہ جاری رکھا۔

حکومت کے دوسرے دور میں ذلیل برکی نے بعض اہل قرابت کے نام سے شورش برپا کی اور اللہ نے اُس کو ناکام رکھا اختلاف پیدا ہو جانے کے بعد اس فتنہ و فساد کو رفع کر دیا اور سلطنت کو غالب و کامیاب رکھا اور جب یہ برکی مذکور پوری طرح سلطان کے قبضے میں آگیا تو اُس وقت سلطان نے اُس کو چھوڑ دیا اور اس کو زندہ رکھنے میں مصلحت عامہ کی رعایت کو ہر دوسرے خیال پر غالب رکھا، ایسا عجیب انگیز حلم اُسی شخص سے صادر ہو سکتا ہے جس کا کام محض جزائے آخرت اور رضائے الٰہی کی طلب پر مبنی ہو۔

اور جب الزام وارتکاب جرم ثابت ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ ملزمین اہل قرابت سے ہیں تو یہ سب لوگ آرام کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ کر دیئے گئے ان لوگوں کے لئے جو وظیفے مقرر تھے اور خاص خاص مواقع پر جو حقوق اُن کو دیئے گئے تھے وہ سب کے سب اُن کے اخلاف کے نام جاری کر دیئے گئے اور جو لوگ ان میں ضعیف تھے ان کی امداد و اعانت کا وعدہ کیا گیا، اور اراضی و مکانات کی قسم کی چیزوں سے جن کا فائدہ سارے خاندان کو پہونچتا تھا کچھ تعرض نہیں کیا گیا اور ان کی اولاد اور اہل وعیال کو ان کی خواہش و تمنا کے موافق اُن کے پاس پہونچا دیا گیا۔

اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ جس سے سلطان کی نرم دلی اور انصاف پسندی ثابت ہوتی ہے یہ ہے کہ جب عامرین اور ان کاشتکاروں نے جو سلطان کی جائداد خالصہ کے قریب سکونت رکھتے ہیں، قاضی شہر کے اجلاس میں کنارۂ وادی کی اُس اراضی کا دعویٰ دائر کیا جو سرحد جوار پر واقع ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اُس جائداد پر بھی دعویٰ کر دیا جو سلطان کی ذاتی جائداد ہے اور ان کو اپنے اسلاف کرام سے وراثتاً ملی ہے تو ان کاشتکاروں کے مقابلہ میں جواب دہی کرنے کے لئے وکیل سلطنت ان کے ساتھ کھڑا ہوا۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ اُس تاجر کا قصہ ہے جو وادی آش کا باشندہ اور حاجی لباس کے نام سے معروف تھا، سلطان کے محل میں تاجر مذکور کے یہاں سے ایک رومی جاریہ ضمانت وغیرہ ادا کرنے کے سلسلے میں کسی طرح آگئی اور لڑکے کی پرورش کرنے کی خدمت تک ترقی کر کے مرصنعات میں داخل ہو گئی، تاجر کو اس جاریہ کے ساتھ محبت تھی جو جدا ہونے کے بعد بھی قائم رہی اور اس کا عشق بڑھتا گیا، تاجر کا حال اور اس کے عشق و محبت کی خبر جب سلطان تک پہونچی اور جاریہ پر تاجر کا عاشق ہونا ان کے نزدیک ثابت ہو گیا اور اس قسم کے مواقع پر بادشاہان سلف سے جو روایتیں منقول ہیں میں نے ان کی طرف اشارہ کیا اُس وقت سب سے پہلے خود سلطان جاریہ کو محل سے نکالنے پر مستعد ہوئے اور اس کو مجبور کر کے بہتر ہیئت و لباس میں محل سے علیحدہ کر دیا، چنانچہ وہ اپنے عاشق بے خود کے قبضے میں آگئی حالانکہ عاشق کی سانس آہستہ چلنے لگی تھی اور اس کے حواس بے کار ہو گئے تھے اور

قریب تھا کہ اس کا اب ملنا اُس کے لئے شادی مرگ کا سبب ہو جائے۔ سلطان کی زندگی میں اس قسم کی مثالیں متعدد ہیں۔

صدقہ و احسان کے کاموں میں سے جہاد نفس کا ایک کام جس کو خرق عادت سمجھنا چاہیئے شفاخانۂ اعظم کی تعمیر ہے یہ شفاخانہ اُن دور افتادہ ممالک کی زینت اور اس مدینۂ فاضلہ کے لئے وجہ فضیلت ہے اور باوجود اس کی ضرورت و حاجت کے بدیہی ہونے کے فتح اول کے وقت سے آج تک کسی کو اُس طرف توجہ نہیں ہوئی تھی، سلطان کو ان کی دینی ہمت اور خالص تقوے نے اس پر آمادہ کیا، اور سلطان نے اس عمارت کو جلالت تعمیر کثرت مساکن کشادگی صحن روانیٔ آب و لطافت ہوا، اور حوض و وضوگاہ کے تعدد نیز ہر جگہ کمال صنعت اور حسن ترتیب کے موجود ہونے کے لحاظ سے ایک ایسی قابل دید عمارت اور ایک ایسا مجموعۂ حسن و خوبی بنا دیا کہ اس کو دیکھنے کے لئے اندلس کا سفر کیا جاتا ہے، اور یہ شفاخانہ اپنے صحن کی وسعت، ہوا کی پاکیزگی، بالوا اور سیاہ پتھر کے بنے ہوئے فواروں کی جولانیوں، دریا کے مچل مچل کر بہنے اور بادصبا سے درختوں کے جھومتے رہنے کے لحاظ سے مصر کے شفاخانے پر ترجیح رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ بادشاہوں کے عادت و دستور کے مطابق اس سلسلے میں سلطان کے اسم گرامی کا نقش اضافہ کرنے اور دائمی یادگار قائم کرنے کے لئے قلب شہر میں حجرے اور مدفن کے گرد احاطہ بنا دیا گیا شب و روز قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھنے کی غرض سے جو مدارس اور خانقاہیں ہم نے اُن کے حکم سے بنوائیں اور اُن کی رائے کے مطابق تکمیل کو پہنچائے اور انھوں نے میرے ساتھ موافقت کی اور اُن کو پسند کیا وہ سب کی سب سلطان ہی کے فیاضی اور اولوالعزمی کے کاموں میں داخل ہیں۔

اور اس کی دلیل جس سے سلطان کا یہ وصف نمایاں طور پر نظر آجاتا ہے جبل فتح کی امداد کا واقعہ ہے، باوجودیکہ جبل فتح ایک دوسرے بادشاہ کے علاقے میں واقع ہے اور سلطان کے دائرہ حکومت سے خارج ہے، لیکن سلطان راتوں رات تیزی سے سفر کرکے اور دور دراز راہ طے کرکے وہاں پہنچ گئے اور اس کی امانت اور اُس کے حدود اور قلعوں کی حفاظت کے ایسے کام انجام دیئے جس سے دشمن کی حرص و طمع کا استیصال اور خاتمہ ہو گیا، اور اس مہم پر اس قدر مال صرف کیا جس کی

Marfat.com

کنجیوں کا بار اٹھانا ایک مضبوط جماعت کے لئے بھی مشکل ہے اور اس میں عجلت اس خیال سے کی گئی کہ دشمن کے جبل پر قبضہ کر لینے کا احتمال تھا اور سلطان کے پاس خوراک پہونچانے کا کرایہ بحساب فی رطل سوا درہم خرچ ہوا جو ایک بے مثل نفع کثیر اور فتوے کی ایک خاص جدت تھی۔

دشمن اسلام کے مقابلے کے لئے استعداد و طیاری کے متعلق ایک خارق عادت جہاد نفس یہ ہے کہ اس قلیل مدت اور مختصر زمانے میں سلطان نے اُن شہروں میں جو دشمن کے علاقے سے متصل ہیں اور جن کی سرحدیں دشمن کی سرحدوں سے ملی ہوئی ہیں اور جہاں دشمن کی رہگزر قریب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ فتنہ و فساد ہوتا رہتا ہے بائیس قلعے بنا کر امن عام قائم کر دیا ہے۔ جن میں سے ایک قلعۂ ارجونہ ہے جو بالکل ویران ہو گیا تھا، اس قصبے کی تجدید اور وہاں پانی کا خزانہ بنانے میں تقریباً بیس ہزار اشرفیاں خرچ ہوئیں، اور آج یہ قلعہ دشمن کے لئے قیام غیظ و خم اور مسلمانوں کے واسطے جائے پناہ ہے۔ دوسرا قلعہ حصن آش ہے جس پہاڑ پر یہ قلعہ واقع ہے اُس کے اطراف و جوانب کے درمیان بہت فاصلہ ہے باوجود اس کے اس کے پہاڑ کو دیواروں اور برجوں سے بہت مستحکم کر دیا گیا ہے اور اس کے اندر پانی کی نہریں جاری کی ہیں اور اس کے گرد ایک بڑی خندق کھدوا دی گئی ہے نیز سلطان نے وہاں ایسی یادگاریں چھوڑی ہیں جو بہت مشہور ہیں اور جن سے اللہ کے واسطے کام کرنے کی قوت اور اسلام کے ساتھ اُن کی عقیدت ثابت ہوتی ہے۔

سلطان نے پھر اس سلسلۂ کار کا قلعۂ حمرا کو مضبوط و مستحکم بنانے پر خاتمہ کیا، جو دار السلطنت، کاسر اسلام کا ماویٰ سلطنت کا ملجا عہد و پیمان کا محل اور ذخیرہ و مال کی حفاظت کا مقام ہے، اس سے قبل قلعۂ حمرا ایک چٹیل میدان اور ویران و غیر آباد مقام بن گیا تھا، لیکن آج وہ عروس بنا ہوا پہاڑ کی چوٹی پر جلوہ گر ہے اور ستاروں سے باتیں کر رہا ہے، اُس کی تعمیر سے زلیخ سالن اور طمع کے ستارے غروب ہو گئے، جبایۃ کا مال جو اس عہد میں مصلحتاً دیگر اموال سے جدا کر دیا گیا ہے اور خراج نقد القاب کے دفتر، خزانے کے بہترین اور قیمتی

اشیاء سب وہاں منتقل کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ تقریباً اسّی سال سے کبھی نہیں ہوا تھا والحمد للہ

اسلامی بیڑے کی اصلاح و درستی اور افواج و عساکر بری و بحری کے اسباب ضعف کو رفع کرنے کی یہ حالت ہے کہ جہازوں کا بیڑہ اس عہد میں نہایت بہتر حالت میں ہے اور ہر وقت حملے کے لئے طیار رہتا ہے، دشمن اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں، وہ ہمیشہ گشت لگاتا رہتا ہے اور کسی ایک جگہ مستقل قیام نہیں کرتا اور ہر وقت جہاد کے لئے آمادہ رہتا ہے، وہ متعدد لڑائیاں لڑ چکا ہے اور اس کے جہاز تمام سمندروں کا دورہ کر چکے ہیں اور ان کی گہرائی سے پوری طرح آشنا ہیں۔ والحمد للہ

مجاہدین کے وظائف میں پہلے اسماک باراں سے قطع و برید ہوا کرتی تھی اور کثرت باراں سے بھی کمی کر دی جاتی تھی، لیکن اب خزانہ ہمیشہ سونے چاندی سے بھرا رہتا ہے اور مجاہدین کو پیشگی وظائف بھی ملتے رہتے ہیں۔

بذات خود جہاد میں شرکت کرنے اور اللہ کی راہ میں جان بازی دکھانے کے واقعات جو جہاد نفس کا نتیجہ ہیں اس قدر ہیں جن پر کسی دلیل کی حاجت نہیں منجملہ ان کے ایک واقعہ یہ ہے کہ ثغر خاج کی طرف سے جو ہمیشہ مسلمانوں کی حالت کو دیکھتا رہتا ہے، حصن آش پر حملے کا خوف تھا اس لئے ثغر خاج کو فتح کر لینے کا ارادہ کیا گیا، سلطان اس مہم کے مشورے میں شریک نہیں تھے اور اس کو فتح کرنا سخت مشکل ہو گیا تھا، اس وقت سلطان سخت گرمی کے دنوں میں لوگوں کو مقاتلے کی ترغیب دینے اور ان کی مدد کرنے کے لئے خود وہاں پہونچ گئے اور عام سپاہیوں کے دوش بہ دوش آگ کے شعلوں ہتیاروں کی جھنکاروں اور دھوئیں کی آندھیوں کو برداشت کرتے رہے اور بذات خاص جنگ آوروں کی ہمت افزائی اور زخمیوں کی تیمارداری کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کے عزم کو استقلال کی بدولت ثغر مذکور کو ان کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔

ثغر مذکور سردار روم کے محل اقامت سے قریب ہے اور گمان غالب تھا کہ اس کی طرف سے فوراً اسے واپس لینے کی کوشش کی جائے گی اس لئے سلطان

Marfat.com

اپنے ہاتھ سے اُس کی دیوار کو منہدم کرنے اور اُس کے شگاف کو بند کرنے میں مصروف ہو گئے، پتھر اُن کی طرف بڑھائے جاتے تھے اور گلا وہ اُن کو دیا جاتا تھا اور وہ مزدوروں کے ساتھ مل کر یہ سب کام انجام دیتے تھے، پھر یہ فعل دوسرے بادشاہوں کے لئے بھی ایک عام قانون بن گیا جس کا ذکر باب جہاد میں کیا جائے گا۔

اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے متعلق جہاد اکبر کا ایک واقعہ یہ ہے کہ جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی کہ اُس حصۂ ملک کے استیصال کے لئے فرانسیسی قوم حملہ کرنے والی ہے "وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ" تو اُس وقت عام مسلمانوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے امر معروف اور نہی منکر کے طریقے پر جمہور اہل اسلام کے نام اس حکومت کی طرف سے ایک فرمان صادر ہوا، جس کی فصاحت و بلاغت سے بڑے بڑے خطیب متحیر اور کامل انشا پرداز متعجب ہو گئے۔ فرمان مذکور کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:—

"امیر المسلمین عبداللہ محمدؐ بن مولانا امیر المسلمین ابو الحجاج ابن مولانا امیر المسلمین ابو الولید نصر کی طرف سے (اللہ اُن کی تائید اور مدد کرے اور اُن کے امر کو قوت دے اور ان کے اثر کو ہمیشہ قایم رکھے) اپنے دوستوں کے نام"

چونکہ ہمارے یہ دوست فہم صحیح سے کام نہیں لیتے اور ان کے ہر نوع و جنس پر غفلت مستولی ہو رہی ہے اس لئے ہم ان لوگوں کو خواب غفلت سے جگاتے اور ایسے امر کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو اُن کے ایمان کو ریب و شک سے پاک اور اُنکے ظاہر و باطن کو خالص کر دے، اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری اور اُن کی لغزشوں سے درگزر کرے اور مصائب کی گردشوں سے ہم لوگوں کو بچالے اور تباہی و بربادی کے ہاتھوں کو جو تیزی سے ہماری طرف بڑھ رہے ہیں روک دے"

"فلاں مقام والوں کے نام، اللہ اس غریب گروہ کی طرف سے مدافعت کرے، اور ان کے اہل و عیال پر اپنا لطف و کرم رکھے اور اپنے کرشمۂ قدرت سے ان کی خبر گیری کرے، سلامٌ علیکم اجمعین ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ (تم سب لوگوں پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں)

اللہ کی حمد کے بعد، جس کا کوئی شریک نہیں اور جس کے سوا ہمارا کوئی سہارا

نہیں وہ اللہ جو مومنوں کے دلوں کو امتحان کر کے دیکھتا ہے کہ برداشت کرنے کی طاقت کس میں زیادہ ہے' اور کامل درجے کا صبر کس میں پایا جاتا ہے' تاکہ جو لوگ ہدایت پر ہیں ان کی ہدایت میں غلو کرے' اور درود وسلام نازل ہو ہمارے سردار و آقا محمدؐ پر جنھوں نے ہلاکت سے نجات دلائی اور جو شخص دشمنوں کے سروں پر ضرب لگاتا ہوا جنگ کریں اور ان لوگوں سے جنھوں نے اللہ کے لئے بیٹا قرار دے رکھا ہے ان سے جہاد کریں۔ اس کی شفاعت کے کفیل ہوئے اور اللہ راضی ہو ان کی آل سے جو آسمان ملت کے ستون تھے اور باوجود اس کے کہ وہ تعداد میں تھوڑے تھے بڑی بڑی فوجوں سے خوف زدہ نہیں ہوئے اور غیر مسلموں سے اگرچہ ان کی جماعت بہت بڑی اور تعداد بہت زیادہ تھی مرعوب نہیں ہوئے ایسا درود جس کو کبھی انقطاع نہ ہو اور ایسی رضا جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔

"یہ مکتوب ہم تم لوگوں کی طرف۔ (اللہ تم لوگوں کا نام ان لوگوں کے زمرے میں لکھے جن کا دل اللہ کے دشمنوں کے مقابلے میں غضب اور حمیت سے بھر جاتا ہے اور جن کی تیر فکر کا نشانہ ہمیشہ حق وصواب کی جانب ہوتا ہے اور جن کا کوئی تیر ہدف اور نشانے سے خطا نہیں کرتا) اس حالت میں لکھ رہے ہیں کہ ہم کو ایک ایسی خبر ملی ہے جس سے تم لوگوں کو آگاہ کرنا اور گہری نیند سے جگا کر تم لوگوں کے اختلافات باہمی کو رفع کرنا اور خوفناک وہیبت ناک کے مقابلے کے لئے تم لوگوں کو آمادہ کرنا' اسلام کی خیر خواہی' اور عہد وذمہ کی نگہداشت' اور اللہ کی طرف سے امام پر مقتدی کے جو حقوق ہوتے ہیں ان سب کے لحاظ سے ہم پر واجب ہے۔

"وہ خبر یہ ہے کہ دین عیسوی کے سب سے بڑے سردار نے جس کے عیسائی اس درجہ فرمان بردار ہیں کہ جس سے بھی دوستی یا دشمنی کرتے ہیں اس کے حکم واجازت سے کرتے ہیں اور جس وقت اس کی صلیب کو دیکھتے ہیں تکبیر کہتے ہوئے اس کو سجدہ کرتے ہیں جب یہ دیکھا کہ باہمی اختلاف ونزاع نے اس کے گروہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا لیا اور اس طرح ہضم کر لیا ہے کہ نہ رگ پٹھے کو باقی

Marfat.com

چھوڑا ہے نہ ہڈی کو اور جو نظم و ترتیب ان لوگوں میں تھی اس کو منتشر کر دیا ہے تو اس نے غور کیا کہ کس طرح ان کے افتراق کو مٹا کر ان کو ایک مرکز پر جمع کرے اور جو چیز انھیں نقصان پہونچا رہی ہے اسے رفع کرے اور تفرق و انتشار نے جو سوراخ ان کے جہاز میں پیدا کر دیا ہے اس کی مرمت و اصلاح کرے' اور اسی کے ساتھ اس نے غور کیا کہ ایک ایسی قوم کے لئے جو پانی کے قطرات کی طرح کثیر التعداد ہے اور اپنے تمام حالات و معاملات میں اطاعت کی خوگر ہے' نجات کا صرف یہ طریقہ ہے کہ یہ تمام متفرق جماعتیں اپنی قوم کے اس شخص کی اطاعت اختیار کر لیں جس کو سردار بند کور منتخب کر دے' اور اس کے زیر اثر سب ایک جماعت بن کر مسلمانوں کے منتشر اور کمزور گروہ پر دفعتاً اس طرح حملہ کر دیں کہ گویا قیامت آگئی' اور تمام شہروں سے نیز وہاں کے لوگوں سے اور نئی اور پرانی ہر چیز سے ان کا تعلق منقطع کر دیں' اللہ ان لوگوں کو ناکامیاب رکھے' اور ہم لوگوں سے یہ مصیبت جس کے رفع کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے دفع کرے اور اپنی عادت کے موافق ہمارے لئے کوئی بہتر راہ کھولے کہ اس کے مقابلے میں کوئی راہ بند نہیں ہے۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان غافل ہیں اور خطرۂ ہلاکت سے آگاہ کرنے والے کی بات نہیں سنتے' اور ہم کو زیادہ تر دو ان لوگوں کا ہے جو دریا کی دوسری جانب آباد ہیں اور جن کا بڑا حصہ کافروں کی سرزمین پر بس چکا ہے' اور ہم چاہتے ہیں کہ اس موعظت کے ذریعے سے ان لوگوں میں ایسی حرکت پیدا کر دیں جس سے ان کی چشم بصیرت میں روشنی آجائے اور اس حالت میں جب کہ ان کو اور کچھ مدد نہیں دی جا سکتی ان کے دل میں اللہ سے مدد طلب کرنے کا خیال پیدا ہو جائے اللہ تضرع و انکسار کے ذریعہ سے دلوں کی اصلاح کرے اور مشکلیں آسان کر دے' اور دائیں جانب والی قوم کو بائیں جانب والی قوم سے مدد پہونچا دے ورنہ دنیا اور آخرت میں خسارہ مقدر ہو چکا ہے۔ اس لیے کہ جس شخص پر اس کے دین کا دشمن غالب آجائے اور وہ اللہ کی طرف سے برگشتہ اور مال کی محبت میں منہمک ہو فسق و فجور میں شہرت رکھتا ہو اور ایسے مال و متاع پر جو زائل ہو جانے والا ہے

حریص ہو تو کوئی شبہ نہیں کہ شیطان اس کو پیشانی کے بل گرا چکا ہے' اور دنیا اور آخرت دونوں جگہ کے خسارے میں ہے وذالک ھوالخسران المبین اور جس شخص کے متعلق اللہ کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کرے اور اس کے لئے جدوجہد کرے' اور معبود واحد کے سوا کسی دوسرے کی بندگی نہ کرے یہ شخص شہوات نفس سے جو عالم جاودانی میں ہلاک ہوتے ہیں باز رہتا ہے جس سے اس کو وجود اور بقائے دوام حاصل ہو جاتا ہے یا دشمن پر جو اس کے مقابلے میں مجتمع ہوئے ہیں غلبہ پاتا ہے' اور یہ شخص استقلال کے ساتھ اپنی محمود حالت وحیثیت پر اس طرح قائم رہتا ہے کہ فرشتے اس کی شہادت دیتے ہیں' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور سواد اعظم کی قوت سے اس منہدم عمارت کی از سر نو تعمیر کر دیتا ہے اللہ کی عنایت و مہربانی اسی شخص پر ہوتی ہے' (اے رسول کہدے کہ تم لوگوں کو ہماری نسبت دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کا انتظار ہے اور ہمیں تمہاری نسبت یہ انتظار ہے کہ اللہ تم پر خود اپنے یہاں سے یا ہمارے ذریعہ سے عذاب نازل کرے' پس انتظار میں رہو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں) [قرآن مجید]

پس ڈرو اللہ سے ایسی ہمتوں کے معاملے میں جن کا رعب اڑ گیا' ڈرو اللہ سے ایسے عقائد کے معاملے میں جن کا چراغ گل ہو چکا ہے' ڈرو اللہ سے مردانگی کے معاملے میں جو ایک قابل قدر چیز ہے ڈرو اللہ سے ایسی غیرت کے معاملے میں جس کا نصیب سو گیا ہے' ڈرو اللہ سے دین کے معاملے میں جس کو بدل دینے کی دشمن کو طمع ہو گئی ہے' ڈرو اللہ سے حریم کے معاملے میں جن کو غلام بنا لینے کی دشمن کو امید ہو گئی ہے' ڈرو اللہ سے مساکن کے معاملے میں جن میں سکونت کرنے کے لئے دشمن آگے بڑھ رہا ہے' ڈرو اللہ سے ملت کے معاملے میں جس کی شمع کو دشمن بجھانا چاہتا ہے' ڈرو اللہ سے قرآن عظیم کے معاملے میں ڈرو اللہ سے دین کے معاملے میں ڈرو اللہ سے اہل قرابت اور بھائیوں کے معاملے میں ڈرو اللہ سے نئے اور پرانے مقبوضات کے معاملے میں اور ڈرو اللہ وطن کے معاملہ میں جس کی وراثت باپ سے بیٹے کو ملی ہے۔

آج بزدل قید ہوں گے' صبر و سکون کا نزول ہوگا آج کے دن شریف النفس

لوگوں کو ہمت سے کام لینا چاہیئے، اور آج قبل اس کے کہ خطرہ بڑھے حکم نافذ ہو۔ دروازہ بند ہو سزا مستحق ہو اور مسلمانوں کی گردنوں پر کافر مسلط ہوں، غافلوں کو خواب غفلت سے بیدار ہو جانا چاہیئے۔ دو ڑ میں مسابقت کرنے والے اپنے لئے ذلت گوارا نہیں کرتے، اور پرندے بھی جس وقت محسوس کرتے ہیں کہ ان کے بچوں کو ہاتھ لگایا جاتا اور ضرر پہونچایا جاتا ہے اپنے آشیانوں کی حفاظت کے لئے پروں کو پھڑپھڑانے لگتے ہیں، اور اگر تمہاری یہی حالت رہی تو جو کچھ سن رہے ہو اس کو خود اپنی آنکھ سے دیکھ لو گے، اور کسی مقام پر دو شخص کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے نہ سنو گے تمہاری ہمت صرف گردن اور سینہ کی آرائش پر منحصر ہو گئی ہے، اور تمہاری سعی صرف ان خواہشات تک محدود ہو گئی ہے جن سے مصیبت کے وقت کوئی نتیجہ اور فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔

ابھی کل کی بات ہے کہ تم لوگ اس ذات کو راضی کرنے کے لئے جس کے ہاتھ میں بادل مسخر ہیں اور اس سے اعانت طلب کرنے کے لئے جو عذاب کو دفع کرتا ہے اور اس کے فضل و کرم کی درخواست کرنے کے لئے جو پانی برساتا اور انسانوں اور بہائم کو زندہ رکھتا ہے، بلائے گئے تھے۔ تمہارا حال یہ تھا کہ آسمانی رحمت تم سے رکی ہوئی تھی اور پانی کی قلت سے تمہارے سرسبز و شاداب علاقے خشک ہو رہے تھے، حالانکہ تمہارا رزق اور جس شے کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سب آسمان میں ہے، اور آسمان ہی کی طرف تم ہاتھ بڑھاتے ہو اور دعائیں آسمان ہی کے دروازے کا قصد کرتے ہو، لیکن اس موقع پر تم میں سے بہت تھوڑے لوگ حاضر ہوئے اور توبہ اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی، اور تم لوگ اس غنی و حمید کی طرف راغب ہونے اور اس مولیٰ کی طرف رجوع کرنے سے باز رہے جو اگر چاہے تو تم لوگوں کو فنا کر کے تمہاری جگہ نئی مخلوق پیدا کر دے، اگر وہ خیر و برکت جو اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے نقد ہوتی تو وقت کا انتظار کیا جاتا اور حلق کا گھونٹ اور منہ کا نوالہ فرد کرنا مشکل ہو جاتا اور تم لوگ ان کے جمع کرنے کے لئے ایک دوسرے پر گرتے۔

کیا تم اللہ کے مقابلے میں جو سب سے زیادہ قوی اور سب پر غالب ہے

Marfat.com

عزت و شان دکھلاتے ہو، اور کیا تم اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہو جو اچھے اور برے اور نمع اور خالص سونے میں فرق و امتیاز پیدا کرتا ہے، وہی اللہ جس سے زندگی میں بھی امید ہوتی ہے اور موت کے بعد بھی، کیا دلوں میں اللہ کی نسبت شک و شبہ پیدا ہو گیا ہے، اور کیا اللہ کے سوا کوئی دوسرا بھی ہے جو تکلیفات کو رفع کرے اور مصائب کے وقت اس کی پناہ میں جا کر جہالت و ضلالت کے کے زمانے کی تلافی کرو۔

باران رحمت طلب کرنے کے لئے تم میں سے صرف ایک مختصر جماعت ہاتھوں اور سروں کو اللہ کی طرف اٹھائے اور اللہ کے جلال کے آگے عجز و انکسار کے ساتھ عذاب دفع کرنے کی دعا کرتی ہوئی اور اس کے وعدہ اجابت کے جلد پورا ہونے کی امید رکھتی ہوئی باہر نکلی، اور تمہاری یہ حالت تھی کہ گویا اس کے کرم سے تم مستغنی ہو یا اس کی طرف رجوع کرنے سے تم کو انکار و اعراض ہے۔

کیا تم کو نہیں معلوم کہ تمہارے نبی صلوات اللہ و سلامہ علیہ کا تھوڑے پر قناعت کرنے اور رحلت و سفر کے واسطے ہر وقت مستعد رہنے اور ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ رہنے اور شب بیداری اور توبہ اور رجوع الی اللہ کے متعلق کیا حال تھا؟ ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ میں جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لئے ہوئے آپ کے پاس تشریف لائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت فرمانے پر کہ "فاطمہ یہ کیا ہے؟ جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ روٹی ہے اور اس لئے لائی ہوں کہ آپ تناول فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ تین دن کے اندر یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارے والد کے شکم میں داخل ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن بھر میں ستر مرتبہ استغفار کرتے اور اللہ کی رحمت کے طالب ہوتے تھے اور باوجود اس کے کہ آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف تھے پھر بھی اس قدر قیام کرتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے تھے جہاد آپ کی عادت میں داخل تھا۔ اور جد و اجتہاد آپ کی خصلت تھی اور آپ بذات خود کفار کے مقابلے میں بلند و پست مقامات میں شریک جہاد ہوئے تھے۔

پس اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء نہیں کرتے تو کس

Marfat.com

کی اقتدا کرو گے' اور اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت حاصل نہیں کرتے تو پھر کس سے ہدایت حاصل کرو گے' اور جب تم ان کا اتباع نہیں اختیار کرتے تو پھر کیونکر ان کی طرف اپنے کو منسوب کرتے اور ان کا نام لیتے ہو' اور اگر تم اللہ کے واسطے غضب اور جہاد اور ساز و سامان دنیا کو حقیر سمجھنے میں ان کے صفات کے ساتھ متصف ہونے کے طرف راغب نہیں ہو تو پھر کس کی طرف رغبت کرو گے؟

ملک و قوم اور بڑے بڑے شہروں پر تمہاری غفلت کی بدولت پہلے جو مصیبت آچکی ہے وہ غیر معمولی ہے' جن منبروں پر واعظ و خطیب طویل و بلیغ خطبہ پڑھتے تھے اور جن مساجد میں متعدد صفیں اور جماعتیں ہوتی تھیں اور مختلف اقسام کی عبادتوں سے آباد رہتی تھیں ان کی حالت پر غور کرو اور دیکھو کہ کس طرح اللہ نے دولتمندوں کے گناہوں کے وجہ سے عوام کو بھی جو دولتمند نہیں تھے لیکن ان کے گناہوں سے چشم پوشی کرتے تھے پکڑ لیا اور اللہ سے غفلت کرنے کی وجہ سے سب کی عاقبت خراب ہوئی اور گنہگاروں کے ساتھ ان بے گناہوں کو بھی مٹا دیا گیا جو گنہگاروں کے ساتھ عبادت کرتے تھے مسجدیں صلیب خانے بن گئیں اور اذانوں کی جگہ ناقوس بجنے لگے' یہ حالت ہو گئی لیکن لوگوں کا وہی حال اور زمانے کا وہی رنگ ہے۔

جس کی طرف پلٹ کر جانا اور آخر کار جس کے پاس پہونچنا ہے اس سے ایسی غفلت؟ کب تک اس طرح بیٹھے رہو گے؟ دشمن کی فوج صلیبوں کے سائے میں تمہاری طرف روانہ ہو چکی' اور رؤسائے کفار اپنے مرکزوں سے تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں' کیا شیطان تم کو بزدل بنا دیگا' حالانکہ کتاب اللہ تم میں موجود ہے اس کی آیتیں بآواز بلند تم کو پکار رہی ہیں نہ اس میں کوئی خلل و فتور واقع ہوا ہے اور نہ اس کی روشنی پر کوئی حجاب پڑا ہے' اور تم ان بہادروں کی نسل سے ہو جنہوں نے نہایت مختصر تعداد کے ساتھ اس جزیرے کو فتح کیا اور اس کی راہ میں بڑے سے بڑے خطرے کی کچھ پروا نہیں کی اللہ کی قسم' اگر ہم لوگوں کا ایمان خالص ہو جائے اور خدائے رحمان ہم سے راضی ہو جائے تو اس جزیرے میں تثلیث کبھی توحید پر غالب نہ ہو اور اسلام کو کبھی یہ جزیرہ چھوڑنا نہ پڑے' لیکن بیماری ان تمام اقوام میں عام ہے جو ہماری مخاطب ہیں اور سب کی آنکھیں بے نور

Marfat.com

ہو گئی ہیں، پھر ہدایت کی کیا امید ہے۔

دروازہ کھلا ہوا ہے، اور فضل تقسیم ہو رہا ہے، آؤ ہم سب لوگ مل کر اللہ سے استغفار کریں کہ وہ غفور و رحیم ہے اور اس سے جو لغزشوں کے وقت دستگیری کرتا ہے دستگیری کی درخواست کریں کہ وہ رؤف اور رحیم ہے، اور جو گناہ ہم سے پہلے صادر ہو چکے ہیں ان کا اعتراف کریں کہ معذرت کو قبول کرنا کریم کی شان ہے، سارے دروازے بند ہو گئے اور سارے اسباب ضعیف ہو گئے اور ساری امیدیں منقطع ہو گئیں سوائے تیرے، یا کریم، یا فتاح، یا وہاب۔

مومنو! اللہ کی مدد کرو، اللہ بھی تمہاری مدد کریگا، اور تم کو ثابت قدم رکھیگا جو کفار تمہارے مقابلے میں آئیں ان سے جنگ کرو اور ان کے مقابلے میں شدت اختیار کرو اور یقین رکھو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔ اور بیدل و غمگین نہو، اگر تم مومن ہو تو تمہیں غالب رہو گے۔ ایمان والو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور دل مضبوط رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کو فلاح حاصل ہو۔

گھوڑے طیار اور بندھے رکھو، اور دلوں میں شہادت کا ذوق اور شوق پیدا کرو، اس لئے کہ جو شخص موت سے ڈرتا ہے وہ ذلت پر راضی ہے، موت ہر حال میں ضروری ہے، اور ذلت کی زندگی اہل عقل اور اہل ہمت کی شان کے خلاف ہے، جنگ کے لئے ہتھیار اور سامان فراہم رکھو، اور آرام کی حالت میں اللہ کو یاد رکھو، مصیبت کی حالت میں اللہ بھی تم کو یاد رکھیگا، اور اللہ کے دشمن کے مقابلے میں جو تمہارا بھی دشمن ہے اللہ سے قوت حاصل کرنے کو اپنا شعار بنا لو، اور اپنی اولاد کی حفاظت میں جان کی پروانہ کرو، اور دشمن کے حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جو تمہارے مکان کا صحن میں پہونچ گیا ہے مثل ایک پختہ اور مستحکم دیوار کے بن جاؤ لوگ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت کے لڑکے پر کسی درندے نے حملہ کیا، عورت نے آواز سنی تو لقمہ فرو نہیں کر سکی، بلاشبہ جو چیز ہمارے سپرد کی گئی ہے ہم کو اس کی حفاظت کرنا چاہیئے۔

شہوات کو ترک کرو، جو کچھ باقی رہ گیا ہے [illegible] ہونے کے قبل اس کو بچانے کا انتظام کر لو، اپنے اوقات میں سے اپنے دشمن کو بھی کچھ حصہ دو اللہ نے جو

Marfat.com

نشانیاں نازل کی ہیں ان کے آگے بلا عذر سر تسلیم خم کر دو اور اپنے ساتھ والوں کو شدائد میں صبر اور مشکلات میں باہمی ہمدردی پر مجبور کرو نیند سے جاگو، اور سمجھو کہ تم سب کلمۂ توحید کے فرزند شیر خوار ہو، اور اجنبی ملک میں ساکن اور اپنے دین یکتا کے امین و محافظ ہو تمہاری جماعت مخلصین کی جماعت ہے۔ اور تمہارا گروہ واعظوں کا گروہ ہے، پس سب سے پہلے اللہ کے ساتھ معاملہ درست کرو جہاں کہیں دیکھو کہ سچائی غالب اور دل اللہ کی طرف جو مولائے کریم ہے راغب اور متوجہ ہے اور دین کا ستارہ چمک رہا ہے تو یقین رکھو کہ اللہ کی عنایت تمہارے ساتھ ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی شخص تم کو مغلوب نہیں کر سکتا اور کوئی دشمن یا تعاقب کرنے والا تم کو نہیں پا سکتا، اور یہ سمجھو کہ تم ایک موٹے پردے کے اندر اللہ جبیر و لطیف کی حفاظت میں ہو، اور جب دیکھو کہ دلوں میں انتشار اور اللہ پر اعتماد متذبذب کی حالت میں ہے اور ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے، اور اللہ سے غفلت نئے نئے لباسوں میں ظاہر ہو رہی ہے، اور باہمی ہمدردی مفقود، اور خواہشات نفسانی کا بازار گرم ہے، تو سمجھ لو کہ اللہ تم لوگوں کو وہی سزا دینے والا ہے جو گزشتہ اقوام کو دے چکا ہے۔ اور یہ کہ تم نے خود اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، کہ سزا انھیں کو دی جاتی ہے جو ظالم ہوتے ہیں تو یہ بہکے ہوئے کو واپس لاتی ہے اور اللہ توبہ کرنیوالوں اور پاکبازی اختیار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور فرماتا ہے کہ "حسنات سیئات کو دور کر دیتی ہیں" بیتات کو، یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے، اور جب بندہ کے ارادہ و عزم میں صلاحیت آتی ہے تو شیطان کی فوج کو مسلسل شکست پر شکست ہوتی ہے، دنیا دنی نظر میں حقیر ہو جاتی عالم آخرت پر کامل یقین ہو جاتا ہے، اور اس وقت حالات کی اصلاح بہت قریب ہو جاتی ہے۔

لوگو: اللہ کا وعدہ بلا شبہ سچا ہے، پس دنیا کی زندگی سے فریب کھاؤ اور اللہ کے متعلق کسی فریب دینے والے کے فریب میں نہ آؤ، اور جلد از جلد قلوب کی طہارت اور گناہوں کے ترک پر توجہ کرو، گناہ بخشنے والے اور توبہ قبول کرنے والے اللہ کے دروازے کا رخ کرو، جان لو کہ اللہ کے ساتھ بے ادبی مصائب کا دروازہ کھولتی اور منافع کا دروازہ بند کرتی ہے، بس توبہ میں تاخیر نہ کرو اللہ

Marfat.com

کے مکر سے بیفکر نہو جاؤ کہ اس سے ایمان کے زائل ہو جانے کا خطرہ ہے' اور توبہ کو موہوم امیدوں پر موقوف نہ رکھو کہ اللہ دل کے مخفی خیالات کا جاننے والا ہے۔

اور اگرچہ ہم بذات خود تم لوگوں سے زیادہ نصیحت کے محتاج ہیں' لیکن ہم لوگوں کا جو اولیائے امور ہیں یہ بھی فرض ہے کہ تم لوگوں کو نصیحت کریں اور تجربۂ و مہارت سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کو صاف و صریح طور پہ تم لوگوں تک پہونچاویں' اور اگرچہ غفلت میں ہم تمہارے شریک ہیں یا اینہمہ ہم تم لوگوں کو توبہ و استغفار کی طرف متوجہ کرتے ہیں' اور کافروں سے جہاد کرنے اور ربّ عزیز و غفار کی جانب سبقت کرنے اور مقامات صبر کی طرف پیش قدمی کرنے میں جہاں سے بہ توفیق الٰہی وہ فرار نہیں کرے گا اور ان امور کے لئے سعی کرنے کے لئے جن کا نتیجہ فلاح اور ثواب آخرت ہے ہم اپنا دل تمہارے نذر کرتے ہیں' آئندہ اللہ کو اختیار ہے جو اختیار کا مالک اور تقدیر کے پلٹ دینے پر قادر ہے'

اور اب ہم لوگ دشمن کا حملہ روکنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں' اور قوم و ملک اور حریم و اولاد پر اپنی جانیں فدا کرتے ہیں اور ان کو بچانے کے لئے خود مقتل میں جاتے ہیں' اور تم لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ کی جناب میں جس نے دعا کی اجابت کا اور جو شخص اس کی طرف رجوع کرے اس کو قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے ہمارے حق میں دعا کرو۔

"یا اللہ' اس انقطاع میں تو ہم لوگوں کا یار' اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ہم لوگوں کا مددگار بن جا' اور بت پرستوں کے انتقام سے ہم کو اپنی پناہ میں لے لے' تو ہی اس شخص کو قوی بنا جس کی ساری تدبیریں ضعیف ہو گئی ہیں' کہ تو قوی معاون ہے' اور تو ہی اس کی مدد کر جس کا تیرے سوا دوسرا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے' ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں'

"یا اللہ تو ہی ہم لوگوں کو اس وقت ثابت قدم رکھ جب قدم ڈگمگا جاتے ہیں' اور اعدائے اسلام کے مقابلے میں میرا ساتھ نہ چھوڑ کہ ہم تیری فرماں برداری میں حاضر ہیں"

"یا اللہ تو اپنی قوت سے اس شخص کی طرف سے مدافعت کر جو ہر طرف سے

Marfat.com

پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہے اور اس کی امیدیں تیرے سوا اور ہر طرف سے منقطع ہو گئی ہیں'

"یا اللہ' ہمارے ضعیفوں کے لئے سامان مہیا کر دے اور ہم سب تیرے آگے ضعیف اور تیری عظمت کے سامنے ذلیل ہیں' اے کرم کی عادت رکھنے والے اور اے مصیبتوں کے ٹالنے والے"

"اے ہمارے رب ہم لوگوں پر صبر نازل فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں کی قوم پر ہم کو فتح دے'

"یا اللہ ہم لوگوں کو ان لوگوں کے زمرے میں داخل کر جو جگانے سے جاگ اٹھتے ہیں اور نصیحت سن کر اسے قبول کر لیتے ہیں' ان لوگوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ دشمنوں نے تمہارے مقابلے کے لئے بڑی جمعیت فراہم کر لی ہے اس سے ڈرو تو ان کے ایمان میں ترقی ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی سب سے بہتر وکیل ہے' یہی لوگ ہیں جو اللہ کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ واپس آتے ہیں اور ان کو کچھ نقصان نہیں پہونچتا اور ان لوگوں کو اللہ کی رضامندی حاصل ہوئی اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ہمارے پاس ہمارے برادران مسلمین بنی مرین کی طرف سے جن کے نئے اور پرانے کارناموں کا حال ہم کو معلوم ہے اور جن کے جہاد فی سبیل اللہ کے ہم شکر گذار ہیں' اور جو تمام معزز قبائل ہیں' اللہ کے واسطے جوش اور حمیت رکھنے میں خاص امتیاز رکھتے ہیں' متعدد پیام آئے ہیں کہ وہ لوگ حق ہمسایہ ادا کرنے اور احرار کی شان کے لائق اپنے مرتبہ و حیثیت کے مطابق' مدد کرنے کا عزم کر چکے ہیں' اور کافروں پر حملہ اور شیطان و اہل نار کی مدافعت میں تمام مجاہدین اعانت کے متوقع و منتظر ہیں' پس اس کریمانہ مقصد اور اس سعی میں جو عزت و اجر اور فخر کی ضامن ہے' اعانت ارسال کرو

"اے دوستو! تم پر سلام کریم اور اللہ کی رحمت اور برکتیں"

"مورخہ ماہ رمضان ۷۹۷ھ" اللہ ہم لوگوں کو اس سال کی خیر و برکت سے متمتع کرے"

یہ پیشین گوئی صحیح نکلی اور اللہ کی مدافعت سب پر غالب رہی اس کی حفاظت پوری طرح کافی ہوئی، اور الحمد للہ کہ اس سال بہترین فوائد حاصل ہوئے۔

دینی غیرت اور ملحدین کی اصلاح حال کے متعلق جہاد نفس کا ایک بڑا معرکہ وہ کوشش ہے جو بدعات کو مٹانے اور گمراہ کن خیالات کو زائل کرنے اور باطل پر زناوقہ پر حملہ کرنے کے لئے کی گئی، ان گمراہوں نے شریعت کو معطل کر دیا تھا سلطان نے ان کے استیصال کے لئے حکام مقرر کئے شہادتیں لے کر ان لوگوں کی روک تھام کی اور اب ان میں سے کسی کا نام و نشاں بھی نہیں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ ان امور کے متعلق میں نے متعدد رسالے لکھوائے ہیں جن میں سے ایک رسالہ "الغیرۃ علی الحق" ہے اور ایک رسالہ "حمل الجمہور علی السنن المشہور" ہے، اور ایک رسالہ ہم نے اہل رد کے مقابلے میں تصنیف کیا غرض بحث و کلام کا سلسلہ چلا اور یہ خبیث بازار سرد ہو گیا، اور بے اطمینانی کی کیفیت زائل ہو کر خیالات میں سکون پیدا ہو گیا والحمد للہ اور اگر ہم ان تمام مناقب کو جو ہدایت سے متعلق ہیں بیان کرنا چاہیں تو موضوع کتاب کے دائرے سے باہر نکل جانا پڑے گا۔

حوادث

یکم ذیحجہ کو سلطنت میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے ایک قابل حیرت شورش واقع ہوئی، سلطان کچھ مدت قبل سے اپنے ایک قرابت دار کی حرکتوں کو اشتباہ کی نظر سے دیکھ رہے تھے، اور ابھی یہ شخص اپنے مستقر ولایت ہی میں تھا کہ اس کو دفعتاً گرفتار کرا لیا، جو لوگ اس سازش میں شریک تھے راز کے فاش ہو جانے سے ڈر گئے اور قصبہ مریہ میں چلے گئے، اور جو کچھ اس وقت تک چھپا کر کر رہے تھے اب تیزی کے ساتھ اس کا اعلان کرنے لگے اور کھلے بندوں شرارت پر آمادہ ہو گئے سلطان کے دشمن کی اولاد میں سے چند شخص جن کا سرغنہ دلیل برکی تھا اس فتنے کے مہتمم بنے۔

مفسدین شیخ علی بن علی بن نصر کو سوار کر کے باہر لائے، اور قلعے کے دروازے کے سامنے اس کے لئے جھنڈے نصب کئے لوگوں کو اس کی بیعت

کی ترغیب دینے لگے، اور اس کارروائی کے بعد دلیل برکی اس تحریک کا مخالف ہو گیا۔

سلطان نے اس موقع پر بڑی احتیاط و ہوشیاری کے ساتھ اس تحریک کا مقابلہ کیا، کثرت سے انعام تقسیم کئے اور ہمیش کے لئے سواری مہیا کی، شہر پناہ کو آباد کر دیا اور سازش ناکام ہو کر رہ گئی دلیل برکی بھاگا مگر گرفتار ہو گیا اور احمد کے قتل سے سلطان کے حق میں اس شورش کا نتیجہ بہت بہتر ہوا ایک دن ہم نے سلطان کے سامنے صنعت ارسال میں ایک تقریر کی جو اسوقت لکھ لی گئی تقریر مذکور حسب ذیل ہے۔

تمہید کے بعد ہم نے کہا کہ فکر سلیم اور شریعت کا حکم و فیصلہ، اور مذہبی روایات، اور مروجہ دستور سب یہی بتاتے ہیں کہ حق پر غلبہ چاہنے والا مغلوب ہو جاتا ہے، اور اللہ سے جنگ کرنے والا شکست کھاتا ہے، اور برہان کے مقابلے میں مکابرہ کرنیوالا بدنام ہو جاتا ہے فتنہ و فساد پھیلانیوالا مہجور ہوتا ہے ظلم کی تلوار کند ہوتی ہے، شیطان کے حصے میں خسارہ ہوتا ہے۔ اور پاکباز سلطان کا گروہ فتح مند رہتا ہے۔

مخفی نہیں ہے کہ اللہ کا فضل متعدد مقامات، یعنے دور دراز بیابانوں، مشتبہ و نامعلوم سرزمینوں اور گہری تاریکیوں میں ہمارے شامل حال رہا اور ظاہر ہو گیا کہ اللہ کی رحمت سے ہم کو پورا حصہ ملا ہے اور اس کے کرم کی امیدواری میں ہم کامیاب رہے ہیں، اور ہم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اللہ نے ہم کو منتخب کر لیا ہے۔

حادثے کی شب جب کہ ہمارے پاس لیٹنے کی جگہ بھی نہیں رہی تھی اللہ نے ہم کو اپنے حفظ و امان میں کر لیا، اور پردے میں چھپا کر ہمارے لئے نجات کا رستہ کھولدیا اور رات گزر جانے کے بعد پوشیدہ راہ کو ہم پر ظاہر کر کے اس راہ کو ہمارے قبضہ و اختیار میں بھی دے دیا دشوار گزار کو ہمارے لئے سہل بنا دیا اور جو لوگ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر جو ہمارے دئے ہوئے مال سے پل کر فربہ ہو رہے تھے ہمارے سواری کے زیورات سے آراستہ تھے اور عمدہ ساز و سامان سے

مسلح ہو کر کہ وہ بھی ہمارے ہی عنایت کئے ہوئے تھے ہمارا تعاقب کر رہے تھے ان کا رخ دوسری سمت پھیر دیا۔ یہ لوگ جو اس وقت ہماری تلاش میں پریشان ہو رہے تھے وہ تھے جن کے ساتھ ہم نے بارہا ہمدردی و غمخواری کی تھی، اور اپنی پناہ میں لے کر ان کا اضطراب رفع کیا تھا، اور ان کے پسینے جو اس وقت ہماری جستجو میں ٹپک رہے تھے ہمارے ہی کھانے سے پیدا ہوئے تھے۔

یہ لوگ ہمارے خون کے خواہاں تھے جو کتاب و سنت کی رو سے حرام اور بیت کی دیوار سے گہرا ہوا تھا۔ اور سابق احسانوں اور آبائی احترام اور متعدد حقوق کے اعتبار سے محفوظ تھا، اللہ نے ہمارے اور ان سرکش یا جوج صفت لوگوں کے درمیان ایک روک اور سد قائم کر دی اور یہ لوگ افسوس کرتے اور ہاتھ ملتے ہوئے واپس گئے، وہی ہاتھ جو ذلیل کام کرتے کرتے زمانے کے اثر سے خشک ہو گئے ہیں، ان کو بجز رسوائی اور ناکامی کی ذلت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا اور اللہ نے ان کی تدبیر کو کارگر نہیں ہونے دیا اور ہمارے لئے جب کہ ہم صرف اپنی جان کے مالک تھے قصبہ وادی آش کو مہیا کر دیا۔

وادی آش سلطنت اور قوم کے مکر و فریب سے متاثر نہیں ہوئی تھی اور فواحش سے محفوظ اور ولایت کی نخوست سے پاک و صاف تھی اور اس کے شریفانہ طرز عمل پر فساد عقیدہ اور نفاق کا کچھ اثر نہیں پڑا تھا، اور جس وقت سے اللہ نے قلوب کو ہماری طرف مائل کر کے بغیر کسی قوت و تدبیر کے خاندانی سلطنت پر ہم کو متمکن کیا اور ہم نے اس کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر کے اس بار کو اٹھا لیا تھا ہم دیکھ رہے تھے کہ وادی آش ہر جگہ سے زیادہ ہماری حرمت کا لحاظ رکھتی تھی اور سب سے زیادہ ہم سے واقف اور سب سے زیادہ ہمارے کام آنیوالی تھی اس لئے ہم وہاں ٹھہر گئے اور وہاں کے باہمت باشندوں نے (اللہ ان کا محافظ رہے) ہماری حمایت کی اور جب دشمن اور مفسدوں کی فوج نے ہمارا محاصرہ کر لیا اس وقت نہایت خلوص اور وفاداری کے ساتھ دشمن کے حملے کی مدافعت میں ہمارے معاون رہے، باطل کا زور ٹوٹ گیا اور حق کی کامیابی اور اقبال مندی نمایاں ہوئی، تھوڑے سے لوگ بڑی فوج پر غالب آ گئے، بلاشبہ اللہ صبر کرنیوالوں کا ساتھ دیتا ہے غرض فخامین

Marfat.com

کی فوج وادی آش سے مغلوب و ذلیل ہو کر واپس گئی۔

اس وقت ہم لوگ نہایت تنگدستی اور پریشان حالی میں تھے' باوجود اس کے ہم نے نہ تو غارتگری اختیار کی' نہ کسی مفید شے کو نقصان پہونچانے کا ارادہ کیا' نہ مویشیوں کا کوئی گلہ لوٹا' اور نہ کسی گھر سے کوئی لباس یا حلہ زبردستی لیا' بلکہ صرف اس ٹوٹے سے حلال مال پر جو عشر و زکوۃ اور زراعت کی پیداوار سے ہمارے خزانے میں آتا تھا زندگی بسر کرتے رہے اور کشایش کی امید صرف اسی ذات سے رکھی جس نے اس آزمایش میں مبتلا کر کے ہمیں غفلت سے متنبہ کیا تھا' اور پرہیزگاری و توبہ کا الہام فرمایا تھا۔

پھر اللہ نے ہم کو اس معاملے میں ایک صحیح طریقہ کی طرف ہدایت و الہام کیا' اور دریائے فقنہ کے اندر ہم کو ایک محفوظ اور خشک راہ مل گئی' ہم اس کے حکم کے مطابق خونریزی سے باز رہے اور ملک کے امن و امان میں مخل نہیں ہوئے اور جس طرح نعمتوں پر اس کا شکر بجا لاتے تھے اسی طرح اس ابتلا پر بھی شکر کرتے ہوئے اندلس سے باہر نکل گئے' اور اگر اس وقت اللہ حفاظت نہ کرتا تو اندلس کی یہ حالت ہو جاتی کہ اس کے پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پگھل کر بہ جاتی' بیخ و بنیاد سے اس کا استیصال ہو جاتا اور موقع ہاتھ سے نکل جاتا۔

اللہ سبحانہ کی قدرت کاملہ ہماری حالت پر اس وقت تک پردہ ڈالے رہی جب تک کہ ہم دریا عبور کر کے سلطان مغرب کی پناہ میں نہ پہونچ گئے' اس اثنا میں نہ ہم سے کسی کو نفرت ہوئی نہ کسی نے ہم کو حقیر و کم رتبہ سمجھا نہ کبھی ہماری محفل گمنام ہوئی نہ ہم کو کوئی خطرہ پیش آیا اور نہ کبھی ہم نے عفت و تقوی کا لباس ہی اتارا بلکہ ہمارے اہل وطن اور ہمارے پروردگان نعمت نے ہمارے جس حق کی طرف سے غفلت و بے اعتنائی کی تھی دوسرے لوگ اسی کو ہمارا حق واجب تسلیم کرتے تھے۔

آخر کار لوگ نالہ و فریاد سے درماندہ اور حسرت و افسوس سے ملول اور خسارہ و تاوان سے عاجز آ گئے اور ایسے بدمعاش ان پر حکومت کرنے لگے جو نہ اللہ ہی کا ادب کرتے تھے اور نہ واجب الاحترام شعائر اللہ کی توہین ہی میں ان کو کچھ تامل ہوتا تھا' یہ لوگ کتے کی طرح طماع اور شیطان کے بندے' جہالت کے حامی و سرپرست

اور ایسے مشاغل کے بانی تھے جو انسان کو اس کے رب سے دور کرتے ہیں، اور حرام و ناجائز زیب و زینت سے عروس بنے رہتے تھے

اور اللہ مومنوں کو عزت کے ساتھ واپس لایا اور مدعیان باطل کے مقابلے میں جو نہ حیلہ و تدبیر میں مہارت رکھتے تھے نہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ سکتے تھے اور نہ تلوار ہی اٹھا سکتے تھے، نہ مہذب مجالس میں بیہودگی سے احتراز کر سکتے تھے نہ مساکین کو کھانا کھلاتے تھے اور نہ اللہ کے وجود کا احساس رکھتے تھے، بلکہ اپنے شقی و بدبخت سردار کے ساتھ ایک بند مکان میں ایک چکر پر گھوما کرتے، اور لطیف بستر پر پڑے ہوئے پر فریب امیدوں سے دل بہلاتے اور اپنی بے اعتدالیوں کے باعث ہر قسم کے منافع سے محروم، اسلام کے حق میں منحوس اور دین کے چہرے کے داغ بنے ہوئے تھے، اللہ نے مومنوں کی مدد کی اہل باطل کو مخالفت شریعت کی پوری سزا دی اور ائمۂ ملت کے حقوق کا پورا بدلہ لیا،

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یہ مفسدین باہم ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور تمرد و سرکشی نے خود ان کا استیصال کر دیا، تلوار کھچ گئی اور مختلف صورتوں سے قتل کے واقعات پیش آنے لگے، کوئی عقب کے جانوروں کے نمدے کے نیچے چھپ رہا تھا اور کوئی بری طرح ڈوب کر مر رہا تھا، اللہ کے ساتھ انتہا درجے کی بے ادبی اور دین کی انتہا درجے کی توہین روا رکھی گئی اور ناجائز مقاصد کے لئے محرمات کو مباح بنایا گیا، اور دشمن کے مقابلے میں ساری تدبیریں بیکار ہو گئیں۔

جب یہ حالت ہو گئی تو ہم لوگ ارباب فتوے کے اتفاق اور شرفائے قوم کے عزم راسخ سرداران فوج کی ترغیب اور مسلمانان ماوراء البحر کی تحریک سے آگے بڑھے اور پھر جو کچھ واقع ہوا۔ وہ تم سب لوگوں کو معلوم ہے، شور و شغب فرو ہو گیا فریاد کرنے والے چپ ہو گئے، خرابیوں کی اصلاح کر دی گئی، تکلیفات کو رفع کیا گیا اور حکومت کی جو قریب بہ ہلاکت تھی تلافی کی گئی اور شدت و مصیبت کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔

دریا کے حقوق متعلقہ اور محاصل کا یہ حال تھا کہ اس کے سارے راستے دشمنوں نے بند کر رکھے تھے، اور حمیت کا یہ حال تھا کہ اخلاق کی خرابی حق کی توہین اور اوقیٰ

Marfat.com

کو اعلیٰ پر تفضیل دینے کی وجہ سے وہ بالکل مفقود ہو گئی تھی مالی حالت یہ تھی کہ حماقت و ناعاقبت اندیشی سے سونا چاندی ملک سے معدوم ہو گیا تھا اور خزانہ بالکل خالی تھا' ہر طرف افلاس و ناداری پھیلی ہوئی تھی اور آباد ملک ویران ہو گیا تھا' حجاب ادھر ادھر متفرق ہو گئے اور تلوار کے نیام کی رونق جاتی رہی آلہ (وہ شخص جس کو بادشاہ بنا کر اپنے حصول مقاصد کا آلہ کار بنا رکھا تھا) اپنے بلند مقام (تخت سلطنت) سے کھلے ہوئے فریب کے ذریعے سے جس کو ہر شخص جانتا تھا نیچے اتار لیا گیا مدافعت کے بغیر قلعے ویران ہو گئے اور ہر طرف اس درجے تعطل و جمود چھا گیا کہ کوئی آگ سلگانے والا تک نہ رہا الغرض جو بات پیش آنے والی تھی وہ پیش آ گئی اور سب مبہوت ہو کر رہ گئے' مددگاروں نے ساتھ چھوڑ دیا اور سارے تعلقات منقطع ہو گئے۔

اب ہم نے دشمن سے انصاف کے ساتھ فیصلہ کر لینا' اور اس کی کمینہ حرکتوں کا خاتمہ کر دینا چاہا اگرچہ اس وقت ہم کو اس کے ساتھ دوستی کر لینے اور اسی کے مشابہ دوسرے کافروں کے مقابلے میں اس سے مدد لینے کی زیادہ حاجت اور خواہش تھی' لیکن ہم اللہ کے ذریعے سے عزت حاصل کرنے اور اسی پر اعتماد رکھنے اور اسی کی پناہ لینے اور اسی پر توکل کرنے کو ترجیح دے کر دشمن سے علیحدہ رہے' اور دیکھو اللہ سبحانہ کی قدرت کیسی عجیب ہے اور اس کی مدد کس قدر تیزی کے ساتھ پہونچتی ہے اس کا حکم کس درجہ سریع ہوتا ہے اور اس کا قہر کتنا شدید ہوتا ہے ہم تجربہ کی فوج کے ساتھ خطرات کے مقابلے کو چلے اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور بلا خوف و خطر ایک مختصر جماعت کے ہمراہ دشمن کے ملک میں داخل ہو گئے۔

مظلوم مسلمانوں نے جس وقت ہم کو اپنے صحن خانہ میں دیکھا فوراً اس ظالم حکومت اور جھوٹی تحریک سے علیحدہ ہو گئے اور باغیوں کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر استقلال کے ساتھ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں اور فرداً فرداً ہمارے پاس آنے لگے' ان لوگوں کی نظروں سے معلوم ہوتا تھا کہ ہماری غیبت میں ان کی آنکھوں کو کبھی رحمت و شفقت کی صورت دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور ان کے چہرے اور بشرے پر تکلیف و مشقت کے آثار نمایاں تھے' یہ لوگ ہمارے دامنوں سے اس طرح لپٹتے تھے جس طرح ڈوبنے والا بچانے والے کے ساتھ لپٹتا ہے اور خوف و دہشت سے بیماروں کی طرح کراہتے تھے اور رو رو کر ہم سے

Marfat.com

اور اللہ سے اپنے درد و مصیبت کی داستان بیان کرتے تھے۔

ہم نے ان لوگوں کو دشمنوں سے مامون کرنے کے بعد پہلا برتاؤ ان کے ساتھ یہ کیا کہ ان سے امن و اطمینان اور انس و محبت کے ساتھ ملے، اور ان کے دلوں میں بلند حوصلگی پیدا کر کے ان کو ساتھ لیکر ان کے ملک کے اندر دار السلطنت پر حملہ کیا اور وہاں سے ان بدمعاشوں کو نکال دیا جن کو بدبخت باغی اپنا قائمقام بنا گئے تھے، اور جو اپنی بدچلنی کی وجہ سے ہمیشہ سزا پاتے رہتے تھے اور جن کے رونے پر یہودیوں کو بھی نفرت آتی ہے۔

تمام شہر ہماری طرف اُمنڈ آئے اور مخالفین کے سردار نے جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا، اسلام کی زندگی پلٹ آئی اور ہم تیزی کے ساتھ دار السلطنت کی طرف بڑھے بدنصیب غاصب اپنی بغاوت کے ساز و سامان کے ساتھ جس نے اس کو گمراہی کے غار میں گرایا اور اللہ کے مقابلے پر دلیر بنایا تھا وہاں سے بھاگا اور جس قدر مال و اسباب صندوقوں میں لیجا سکا ساتھ لیکر قشتالہ کے ملک میں چلا گیا، اور امت رسول اللہ کے ساتھ بغض اور دین حنیف کے ساتھ عناد رکھنے کی وجہ سے اور اسلام کو کفر سے اور معروف کو منکر سے بدل دینے کے جوش میں چلتے چلتے مسلمانوں کو یہ دھمکی دیتا گیا کہ وہ ایمان کی جگہ کفر کی حکومت قائم کرنے اور صلیبی افواج کو چڑھا لانے اور سرزمین اسلام کو سرزمین کفر بنا دینے کی کوشش کریگا اور دین کے رسوم اور حق کے نشانیاں زائل اور محو کر کے رہیگا غرض اس قسم کی باتیں کیں جن سے لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ بیچینی کے ساتھ عام تباہی و بربادی، اور دشمن کے از سر نو حملہ آور ہونے اور اپنے انجام بد کا انتظام کرنے لگے، اللہ انسان پر اور انسان کے افعال پر حاوی و محیط ہے اور ضعیف مسلمانوں کی دعائیں قبول کرتا ہے خواہ وہ کتنے ہی دور دراز ملک میں رہتے ہوں وہ ان سے قریب ہے

ہم نے دار السلطنت میں داخل ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ حاکم قشتالہ کے پاس مراسلت بھیج کر اس کو وہ معاہدہ یاد دلایا جو اس نے ہمارے ساتھ کیا تھا اور امید ظاہر کی کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہے گا حق کا ساتھ دیگا اور نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ اس سے یہ خواہش کی کہ ہم اسباب فساد کا پورا ازالہ اور دشمنوں کی بیخکنی کر کے جو امن قائم کرنا چاہتے ہیں اس میں وہ ہماری مدد کرے، اور حاکم مذکور نے جو اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے دین کی خیر خواہی کی اور باوجودیکہ وہ خود اپنی پریشانیوں میں مبتلا ہے لیکن

اس موقع پر اصلاح کی پوری تائید کی۔ کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کی طرف سے ہم پر بہت سی ایسی حالتیں وارد ہوتی رہتی ہیں جو ہمارے واسطے سرّ مخفی راز مکنون ہوتی ہیں اس کی بخشش کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کی نعمتوں کو کوئی شمار کر سکتا ہے' وہ اپنی زمین اور اپنے آسمان پر حکومت کرتا ہے'

جس شخص کو ہم پر عجائب پیش آئے ہوں اور وہ ہر حال میں استقامت اور تقوے پر قائم رہا ہو کیونکر ممکن ہے کہ متنبہ نہ ہو اور خلوص کے ساتھ اللہ کی اطاعت نہ کرے اور اللہ کی مخالفت کرنے میں اس کے عذاب سے خوف نہ کرے اور اپنے انجام سے نہ ڈرے۔ حقیقت میں آنکھیں بے نور نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینے کے اندر ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔

ہم نے مطالبے میں تخفیف کر دی اور جو باقی رہ گیا اس سے چشم پوشی کی اور جو لوگ ہم سے کئے ہوئے وعدوں سے پھر گئے ان کی جان بخشی کی جن لوگوں نے ہماری نافرمانی کی تھی ان کو معاف کر دیا اور بہت سے اشخاص کا جنہوں نے ہمارے حق میں ایک کلمہ خیر کہنے سے بھی دریغ کیا تھا وظیفہ مقرر کر دیا اپنے عملہ کو بہت ہلکا کر دیا ان پر کبھی غصہ نہیں کیا معزز عہدوں پر لائق لوگوں کو مقرر کیا القاب کو از سر نو رواج دیا معمولی خراج نرمی کے ساتھ لوگوں کو راضی رکھ کر وصول کیا' فوج کی بد دلی دور کی جس کو وہمی امیدوں پر ٹالا اور جو بے وعدوں سے بہلایا جاتا تھا اور جس سے بدکاری اور بدعہدی کے مقامات کی حمایت کا کام لیا جاتا تھا' ہم دشمنوں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آئے مرض کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور اگرچہ مخالفین اس کو ناپسند کرتے رہے لیکن اللہ کا حکم غالب ہی رہا۔

لیکن ان خوبیوں کے وقوع ہونے کے بعد بھی نفاق کے کچھ جراثیم باقی رہ گئے تھے جو مکر و فریب سے اپنا اثر بڑھاتے رہے اور آخر کار ان کی فتنہ پردازی رنگ لائی' ان لوگوں کو بدگمانی تھی اور سمجھتے تھے کہ وہ سزا سے نہیں بچ سکتے انصاف ان کو انتقام کے بغیر نہیں چھوڑیگا اور سیاست ان کو امان نہیں دیگی' اس لئے ان کے مفسدوں اور کارپردازوں نے خفیہ سازشوں کے ذریعے سے دور سے کر کے فساد برپا کرا دیا لیکن اللہ نے ان کی اس تدبیر کو بھی ناکام رکھا اور ان کو رسوائی و ذلت کے سوا اور کچھ حاصل

نہ ہوا۔

یہ مفسد خاندان شاہی کے ان ناکارہ افراد میں سے جو کسی خدمت کی بھی صلاحیت نہیں رکھتے تھے اور تھوڑی سی محنت بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے ایک ایسا شخص تلاش کرنے لگے جس کو صرف شیطان نے اپنا بنا لیا ہو اور جسے سب چھوٹے بچے ہوں اور آخر کار اپنے زمانے کے ایک احمق نوجوان میں جو نافہمی میں جانوروں سے بھی بدتر تھا تلاش کر لیا اور وہ مفسدین کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گیا' اور اس وقت تک کہ اس نے ہم کو اس کے ارادے پر مطلع کیا وہ صرف اتنی دیر ٹھیرا جس قدر کہ آمد و رفت کے درمیان وقفہ ٹھہرتا ہے' ہم نے فوراً اس کو گرفتار کر لیا' اور یہاں سے بہت دور بھیج کر اس کو ایک عمیق کنوئیں میں قید کر دیا۔

راز فاش ہو جانے سے مفسدین بہت پریشان ہوئے اور ڈرے کہ ان کے کھودے تزویر کا باقی حصہ بھی محکمہ سراغ رسانی سے پوشیدہ نہیں رہیگا اور ان کی منافقانہ کارروائیوں کا پورا پتا چل جائیگا اس لئے یہ لوگ اپنی ہلاکت میں جلدی کرنے اور ایک قطعی فیصلہ کر لینے کے لئے' بڑی سے بڑی مصیبت اختیار کرنے پر آمادہ ہو کر اس طرح آگے بڑھے جس طرح گدھا شیر کے آگے بڑھتا ہے' اور خبیث برکی جو ایک بیباک اور احمق شخص ہے اور بظاہر ہمیشہ امن پسندی ظاہر کرتا رہتا حالانکہ حقیقت میں وہ ایک جھوٹا بدعہد اور خائن شخص ہے اس فتنے کا بانی بنا علی الاعلان بغاوت میں شریک ہو گیا۔

ہم نے اس سے پیشتر برکی کی حماقت کو برداشت کر کے اس کے دنگے اور پرانے ہر قسم کے جرائم کو معاف کر دیا تھا اور نصیحت کرنے کے عوض اس کو عملی حالہ ولایت پر قائم رکھا تھا اور اس کی نفرت کے مقابلے میں اس سے احسان کرتے رہے اور اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہا مسلمانوں کو قید کرنے شریعت پر افترا باندھنے اور دعوی بالہیت کے اعلان کے تمام جرائم کو جو اس شخص سے صادر ہوئے تھے گوارا کر لیا تھا لیکن اس حسن اخلاق سے اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا کہ اس کی شیخی اور بڑھ گئی اور اس مکاری میں شدت پیدا ہو گئی' حقیقت میں نالائق کے ساتھ بھلائی کرنا برائی بن جاتا ہے اور اس سے فائدے کے عوض نقصان ہوتا ہے۔

عوام کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی' اس جماعت کے لوگ غرور کے

Marfat.com

پتلے اور جہالت و نحوست کے ساتھ تھے اور ادنےٰ درجے کے رذیل اور بدتر قسم کے شریر لوگ تھے، نہایت کمزور بے ہمت اور گمنام خاندانوں میں سے تھے جن کی نہ تفصیلی حالت معلوم ہے اور نہ اجمالی' ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی سعی و تدبیر میں ناکام و نامراد رہنے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔ یہ لوگ ہجوم کر کے شہر میں گھس آئے اور یہ مشہور کرنے لگے کہ ان کا ملک محروسہ غیر محفوظ ہو گیا اور دشمن دفعتاً سر پر پہنچ گیا ہے اور یہ سمجھ کر کہ اہل شہر ان کے دامنوں سے لپٹنگے پیچھے پھر پھر کر دیکھنے لگے حالانکہ ان کے نیزے اہل شہر کو زخمی کر رہے تھے اور ان کا آگے بڑھا ہوا دستہ شہر والوں پر ظلم و تعدی کر رہا تھا' اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا یہ لوگ آسمان سے ٹپک پڑے ہیں یا سنگریزوں سے ابل آئے ہیں' پھر ان لوگوں نے شہر کی گلیوں میں گشت لگایا اور سنگلاخ چٹانوں پر پاؤں بٹک پٹک کر اور گندے پانی میں غوطے لگا لگا کر غرض جس طرح ممکن ہوا آتش فساد کو مشتعل کرتے رہے۔

پھر یہ لوگ شیخ علی احمد بن نصر کے گھر گئے جو ایک مفلوک الحال اور خاندان و قوم میں مردود و مطرود شخص تھا جس کی صورت مسخ ہو چکی تھی اور اس کی زبان میں سخت لکنت پیدا ہو گئی تھی اور دائم الخمر ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مکدر رہا کرتا تھا اور پیرانہ سالی کے باعث بدمزاج اور شکی ہو گیا تھا اور نہایت پست ہمت' بے دین' بے حیا' بے غیرت انتہا درجے کا بخیل و حریص اور دروغ گوئی و نمامی میں ضرب المثل تھا' اس کے علاوہ مثانے کی بیماری میں بھی مبتلا تھا جس کی وجہ سے پیشاب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا اور کبھی خشک نہیں ہوتا تھا' اور اس شخص کو جو بوجہ اضطراب طبع گھوڑے کی پیٹھ پر نہیں بیٹھ سکتا تھا خلافت کی بیعت کرنے اور امامت کی کرسی پر بٹھانے کے لئے ہاتوں سے سہارا دیتے ہوئے گھر سے باہر لائے ملک کی حفاظت اور قوم میں عدل قائم کرنے کے لئے اس کو منتخب کیا اور دینِ حنیف کی طرف سے مدافعت کا کام اس کے سپرد کیا اور اسکو ایک بلند ٹیلے پر لے آئے جو ہمارے قلعہ کے سامنے باب البند تک پھیلا ہوا ہے' اور جس کی پشت ربض سے ملی ہوئی ہے اور اس کے اوپر سے دارالملک نظر آتا ہے'

ابن بطرون حواسی قماش کا ایک بہائم سیرت اور تند مزاج شخص تھا اور بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں رکھتا تھا اس کا وزیر بنایا یہ شخص ہمیشہ غداری کی فکر میں سرگرداں رہتا

Marfat.com

اور بغاوت وخیانت کے خیالات پکایا کرتا تھا اور شکل وشمائل میں یہودی تھا' اس کے گرد شادی کے ڈھول بجائے گئے جس سے اس کی گمنامی وکس مپرسی اور اس کے ساز وسامان کے نقص وعیب کا پردہ فاش ہوتا تھا' اور اس کے سر پر بدعقلی اور ناکامی کا پرچم کھولا گیا اس کے خاندان کے چند بدمعاشوں نے جن کا سیٹی بجانے اور گنگنانے رہنے کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے اس کو گشت کرایا اور اس کے منادی کرنیوالے شہر کے گلی کوچوں میں گھمائے گئے اس کے ہواخواہوں نے اس کے نام اور کنیت کا نعرہ لگا کر ان وعدوں کا ایفا چاہا جو شیطان نے ان سے کئے لیکن وہ وفا نہ ہوئے اور ان لوگوں نے فریب سے کام لینا چاہا لیکن اس میں بھی ناکام رہے اور آتش فساد مشتعل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی بے اثر رہی۔

ہم کو جس وقت اس واقعے کی خبر ہوئی اور عوام کی پریشانی کا حال معلوم ہوا اور مخالفت کی ہوا اور عزل کی آواز ہم تک پہونچی ہم نے اللہ سے مدد مانگی اور اس پر توکل کر کے اپنا معاملہ اس کے حوالے کر دیا کہ وہی سب سے بہتر مددگار ہے اور دعا کی کہ اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کر کہ تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے' پھر ہم نے فوج مہیا کی اور تقسیم عطیات کا اعلان کیا' اور ہر طرف جہاد اور جنگ کا جوش وخروش پھیلا دیا ہاتھوں کو ہتھیاروں سے اور برجوں کو آدمیوں سے بھر دیا اور سلطنت کا نقارہ بجوایا حق کا پھریرا اڑایا اور مخصوص امرا سے جو خیر خواہ دولت ہیں مدد طلب کی فقیہ ربیس کے پاس بھی اس کا حال دریافت کرنے اور اس کے دلی خیالات کا پتا چلانے کی غرض سے پیام بھیجا' معلوم ہوا کہ وہ اپنے گھر میں چھپا ہوا اپنے دین کی خیر منا رہا ہے اور خطرات سے بہت خائف ہے اور آستین کے اشارے سے بات کرتا ہے' پھر ہم نے باشندگان شہر کو ٹٹولا اور ان میں کوئی شخص مشتبہ نہیں پایا گیا۔

جب جہاد کی خبر پوری طرح مشتہر ہو گئی اور کثرت سے لوگ جمع ہو گئے اس وقت ہمارے ولی امر شیخ اجل ابوسعید عثمان بن شیخ ابوزکریا یحیٰی ابن عمر (جن کو ہم نے اپنا مددگار اور مشیر بنا لیا ہے اور جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے اور ہمارے قوت بازو اور ہمارے ہاں سب سے زیادہ محترم شخص ہیں جنہیں دیکھکر رعب سا چھا جاتا

Marfat.com

سپہ اور ہمارا کام انجام دینے میں کامیابی ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہے) فوج کو ساتھ لے کر آگے بڑھے' یہ ایک بہت بڑی فوج تھی جس میں ہر قسم کا ساز و سامان بہ افراط موجود تھا اور تمام نقصانات رفع کر دیے گئے تھے اور بہ کثرت تیر انداز جمع تھے'۔

شیخ نے ربض کے دروازے اور اس کے راستوں پر قبضہ کر لیا پشت کی طرف سے اس کا محاصرہ کیا گیا اور اپنی ساری توجہ اسی کے طرف منعطف کر دی اور بات کرتے اس کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا اور نیزے اٹھائے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ربض میں داخل ہو گئے' حالانکہ یہ جگہ ہر خطرے سے محفوظ اور اس کی عظمت و شان زوال سے مامون سمجھی جاتی تھی اور اگر یہاں کے رؤسا صلح کی خواہش نہ ظاہر کرتے اور امن کے طلب گار نہ ہوتے تو سب کے سب سخت مصیبت اور تباہی میں مبتلا ہو جاتے۔

دشمن کی فوج اپنے بدبخت سردار کو میدان کے کھونٹے اور سطح مرتفع کے کچھوے سے بھی زیادہ ابتر حالت میں چھوڑ کر پہلے ہی حملے میں بھاگ کھڑی ہوئی اور سردار گرفتار ہو گیا سواروں نے اس کے غدار ہمراہیوں کا تعاقب کیا' اور یہ مکار و گمراہ اور ذلیل و بے حیا شخص شکست کا ل سے قبل ہی پا بزنجیر ہمارے سامنے لا یا گیا اور بوجہ غایت شرمندگی و خفت ہمارے سامنے زمین پہ لوٹنے لگا ہم نے اس وقت تک کے لئے کہ اس کے بارے میں ثابت قومی طلب کر کے قانون الٰہی کے مطابق اس کو اس کے قصور کی سزا دی جائے اور اس قسم کے مجرم کو قتل کرنے کے لئے وحی نے جن جن صورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں سے کسی ایک شکل کو اختیار کیا جائے اس کو ایک تنگ خانے میں قید کر دیا۔ اور الحمد للہ کہ آتش فساد اسی دن سے فرو ہو گئی اور اسلام کا درخت جڑ سے اکھڑ گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنا نور کامل کیا اگرچہ ظالم اس سے حسد کرتے ہیں' بلاشبہ جس حالت میں یہ لوگ ہیں وہ تباہ کرنے والی حالت ہے اور ان کے سارے کام باطل ہیں۔

مفسدین کے مرجع و مآل کو اللہ حقیر و ذلیل اور ان کے جہاز کو غارت کرے ہمارے اور ان لوگوں نے کون امر قابل اعتراض پایا؟ ہمارا وراثتاً ولی امر ہونا' یا دوسری دفعہ قوم کی مرضی سے ولایت کا ہماری طرف عود کرنا یا دشمن کا حملہ دفع کرنا اور اس

Marfat.com

سے جنگ کرنا اور دفعۃً امن قائم کر دینا' یا جب ان کے پاس کوئی تدبیر نہ رہی اس وقت ہمارا قلعے کو بچا لینا۔ حقیقتہً سوائے امن و اطمینان اور خوشگوار سکون و راحت کے جس کا ان کو شعور و احساس ہے اور اس امر کے سوا کہ ان کی امیدوں اور مفاد پر روک قائم ہو گئی اور ہم پر اللہ کا فضل و کرم ظاہر ہوا دوسرا کوئی امر نہیں ہے۔

اے ہمارے رب تو ہماری مخفی اور ظاہر سب حالتوں کو جانتا ہے' اور اللہ سے نہ زمین کی کوئی چیز پوشیدہ ہے نہ آسمان کی' پس ہمارا الجھاؤ ہم کو اسی حال میں رکھ جو ہماری نیت کا اقتضا ہو' اور ان لوگوں کے متعلق جو ہمارا دلی ارادہ ہو ہمارے ساتھ اسی ارادے کے مطابق معاملہ کر اور اگر ہم نے اس جماعت کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا ہو اور ان کی خوشحالی اور ان کے ساتھ بے انصافی کرنا چاہا ہو تو ہمارے عزم کو جس طرح تو جانتا ہے اور ہماری نیت سے جس طرح تو واقفیت رکھتا ہے ہمارے ساتھ اسی کے مطابق سلوک کر' اور اگر تو جانتا ہے کہ ہم اس جماعت کے خیر خواہ ہیں اور ان کے لئے آرام و آسائش مہیا کرنے اور ان کی صلاح و فلاح کی فکر کرنے اور ان کی امیدوں کے بر لانے میں محنت و جانفشانی سے کام کرتے ہیں تو اے ارحم الراحمین اپنی طرح ہم کو بھی ان پر احسان کرنے کی توفیق دے اور ان کے لئے ہمارا کو اطاعت کرنا آسان کر دے'

اور اب جب کہ کامل معافی دیدینے کے ساتھ اس احسان کی توقع نمودار ہو گئی' اور ہم کو ایسی حالت پر قرار ہو گیا جو ہمارے لئے بہتر ہے اور ہم کو معلوم ہو گیا کہ اللہ کے فضل سے اب ہمارے لئے کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہے اور یہ کہ جس کی راہ یقیناً نجات کی راہ ہے اس کی حجت سب پر غالب ہے تو اب ہم تم کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تم پر بھی اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور تمہارے مجالس میں اللہ کے تقویٰ کی اشاعت ہو اور اللہ کی مخالفت ہمارے اور تمہارے شامل حال نہ ہو اور اللہ سے ہاتھ تم پر احسان کیا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو اور

تمہارے یقین و بصیرت میں ترقی ہو اور اللہ نے جس شخص کو تمہارا حاکم بنایا ہے اس کی بات توجہ کے ساتھ سنو، اور اللہ ہمارے لئے کافی اور سب سے بہتر وکیل ہے، اللہ تم لوگوں کو برکت دے اور تمہارے عزت اور شرف کی حفاظت کرے" والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ "تاریخ فلاں" انتہیٰ

جہاد ماہ شعبان ۷۶۸ھ

مآل اندیشی اور خدمت اسلام دونوں کے لحاظ سے یہ تجویز قرار پائی کہ کافروں کے ملک پر مسلمان ہر طرف سے حملہ کر دیں، یہ تجویز بہت مقبول اور مشہور ہوئی چنانچہ مویشی لوٹے جانے لگے اور تلواریں چلنے لگیں پچھلے چند سالوں کے اندر قلعہ بطر نہ پر کافروں نے قبضہ کر لیا تھا اور مسلمانوں کے دل اس کے لئے بیچین تھے، اضطراب و پریشانی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ قلعۂ مذکور پر کافروں کا قبضہ ہو جانے سے شہر مالقہ اور شہر رندہ کے درمیان اس طرح علٰحدگی ہو گئی تھی کہ دشمن کی سرحد کی جانب نہ خیال ہی پہونچ سکتا تھا اور نہ طیور ہی کے ذریعے سے پیام بھیجا جا سکتا تھا اور نہ وہاں کے مسلمانوں کو مدد پہونچائی جا سکتی تھی۔

پس اللہ سے مدد مانگ کر قلعۂ مذکور کو واپس لینے کا قصد کر لیا گیا۔ چنانچہ مالقہ و رندہ اور ان کے بائیں اور قرب وجوار کے تمام لوگوں نے مل کر اس پر حملہ کر دیا اور سخت جنگ و جہاد اور معرکہ آرائی کے بعد اللہ کے فضل سے قلعہ بہ آسانی فتح ہو گیا اور مسلمان اس پر قابض ہو گئے اور بے شمار اثاثہ اور اسلحہ اور لباس ہائے فاخرہ اور مختلف اسباب مسلمانوں کے ہاتھ آئے، فتح کے ساتھ ہی مساجد ظاہر ہو گئیں، اور کلمۃ اللہ سے مشاہد کو رونق ہوئی، اور معابد میں مسلمانوں کی صورتیں نظر آئیں، شہر میں محافظین اور تیر اندازوں اور مشاق شہسواروں کا ایک دستہ متعین کر دیا گیا، اور الحمد للہ کہ اس فتح سے مسلمان ایک دوسرے سے قریب ہو گئے، مسلمانوں اور ان کے بھائیوں کے درمیان راستے کھل گئے مراسلات آنے جانے لگے

اور عظیم الشان فوائد حاصل ہوئے۔
دشمن اسی وقت حفرہ نوشیہ کے حصن سہلہ سے بھی بھاگا اور شاہ راہ عام کو مسدود کر گیا' واقعات مذکور ماہ شعبان سنہ مذکور کے عشرۂ اول میں واقع ہوئے۔ پھر آخر ماہ شعبان میں شہر رندہ کے مسلمانوں نے شہر یزغہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے پلٹ کر شہر جیرہ کے باشندوں سے جنگ کر کے اس کو بھی فتح کر لیا' جس سے بہت کچھ نفع حاصل ہوا' اور فتوح کا سلسلہ بند گیا اور سرحد بہت وسیع ہو گئی۔

رسالہ مرسلہ مرینیہ

فتح مذکور کے متعلق مرینیہ کی طرف میرا اطلاعیہ ہوا حسب ذیل پیغام بھیجا گیا۔
"ہم اپنے اخی عالی مقام' عظیم القدر' واجب الاطاعت' اور مخلص نوع کے ظاہری و باطنی ہمدرد' سلطان کی خدمت میں فتح کی بشارت اور مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اس خوش آیند خبر کا بار بار اعادہ کرتے ہیں' اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم لوگوں کے لئے آپ کی ذات عالی مقام کو خیر و برکت کا ذریعہ بنا دے اور زمانہ کے درختوں کو ہلا کر ہم نے ان کے جو پھل چنے ہیں اس میں ہم آپ کو بھی شریک بناتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ آپ کی سب سے بڑی آرزو اسلام اور اہل اسلام کی عزت ہے اور آپ کا سب سے اہم مقصد اسلام اور اہل اسلام کی اعانت ہے اللہ عمل جہاد میں آپ کی نیت کو خالص رکھ کر اور آپ کی طبیعت کو اشاعت کلمۃ اللہ کا کفیل بنا کر آپ کو سلامت رکھے غلبۂ دین حنیف کے متعلق آپ کی تمنائیں پوری ہوں آپ کی عظمت و شان قائم اور آپ کی ثنائے جزیل جاری رہے' یہ مجاہد ملک ہمیشہ آپ کے التفات و توجہ سے مستفید ہوتا رہے' اللہ آپ کے امر کی تائید کرے اور آپ کو پوری مدد دے' سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

"حمد کے لائق اللہ ہے جو اسباب فتح کو جمع کرتا ہے' اور جو مدد دیتا ہے بڑی وسعت و فیاضی کے ساتھ دیتا ہے اور قلیل التعداد طائفے کی ملائکہ اور ارواح کے ذریعہ سے تائید کرتا ہے")

Marfat.com

"اور درود و سلام نازل ہو اللہ کے نبی سیدنا محمدؐ پر جو ہدایت کی نہایت صاف روشنی لائے۔ جو شخص اس روشنی کو قبول کر لے اور اس سے راضی ہو جائے اس کو اس حوض پر لیجاتے ہیں جہاں ہر شخص جانا چاہتا ہے اور اس دروازے پر پہونچا دیتے ہیں جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

"اور اللہ راضی ہو آل اور اصحاب نبی سے جو میدان شہسواری اور بہادری کے شیران حملہ آور ہیں اور اعدائے دین کے ساتھ خوشی اور کشادہ دلی کے ساتھ جہاد کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پیروی کرتے رہے ہیں۔

"اور اللہ جناب والا کو نہایت اعلیٰ درجے کی خالص عزت سے سرفراز کرے۔

اس کے بعد عرض ہے کہ ہمارا غرناطہ جریہا اللہ سے ہم نے جو مراسلہ آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا، (اللہ آپ پر اپنی نعمتیں تمام کر دے اور آپ کو ہمیشہ سیدھی اور کھلی ہوئی راہوں پر لے چلے، اور آپ کو عزت کے ساتھ رکھے اور آپ کے افواج کو فتح و ظفر عنایت کرے) اس وقت کا حال یہ تھا کہ اللہ کی نعمتوں کا ابر چھایا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ برس رہا تھا اور ضمانت کر رہا تھا کہ مقاصد دلی پورے ہو کر رہیں گے (اللہ ہمیں اور آپ کو اپنے الطاف کے آثار و برکات سے بہرہ یاب کرے اور موجودہ کو آئندہ کا نشان بنا دے، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے اعزاز کو ہمیشہ قائم رکھے، اور آپکے ممالک محروسہ کی حفاظت کرے، ہمارے اور آپ کی مراد مجازی کو مراد حقیقی سے معمور کرے) چنانچہ آپ کو خبر دی گئی تھی کہ ہم نے حصن بزغہ کو جو مسلمانوں کا ایک نہایت عزیز قلعہ ہے اللہ کی مدد سے فتح کر لیا اور اس سے وہ بت پرست اور غارت گر جن کا پیشہ نقصان رسانی اور شاہ راہوں اور آبادیوں میں خوف و ہراس پھیلانا ہے سخت مشکلات میں مبتلا ہو گئے اور قلعہ مذکور کے ناقابل تسخیر ہونے کے باوجود اللہ نے اس کا واپس لینا آسان کر دیا، اور اس کی اذان گاہ کفر کی کثافت سے پاک ہو کر کلمۂ شہادت کے انوار ساطعہ سے منور ہو گئی۔

مراسلۂ مذکورہ ٹھیک اس وقت روانہ کیا گیا تھا جس وقت جنگ بند ہوئی اور

Marfat.com

تیر و سکان اپنا کام پورا کر چکے تھے، اور اس عجلت کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا جس کا سبب ظاہر ہے کہ اس طالب اجر کا پسینہ بھی خشک نہیں ہوا تھا، اس کے بعد ہم قلعۂ مفتوح کا ملاحظہ کر کے اور کامل احتیاط و دور بینی کے ساتھ اس کی تعمیر کا انتظام کر کے دار السلطنت واپس آئے، ابھی شادمانی فتح کے جھنڈے اوتارے نہیں گئے تھے، اور انتظار کر رہے تھے کہ اللہ اپنی عادت کے موافق ان کی مزید تائید کرے گا کہ اللہ کے احسان کی مسرت آمیز خبریں آنے لگیں جو پے در پے ایک ایک کر کے صادر ہو رہے تھے اور جن سے سابق فتوح پر نئے فتوح کا اضافہ ہو رہا تھا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ حصن بزنہ کو فتح کر لینے سے جو مالقہ کے سامنے واقع تھا اہل مالقہ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی، اہل رندہ کو اپنے ہمسایہ اہل مالقہ کی اس کامیابی پر رشک ہوا، (اللہ ان سب لوگوں کی مدد کرے اور ان سب لوگوں کو اُن کے عمل خیر کی جزائے خیر دے) اور ان کی ہمت بلند جوش میں آئی۔ اللہ کی راہ میں موت کو حقیر سمجھ کر عمل اور نیت میں باہم ایک دوسرے کے معاون بنے اور خوش گوار فتوح حاصل کر کے اپنے مقاصد دینیہ میں کامیاب ہوئے۔

اہل رندہ حصن وصبر کی طرف متوجہ ہوئے، حصن مذکور شہر کے بالکل متصل اس کے آمنے سامنے واقع ہے اور ایسا دشمن ہے جو کسی وقت ضرر رسانی سے باز نہیں آتا بلکہ نرسانپ کی طرح ہمیشہ مصیبت کا سبب بنا رہتا ہے، اہل رندہ نے اللہ کی اعانت و تائید سے قلعہ فتح کر لیا اور بعد ازاں اس راہ سے چلنے اور سامنے کا خطرہ وسیع ہو جانے سے بہت خوش ہوئے۔

قلعے کے محافظ اور نگہبان بھاگ کر حصن باغہ چلے گئے جو غرناطہ کے مشاہدین سے ہے، اہل رندہ نے حصن باغہ سے جنگ آزمائی کر کے اس کو بھی تباہ و برباد کر دیا اور اللہ کی مدد سے حصن مذکور ایسی آسانی سے فتح ہو گیا کہ ایک شخص بھی ہلاک نہیں ہوا اور نہ کسی قسم کی دقت ہی پیش آئی۔

ہم نے ان متواتر نعمتوں اور سارے اگلے اور پچھلے احسانات پر شکر ادا کیا اور اس فرض کا اعلان کرنے کے لئے تمام بلند مرکزوں پر جو ہر جگہ سے دیکھے جا سکتے ہیں جھنڈے نصب کرائے اور نقارے بجوائے، ہم انعامات کے مسلسل پہونچتے رہنے

Marfat.com

اور سیدھی راہ پالینے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، اور چونکہ ہم اللہ کے ان متواتر احسانات کو جناب والا کی نیک نیتی اور ارادے کی برکت پر مبنی سمجھتے ہیں، جنگ اور صلح ہر حالت میں آپ کی عزت سے ہماری عزت ہے۔ اور ہم کو معلوم ہے کہ ان مسرتوں میں آپ سب سے زیادہ حصہ لیتے ہیں، اور ان حالات سے آپ کا خوش ہونا کسی پر مخفی نہیں ہے اس لئے ہم آپ کو ان حالات کی اطلاع دیتے ہیں۔

اب ہم کو اُن واقعات کا انتظار ہے جو ان شکستوں سے ظاہر ہونے والے ہیں، دشمن کے دل و جگر ان شکستوں سے پاش پاش ہوگئے ہیں اور اُس کے املاک و علاقے منقسم ہوگئے ہیں، پس وہ جوش انتقام میں یقیناً صبح معرکے پر حملہ کرے گا، اور اللہ نہ کرے کہ یہ حملہ ہماری واپسی کا سبب ہو بلکہ یہ حرکت اُس کی موت کی حرکت ہو جائے جس کا وہ منتظر ہے اور اُس کی تباہی کا سبب بن جائے جو خود اُس کی لائی ہوئی ہے اور مسلمانوں کے دلوں کو اللہ اس طرف مائل کر دے کہ وہ اللہ ہی سے مدد طلب کریں اور اُسی کی طرف متوجہ رہیں۔

چونکہ آپ کی اطاعت واجب ہے اور آپ کا مرتبہ ہم کو بخوبی معلوم ہے اس لئے ہم نے آپ کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا، اور آئندہ بھی جو حالات پیش آتے رہیں گے اُن سے اطلاع دیتے رہیں گے اور ہر اسلت میں تاکید اور تعجیل حالات کے اقتضا کے مطابق ہوگی۔

غزوہ حصن آش

اس کے بعد اوائل ماہ رمضان میں سلطان نے حصن آش پر حملہ کیا، حصن آش اس سرحد کی طرف ہے جس کو طاغیہ نے توڑ دیا تھا اور سرحد کی دیوار کو کافروں نے اور اس حصن سے جو بلاد اسلام پر منڈلاتا رہتا ہے اور اگر مال والاد کے ساتھ اللہ کا فضل شامل نہ رہے تو ان کا حاکم بننا چاہتا ہے، جا بجا سے ناقص اور مجروح کر دیا ہے، سلطان نے اپنا حق مغصوب واپس لینے اور اس تکلیف سے شفا پانے کے لئے اللہ سے دعا کی اور حصن مذکور کا محاصرہ کر کے اس کے ساتھ جنگ چھیڑ دی اور ایک سخت جنگ کے بعد جس کے برابر کوئی دوسری جنگ نہیں سنی گئی ہے اللہ نے حصن مذکور پر اس کی بلندی اور

Marfat.com

شہرت و نام وری کے باوجود اس کے باوصف کہ خود طاغیہ اس کی مدافعت کر رہا تھا سلطان کو فتح عنایت کی۔

اس جنگ کا سارا انتظام سلطان نے بہ ذات خود کیا تھا اور اس کی محنت و مشقت کا تمام بار اپنے کندھے پر لیا اور بجھی ہوئی ہمت کو خود تحریک دے کر مشتعل کیا تھا اور پھر فتح ہو جانے کے بعد تمام دن موسم گرما کی سخت گرمی برداشت کر کے خود اپنے ہاتھ سے اس کو صاف کیا اور اس کا شگاف بند کیا اس لئے اس معرکے میں سب سے زیادہ تعریف اور نیک نامی سلطان کی ہوئی اور وہ نہایت ہر دلعزیز ہو گئے۔

قلعہ مفتوحہ میں سواروں کا ایک منتخب دستہ اور تیر اندازوں کی ایک جماعت متعین کر کے اور سامان و سلاح جنگ رکھ کر سلطان وہاں سے واپس آئے اور اس بلند اور محفوظ مقام کا جو مسلمانوں کو بہت عزیز ہے فتح ہو جانا مسلمانوں کے حق میں بہت بہتر ہوا یہ اللہ کا فضل اور احسان عظیم ہے جو مسلمانوں پر ہوا، مغرب کی طرف اس واقعے کی خبر اعلیٰ درجے کی مسجع اور مرسل اجلی عبارت میں روانہ کی گئی۔

اطربرہ پر فوج کشی

ماہ شعبان ۶۷۰ھ میں شہر اطربرہ پر حملہ کیا گیا۔ جس علاقے میں اطربرہ واقع ہے وہ ہمیشہ قتال و خوں ریزی سے الگ تھلگ بستر صلح پر امن کے ساتھ رہتا چلا آتا تھا، سال گذشتہ یہاں کے باشندوں نے یہ حرکت کی کہ اپنے تمام مسلمان قیدیوں کو قتل کر ڈالا اور اس لئے دشمن کے دوسرے شہروں کے ساتھ اس پر بھی انتہا درجے کی تباہی و بربادی نازل ہوئی۔

اوائل ماہ رمضان میں سلطان نے اس پر حملہ کیا اور اس کے اطراف جنگ چھیڑی اور شہر اور حوالی شہر کو تباہ و برباد کر دیا، اہل شہر جان بچا کر قصبہ محفوظ میں بھاگ گئے جہاں نہایت مستحکم قلعے بنے ہوئے تھے لیکن جنگ نے وہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور حملے کی شدت سے وہ لوگ شکست تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے، اور مسلمانوں کی ایسی شرطوں کو قبول کر لیا جو اس سے قبل کسی عہد میں بھی پیش نہیں کی گئی تھیں

Marfat.com

اور نہ اس عہد میں کسی آنکھ اور کان نے ایسی شرطیں دیکھی اور سنی ہیں اور مسلمانوں کو اس قدر سامان تمول اور مختلف قسم کے فوائد ہاتھ لگے جن کا علم اللہ ہی کو ہے۔

اسیران جنگ کی تقسیم اس طرح ہوئی کہ جن کے پاس سواری اور بار برداری کے جانور تھے ان کو فی کس چار چار اسیر اور پیادوں کو ان کی تعداد کے مساوی یعنی فی کس ایک ایک اسیر دیا گیا اور لوگ اسیروں کو بار برداری کے جانوروں پر چپڑھا کر اور گھوڑوں پر اپنے پیچھے سوار کر کے اور جاریہ کو کجاوہ اور کوہان پر بٹھا کر لے گئے۔

اور لوگ سلطان سے ملنے کے لئے جو بڑے عزت و فخر اور نام وری کے ساتھ واپس آرہے تھے باہر نکلے اور ان کو دیکھکر آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ مسلسل کئی روز تک ٹھہر ٹھہر کر لوگوں سے بیعت لیتے رہے۔ اور سارا ملک ہدیوں اور تحفوں سے بھر گیا، والحمد للہ۔

سلطان مغرب کے پاس اس فتح کی خبر بھی میرے انشا کئے ہوئے کلام مرسل میں بھیجی گئی۔

غزوۂ فتح جیان

۱۰ محرم ۷۶۵ھ کے آخر میں شہر جیان پر ایک زبردست حملہ کیا گیا۔ یہ شہر بھی ایک دار الملک ہے دنیا کا ایک مشہور اور بے مثل شہر اور تخت گاہ امارت ہے، اللہ کے فضل سے شہر مذکور کو مسلمانوں نے لڑکر فتح کر لیا اور جو سامان تنعم اور غلہ مویشی کپڑے جانور اور ہتیار اس میں تھے سب مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور اللہ نے مسلمانوں کو اس قدر موقع دیا کہ انہوں نے لڑنے والوں کو قتل اور ان کے ذریات کو قید کر لیا مکانات کو ویران اور آثار کو محو کر دیا مویشی پانک کے لئے اور درختوں کو کاٹ ڈالا۔

یہ فتح ایک معجزہ ہے جس کا پورا بیان نہ نظم میں ہو سکتا ہے نہ نثر میں ہر جگہ اس کا ذکر پھیلا ہوا ہے اور اس کا پر فخر کارنامہ بڑی شہرت رکھتا ہے۔

Marfat.com

بادشاہ مغرب کے پاس اس فتح کا پیغام بھی میرا لکھوایا ہوا بھیجا گیا۔
اس معرکے سے واپس آنے کے بعد عوام میں ایک مرض متعدی نمودار ہوا اور تمام لوگوں میں پھیل گیا اور محض اللہ کی مہربانی سے اس کی روک تھام ہوئی اور آخر کار دفع ہو گیا اور اسی تردد کی وجہ سے شعرا نشا کرنے اور مدح وستائش کے دربار منعقد کا موقع نہ مل سکا۔

غزوہ شہر ابّدہ

سنہ مذکور کے اوائل ماہ ربیع الاول میں شہر ابّدہ پر چڑھائی ہوئی' اور شہر کے بیرونی حصے میں مسلمانوں کی فوج داخل ہو گئی۔ اس جنگ میں سلطان نے بڑی شجاعت و بہادری ظاہر کی' شہر ابّدہ پر اس کے ہمسایہ شہر جیان کے بعد حملہ کیا گیا تھا' اس لئے وہ پوری طاقت و قوت کے ساتھ مقابلے میں آیا اور یہ جنگ ایک مشہور جنگ ہوئی۔
مسلمانوں نے شہر کو فتح کیا اور لوٹا' اور اس کے عالی شان مکانات اور خوش نما کلیساؤں کو مسمار کر کے ان کی دیواروں کو زمین کے برابر کر دیا' ان کے صحن کی وسعت اور اطراف کا فاصلہ اور عمارات کی جسامت اس قدر تھی جس پر محض سننے سے بہ مشکل یقین آسکتا ہے' اور اس کا بیان ذہن کو خیرہ اور عقل کو حیرت زدہ کر دیتا ہے' اللہ کی بے شمار نعمتوں پر اللہ ہی کا شکر" مسلمان اس شہر کو اس طرح ویران کر کے پلٹے کہ اب نہ اس کے مکانات کی تعمیر ہو سکتی تھی اور نہ اس کے پھاٹکوں اور انباروں میں اجتماع و ترتیب ہو سکتی ہے۔
صاحب مغرب کی طرف اس فتح کا پیغام بھی میرا انشا کیا ہوا بھیجا گیا جو حسب ذیل الفاظ میں ہے[1]

تباہیٔ بادشاہ قشتالہ

اسی زمانہ میں' بطرہ ابن اقونش ابن ہرانذہ ابن شانجہ بادشاہ قشتالہ

[1] واضح رہے کہ اصل نسخہ مطبوعہ میں اس پیغام کے الفاظ مذکور نہیں ہیں۔

Marfat.com

جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت سے فائدے ہوتے رہتے تھے تباہی آئی' سبب یہ ہوا کہ اس کا بھائی لذریق ہمیشہ سلطنت میں اس کے ساتھ مزاحمت کرتا رہتا تھا اور اس کو پریشان کیا کرتا تھا' بطرہ کے سات بڑے بڑے رفقا اور اہل ملت اس کے بھائی لذریق کے ساتھ مل گئے اور اس کو حاجت ہوئی کہ مسلمانوں سے مدد لے اور جن لوگوں نے اس کے بھائی کی اطاعت اختیار کرلی ہے ان کے مقابلے میں مسلمانوں کو لے جائے۔ اس کو حصن تبل کے باہر شکست ہوئی اور اس وقت اس کے ساتھ چند مسلمان سوار تھے' وہ کسی سامان اور تیاری کے بغیر حصن میں پناہ گزین ہوگیا اور اس کے بھائی نے جس کے مقابلے میں اس کو شکست ہوئی تھی اس کو مجبور کیا اور حصن کے گرد ڈیرہ ڈال کر اس کو محاصرے میں لے لیا' محصور کی فوج بھاگی اور نواحی ابدہ میں جمع ہوکر مسلمانوں سے استدعا کی کہ وہ مدد دے کر اس کو دشمن سے بچالیں۔

مفتیوں نے فتویٰ دیا کہ بطرہ کی امداد واجب ہے اور اس کو بچانے کی غرض سے مجاہدین طلب اور جمع کئے جانے لگے تاکہ اس کے باقی رہنے سے وہ فتنہ قائم رہے جس سے کفر کا استیصال ہوتا رہتا ہے اور ایک دشمن دوسرے کے ساتھ پھنسا رہتا ہے ابھی کارروائی ہو ہی رہی تھی کہ بے ایمان محصور نے اپنے رفیقوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے لئے اس دلدل سے نجات پانا اور اس کی مشکلات میں مسلمانوں کی شرکت متعذر ہوگئی اور اس کے پاس خبریں پہونچنے اور اس مصیبت کے رفع ہونے کا ذریعہ منقطع ہوگیا۔

بطرہ اپنے بھائی کے ایک سردار کے پاس جو اس کے محاصرین میں سے تھا گیا۔ اور اس کو ملایا' سردار مذکور فرانس کی امدادی فوج کا جو اس کے بھائی کی اعانت کے لئے آئی تھی مشہور کمان دار تھا' بطرہ نے سردار مذکور کو جس قدر مال ومتاع وہ مانگے دینے کا وعدہ اور عہد واثق کیا اور سردار مذکور نے ازراہ فریب اس کی یہ خواہش بہ ظاہر منظور کرلی اور جب وہ سردار مذکور کے پاس گیا تو اس نے خود اس کو اور جو دلال اس کے ساتھ گئے تھے سب کو گرفتار کرایا اور فوراً اس کے بھائی کو خبر کردی۔ خبر پاکر اس کا بھائی اپنے

Marfat.com

خاص آدمیوں اور خادموں کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ وہاں آیا اور بطرہ کو حالت بے خبری میں قتل کر دیا اور جو لوگ اس کے ساتھ محصور تھے ان سب کو معاف کر دیا۔ اور اس کے سر کو تمام شہروں میں گشت کرایا' اور باوجودیکہ وہ اس کے قتل کو جائز اور حق بجانب سمجھتا تھا' پھر بھی بھائی کے غم میں ماتمی لباس پہنا' اور تمام شہروں میں جو ایسے شخص کی حکومت سے سخت ناراض تھے جو بالاعلان مسلمانوں سے مدد لیتا اور ان کی مدد کرتا تھا۔ اور اس وجہ سے ان کے بلاد مفتوح اور کلیسا ویران اور مال و دولت برباد ہوتے رہتے تھے' اپنی حکومت کا اعلان کر دیا۔ اور سب نے اس کی حکومت قبول کر لی اور اس کی اطاعت پر اتفاق ہو گیا۔ اور شہر قرمونہ کے سوا ان بلاد میں کوئی دو شخص ایسے نہیں تھے جو اس کی بہ نسبت اختلاف رائے رکھتے ہوں۔

الغرض نصاریٰ ایک مرکز پر جمع ہو گئے اور ان کے باہمی اختلافات رفع ہو گئے اور سب کے سب مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو گئے' اور ان لوگوں نے تمام سامان اور خزانے کو جو اس سرزمین میں تھا برجلونہ میں طلب کر دیا' اور اشبونہ کے لئے فرانس میں ایک نہایت مضبوط دشمن طیار کیا۔

اور اللہ جل جلالہٗ نے اہل بصیرت کو توفیق دی کہ مآل کار کو سمجھیں اور کل کے لئے آج فکر کریں' سلطان نے ہم کو اجازت اور آزادی دی کہ مصلحت کے مطابق بادشاہ نصاریٰ سے جو اس وقت مرض نکبہ میں مبتلا تھا گفتگو کریں۔ چنانچہ ہم نے بادشاہ مذکور کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے محترز رہے اور جو لوگ اس کے بھائی کے معاون تھے ان کے مکر و کید سے ہوشیار ہو جائے اور اس غرض سے کہ عیسائیوں کے ملک میں فتنہ قائم رہے ہم نے اس کو مشہور و معروف حکایتیں اور تاریخی واقعات سنا کر یہ رائے دی کہ وہ اپنی اولاد اور ذخیرے کے لئے ایک جائے پناہ بنائے جہاں اس کا مال و متاع اس کے اختیار میں رہے۔

بادشاہ مذکور نے میرے اشارے اور مشورہ کو شکر گزاری کے ساتھ قبول کیا۔ اور اس مقصد کے لئے شہر قرمونہ کو پسند کیا جو اس کے دارالسلطنت اشبیلیہ کے بالکل متصل اور قریب واقع ہے' پھر اس نے قرمونہ کے ٹیلوں اور دیواروں کو مضبوط و مستحکم کیا اور وہاں کے مخزنوں کو غلے اور سامان سے بھر دیا قابل اعتماد

Marfat.com

لوگوں کی مدد سے وہاں کثرت سے ہتیار جمع کئے مال و ذخیرہ وہاں منتقل کرلیا' اور اکابر اشبیلیہ کو بطور یرغمالوں کے اور مسلمان قیدیوں کو وہاں بھر دیا۔ اور اس میں اس قدر مبالغہ کیا جس کی کوئی حد و انتہا نہیں اور اس قدر اہتمام وہی شخص کرسکتا ہے جس کی موت کا وقت قریب آگیا ہو اور وہ مرنے پر آمادہ ہو۔

آخر کار وہ اس جگہ کو اپنے جانشین کے لئے ایک محفوظ و مسلح مقام بنا کر چھوڑ گیا اور اپنے اہل و عیال کو اپنے بعض ایسے خادموں کے سپرد کر گیا جن کی نسبت اسے یقین تھا کہ وہ اس کے مخالفوں اور دشمنوں کی دوستی اور اطاعت نہیں کریں گے اور جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے شہد پر جمع ہوتی ہیں اسی طرح یہ خدام اس کے ایک صغیر سن لڑکے کے گرد جمع ہو گئے اور مسلمانوں کی حمایت میں آگئے!

اس طرح ہڈی کے حلق میں اٹک جانے سے نصاریٰ کی ساری آرزوئے حملہ آوری اور تمنائے فتح مندی مکدر ہو گئی اور اس کے لئے اس صورت حال کا بدلنا ضروری ہو گیا' اور اس وجہ سے مسلمانوں نے اس کے ساتھ مزاحمت کی اور جس شخص نے قرمونہ کا رخ کیا اس پر انہوں نے قرمونہ کے ساتھ اپنا معاہد ہونا ظاہر کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے درمیان باہمی اختلاف بہت بڑھ گیا اور اللہ کے فضل سے تدبیر میں نمایاں کامیابی ہوئی' اور جیسا کہ خیال کیا گیا تھا اس تدبیر سے ٹھیک وہی پیش آیا۔ دشمن کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اور فتنہ و فساد کی آگ سرد ہو گئی۔ بادشاہ قشتالہ نے ملک کے سب سے بڑے بادشاہ سے جو مدد طلب کی تھی اس کے انتظار میں مدد آنے کی امید پر قرمونہ کے ساتھ الجھا رہا اور اس کے لئے مدد طلب کی شاہ پرتگال اور فرانس سے صلح بھی ہو گئی مگر ملک میں فساد برپا ہو گیا اور باغیوں نے اس کے مقابلے میں بغاوت کر دی جس سے اس کو پریشانی لاحق ہو گئی' اور جو سوار اور محافظین مسلمانوں کے قریب کے شہروں میں متعین تھے سب ملک کے اندر لڑنے بھڑنے کے لئے واپس چلے گئے.....اور حسن تدبیر سے اس کے ملک کے اندر جو بڑے بڑے اختلافات پیدا ہو گئے تھے وہ ان کو رفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور وہ خود اپنے ملک میں اس قدر مشغول ہو گیا کہ اسے اپنے تن بدن کی خبر نہ رہی دشمن کی طرف کیا توجہ کرتا۔

ان وجوہ سے نقض عہد آسان ہو گیا اور غفلت میں حملہ کر دینے کا موقع

مل گیا، چنانچہ حملے شروع کر دئے گئے حصن قنبل اور حائر پر حملہ کیا گیا اور اللہ کے فضل سے ماہ رمضان ۸۷۷ھ میں یہ دونوں حصن مفتوح ہو گئے، پھر ثغر روضہ پر حملہ کیا گیا اور بڑی محنت کے بعد اللہ کے فضل سے ثغر بذکور بھی فتح ہو گیا اور اسی کے ساتھ حصن قبرہ بھی فتح کر لیا گیا، اور اس جوار میں اسلام کو دشمن کے حملہ آوروں سے امن ہو گیا اور سلطان کے اشارے سے زندہ اور جبل فتح کے باشندوں نے حصن برج الحکیم اور الفشتور پر حملہ کر دیا اور رمضان ہی میں یہ دونوں بھی اللہ کی مدد سے بہ آسانی فتح ہو گئے پھر سنہ مذکور کے ماہ ذیحجہ میں جزیرہ خضراء پر حملہ کیا گیا جو اندلس کا دروازہ ہے اور وہ مقام ہے جس پر فتح اول کے وقت سب سے پہلے مسلمانوں کا قبضہ ہوا تھا جس وقت جزیرہ خضرا پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا مسلمانوں کو مساجد کے اندر حسب ذیل الفاظ میں حملے کی ترغیب دی گئی۔

"مسلمان مجاہدین کے گروہ، اور گھر بیٹھنے والے معذورین کے کام آنے والو! اللہ تمہارے ہاتھوں کو بلند رکھ کر کلمہ دین کو بلند کرے، اور زاہدین سے زیادہ تم کو اجر اور فخر عطا کرے۔ جان لو! اللہ تم پر رحم کرے کہ اندلس اسلام کا ایک گھر ہے اور جزیرہ خضراء اس کا دروازہ ہے اندلس اسلام کی آنکھ کی سیاہ پتلی ہے اور جزیرہ خضرا اس کی سیاہی ہے زمانہ قدیم اور زمانہ حال دونوں زمانوں میں اسی جزیرے کی طرف سے اندلس کے اسباب فتح پہونچتے رہے ہیں اللہ کے دشمن اور اندلس کے دشمن کے مقابلے میں اللہ کے دوست اسی راہ سے اندلس کی مدد کرتے رہے ہیں۔

"جس دشمن اسلام نے اس جزیرے کو تباہ و برباد کر رکھا ہے، اور اس کو غصب کر کے اور مسلمانوں کو اس مصیبت پر شرمندہ و رو سیاہ کر کے اس کی صبح روشن کو کفر کی ظلمت سے تاریک کر دیا ہے اور اس کی مسجدوں کو کلیسا بنا لیا ہے، اور اس کی خاک پاک میں کفر کی خبیث جڑ نصب کر رکھی ہے اس کو یقین ہو گیا ہے کہ دین حنیف کے اس شریف ملک میں اس پڑے ہوئے جسد میں گلا کٹ جانے کے بعد نہ نئی زندگی پیدا ہو سکتی ہے اور نہ وہ کھڑا ہو سکتا ہے، اور جو تھوڑی سی جان باقی رہ گئی ہے وہ بھی نکل جائے گی، اور اگر اللہ ہی اس مصیبت کو نہ دفع کر

Marfat.com

اور اس سے محفوظ نہ رکھے مساکن کی حفاظت نہ کرے اور ان کو باقی نہ رکھے تو خبر گیری اور اصلاح کی راہ مسدود ہو چکی ہے' اور جبل اللہ اس کو بجائے رکھے جو ایک اچھی یادگار تمہارے پاس رہ گئی ہے وہ اپنی قدر و منزلت کی لحاظ سے مستحق ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اس دروازے کا ایک پلہ جس کا دوسرا پلہ ضائع ہو چکا ہے کافی سمجھا جائے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس جوار کی پریشان حالیاں آل کی امیدوں کے اور اس کے درمیان حائل ہو گئی ہیں۔

اللہ کے بندو؟ اس وقت تمہارے لئے اٹھ کھڑا ہونا ممکن ہے' موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو' گلا ڈھیلا پڑ گیا ہے' پس ناگوار کھونٹ نہ فرو کرو۔ میدان جنگ کو شریفانہ جذبات سے بھر دو' اور اولیاء و ابرار اللہ کے ساتھ جیسا عہد کرتے ہیں تم بھی اس کے ساتھ ویسا ہی عہد کرو' اور اپنے بے بس ذریات اور نوخیز اولاد اور صغیر سن بچوں کی طرف جو ابھی ماں کی گودوں میں پرورش پا رہے ہیں' اور دین کی طرف جس کا شیرازہ ان طرف میں بکھرا ہوا ہے نظر کرو' اور انجام کار کو پیش نظر رکھ کر کام کرو تاکہ تمہارے کام کی تعریف کی جائے۔ اور خالص نیت کے ساتھ اللہ کے واسطے کام کرو وہ اپنے فضل سے تمہاری امیدیں پوری کریگا۔ کیا عذر رکھتا ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں امن سے بیٹھا ہوا ہے' اور کس بات کا منتظر ہے وہ شخص جس نے دشمن کے مکر و کید کے آگے سر خم کر دیا ہے۔ اسی قریے سے اسلام کے شیر اس ملک میں گرجتے ہوئے داخل ہوئے تھے اور اسی سمت سے فتح اول کے جھنڈے لہراتے ہوئے طلوع ہوئے تھے' اجنبی پرندے جب اس ملک میں آنا چاہتے ہیں تو اسی طرف سے داخل ہوتے ہیں اور اپنے رہبر کے پیچھے اسی طرف صف بستہ دیکھے جاتے ہیں۔

اللہ کے بندو؟ دروازہ بند ہے اس کو کھولو' اور اے اللہ کے بندو فتح کا چہرہ نظر آ رہا ہے اس کو دیکھو اللہ کے بندو! بیماری مہلک ہے اس کا استیصال کرو' اور اے اللہ کے لوگو! اللہ کی ڈور کٹ گئی ہے اس کو جوڑو' اس قسم کے حالات میں بیش قیمت جانیں سستی ہو جاتی ہیں' اور اسی قسم کے حالات میں ہمت بلند کا اندازہ ہوتا ہے اور عقائد کی مضبوطی ظاہر ہوتی ہے' اور بزدلوں کو ان کی

Marfat.com

روشن خاک میں ملاتی ہے' اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس کے دل کی طرف اس نے دیکھا اور اس کو دینی حمیت سے بھرا ہوا پایا اور کلمتہ اللہ کو بلند کرنے کے لئے وہ بہ خندہ پیشانی آمادہ ہوگیا۔

یا اللہ' ہم تیرے پاس تیری ہی نازل کی ہوئی کتاب کے اسرار کو' اور تیرے ہی بھیجے ہوئے نبی عربی کی توجہ کو اور تیری ہی بخشی ہوئی اور نہایت افراط کے ساتھ بخشی ہوئی مرحمتوں کو' اور ہر ولی کو جس نے تیرے وجہ کریم کے آگے رکوع اور سجدہ کیا ہے وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں کہ ہمارا گمشدہ ہاتھ سے نکلا ہوا علاقہ ہم کو واپس دلادے' اور ہم کو اس پر فتح عنایت کرکے اپنی ہمیشہ جاری رہنے والی نعمتوں سے ہم کو بہرہ اندوز فرما۔ اے مشکل حاجتوں کے آسان کرنیوالے اور اے ٹوٹے ہوئے دلوں کے جوڑنے والے' اے غریب قوم کے کارساز اور اے قریب رہنے والی مہربانیوں کے نازل کرنے والے اپنی مدد کے فرشتے بھیجکر ہماری مدد کر اور اپنے نور کو کامل کرنے کا وعدہ وفا کر' اے ہمارے رب ہم کو اپنی رحمت سے سرفراز کر اور ہمارے امور میں ہم کو راہ راست کی ہدایت فرما۔

اس کے بعد روانگی ہوئی اور ہر جگہ جوش پھیل گیا' جہاز طیار کئے گئے اور بروز شنبہ ماہ مذکور کی تیئیسویں تاریخ کو جزیرے کے مقابلے کے لئے جا پہونچے مسلمانوں نے جزیرے کی طرف جنگ کا ہاتھ بڑھایا اور البتہ جو جزیرے کے متصل ایک شہر ہے لڑکر قبضہ کر لیا' اس معرکے میں چند زرہ پوش سوار مقتول ہوئے' اور اموال غنیمت بڑے شہر کی طرف روانہ کر دئے گئے دشمنوں نے اللہ کی وہ شان دیکھی جس کے مقابلے کی ان میں طاقت نہ تھی۔ اور گو کہ ان کی شہر پناہ بہت مستحکم تھی اللہ جل جلالہ نے ان کو شکست کا منہ دکھایا اور ان لوگوں نے اپنی جانوں کے لئے امان طلب کی اور بہ روز پنجشنبہ پچیسویں ماہ مذکور وہ سب لوگ جزیرے سے نکل گئے اور یہ مبارک دن مسلمانوں کے لئے بڑے خوشی اور مسرت کا دن بن گیا' اللہ کا شکر ہے اس کی نعمتوں اور اس کے پیہم انعام اور دشمنوں کو ذلیل وخوار کرنے پر

وسط ربیع الاول ۷۷۱ھ میں سلطان نے اطراف اشبیلیہ کے جانب جو

Marfat.com

دارالسلطنت اور بڑی شان وشوکت کی جگہ ہے حرکت کی بادشاہ نصاریٰ کا نائب اپنے بہترین شہسواروں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ یہاں موجود تھا اور بلدۂ قرمونہ کو اس وجہ سے سخت تنگ کر رکھا تھا کہ تنہا وہی ایک شہر ایسا تھا جو بادشاہ نصاریٰ کی مخالفت پر آمادہ اور مسلمانوں کی خدمت کی طرف مائل تھا، مسلمانوں نے شہر اشبونہ پر حملہ کرکے اس کے پانی کے خزانوں پر قبضہ کر لیا لیکن شہر کے باشندے شہر کے اندر مضبوطی سے قدم جمائے رہے اور اطاعت نہیں قبول کی چونکہ یہاں محلات (متعلقات فوج سپاہ وجانوران باربرداری وغیرہ) کے لئے پینے کا پانی مفقود تھا۔ اس لئے یہاں سے فوراً کوچ کر دیا گیا، اور شہر مرشانہ تک سب لوگ پیادہ پا گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ حالانکہ شہر مرشانہ میں ساز وسامان اور سوار فوج کے متعدد رؤسا موجود تھے لیکن اللہ سبحانہ نے اس شہر پر بھی بہ استثنا قصبہ فتح عنایت کی اور مسلمانوں کو اس شہر اور اس کے قرب وجوار میں اس قدر جانور اور سامان ہاتھ آیا جس کا شمار نہیں ہو سکتا اور اس کے اکثر لڑنے والے قتل ہو گئے اور تمام شہر کو آگ لگا کر برباد کر دیا گیا۔ اور وہاں کے ان غلوں کو جو جہاز پر بار کئے جانے والے تھے مسلمان باربرداری کے جانوروں پر لاد کر اٹھا لائے جس سے مسلمانوں کے شہروں میں غلے کی افراط ہو گئی اور نرخ سستا ہو گیا اور کافروں کے شہروں میں گرانی واقع ہو گئی خدا کا شکر ہے کہ مسلمان عزت اور خوشی ومسرت کے ساتھ اس جنگ سے واپس آئے۔

سلطان کی ولادت یا بسعادت ظاہر وباطن سراپا خیر وبرکت قرین عافیت

جیسا کہ تاریخ پیدائش کی شہرت اور عہد طفولیت کے تعویذ سے منقول ہے، شب دوشنبہ ۲۳ تیئیس جمادی الاخرے ۷۳۹ھ کو واقع ہوئی۔ اور ہم کہتے ہیں کہ یہ تاریخ چوتھی جنوری ۱۳۳۸ء تاریخ عجمی کے ساتھ مطابق ہے۔ اور اقلیدس وبطلیموس کے حساب کے موافق صناعت تعدیل کا اقتضا یہ ہے کہ طالع برج قمر میں ہو، وہ اپنے مواضع استقبال پر مستولی ہونے کے جو ولادت پر مقدم ہے۔ اور تخمین یہ ہے کہ شب دوشنبہ مذکورہ کی چھٹی ساعت کا ثلث عشر اور عشر ساعت اور ربع ساعت کا وقت تھا اور طالع برج سنبلہ میں پندرہ درجہ اور ایک درجہ کے اڑتالیس قیقے پر تھا۔ اللہ دنیا اور آخرت میں ان کا مددگار رہے اور ہمارے لئے لقد کافی اور ربی بہ وکیل ہے

Marfat.com

محمد بن یوسف

نام، نسب، کنیت اور لقب

محمد نام سلسلۂ نسب یہ ہے محمد بن یوسف بن محمد بن احمد بن خمیس بن نصر بن قیس خزرجی انصاری۔ سعد ابن عبادہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے، سعد سے اوپر سلسلہ نسب یہ ہے سعد ابن عبادہ ابن سلیمان ابن حارثہ ابن ثعلبہ ابن یطریف ابن خزرج ابن حارثہ ابن ثعلبہ ابن عمرو ابن یعرب ابن یشجب ابن قحطان ابن ہمیسع ابن یمن ابن نابت ابن اسمٰعیل ابن ابراہیم صلی اللہ علیہا وعلی محمدن الکریم، اندلس کے امیر المسلمین اور بانی سلطنت تھے، کنیت ابو عبداللہ اور لقب غالب باللہ ہے۔

اولیت

اکثر مورخین کے نزدیک خاندان نصری کا سعد ابن عبادہ رئیس خزرج اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہونا مسلم ہے اور ان کے سلسلۂ نسب کو سعد تک پہنچانے کے لئے لوگوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ سب سے زیادہ قوی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ رازی نے تصریح کی ہے کہ سعد بن عبادہ کی اولاد سے دو شخص اندلس آئے۔ ایک سرزمین تاکرونہ میں ٹھہرے اور دوسرے مقرسطونہ کے ایک قریہ میں جو قریۂ خزرج کے نام سے مشہور ہے مقیم ہوئے۔

محمد ابن یوسف علاقہ قرطبہ کے ضلع ارجونہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش اور تربیت پائی۔ اس علاقہ کی زمین نہایت زرخیز ہے اور یہاں غلہ بہ افراط پیدا ہوتا ہے۔ محمد اور ان کے آباء و اجداد اسی شہر میں رہتے اور کاشتکاری کا

Marfat.com

شغل کرتے تھے اور بڑی فارغ البالی' اولوالعزمی اور ناموری کی زندگی بسر کرتے تھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ محمد کو ریاست و امارت حاصل کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔

میرے شیخ محمد ابن محمد ابن عبداللہ لوشی یحصبی نے جو شاعر و کاتب ہیں بیان کیا کہ شہر جیان میں المانیا کے ایک شخص نے مجھے خبر دی کہ اس کے پاس ایک عمدہ نسل کی گھوڑی تھی جس پر اس کو اپنے سامان جنگ میں فخر تھا۔ اس نواح میں یہ گھوڑی اس درجہ مشہور ہوئی کہ طاغیہ رومی بادشاہ نے اس کی خریداری کا پیام بھیجا۔ اس پیام سے مالک کو گھوڑی کے ساتھ زیادہ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اس نے گھوڑی کو خود اپنے لئے رکھا اور اس پر زیادہ فخر کرنے لگا۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ گھوڑی کو ارجونہ لے جا اور فلاں نام و نشان کے شخص کو تلاش کر کے گھوڑی اس کے حوالے کر دے۔ وہ گھوڑی کے عوض میں شہر جیان اور اس کے علاوہ بھی کچھ تجھے دیگا جس سے تیری اولاد کو نفع پہونچیگا' خواب کی تعمیل میں اس نے تامل کیا دوسری دفعہ پھر وہی خواب دیکھا' اور تیسری دفعہ تاکید کے ساتھ اس کی ترغیب دی گئی' اب اس نے ایک معتبر شخص سے جو ارجونہ کے جوار اور وہاں کے لوگوں سے واقف تھا حال دریافت کیا' مخبر نے جو ابن لعثیش مشہور تھا اس کو شخص مطلوب کا پورا پتہ بتلایا۔ اب فقیہ ارجونہ جا کر ٹھہرا اور وہاں اس کی شہرت ہو گئی اور سلطان اپنے معاونین کے ساتھ اس کے پاس آئے اور اس کی حالت دریافت کی' اس نے اس شہر میں آنے کی غرض بیان کی اور عجز ظاہر کیا سلطان نے اس سے قیمت کے ایک حصہ کے لئے مہلت طلب کی اور اس نے مہلت دے دی سلطان نے بڑی قیمت دے کر گھوڑی خرید لی' جب اس کا مقصود حاصل ہو گیا تو اس نے سلطان سے قلعہ کی مسجد میں تخلیہ کی ملاقات کی خواہش کی اور اصلی حالت ظاہر کر کے ان کی بیعت کر لی اور قیمت واپس کر دی اور اپنی جان کے خوف سے سلطان سے اس معاملہ کے اخفا کی درخواست کی اور پھر وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔

مخبر نے بیان کیا کہ دوسرے سال سلطان نے ارجونہ میں اپنی حکومت کی

Marfat.com

تحریک کی اور شہر جیان پر قبضہ کر لیا' اس میں اختلاف ہے کہ سلطان کو جیان پر قبضہ کرنے کی تحریک کس سبب سے ہوئی ایک سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعض ملازمین حکومت نے مخبر کے ساتھ بدسلوکی کی تھی' اس کے سوا دوسرا سبب بھی بیان کیا گیا ہے۔

حال

محمد ابن یوسف سادگی اور نیک دلی اور جمہور پسندی میں قدرت الٰہی کا نمونہ تھے وہ فوج اور قلعہ کے ایک چست و چالاک مضبوط اور جفاکش سپاہی تھے عیش و آرام سے بھاگتے تشدد و صعوبت کی زندگی پسند کرتے اور تھوڑے کو کافی سمجھتے تھے قلیل پر قناعت کرتے اور تصنع سے دور رہتے تھے ہتھیار کے زبردست اور ارادہ کے مضبوط تھے' جرات ایسی رکھتے تھے کہ ان کا رعب چھایا رہتا تھا اور بڑے مستعد شخص تھے مصیبت کو حقیر سمجھتے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے اپنا حق طلب کرنے میں بے پروائی سے کام لیتے قرابتمندوں دوستوں اور ہمسایوں کی حمایت کرتے اور لڑائیوں کا انتظام بذات خود کرتے تھے۔ ان کے ہتھیار کے متعلق اور ان کے عصا کی آرائش کے متعلق مبالغہ آمیز حکایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ جوتا اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے لباس موٹا پہنتے بدویانہ طریقہ پر رہتے اور تمام کاموں کو اہتمام و توجہ کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ روز جمعہ کے مبارک ہونے سے اور اس سبب سے کہ اسی دن جیان اور پھر غرناطہ پر ان کا قبضہ ہوا اور ایک قول کے مطابق اسی دن ان کی تحریک کی ابتدا ہوئی تھی غرناطہ کے ضعیف اور معذور لوگوں میں اس دن خیرات تقسیم کرنے کو رواج دیا جو آج تک مروج ہے۔

اپنے سنہ ظہور یعنی ماہ ربیع الاول ۶۲۹ھ میں قریباً تیس دن تک شہر اشبیلیہ پر قابض رہے اور عشرۂ اول ماہ رجب سنہ مذکور میں شہر قرطبہ پر قبضہ کر لیا لیکن اس کے بعد ان دونوں پر پھر ابن ہود کا قبضہ ہو گیا۔

جب ملک پر قبضہ کرنے اور عمال کے حاصل کرنے میں ان کو کامیابی ہو گئی تو حسابات کی دیکھ بھال کی طرف بذات خود توجہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

دولت میں بہت اضافہ ہوگیا اور خزانہ چاندی سونے سے بھر گیا انھوں نے ملک میں کامل درجہ کا امن قائم کیا اور ان کے لئے حکومت کا کام سہل و خوشگوار ہوگیا طیاری کا پورا موقع ملا، جس سے فتنہ و فساد میں سکون ہوگیا۔ اور انھوں نے اس وادی پر جو قلعہ جیوبا سے متصل ہے قبضہ کر کے اپنے گھر کے خزانے کو مال، ہتھیار، علم، باربرداری کے مویشی اور اعلیٰ درجہ کے جانوروں سے بھر لیا جس سے ان کو طیاری کا پورا فائدہ حاصل ہوگیا اور جو سامان انھوں نے فراہم کیا تھا سب کام آگیا۔

اخلاق و عادات

محمد ابن یوسف ابتدا میں بادشاہان عدوہ و افریقیہ کی اطاعت ظاہر کرتے رہے اور تھوڑے دنوں تک ان ہی کا خطبہ پڑھتے اور ان سے امداد و اعانت حاصل کرتے رہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اپنے ہمنام ابن ہود کی تقلید میں اپنی تحریک کا آغاز مستنصر عباسی خلیفۂ بغداد کے حق میں دعا کرنے سے کیا تاکہ عوام کو اس وقت یہ خیال نہ ہو کہ خود اپنی حکومت قائم کرنے کی تحریک ہے۔ پھر اس کو ترک کر دیا۔

وہ ہفتہ میں ایک روز دربار عام منعقد کرتے تھے جس میں ہر شخص ان کے پاس جاتا تھا اور شکایتیں پیش کی جاتی تھیں۔ اس دربار میں وہ اہل حاجت سے بالشافہہ گفتگو کرتے تھے۔ شعرا اشعار سناتے اور ان سے ملتے تھے۔

ایک دوسری مجلس تھی جس میں وہ وعظ و پند کرنے والوں سے ملتے تھے اس مجلس میں صرف اہل غرناطہ، قضاۃ شہر اور اعلیٰ حکام سلطنت شریک ہوتے تھے۔ یہاں صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) سے حدیثیں پڑھی جاتی تھیں اور دس حصوں میں قرآن ختم کیا جاتا تھا۔

پھر اپنی خاص مجلس میں چلے جاتے تھے جہاں وہ دوسری قسم کے کاموں پر نظر ڈالتے اور جو امر توجہ کے لائق ہوتا اس میں پوری توجہ صرف کرتے تھے۔

رات کا کھانا اپنے خاص قرابتمندوں اور معزز سرداروں کے ساتھ جو ان لوگوں کے دوست ہوتے تھے کھایا کرتے تھے۔

اولاد

محمد ابن یوسف کے تین فرزند تھے، ایک کا نام محمد تھا یہ

ولی عہد تھے اور باپ کے بعد امیر المسلمین ہوئے دوسرے امیر ابو سعید فرج اور تیسرے ابو الحجاج یوسف، یہ دونوں باپ کی زندگی ہی میں فوت ہوگئے تھے جس کا بیان انشاء اللہ آیندہ کیا جائے گا۔

وزراء سلطنت محمد ابن یوسف نے وزارت کا کام اہل غرناطہ وغیرہ کی ایک جماعت یعنی وزیر ابو مروان عبد الملک ابن صاویرہ اور علی ابن ابراہیم شبیانی جو رؤسائے غرناطہ میں ایک عالی خاندان دیانتدار اور باوقار فاضل تھے پھر رئیس ابو عبد اللہ ابن رئیس ابو عبد اللہ وہبی اور وزیر ابو یحییٰ ابن الکاتب سے لیا جن کی شہرت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔

کتّاب کتابت کی خدمت بھی متعدد جلیل القدر بزرگوں نے انجام دی مثلاً کاتب ابو الحسن علی ابن محمد ابن محمد ابن سعید یحصبی لوشی جو مشہور محدث تھے اور ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ابو بکر محمد، یہ دونوں بزرگ محمد بن یوسف کے مشہور کاتب ہیں۔ مدرسین میں سے ابو بکر بن خطاب جیسے علامہ شخص نے یہ خدمت انجام دی۔

قضاۃ عہدۂ قضا پر متعدد اشخاص مامور ہوئے جن کے نام یہ ہیں قاضی ابو عامر یحییٰ ابن عبد الرحمان ابن ربیع اشعری جو خاندانی عظمت، اثر، جلالت منصب اور وسعت علم میں اندلس کے ایک جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے بعد فقیہ ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم ابن عبد الجلیل ابن غالب انصاری خزرجی۔ ان کے بعد ابو عبد اللہ محمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن عبد السلام تیمی۔ یہ ایک دیندار اور شریف آدمی تھے۔ اور قاضیوں میں عدل و انصاف کا ان پر خاتمہ ہوگیا۔ ان کے بعد فقیہ قاضی ابو عبد اللہ محمد ابن عیاض ابن موسیٰ یحصبی، پھر ان کے بعد قاضی ابو عبد اللہ ابن اضحیٰ، ان کا خاندان مشہور ہے پھر قاضی ابو بکر محمد ابن فتح ابن علی اشبیلی، ان کا لقب الاسبرون تھا اور یہ اس دور کے آخر قاضی تھے۔

ہم عصر پادشاہان مغرب مامون الموحدین ادریس والئ مراکش تھے جن کے ساتھ ابو زکریا یحییٰ ابن ناصر ابن منصور ابن عبد المومن جبل میں مقابلہ

کرتے رہے۔ ۶۳۰ھ میں مامون نے وفات پائی اور رشید ابو محمد عبدالواحد والی مراکش ہوئے۔ ان کے بعد ابوحفص عمر ابن اسحٰق مرتضیٰ والی ہوئے اور ۶۵۰ھ ہجری تک جب کہ ادریس واثق ابو دبوس نے ان کو قتل کیا والی رہے۔

ابوحفص کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد بنو عامر مراکش کے والی ہو گئے اور محمد ابن یوسف کے عہد میں خاندان بنو عامر کے کئی بزرگ مثلاً امیر عثمان، ابوحمو اور ان کے بھائی ابویحییٰ ابن عبدالحق یکے بعد دیگرے والی ہوتے گئے، اور ان کے آخر عہد میں ابو یوسف یعقوب ابن عبدالحق ابن محیو جو خاندان مذکور کے سب سے زیادہ سن رسیدہ بادشاہ تھے والی تھے۔

تلمسان کے بادشاہ یغمراسن بن زیان تھے، یہ اپنے خاندان کے پہلے بادشاہ تھے اور اگرچہ ان کے بڑے بھائی بھی تھوڑے دن تک حاکم رہے تھے لیکن یغمراسن پہلے شخص تھے جنھوں نے سلطنت کو مستحکم کیا اور شہرت و ناموری حاصل کی۔

تونس میں امیر ابوزکریا یحییٰ ابن عبداللہ ابن ابی حفص حکمراں تھے سلطان متزجم (محمد ابن یوسف) نے نامہ و پیام کر کے ان سے مدد طلب کی اور اعانت حاصل کی تھی۔ امیر ابوزکریا کے بعد ان کے بیٹے المستنصر ابوعبداللہ والی تونس ہوئے اور سلطان کے فرزند کے ابتدائی عہد تک والی رہے۔ ۶۷۴ھ ہجری میں سلطان کے فرزند نے ان سے مدد طلب کی اور اعانت حاصل کی۔

قشتالہ کا حاکم ہرانده ابن الہنشہ ابن شانجہ تھا جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہرانده کے بعد اس کا بیٹا الفنش حاکم ہوا اور سلطان کی پوری مدت ولایت اور ان کے بیٹے کے ابتدائی عہد تک مسلسل تینتیس ۳۳ برس حکمراں رہا۔

ارغون کا حاکم جالمش ابن بطرہ ابن الفنش قمط برشلونہ تھا۔ اسی جالمش نے ابوجمیل زیان ابن مردنیش سے بلنسیہ چھین کر اس کو اپنا دارالسلطنت بنایا تھا۔

متفرق واقعات ابن ابی خالد نے جس وقت وہ غرناطہ میں تھے محمد ابن یوسف کے لئے سلطنت کی تحریک کی اور لحیان سے جہاں وہ

Marfat.com

اس وقت مقیم تھے ان کو غرناطہ بلایا جیساکہ ابن ابی خالد کے ترجمہ میں ذکر کیا جا چکا ہے ۔ ۶۳۵ھ میں رؤسا، غرناطہ نے اپنے دو شیخ ابو بکر بن کاتب اور ابو جعفر نیزولی کو اپنی طرف سے بیعت کرنیکے لئے سلطان محمد ابن یوسف کے پاس بھیجا اور اس کے بعد سلطان موصوف غرناطہ گئے ۔

ابن عذاری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جس وقت سلطان غرناطہ پہنچے ان کی ہیئت و پوشاک اچھی نہیں تھی ۔ انھوں نے ارادہ کیا کہ رات کا وقت غرناطہ کے باہر بسر کریں اور صبح کو غرناطہ میں داخل ہوں ۔ پھر کچھ سوچ کر بنظر احتیاط غروب آفتاب کے وقت شہر میں داخل ہو گئے ۔

ابو محمد سبطی نے بیان کیا ہے کہ ہم نے سلطان کو اس حالت سے غرناطہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک شاشیہ لپٹی ہوئی تھی جس کے شانہ کے بال اڑے اور جلے ہوئے تھے ۔ جس وقت وہ قصبہ کی جامع مسجد کے دروازہ پر اترے مؤذن ، مغرب کی اذان میں حیّ علی الصلوٰۃ حیّ علی الفلاح کہہ رہا تھا ۔ ابو المجد مرادی اس دن کا امام مسجد غیر حاضر تھا ۔ شیخ نے سلطان کو محراب کی طرف بڑھا دیا اور انھوں نے اسی ہیئت و وضع میں نماز پڑھائی ۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اذا جاء نصر اللہ اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھی پھر شمع کی روشنی کے ساتھ قصر بادیس میں داخل ہوئے ۔

۶۳۴ھ میں سلطان نے طاغیہ روم کے ساتھ امن کا معاہدہ کیا جس کی شرطوں کے مطابق جیان ہاتھ سے نکل گیا ۔ اسی سنہ میں دشمن کو جس نے عین دار السلطنت کے سامنے حملہ کیا اور ایک برید کے فاصلہ پر حصن بلش میں قلعہ بند تھا شکست فاش دی ۔ یہ ایک عظیم الشان فتح تھی اور اس کے بعد اللہ کا فضل و احسان ہمیشہ ان کے ساتھ رہا جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے ۔

اثناء ۶۶۲ھ میں طاغیۂ روم کے ساتھ صلح کر کے امن کا معاہدہ کیا ، اپنے ولی عہد کے لئے بیعت لی اور قبایل کو جہاد پر آمادہ کیا ۔

Marfat.com

ولادت سلطان محمد ابن یوسف ۵۹۵ھ میں دراکہ کے سال بمقام ارجونہ پیدا ہوئے۔

وفات نصف جمادی الاخریٰ ۶۷۱ھ میں جب کہ وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے چند سرداران قبایل اپنے اپنے علاقہ کی مسلح فوج ساتھ لے کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ ان لوگوں سے ملنے کے لئے دارالسلطنت کے باہر گئے، واپسی میں سواری ہی پر فالج میں مبتلا ہو گئے اور راہ میں سواری سے گر گئے۔ اس وقت ان کا ایک غلام صابر الکبیر نام رویف تھا۔ روز جمعہ ۲۹ ماہ جمادی الاخریٰ سنہ مذکور میں وفات پائی۔ اور جامعۂ عتیقہ کے اندر مقبرۂ سنام الشبیکہ میں دفن کئے گئے۔

لوح مزار قبر پر اس وقت ذیل کی عبارت منقوش ہے۔

هذا قبر السلطان الاعلى اعز المسلمين والاسلام فخر الليالى والايام غياث الامة غيث الرحمة قطب الملة نور الشريعة حامى السنة سيف الحق كافل الخلق اسد الهيجا حسام الاعداء قوام الامور ضابط الثغور كاسر الجيوش قامع الطغاة قاهر الكفرة والبغاة امير المسلمين علم المهتدين قدوة المتقين عصمة الدين شرف الملوك والسلاطين الغالب بالله المجاهد فى سبيل الله امير المسلمين محمد ابن يوسف ابن نصر الانصارى رفعه الله الى اعلى عليين والحقه بالذين انعم الله من النبيين	یہ اس بلند مرتبہ سلطان کی قبر ہے جو مسلمان اور اسلام میں سب سے زیادہ معزز تھا، راتوں اور دنوں کا فخر امت کا فریادرس رحمت کا ابر ملت کا قطب شریعت کا نور سنت کا حامی حق کی تلوار خلق کا خبر گیراں میدان جنگ کا شیر دشمنوں کی موت امور کو درست رکھنے والا قلعوں کا انتظام کرنے والا فوجوں کو شکست دینے والا سرکشوں کی سرکوبی کرنے والا کافروں اور باغیوں کو مغلوب رکھنے والا مسلمانوں کا امیر ہدایت یافتوں کا علم بردار پرہیزگاروں کا پیشوا دین کا محافظ ملوک وسلاطین کا شرف غالب باللہ مجاہد فی سبیل اللہ امیر المسلمین محمد ابن یوسف ابن نصر انصاری اللہ ان کو اعلیٰ علیین کی بلندی تک لیجائے اور انبیا وصدیقین اور شہدا وصالحین کے ساتھ

Marfat.com

والصدیقین والشهداء والصالحین ۔
وله رضی الله عنه وآتاه رحمة
من لدنه عام خمسة وتسعین وخمس مایة
وبویع له یوم الجمعة السادس والعشرین
من عام احد وخمسین وست مایة وکانت
وفاته یوم الجمعة بعد صلاة العصر لتاسع
والعشرین لجمادی الآخرة عام احد وسبعین
وست مایة ۔
فسبحان من لا یفنی سلطانه ولا یبید
ملکه ولا ینقضی زمانه لا اله الا هو الرحمٰن
الرحیم ۔
قبر کی دوسری جانب اشعار ذیل کھدے ہوئے ہیں ۔
هذا محل العلاء والمجد والکرم
قبر الامام الهمام الطاهر العلم
لله ما ضم هذا اللحد من شرف
جمّ ومن شیم علویّة الشیم
بالجود والباس ملحوی صفایحه
لاباس عنترة ولا ندیٰ هرم
مغنی الکرامة والرضوان یعهده
فخر الملوک جلیل الذات والشیم
مقامه فی کلا یومی ندیٰ ووغی
کالغیث فی مجده واللیث فی اجم
ما ثر قلیت آیا تها سورا
تقر بالحق فیها جملة الامم
کانه لم یسر فی محفل لجب

ملاوے جن پر اس نے انعام کیا ہے ۔
سلطان اللہ ان سے راضی ہو اور ان پر
اپنی رحمت نازل کرے ۵۹۵ھ میں پیدا ہوئے
اور جمعہ کے دن ۲۶ جمادی الاخری ۶۵۱ھ
کو ان کی بیعت ہوئی اور جمعہ ہی کے روز
نماز عصر کے بعد ۲۹ ماہ جمادی الاخریٰ
۶۷۱ھ میں ان کی وفات واقع
ہوئی ۔
پس پاک ہے وہ جس کی سلطنت کو فنا اور
جس کی حکومت کو زوال اور جس کے زمانہ کو انقضا
نہیں نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی رحمٰن ورحیم۔
یہ بلندی بزرگی اور کرم کا محل ہے
عظیم الشان پاک اور نامور امام کی قبر ہے
اللہ ہی جانتا ہے اس لحد میں کتنا بڑا شرف
اور کیسی کیسی عالی خصلتیں دفن ہیں ۔
اس قبر کی پٹیوں میں وہ کرم اور شجاعت دفن ہے۔
جس کے سامنے عنترہ کی شجاعت اور ہرم کی سخاوت ہیچ ہیں۔
کرامت ورضوان کی منزل ممدوح کو پہچانتی ہے
وہ بادشاہوں کا فخر اور ذات وصفات میں بزرگ ہے
فیاضی اور جنگ دونوں دنوں میں اس کا مقام ایسا تھا
جیسا کہ بلندی میں ابر کا اور کچھار میں شیر کا
ان کے آثار کے تمام
قومیں بجا طور پر مقر ہیں
(یا اب یہ حال ہے کہ) گویا ان کو کبھی اتنی بڑی محفل کی

تضيق منه بلاد العرب والعجم
ولم يبد العدا منه بادرة
يفتر منها الهدى عن ثغر مبتسم
ولم يجز لهم خيلا لمغمرة
لا يشرب الماء الا من قليب دم
ولم يقم حكمه عدلا في سياسته
تاوى رعيته عنه الى حرم
من كان يجهل ما اولاه من نعم
وما حواه لدين الله من حرم
فتلك آثاره في كل مكرمة
ابدى واوضح من نار على علم
لا زال يهمى على قبر تضمنه
سحايب الرحمة الوكافة الديم

مسرت نہیں حاصل ہوئی جس کیلئے ممالک عرب و عجم تنگ ہوں
اور گویا کبھی دشمنوں نے ان کا وہ جوش غضب نہیں دیکھا
جس میں سکون انکی خوش مزاجی ہی کی خصلت سے پیدا ہوتا تھا
اور گویا کبھی انھوں نے دشمنوں کیلئے ایسے گھوڑے نہیں
تیار کئے جو صرف خون کے کنوئیں کا پانی پیتے ہیں
اور گویا ان کی سیاست میں کبھی کوئی ایسا عادلانہ حکم
نہیں جاری ہوا جس سے ان کی رعیت کو حرم میں پناہ لینی پڑی ہو
کون شخص ان نعمتوں سے جو اللہ نے ان کو عنایت
کیں اور اللہ کے دین کی جو حرمت ان کے دل میں تھی
ناواقف ہے ان کے یہ آثار ہر شریفانہ کام میں نشان
راہ کی آگ سے زیادہ نمایاں اور واضح ہیں جس قبر کے
اندر وہ ہیں اس پر ہمیشہ رحمت کی بدلیاں چھائی ہوئی
آہستہ آہستہ پانی بھرکتی رہیں۔

محمد بن عبداللہ

نام و نسب محمد نام سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن عبداللہ ابن ابی عامر ابن محمد ابن عبداللہ ابن عامر ابن محمد ابن ولید ابن یزید ابن عبدالملک معافری قحطانی۔

محمد ایک کامیاب اقبال مند محنت و سعی کرنے والے اور فنون سیاست کے جامع شخص تھے۔ سرزمین مغرب میں ان کی وہی حیثیت تھی جو دولت بنو امیہ میں حجاج کی۔ عقل و دانش کمال فطرت اور جہاد کی علامتیں ان کی صورت سے نمایاں تھیں۔ وہ جہاد جس کے عظیم الشان آثار کافروں کے وسط ملک میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

Marfat.com

اولیت

محمد کے دادا عبد الملک اندلس میں اس جماعت کے ساتھ آئے تھے جو طارق ابن زیاد اور موسیٰ ابن نصیر کے ساتھ سب سے پہلے اندلس داخل ہوئی اور فتح اندلس میں ان کا کارنامہ قابل تعریف رہا۔ محمد ابن حسان نے جو محمد (صاحب ترجمہ) کا مداح تھا اشعار ذیل میں اسی کارنامہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وکل عدو انت تھزم جیشہ ۔۔۔ اور کوئی دشمن ہو آپ اس کی فوج کو شکست
وکل فتوح عندک تفتح بابہا ۔۔۔ دیتے ہیں اور کوئی فتح ہو اس کا دروازہ آپ کے ذریعہ سے
وانک من عبد المليك الذی لہ ۔۔۔ کھلتا ہے بلاشبہ آپ اس عبد الملک کی نسل سے ہیں
حلا فتح قرطاجنۃ وانتہابہا ۔۔۔ جنھوں نے قرطاجنہ کو فتح اور اس پر قبضہ کیا تھا
حباھا ابو مروان جدلک قاہرا ۔۔۔ آپ کے دادا ابو مروان نے قاہر رہ کر اس کی ایسے
بکف تلید طعنہا وضرابہا ۔۔۔ ہاتھ سے حفاظت کی جس کیلئے نیزہ اور تلوار چلانا قدیم عادت تھی
وان سخت فی الشرک من بعد فتحہا ۔۔۔ قرطاجنہ کی فتح سے شرک کے ملک میں فتوحات
فتوح فمصروف الیک ثوابہا ۔۔۔ آسان ہوئیں اور ان کا ثواب آپ ہی کی طرف رجوع ہوتا ہے

عبد الملک ابتداء فتح میں جزیرہ خضرا میں مقیم ہوئے اور اہل جزیرہ کے سردار بن گئے وہاں ان کی نسل بہت بڑھی اور اس خاندان میں عزت و نام آوری بہ کثرت ظاہر ہوتی رہی پھر ان لوگوں نے قرطبہ میں خلفاء کے قریب سکونت اختیار کی۔

محمد کے والد ایک دیندار پارسا اور تارک الدنیا شخص تھے اور سلطان کی مجلس میں نہیں جاتے تھے۔ سماعت حدیث کے بعد انھوں نے فریضۂ حج ادا کیا اور واپسی میں طرابلس الغرب میں ان کا انتقال ہو گیا۔

حال

محمد ایک یگانۂ روزگار اور اکابر ملت میں سے تھے وہ ہم کامیابی اور فوری فائدہ حاصل کر لینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اور وہ وراندیش چالاک اقطار سیاوت کے محیط تھے۔ دور دراز کی خبریں رکھتے تھے۔ بڑی بڑی امیدیں قایم کرتے تھے فیاض تھے اور لوگوں کے کام آنے تھے اشراف کو کھینچ بلاتے اور دلوں کو مایل کر لیتے تھے۔ رخنوں کو بند اور

Marfat.com

خرابیوں کو زایل کر دیتے اور استبداد (ذاتی اقتدار) سے کام لینا خوب جانتے تھے۔ نیک نامی کے طالب تھے اور بڑے صبر سے کام لیتے تھے سخی تھے بلند نظر تھے تلوار کے حریص تھے صاحب ہیبت اور صائب الرائے تھے چہرہ متفکر اور ہاتھ خالی رہتا تھا اور فتح حاصل کرنے سفر کے عادی ہونے اور کام کا بار اٹھا لینے میں اللہ جل جلالہ کی قدرت کا نمونہ تھے۔

ہوشیاری اور نام نمود

مورخ کہتا ہے کہ محمد نے ابتدا میں اپنے چچا اور ماموں کے طریقہ پر چل کر قاضیوں کی روش اختیار کی اور کم سنی ہی میں حدیث میں مشغول ہو گئے بہت سی حدیثیں لکھ ڈالیں اور بڑے بڑے جلیل القدر محدثین سے جا کر ملے۔ پھر خلیفہ الحکم کے درباریوں میں شامل ہو کر خلیفہ کے ساتھ رہنے لگے اور ان کی طرف سے قضا و امامت وغیرہ کا کام انجام دیتے رہے پھر اس سے استعفا دے دیا اور اپنی روش چھوڑ کر اہل حرمت (متوسلین سلطنت جو خاص امتیازات و حقوق رکھتے ہیں) میں داخل ہو گئے خلیفہ نے ان کو اپنے بیٹے ہشام کی ماں کی خدمت کے لئے خاص کر دیا اور انھوں نے ولی عہد کے ذریعہ سے ان کی والدہ مکرمہ کی خدمت میں اپنی عزت و مرتبت بہت بڑھا لی لوگ ان کے حاجتمند ہو گئے اور ان کے دروازہ پر ہجوم رہنے لگا ان کی عام حاجت روائی عزت کے ساتھ ملنا باریابی میں آسانی اور حسن اخلاق نے سلطان کے اگلے مصاحبین کو اہل حاجت کے دلوں سے بھلا دیا۔ غرض ان کا اثر و اقتدار وسیع ہو گیا اور جب مساعدت تقدیر سے وہ امیر المسلمین ہو گئے تو ان کی عزت و شہرت اس درجہ پر پہنچ گئی جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں ہے

ذاتی اوصاف

مورخ کہتا ہے "دولت عامریہ" میں مذکور ہے کہ محمد کو امارت حاصل کرنے میں اس سے بڑی مدد ملی کہ اقبال مندی کیساتھ ساتھ ان کی ذات میں چند ایسی خصلتیں جمع ہو گئی تھیں جو سابق امرا میں مجتمع نہیں تھیں یعنی جود، وقار، متانت، ہیبت، عدل، امن، شوق عمارت، دولت کو بڑھانا رعیت کو قابو میں رکھنا اور بغیر اس کے کہ خود ان کے دینی جوش میں کچھ فتور واقع ہوا ہو رعیت کو مجادلہ و مناظرہ اور ہنگامہ آرائی کے ترک پر مجبور کرنا اور

نیت درست رکھنا۔ مورخ نے ہر فصل کو شرح وبسط سے بیان کیا ہے اور اس کے متعلق منصور سے جو کچھ منقول ہے سب کو جمع کر دیا ہے۔

غزوات وفتوح

اس شخص نے اللہ ان پر رحمت نازل کرے قریباً پچاس غزوات مسلسل بذات خود انجام دئے اور بلاد کفر کو فتح کرکے اس کی طاقت وقوت کا خاتمہ کر دیا، رؤسا کو ذلیل کیا، صلیب کو توڑا، اور اندرون ملک پہنچ کر ان کو خراج ادا کرنے پر مجبور کیا۔ یہاں تک کہ خود شہنشاہ روم ان سے ملنے آیا اور ان کے ساتھ رشتہ قایم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی ان کو نذر کی چنانچہ ان کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی یہی لڑکی تھی اور دینداری ولیاقت میں ان کی سب بیویوں سے بڑھی ہوئی تھی۔

بادشاہان روم سے ملنے کے لئے جو ان کے تخت کو بوسہ دینے کیلئے آیا کرتے تھے انھوں نے بارہ دربار منعقد کئے۔

اشعار

اشعار ذیل محمد کی طرف منسوب ہیں۔

رمیت بنفسی حول کل عظیمۃ	ہم نے اپنے نفس کو ہر بڑی مصیبت کے کام میں ڈالدیا
وخاطرت والحر الکریم یخاطر	اور خطرہ برداشت کرلیا اور شریف وکریم شخص خطرہ برداشت
وماصاحبی الاجبان مشیع	کرتا ہے۔ اور میرا رفیق صرف میرا ڈھارس بندھانیوالا دل
واسمر خطی وابیض باتر	اور خطی نیزہ اور چمکدار تلوار ہے
وانی لاز جرماء الجیوش الی الوغا	اور بلاشبہ میں فوجوں کو میدان جنگ میں لیجانیوالا شخص
اسود تلاقیھا اسود خوادر	ہوں وہ ایسے شیر ہیں جن کے مقابلہ میں کچھار کے شیر ہی آتے
وسدت بنفسی اھل کل سیادۃ	ہیں۔ اور میں اپنی ذات سے ہر ایک قسم کے سرداروں کا سردار
وکاثرت حتی لم اجد من اکاثر	بن گیا۔ اور میں نے اسقدر خوبیاں اکتساب کیں کہ اب ایسا کوئی نہیں
وماشدت بنیانا ولکن زیادۃً	ملتا جسکے مقابلہ میں فخر کروں۔ اور ہم نے کوئی عمارت
علی ما بنی عبد الملیك وعامر	نہیں اٹھائی مگر اس سے عبدالملک اور عامر کی بنائی ہوئی
سرفعنا المعالی بالعوالی سیاسۃً	عمارتوں میں اضافہ ہی ہوا۔ ہم نے عزت وشرف کو نیزے کے
واورثناھا فی القدیم معافر	اوپر باقتضائے سیاست قایم کیا اور ہم زمانۂ قدیم سے
	عزت وشرف میں معافر کے وارث چلے آتے ہیں۔

Marfat.com

وسعت حکومت محمد کی حکومت صوبجات مغرب میں حدود قبلہ تک وسیع ہو گئی۔ شہر فاس کا اختیار نظم ونسق انھوں نے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور جنھوں نے ان علاقوں میں جاکر وہاں کے کافر بادشاہوں کو رفع دفع کیا۔

غرناطہ میں داخل ہونا صاحب دیوان نے "دولت عامریہ" میں کہا ہے کہ شہر برشلونہ میں منصور[1] اور قومس فرنگ کے مقابلہ کا حال ذکر کیا جا چکا ہے۔ عیسائیوں میں تعداد کے لحاظ سے یہ قوم سب سے بڑی ہے اور ساز و سامان اور قوت بھی سب سے زیادہ اسی کے پاس ہے نیز جس طرح اس نے بادشاہوں اور ملکوں کو مسخر اور بڑے بڑے شہروں کو فتح کیا اور فوجوں کو شکست دی اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ منصور اس کے استیصال کی زبردست خواہش دل میں لیکر برشلونہ سے واپس آئے اور ۵۸۵ھ کے موسم گرما کو خاص اس قوم سے جنگ کرنے کے لئے مخصوص کر دیا۔ منصور کا یہ تیرھواں غزوہ تھا اور انھوں نے اس جنگ کے لیے بڑی تیاری اور اجتماع عام کی بڑی کوشش کی اور پورا اہتمام کیا کہ شان و شوکت میں کوئی کمی اور ساز و سامان میں کسی قسم کا نقص نہ رہ جائے اور اسی غرض سے شرق اندلس کا راستہ اختیار کیا تاکہ اس طرف کے غلّے پوری طرح کام آسکیں اور اسرہ کی راہ سے بسطہ ہوتے ہوئے تدمیر تک چلے گئے اور ان جنگوں میں بریل بادشاہ نبرلس کو شکست پر شکست دیتے ہوئے شہر برجلونہ کے سامنے جاکر صف آرا ہوئے اور بروز دوشنبہ نصف ماہ صفر ۵۸۷ھ یا ۱۱۹۱ء بزور شمشیر برجلونہ میں داخل ہو گئے"۔

میں کہتا ہوں کہ شہر اسرہ میں فوج کے ساتھ منصور کے داخل ہونے سے ان لوگوں کا دعوی ثابت ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ معتدین اہل اندلس اسی عہد میں غرناطہ داخل ہوئے تھے اس غزوہ میں ان شعرا میں سے جو دفتر سے وظیفہ پاتے تھے اور جن کا ذکر آگے آتا ہے منصور کے ہمراہ تھے علاوہ دوسرے طبقات کے جن کے بحر زخار کے مقابلہ میں عہدہ داروں کا طبقہ جن کی تعداد نسبتاً کم ہوا کرتی ہے۔ موجود تھا اور یہ صحت کے ساتھ معلوم ہے کہ اس غزوہ میں اصحاب ذیل شریک تھے۔

ابو عبداللہ محمد ابن حسن طیبی، ابوالحسن حسین ابن ولید معروف بابن حریف، ابو الوضاح ابن شہید، عبدالرحمن ابن احمد ابوالعلا صاعد ابن حسین لغوی، ابوبکر زیادۃ اللہ ابن علی ابن حسن یمنی، عمر ابن بخم بغدادی۔ ابوالحسن علی ابن محمد قرشی عباسی، عبدالعزیز ابن خطیب محدود، ابوعمر ابن یوسف ابن ہارون زیادی

[1] شاید یہ محمد بن عبداللہ کا لقب ہے۔ مترجم

موسیٰ ابن ابی طالب، مروان ابن عبدالحکم ابن عبدالرحمٰن، یحییٰ ابن ہذیل مکفوف، سعد ابن محمد قاضی، ابن عمرون قرشی مروانی، علی نقاش بغدادی، ابوبکر یحییٰ ابن امیہ ابن وہب محمد ابن اسماعیل زبیدی مصنف المختصر فی اللغۃ، احمد ابن دراج قسطلی متنبی اندلس ابو الفرج منیل ابن سنبیل اشجعی، محمد ابن عبدالبصری وزیر، احمد ابن عبدالملک ابن شہید، محمد ابن عبدالملک ابن ہجود، محمد ابن الحسن قرشی جو اہل مشرق میں سے تھے، ابوعبیدہ حسان ابن مالک ابن ہانی طاہر ابن محمد معروف بالمہند، محمد ابن مطرف، سعید ابن عبداللہ تستری ولید ابن مسلمہ مرادی، اغلب ابن سعید، ابوالفضل احمد ابن عبدالوہاب، احمد ابن ابی غالب رصاصی، محمد ابن مسعود بلنجی عباوہ ابن ماء السماء، عبدالرحمٰن ابن ابی فہد، ابوالحسن ابن المضیٰ البجلی کاتب، عبدالملک ابن سہل الوزیر، عبدالملک ابن ادریس الجزیری، قاسم ابن محمد جیانی،

مورخ کہتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یاد رہ گئے ہیں ورنہ جو لوگ اس غزوہ میں شریک تھے ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور اسی سے اس حکومت کی عظمت اور اس کی قوت کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

وفات

اطراف قشتالہ کو تسخیر کرتے ہوئے غزوۂ فلانس وریدے کے لئے واپس آ رہے تھے کہ شب دوشنبہ تاریخ ۲۷ رمضان ۳۹۲ھ کو وفات پائی اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔ مرحوم نے اپنے بیٹے مظفر سے اپنی مشہور وصیت کے بعد یہ عہد لیا تھا کہ ان کو اسی شہر میں دفن کیا جائے جہاں ان کی وفات واقع ہو چنانچہ وہ شہر سالم کے قصر میں جس کو انھوں نے وادی حجارہ میں دشمن کے سینہ پر آباد کیا تھا دفن کئے گئے اور ان کی قبر اس وقت تک مشہور ہے۔

جہاد میں ان کے کپڑوں پر جو غبار بیٹھتا تھا وہ ان کے لئے ایک بڑے ظرف میں جمع کر کے رکھا جاتا تھا۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

لوح مزار

قبر پر مندرجۂ ذیل شعر لکھ دیا گیا ہے۔

آثارہ تنبیک من اخبارہ حتی کانک بالعیون تراہ	ممدوح کے آثار تم کو ان کے اخبار سے اس طرح واقف کریں گے کہ گویا تم ان کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہو

Marfat.com

تاللہ لایاتی الزمان بمثلہ ابدا ولایحمی الثغور سواہ	اللہ کی قسم زمانہ اب ان کے مثل شخص کبھی نہیں پیدا کریگا اور اب کوئی دوسرا قلعوں کی حفاظت نہیں کرے گا

محمد بن عبّاد

نام ونسب محمد نام اور معتمد لقب تھا سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن عبّاد ابن محمد ابن اسماعیل ابن محمد ابن اسماعیل ابن قریش ابن عباد ابن عمر ابن اسلم ابن عمر ابن عطاف ابن نعیم لخمی۔

اولیت محمد ابن عباد کے جد اعلیٰ عطاف اندلس میں بلج ابن بشر قشیری کے ساتھ آئے تھے جو طائفہ بلجیہ کے اشراف میں سے تھے۔ یہ لوگ شہر حمص متعلقۂ ملک شام کے عرب ہیں اور ان کا گانوں جس کا نام العریش ہے مصر اور شام کے درمیان حفارین کے آخر میں واقع ہے۔

عطاف اقلیم طشانہ کے ایک گانوں میں تومیر کے قریب اشبیلیہ کے بڑے دریا کے کنارہ مقیم ہوئے اور ان کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل سردار ہوئے۔ یہی وہ قاضی اسماعیل ہیں جن کے حیلہ و تدبیر کی شہرت ہے اور جن کی کنیت ابوالولید ہے۔ اسماعیل موصوف ہشام ابن الحکم کی طرف سے شرطہ وسطی کے والی (درمیانی محکمۂ پولس کے افسر اعلیٰ) تھے اور نماز جمعہ کی امامت پر مامور تھے۔ اسماعیل کے جانشین ابوالقاسم محمد ہوئے۔ جن کے مقابلہ کا دوسرا رئیس اشبیلیہ میں نہیں تھا اور وہاں کی دونوں وزارتوں اور فصل خصومات کا کام بھی ان کو سپرد کر دیا گیا تھا۔ ابوالقاسم کی عزت و وجاہت بہت ترقی کر گئی ان کے متوسلین بہت زیادہ ہو گئے غلاموں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو گیا اور دشمنوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوالقاسم کے جانشین ان کے بیٹے امیر معتضد عباد ہوئے عباد ایک نیک دور اندیش اور پختہ رائے شخص تھے اور دشمن بھی ان کا ادب کرتے تھے۔ عباد کے بعد سرداری ان کے بیٹے محمد ابن عباد کی طرف

Marfat.com

منتقل ہوئی جو زیر تذکرہ ہیں ان کی کنیت ابوالقاسم تھی اور معزول ہونے کے وقت تک یہ سردار رہے۔

حال

تمام مورخین متفق ہیں کہ معتمد رحمہ اللہ ایک بہادر شہسوار، دلیر پہلوان، اور مشاق شاعر تھے اور اپنی رعایا میں اپنی روش کی وجہ سے ہر دل عزیز تھے۔ ابو النصر نے اپنی کتاب "قلاید" میں لکھا ہے کہ معتمد علی اللہ ایسے بادشاہ تھے جنھوں نے دشمن کا سر کچل دیا تھا شجاعت اور فیاضی ان کی ذات میں جمع تھی وہ دنیا میں ہدایت کے ماہ کامل بن کر طلوع ہوئے اور ان کے ہاتھوں اور انگلیوں نے ایک دن کے لئے بھی ان کے قلم اور نیزہ کو معطل نہیں رہنے دیا ان کے سارے دن عید کے دن تھے اور وہ ہر وقت فائدہ پہنچانے کے لئے طیار رہتے تھے۔

پہلے انھوں نے اپنا لقب "ظافر" رکھا پھر جب "اعتماد" نامی جاریہ ان کو ملی تو اس کی محبت میں "معتمد" لقب اختیار کیا اور غایت الفت سے یہ چاہا کہ ان کے لقب اور اس کے نام کے حروف متحد ہوں۔

وزرا

ابن زیدون اور ابن عماد وغیرہ ان کے وزیر تھے۔

فرزندان جو بادشاہ بنائے گئے

ایک فرزند کا نام عبید اللہ کنیت ابوالحسن اور لقب رشید تھا۔ مرابطین سے مدد طلب کرنے میں رشید نے باپ کی رائے سے اختلاف کیا اور اشارتاً یہ کہا تھا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سلطنت ہاتھ سے نکل جائے گی اور اس کے جواب میں باپ نے کہا تھا کہ "اونٹ چرانا سور چرانے سے زیادہ بہتر ہے" باپ نے ان کو ولی عہد بنایا تھا اور اشبیلیہ میں ان کے واسطے بیعت لی گئی تھی۔ باپ کے ساتھ یہ بھی عدوہ بھیجے گئے۔

دوسرے کا نام "عباد اور لقب المامون" تھا ان کے واسطے قرطبہ میں بیعت لی گئی تھی اور یہ وہیں قتل ہوئے۔ ان کا سر دشمن یعنی مرابطین کی فرودگاہ میں جو اشبیلیہ میں ان کے والد کا محاصرہ کئے ہوئے تھے بھیجا گیا۔

تیسرے کا نام "برید" اور لقب "راضی" تھا۔ باپ نے ان کو رندہ کا

Marfat.com

والی بنایا تھا اور جب لمتونیین نے رندہ پر قبضہ کیا اس وقت یہ وہاں قتل ہوئے
چوتھے کا نام عبداللہ" اور کنیت" ابوبکر تھی ۔
یہ چاروں جو بادشاہ بنائے گئے تھے معتمد کی جاریہ اعتماد کے بطن سے
تھے جو ایک نہایت عالی مرتبہ عورت تھی اور اپنے مولیٰ رمیک ابن حجاج کے
انتساب سے رمیکیہ مشہور تھی جو . . . . . .

ایک واقعۂ عظیم شہر طلیطلہ پر بلا جنگ وجدال قبضہ کر لینے سے ادفونش
ابن فرولہ کی حرص بڑھ گئی وہ معتمد کو دق کرنے لگا اور
مسلمانوں کو اس کے ظلم و تعدی سے محفوظ رکھنے کے لئے جو خراج اس کو دیا جاتا
تھا اور جس کا دیا جانا اسی شرط پر منظور کیا گیا تھا اس کے لئے معتمد پر وہ تشدد
کرنے اور الزام لگانے لگا اور اس کو بلاد اسلام پر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوگئی
بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ ادفونش نے اپنے آخر زمانے میں خراج
مذکور وصول کرنے کے لئے روساء نصاریٰ کی ایک جماعت کے ہمراہ اپنا قاصد
معتمد کے پاس بھیجا ۔ یہ لوگ باب اشبیلیہ کے باہر ٹھہرے اور قاصد نے قسم
ان کے پاس بھیج دی ۔ قاصد نے کہا کہ ہم یہ سکہ نہیں بلکہ خالص سونا لینگے اور
آئندہ سال سے اجنان شہر کے سوا اور کچھ نہیں قبول کیا جائے گا ۔ معتمد نے
یہ سن کر قاصد اور اس کے ہمراہی نصاریٰ کو گرفتار کر لیا اور سب کو سخت
سزا دی ۔ یہودی (قاصد) نے اپنی جان کی عوض میں اپنے جسم کے ہموزن
سونا دینے کا اقرار کیا لیکن معتمد نے منظور نہیں کیا بلکہ اس کو قتل کر دیا ۔ اور
نصاریٰ کو قید رکھا ۔ طاغیہ نے ان کی رہائی کے لئے معتمد کو خط لکھا لیکن انھوں نے
رہا کرنے سے انکار کر دیا اور لمتونیین سے مدد طلب کرنے دریا عبور کر کے
بذات خود ان کے پاس گئے ۔ طاغیہ نے سخت قسمیں کھائیں کہ وہ معتمد کو
بغیر بدلہ لئے نہیں چھوڑے گا ۔ معتمد کی حمیت بھی جوش میں آئی اور انھوں نے
مرابطین کو لے آنے کی کوشش کی اور جنگ زلاقہ میں طاغیہ کو ایسی سخت
شکست دی جو سب کو معلوم ہے ۔
اس جنگ کی آگ خود معتمد نے بھڑکائی تھی اس لئے محنت و تکلیف

بھی انھوں نے زیادہ اٹھائی ان کے سر اور بدن پر متعدد زخم لگے اور ان کے صبر کی بڑی شہرت ہوئی اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

ابو بکر بن عبادہ نے ان ہی زخموں کے متعلق کہا ہے۔

وقالوا کفک جرحت فقلنا	لوگوں نے کہا کہ ان کا ہاتھ مجروح ہوگیا اس پر ہم نے کہا
اعادیک توا قعها الجراح	زخم تو ان کے دشمنوں کو لگے ہیں
وما اثر الجراحة ما رائیتم	اور جو تم نے دیکھا ہے وہ زخم کا اثر نہیں ہے
فتوهنها المناصل والرماح	کہ تلواریں اور نیزے اس کو کمزور کر دیں۔
ولکن فاض سیل الباس فیها	بلکہ اس ہاتھ میں شجاعت کا سیلاب جوش میں آگیا تھا
ففیها من مجاریها السیاح	اور بہنے کے راستوں سے اس میں بہنے لگا تھا
وقد صحت وصحت بالامانی	اور اب وہ تندرست ہے اور آرزوئیں انڈیل رہا ہے
وفاض الجود منها والسماح	اور اس سے داد و دہش ابل رہی ہے
رأی منه ابو یعقوب فیها	ابو یعقوب نے ممدوح کو ایسا عقاب پایا جس کا
عقابا لا یهاض له جناح	بازو کبھی نہیں ٹوٹتا
فقال له لک القدح المعلی	تو اس نے ان سے کہا کہ جب مقابلے کے تیر
اذا ضربت بمشهدک القداح	چلائے جائیں گے تو پانسہ آپ کے حق میں ہوگا۔

شہر میں داخل ہونے کے وقت جب شور و ہنگامہ ان کے قریب پہنچا اس وقت وہ اپنے چند غلاموں کے ساتھ سوار ہو کر باہر نکلے جسم پر صرف ایک قمیص تھی جس کے اندر سے بدن نظر آرہا تھا اور ہاتھ میں ننگی تلوار تھی وہ سیدھے باب الفرج گئے اور اندر گھسنے والوں سے مقابلہ کر کے ان کو پیچھے ہٹایا اور ان کے ایک سوار کو قتل کیا۔ وہ لوگ ان کے سامنے گھبرا گئے اور دروازہ کے پیچھے ہو گئے انھوں نے دروازہ بند کرا دیا جس سے سکون پیدا ہوگیا اور اپنے محل میں واپس آگئے اسی واقعہ کے متعلق خود کہا ہے۔

ان یسلب القوم العدا	اگر دشمنوں کی قوم نے میرا ملک چھین لیا
ملکی وتسلمنی الجموع	اور فوج نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔
فالقلب بین ضلوعه	پھر بھی دل اپنے پسلیوں کے درمیان موجود ہے

لم تسلم القلب الضلوع	اور پسلیوں نے دل کو نہیں چھوڑا ہے
قد رمت یوم قتالھم	ہم نے دشمنوں سے جنگ کے دن یہ ارادہ کیا
ان لا تحصنني الدروع	کہ زرہیں میری حفاظت نہ کریں
وبرزت لیس سوی القمیص	اور اس حالت سے باہر نکلے کہ قمیص کے سوا
من الحشا شي الدفوع	میری جان کی حفاظت کرنے والی دوسری کوئی چیز نہیں تھی
وبذلت نفسی کی تسیل	اور ہم نے اپنے نفس کو اس لئے وقف کر دیا ہے کہ
اذا یسیل بھا النجیع	جب اس سے کچھ نکلے تو خون نکلے
اجلی تاخر لم یکن	میری موت نے اس وجہ سے تاخیر کی کہ
یھواہ ذلی والخشوع	میری ذلت و رسوائی اس کو نہیں چاہتی تھی
ما سرت قط الی القتا	ہم کبھی قتال میں اس طرح نہیں گئے
ل وکان من املی الرجوع	کہ ہم کو واپس آنے کی امید ہو
شیم الاولی انا منھم	ہم جن لوگوں کی نسل سے ہیں ان کی یہی خصلت تھی
والاصل تتبعہ الفروع	اور فروع اپنے اصل کا اتباع کرتی ہی ہیں۔

فیاضی

معتمد کی فیاضی کے حالات مشہور ہیں اور ان میں سے جو واقعات ان کی عزت اور مال و دولت و لوازم سلطنت کے افراط کی حالت کے بیان کئے جاتے ہیں تعجب انگیز ہیں۔

کسی خصلت اور عادت خلقی کی معتبر شہادت یہ ہے کہ تنگ دستی، فراخ حالی اور انقلاب روزگار غرض ہر حال میں باقی رہے اور کسی وقت ساتھ نہ چھوڑے۔ طنجہ کی راہ سے سواحل جاتے ہوئے جس وقت معتمد بیرون طنجہ ٹھہرے ہوئے تھے حصری شاعر نے بغیر کسی حق کے صریح قابل نفرت اشعار جو بے موقع و بے محل بھی تھے لکھ کر ان سے سوال کیا کہتے ہیں کہ اس وقت ان کے پاس تیس دینار عباویہ کے سوا اور کچھ نہیں تھا جو بوقت ضرورت تکلیف و نقصان سے بچنے کے خیال سے ایک ڈبہ میں ساتھ رکھ لئے گئے تھے معتمد نے وہی ڈبہ سربمہر کر کے اس کے اندر چند اشعار کا ایک قطعہ کمی کے عذر میں لکھ کر بھیج دیا اور ان کی خواہش یہ تھی کہ دینار کی اس صورت حال کا

Marfat.com

لحاظ کیا جائے لیکن حصری نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اس پر معتمد نے اس کے پاس حسب ذیل اشعار لکھ بھیجے :-

قل لمن قد اجمع العلم	اس شخص سے کہو جس نے علم حاصل کیا
وما احصیٰ ثوابہ	اور اس کا کافی صلہ نہیں پایا
کان فی الصرۃ شعر	تھیلی میں ایک شعر تھا
فتنظرنا جوابہ	اور ہم اس کے جواب کے منتظر ہیں
قد اتیناک فھلّا	ہم آپ کے پاس آئے
جلب الشعر ثوابہ	پھر شعر نے اپنا صلہ کیوں نہیں پایا

حلم ایک دفعہ معتمد کے اعیان دولت نے ایک نظم ان کی خدمت میں پیش کر کے ان کو ابو الولید ابن زیدون کے برخلاف اشتعال دینا چاہا ابو الولید ایک مشہور شخص ہیں اور وہ نظم حسب ذیل ہے :-

یا ایھا الملک الاعز الاعظم	اے نہایت معزز اور بڑے باعظمت بادشاہ جو
اقطع ورید کل باغ ینئم	جو باغی آواز نکالے اس کی دونوں رگِ گردن کاٹ دیجئے
واحسم بسیفک داء کل منافق	اور اپنی تلوار سے ہر منافق کے مرض کو زائل فرمائیے
یبدی الجمیل وضد ذلک یکتم	جو خیر خواہی ظاہر کرتا اور دل میں مخالفت پوشیدہ رکھتا ہے
لاتحقرن من الکلام قلیلہ	تھوڑے کلام کو ہرگز حقیر مت سمجھئے
ان الکلام لہ سیوف تکلم	حقیقت یہ ہے کہ کلام کی بھی تلواریں ہیں جو مجروح کرتی ہیں
والملک یحمی ملکہ عن لفظۃ	اور بادشاہ اپنے ملک کی ایسے ایک لفظ سے بھی حفاظت
تسری فتجلی عن دواہ وتعظم	کرتے ہیں جو اندر اندر اس قدر پھیل جائے کہ اسکا علاج نہو سکے
فضلا عن الکلم التی قد اصبحت	پھر ان کلمات کی نسبت کیا کہا جائے جن کو ہمارے
غوغاء ناجمرا بہ تتکلم	اشرار برملا بولتے رہتے ہیں۔
فاللہ یعلم ان کل مومّل	پھر اللہ ہی جانتا ہے کہ ہر امیدوار
مثلی علی حذر وخوف منھم	میری طرح ان سے احتیاط اور خوف کرتا ہے
فالدمع من اجفاننا متھلل	غرض ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

Marfat.com

والنار فی احشائنا تتضرم
ولقد علمت ولن ینصرك الهدی
فلانت اهدیٰ فی الامور واعلم
ان الملول تخاف من ابنائها
فتحل من لجاتهم ما یحرم
ولذاك قیل الملك اعقم لم یزل
فیه الولی یثیر حربا تضرم
فاحسم دواعی کل شر دونه
فالداء یسری ان غدا لا یحسم
کم سقط زند قد نما حتیٰ غدا
برکان نار کل شیٔ یحطم
وکذاك السیل الجحاف فانما
اولاه طل ثم وبل یسجم
والمال یخرج اهله عن حدهم
فافهم فانك بالبواطن افهم
واذکر صنیع ابیك اول مرة
فی کل متهم فانك تعلم
لم یبق منهم من توقع شره
فصفت له الدنیا ولذ المطعم
فعلام تنکل عن صنیع مثله
ولانت امضیٰ فی الخطوب وشهم
وجنانك الثبت الذی لا ینثنی
وحسامك العضب الذی لا یکهم
والحال اوسع والعوالی جمة
والجد اشمخ والصریمة ضیغم

اور ہمارے دلوں میں آگ بھڑک رہی ہے۔
اور بلاشک آپ خود جانتے ہیں ہم لوگ ہرگز آپ کی رہنمائی نہیں کرسکتے
آپ خود امور میں نہایت صحیح طریقہ اختیار کرتے اور ان کو جانتے ہیں۔
بادشاہ اپنے بیٹوں سے بھی
ڈرتے ہیں اور ان کی جان کو بھی جو حرام ہے حلال بنا لیتے ہیں
اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ سلطنت بے اولاد ہوتی ہے
اس کے لئے ولی ہی ہمیشہ جنگ کو اشتعال دیتا ہے
پس سلطنت کے سامنے سے اسباب فساد کو رفع کیجئے
بیماری اگر رفع نہیں کیجائے گی تو اندر ہی اندر پھیل جائے گی
چقماق کی بہتیری چنگاریاں اس قدر بڑھ گئی ہیں
کہ آگ کا پہاڑ بن گئیں جو ہر شے کو خاکستر کر دیتا ہے
اور بہالے جانیوالے سیلاب کا بھی یہی حال ہے کہ اس
کی ابتدا شبنم پھر ہلکی ہلکی بارش سے ہوتی ہے
اور مالدار لوگوں کو ان کا مال حد سے باہر نکال دیتا ہے
اس کو سمجھئے کہ آپ دلوں کا حال خوب سمجھتے ہیں
اور شکوک شخص کی نسبت اپنے والد کے طرز عمل
کو ابتدا ہی میں یاد کر لیجئے کہ آپ اس کو جانتے ہیں
جس جس شخص سے ان کو فساد کا خطرہ تھا ان میں کسی کو
انھوں نے نہیں چھوڑا تب دنیا ان کیلئے صاف ہوئی اور کھانے میں مزا ملا۔
پھر آپ اسی قسم کے طرز عمل سے کیوں گھبراتے ہیں حالانکہ
آپ مشکلات میں زیادہ مستعد اور زیادہ دلیر ہیں
آپ کا دل ایسا مستقل ہے کہ پیچھے نہیں ہٹتا
اور آپ کی تلوار ایسی کاٹنے والی ہے کہ کند نہیں ہوتی
آپ کی طاقت افزوں اسلحہ کثیر
شان بلند اور عزیمت قاطع ہے

Marfat.com

لاتترکن للناس موضع شبهة
واحزم فمثلك فی الحظائر یحزم
قد قال شاعر کندة فی ماضی
قولا علی مر اللیالی یعلم
لایسلم الشرف الرفیع من الاذی
حتی یراق علی جوانبه الدم"

لوگوں کے لئے شبہہ کی جگہ نہ چھوڑیئے
آپ جیسے لوگ بڑے مہمانتوں میں دوراندیشی ہی سے کام لیا کرتے ہیں۔
کندہ کے شاعر نے زمانۂ ماضی میں ایک بات
کہی تھی جو باوجود امتداد زمانہ کے مشہور و مسلم ہے
برترین شرف ضرر سے اس وقت تک محفوظ نہیں
رہ سکتا جب تک کہ اس کے کنارے خون نہ بہایا جائے۔

معتمد نے اسی رقعہ پر لکھدیا۔

کذبت منا کم صرحوا او جمجموا
فالدین امتن والسجیة اکرم
خنتم ورمتم ان اخون وانما
حاد للتم ان یستخف یلمم
وارد تم تضییق صدر لم یضیق
والسمر فی ثغوا لنحور تحطم
وزحفتم لمحالکم لمجرب
مازال یثبت للمحال فیهزم
انی رجوتم غدر من جربتم
منه الوفاء وظلم من لایظلم
اناذلکم لا البغی یثمر غرسه
عندی ولامبنی الضیعة یهدم
کفوا والا فارقبوا لی بطشة
یبقی السفیه بمثلها یتحلم

تمہاری خواہشیں غلط ہیں ان کی تصریح کرو خواہ مبہم رکھو
اس لئے کہ دین سب سے زیادہ طاقتور اور اخلاق سب سے زیادہ شریف ہے
تم لوگوں نے خیانت کی اور یہ چاہا کہ ہم بھی خیانت کریں
اور تم نے چاہا کہ کوہ یلملم اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔
اور تم نے ایک ایسے سینہ کو تنگ بنانا چاہا جو اس حالت میں
بھی تنگ نہیں ہوا جب کہ سینہ کے حلقوں میں نیزے ٹوٹتے رہتے ہیں
اور تم نے اپنے حیلوں سے ایک آزمودہ شخص پر حملہ کیا
جو ہمیشہ حیلوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتا اور شکست دیتا ہے
تم نے ایک ایسے شخص سے جس کی وفاداری کو تم
آزما چکے ہو بیوفائی کی اور جو ظلم نہیں کرتا اس سے ظلم کی امید کیونکر قائم کی
ہم وہ ہیں کہ فساد کا درخت ہمارے پاس پھل نہیں دیتا۔
اور نہ احسان کی عمارت منہدم ہوتی ہے۔
باز آؤ ورنہ ہماری ایسی گرفت کے منتظر رہو
جس قسم کی گرفت سے احمق شخص عقلمند بن جاتا ہے۔

فی البدیہہ توقیع ونشر

جنگ زلاقہ سے فارغ ہونے کے بعد معتمد نے اپنے بیٹے رشید کے پاس نامہ بر کبوتروں کے ذریعہ حسب ذیل خط بھیجا:۔

فرزند عزیز، اللہ تم کو قائم اور سلامت رکھے اور ہر قسم کی آفتوں

Marfat.com

سے بچائے اور محفوظ رکھے ۔ اور ہر طرح کی نعمتوں اور مسرتوں سے بہرہ اندوز کرے ۔

یہ خط ہم اس حالت میں لکھ رہے ہیں کہ اللہ نے دین کو عزت دی مسلمان غالب رہے اور اللہ نے مسلمانوں کو میرے ہاتھ پر شاندار فتح عنایت کی ۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مشیت اور اس کے قضا و قدر سے او فونش ابن فرولند کو (اللہ اس پر لعنت اور اس کو جہنم واصل کرے اور جس طرح اس کو انتہا درجہ کی ذلت و رسوائی میں مبتلا کیا اسی طرح اس کی زندگی کو تلخ رکھے) آسانی کے ساتھ شکست ہوگئی اس کے اکثر مرد مارے گئے اور اس کی فرودگاہ میں پورے ایک دن اور رات مسلسل لوٹ ہوتی رہی اس کے مشہور و نامدار سرداروں اور بہادروں کی ایک جماعت میرے ہاتھ میں گرفتار ہے اور صرف وہی لوگ منتخب کئے گئے ہیں جو مشہور اور کارآزما تھے ۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال و اسباب غنیمت سے بھر گئے ہیں اور کوئی شبہ نہیں کہ دشمن کے بہت تھوڑے لوگ زندہ بچے ہیں اور جو بچ رہے ہیں وہ غم و الم اور ناکامی کی تلوار سے زخمی ہو رہے ہیں

ابھی اللہ کے فضل سے محض خفیف زخم پہنچا اور واللہ ہم بہت اچھے اور بہتر حال میں ہیں کچھ تردد نہ کرو اور جن حالات کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ان کے سوا کسی دوسری بات کا وہم بھی دل میں نہ لاؤ ۔ او فونش ابن فرولند اگر مارا نہ گیا تو غم سے مر جائے گا اور اگر آج موت کے پھندے میں نہ پھنسا تو کل پھنسے گا ۔

میرا یہ خط جس وقت پہنچے اہل اشبیلیہ اور قرب و جوار کے تمام خاص و عام کو اور میرے مخلص دوستوں کو (اللہ ان سب کو عزت کے ساتھ رکھے) جامع مسجد میں جمع کر کے سنا دو تاکہ وہ لوگ بھی اس خوشی سے بہرہ اندوز ہوں اور دعاء خیر کے ساتھ اللہ کا شکر بھی ادا کریں ۔

لطافت و ظرافت ابوبکر دانی کا بیان ہے کہ ہم ابن عباد کا حق نعمت ادا کرنے اور ان کی پریشان حالی میں ان کے لطیف ذوق ادب سے استفادہ کرنے کی غرض سے ان سے ملنے کو اغمات گئے ہوئے تھے

کہ ایک دن انھوں نے ہم سے ہماری کتابوں کا حال دریافت کیا ہم نے ان سے کہا کہ آپ کے دار السلطنت کی لوٹ میں سب ضائع ہوگئیں۔ اسی سفر کے اثناء میں ابو الحجاج شنتمری الاعلم کی شرح اشعار ستہ ایک شخص سے ہم کو عاریت مل گئی تھی اس کو ہم نے ان سے چھپایا لیکن کسی صاحب نے ان کو خبر کر دی انھوں نے اپنے کرم اور حسن اخلاق سے اس معاملہ میں ہم سے گفتگو کرنا جس کو ہم نے ان سے چھپایا تھا پسند نہیں کیا اور اس کو ایک دوسرے پیرایہ میں ایسے شریفانہ عنوان سے ظاہر کیا اور اس کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے ان کی اعلیٰ درجہ کی شرافت نفس ظاہر ہوتی ہے۔ انھوں نے ہم کو کچھ اشعار لکھوائے منجملہ ان کے مندرجۂ ذیل خود ان کے تھے:۔

وکواکب لم ادر قبل وجوهها
ان الیدور تدور فی الازرار
نادمتها فی جنح لیل دامس
فاعرته مثلا من الانوار
فی وسط روضة نرجس کعیونها
ما اشبه النوار بالنوار
فاذا تواصفنا الحدیث حسبتنی
اهوی لملتقط لدر نثار
واذا اکتحلت ببرق ثغر باسم
سکبت جفونی اغزر الامطار
حذر الملام وخیفة عن صبوة
نذر الصدور علی شفیر هار
ترک الجواری الانسات مذاهبی
وسوالها ظفر بستة الاشعار

اور بہتیرے ستارے ہیں کہ ہم ان کے چہروں کے قبل یہ نہیں جانتے تھے کہ ماہ کامل تکموں میں گھومتے رہتے ہیں ہم نے اندھیری رات کے گھنٹے میں ان کی ہمنشینی کی تو انھوں نے رات کو انوار عاریت دیکر روشن بنا دیا نرگس کے باغ کے وسط میں جو ان کی آنکھوں کے مثل تھیں پھول کی کلیاں روشنی بخش تاروں سے کسقدر مشابہت رکھتی ہیں جب ہم لوگ باہم گفتگو کرتے تھے اس وقت تم ہماری نسبت یہ خیال کرتے کہ گویا ہم جھک کر بکھرے ہوئے موتی چن رہے ہیں۔ اور جب ہم تبسم آمیز دانتوں کے برق کا سرمہ لگاتے تھے اس وقت ہماری آنکھیں شدت سے پانی برسانے لگتی تھیں ملامت کے ڈر اور عشق بازی کے خوف سے ہم دلوں کو انہدام پذیر کناروں پر چھوڑ دیتے ہیں مانوس جواری (لونڈیوں) کو چھوڑ دینا میرا مذہب ہے اور ان کو نگاشتہ الاشعار کا پانا ہے۔

Marfat.com

اس موقع پر ہم سے ہنسی ضبط نہیں ہو سکی ہم سمجھ گئے کہ کتاب کی خبر ان کو ہو گئی ہے اور ہم نے اصلی حالت کہہ دی انھوں نے مہربانی سے عذر قبول کر لیا اور بات ٹال گئے۔ کتاب کو اپنے تین بیٹوں میں جو خوش خط اچھے ناقل اور ماہر ادیب تھے تقسیم کر دیا۔ ان لوگوں نے نقل لے لی اور بہت جلد اصلی کتاب ہم کو واپس کر دی۔

تباہی

امیر لمتونین کو اندلس پہنچنے اور وہاں طاغیۂ روم پر غلبہ حاصل کرنے کو بہت دیر نہیں گزری تھی کہ امیر موصوف اور اندلس کے رؤسائے وطوائف کے تعلقات خراب ہو گئے۔ امیر موصوف نے رؤساء اندلس کو معزول کرنے کا ارادہ کیا اور سبتہ سے فوجیں اور امدادی ٹولیاں اندلس بلا لیں۔

معتمد نے ہمت سے کام لے کر اپنے قلعوں کو مستحکم کیا ساز و سامان محفوظ مقاموں میں رکھے اور مدافعت کے موقعوں پر اپنے بیٹوں کو مامور کیا۔

اشبیلیہ پر جو معتمد کا مسکن اور دار السلطنت تھا امیر سیر حملہ آور ہوا۔ اور قرطبہ پر جہاں مامون متعین تھا امیر محمد بن الحاج نے حملہ کیا۔ اور رندہ کی طرف جہاں راضی ابن معتمد تھا چند ہوشیار سرداران فوج نے پیشقدمی کی۔ عرصہ تک یہ حالت رہی کہ فریقین ایک دوسرے پر پیہم حملے کرتے رہے اور اس اثناء میں ایسے ایسے واقعات پیش آتے رہے جن کی تفصیل کی اس کتاب میں گنجایش نہیں ہے۔

ماہ جمادی الاخریٰ ۴۸۴ھ میں قرطبہ فتح ہو گیا۔ راضی مارا گیا اور اس کا سر لا کر اس کے باپ کی نظر کے سامنے گھمایا گیا۔ یکشنبہ کے روز ماہ رجب میں دس دن باقی تھے کہ دشمن قہر و غلبہ کے ساتھ اشبیلیہ میں بمقابلہ معتمد کے داخل ہو گیا اور عام غارت گری اور گھروں کی لوٹ ہوتی رہی۔ معتمد اپنے بیٹے بالک کے ساتھ مدافعت کیلئے نکلے۔ بالک جس کا لقب فخر الدولہ تھا مارا گیا اور سواروں کا ایک دستہ خود معتمد کے قریب پہنچ گیا وہ شکست کھا کر گھر کے اندر داخل ہو گئے اور جب رات کی تاریکی چھا گئی

اس وقت اپنے بڑے بیٹے رشید کو امیر کے پاس بھیجا امیر اُن سے نہیں ملے اور اپنے ایک خادم کو رشید پر تعینات کر دیا رشید واپس آئے اور جو بے اعتنائی ان کے ساتھ کی گئی معتمد کو اس سے مطلع کیا معتمد کو ہلاکت کا یقین ہو گیا وہ گریہ و بکا اور آہ و زاری کے شور و ہنگامہ میں اہل و عیال سے رخصت ہوئے اور بیٹے کے ساتھ گھر سے باہر نکلے اور دونوں ایک محفوظ خیمہ میں محافظین کی نگرانی میں لاکر رکھے گئے۔ ان کی عورتیں قصر سے باہر نکال دی گئیں اور جو کچھ قصر کے اندر تھا سب پر قبضہ کر لیا گیا۔ معتمد کو حکم دیا گیا کہ زندہ اپنے بیٹے کے نام خط لکھ دیں اور انھوں نے اس کی تعمیل کر دی۔

جب معتمد کو خیمہ میں لاکر رکھا گیا اور اُن کا خزانہ کھو دلیا گیا اس وقت ان کو اطمینان و سکون ہو گیا۔ پھر معتمد اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے سب سمندر پار طنجہ پہنچا دیئے گئے اور ماہ رمضان سنہ مذکور میں مستقل طریقہ پر طنجہ میں مقیم ہو گئے۔ سفر دریا میں معتمد نے اسی حال کی نسبت کہا ہے اللہ ان پر رحمت نازل کرے:۔

لم انس والموج يدنيني يقصيني	ہم اس حالت کو نہیں بھولے کہ موج ہم کو کبھی نزدیک اور کبھی
والموت كاد من البربان يأتيني	دور کرتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب خدا کے پاس سے ہمارے لئے موت آجائیگی
ابصرت هولا لوان الدهر ابصره	ہم نے ایسی دہشت دیکھی کہ اگر زمانہ اس کو
لا بصر الدهر امرا ليس بالدون	دیکھ لے تو وہ ایسی چیز دیکھے جو حقیر نہیں ہے۔
قد كنت ضنا بنفس لا اجود بها	ہم زندگی کے ایسے حریص تھے کہ اس کو خوشی سے
فبعتها اضطرارا بيع مغبون	دینا نہیں چاہتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ مجبوراً اسکو خسارہ کر دیا تھ بیچنا پڑا۔
كم ليلة بتّ مطويا على حرق	ہم نے بہتیری راتیں تپتی ہوئی آگ پر لیٹ کر بسر کی ہیں۔
في عسر من عيون الدير في الحين	
فتلك احسن ام امر ظللت به	پھر یہ حالت اچھی ہے یا وہ جس سے ہم ہمیشہ
في ظل عزة سلطان وتمكين	سلطنت و تمکنت کی عزت کے سایہ میں رہتے

عہ۔ اس مصرع کا مفہوم غیر واضح ہے۔

Marfat.com

ص۵۳

ولم تكن والذى تعنو الوجوه له
عرضى مهانا ولا مالى بمخزون
وكم خلوت من الهيجا بمعترك
والحرب ترفل فى اثوابها الجون
يارب ان لم تهب حالا اسرّ به
فهب لعبد اجرا غير ممنون

اور قسم ہے اس ذات کی جس کے آگے سب ذلیل ہیں کہ نہ ہماری عزت وآبرو کی اہانت ہوتی اور نہ ہمارا مال مخزون ہوتا حالانکہ ہم جنگ کے معرکہ میں بہتیری دفعہ اس حالت میں گزرے ہیں کہ جنگ اپنے سرخ کپڑوں میں ناز کر رہی تھی اے رب! اگر تو نے ہم کو غیر مسرور حالت عنایت کی ہے تو اپنے بندہ کو تو غیر منقطع اجر بھی عنایت کر۔

معتمد کی بیٹیوں پر ان کے نکالے جانے کے دن بڑی مصیبت گزری اور فلاکت نے ان کو اپنے ہاتھ سے سوت کات کر بسر اوقات کرنے پر مجبور کیا۔ خود معتمد بھی ایسی ایسی مصیبتوں میں مبتلا رہے جن کی وجہ سے قید کی تکلیف ان کے لئے بہت بڑھ گئی اور بیڑی نے ان کو بے بس کر دیا آخر کار وہ اغمات منتقل کر دیئے گئے یہاں ان کی بیڑی کھول دی گئی اور کچھ وظیفہ مقرر کر دیا گیا جو چار برس تک ان کو ملتا رہا اور بالآخر موت نے تمام تکلیفوں سے نجات دلائی۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

غرناطہ جانا

ابن صیرفی نے یوسف ابن تاشفین کے غرناطہ پر قبضہ کرنے اور وہاں کے امیر عبد اللہ ابن بلکین حفید بادیس کو معزول کرنے کے ذکر میں روز یکشنبہ تیرھویں ماہ رجب ۴۹۳ھ کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ ابن عباد اور خلیفہ ابن مسلمہ سوار و پیادے اور تیر اندازوں کی جماعت کے ساتھ بڑے ساز و سامان سے آئے۔ ابن عباد کے آنے سے امیر المسلمین کو بڑی مسرت ہوئی اور ان کو ابن عباد کی دوستی کا یقین ہو گیا۔

یہ لوگ امیر المسلمین کی خدمت میں حاضر ہوئے ابن عباد کے دل میں یہ طمع تھی کہ رئیس غرناطہ کے سارے مال و دولت پر قبضہ کر کے شہر مذکور جزیرۂ خضرا کے بدلے ان کے بیٹے کو دیا جائے۔ وہ اپنے بیٹے کو ساتھ لائے تھے اور امیر المسلمین سے انھوں نے یہ خواہش ظاہر کی۔ امیر المسلمین نے ان سب کے ساتھ ایسی بے التفاتی و ناراضی ظاہر کی کہ دونوں نے امیر المسلمین کے ہاتھ سے بچ کر اپنے شہر واپس چلے جانا چاہا۔

ابن عباد نے امیر المسلمین پر یہ ظاہر کیا کہ اشبیلیہ سے دشمن کے نقل وحرکت کی ایسی اہم خبریں آئی ہیں کہ ان کا اشبیلیہ پہنچ جانا ضروری ہو گیا ہے اور اس حیلہ سے واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ ابن عباد اور خلیفہ ابن مسلمہ دونوں کو واپس جانے کی اجازت مل گئی۔ دونوں نے موقع کو غنیمت سمجھا اور فوراً رخصت ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور یہ سمجھے کہ اب اپنی ریاست کے مالک ہوئے۔

ولادت معتمد علی اللہ ۴۳۱ھ میں شہر باجہ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۱ھ میں والی ہوئے اور ۴۸۴ھ میں معزول کئے گئے

وفات ماہ ربیع الاول ۴۸۸ھ میں اپنی جاریہ اعتماد کے انتقال کے بعد بمقام اغمات وفات پائی۔ اعتماد کے مرنے کا اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کے بعد زیادہ دن زندہ نہ رہ سکے۔

خود اپنا مرثیہ معتمد کو جب اپنی موت کا احساس ہوا اس وقت اشعار ذیل میں خود اپنا مرثیہ کہا اور فرمائش کی کہ یہ ان کی قبر پر لکھ دیا جائے:۔

قبر الغریب سقاك الرائح الغادی	بیکس کی قبر! تجھ کو صبح وشام کی بدلی سیراب کرے
حقاً ظفرت باشلاء ابن عباد	سچ ہے کہ تو نے ابن عباد کے اعضا کو پا لیا ہے۔
بالحلم بالعلم بالنعمی اذا اتصلت	تو نے اس شخص کو پایا ہے جو حلم، علم اور احسان کا مجموعہ تھا
بالخصب ان اجدبوا بالری للصادی	اگر لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو وہ فراخ سالی تھا پیاسے کیلئے سیرابی تھا۔
بالطاعن الضارب الرامی اذا اقتتلوا	جب لوگ جنگ کرتے تو وہ نیزہ باز تلوار مارنے والا
بالموت احمر بالضرغامة العادی	اور تیر انداز تھا، موت احمر تھا، غضبناک شیر تھا
بالدهر فی نقم بالبحر فی نعم	نقمت میں دہر تھا نعمت میں بحر تھا
بالبدر فی ظلم بالصدر فی النادی	تاریکی میں بدر تھا مجلس میں صدر تھا۔
نعم هو الحق فاجانی علی قدر	ہاں۔ وہ (موت) حق ہے۔ تقدیر کے موافق
من السماء ووافانی بمیعاد	آسمان سے دفعتہً ہم پر آپڑی اور وقت مقرر پر ہم کو پالیا
ولم اکن قبل ذاك النعش اعلمه	اور ہم اس تابوت کے قبل یہ نہیں جانتے تھے کہ

ان الجبال تهادیٰ فوق اعواد
کفاك فارفق بما استودعت من کرم
رواك کل قطوب البرق رعّاد
یبکی اخاه الذی غیبت وابله
تحت الصفیح بدمع رائح غادی
حتی یجودك دمع الطل منهمراً
من اعین الزهر لم تبخل باسعاد
ولا تزال صلوٰة الله نازلة
علیٰ دفینك لاتحصیٰ بتعداد

پہاڑ لکڑیوں پر اٹھا لائے جاتے ہیں
تیرے لئے یہ کافی ہے۔ اب تو اس کرم مجسم کے
ساتھ جو تجھ میں ودیعت کیا گیا ہے نرمی کر، تجھ کو
وہ (بجلی) صبح وشام کے آنسو سے اپنے اس بھائی
کو روتی ہے جسکے بارش کو تو نے پتھر کی چٹان کے نیچے چھپالیا ہے۔
جب تک شبنم کے آنسو پھولوں کی آنکھوں سے
تجھ پر کثرت سے ٹپکتے رہیں تیرے اسعاد میں کمی نہ ہو
اور اللہ کی رحمت بے انتہا تعداد میں
تیرے مدفون پر نازل ہوتی رہے

دوسروں کے کہے ہوئے مرثیے

ابن صیرفی نے کہا کہ معتمد کی وفات کی نسبت اختلاف ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ماہ ذیحجہ میں واقع ہوئی اور نماز عید سے فارغ ہوکر ایک جماعت روتی اور دعاے رحمت کرتی ہوئی قبر پر گئی۔ عبدالصمد آکر قبر کے سامنے کھڑے ہوئے اور اشعار ذیل پڑھے۔

ملك الملوك اسامع فمنادی
ام قد عدلتك من السماء عوادی
لما خلت منك القصور فلم تكن
فیها كما قد كنت فی الاعیاد
اقبلت فی هذا الثریٰ لك خاضعا
وتخذت قبرك موضع الانشاد

اے شہنشاہ! کیا ہمارا پکارنا آپ سنتے ہیں
یا آسمانی مشاغل نے آپ کی توجہ کو دنیا سے ہٹالیا ہے
جب محلات آپ سے خالی ہوگئے اور آپ جس طرح
عیدوں کے دن وہاں رہتے تھے نہیں رہے۔
تو ہم اس جگہ آپ کے سامنے سر جھکانے آئے
اور آپ کی قبر کو شعر سنانے کی جگہ بنایا۔

اور روتے ہوئے منہ کے بل گرے اور قبر کو بوسہ دینے اور اپنے چہرہ پر خاک ملنے لگے۔ اس پر سارا مجمع اس قدر رویا کہ ان کے لباس تر ہوگئے اور گریہ وبکا کی آواز سے شور برپا ہوگیا۔ اللہ عبدالصمد اور اس شہر والوں کو جزائے خیر دے۔

محمد ابن سعد

نام ونسب اور کنیت | محمد نام کنیت ابوعبداللہ، لقب امیر ہے سلسلۂ نسب یہ ہے

Marfat.com

محمد ابن سعد ابن محمد ابن احمد ابن مرذنیش جذامی اور بعضوں نے کہا ہے کہ قبیلۂ تجیب میں پیدا ہوئے اور سن شعور کو پہنچے۔

اولیت

ابن سعد کی اولیت مشہور ہے بیرون شہر افراغہ طاغیہ ابن ردمیر کو ان کے باپ نے بڑی شکست دی تھی جس سے وہ بہت مشہور ہو گئے اور خاندان کی عزت بہت بڑھ گئی۔

بعض نے کہا ہے کہ محمد کے باپ سعد افراغہ اور اس کے مضافات کے سپہ سالار مقرر ہوئے تھے اور وہاں کا انتظام کرتے تھے۔ ابن ردمیر ان کے مقابلہ میں آیا۔ وہاں اس کی مدافعت میں ان کی لیاقت کی اور حصار کے اندر ان کے صبر و استقلال کی بڑی شہرت ہوئی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ابن ردمیر کو ابن غانیہ کے ہاتھ سے شکست دلائی۔

سعد نے اس کے بعد خود سری ظاہر کی اس کی مشکلات پر غالب آگئے اور ان کی شہرت بہت بڑھ گئی۔ ان کے بیٹے محمد رئیس ہوئے اور سعد بیٹے کی الفت میں جاں بحق ہوئے۔

ابن سعد اور ابن عیاض کے درمیان جو مرسیہ کا امیر بن گیا تھا صہری قرابت تھی اور اسی تعلق سے ابن سعد نے اس کو بلنسیہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔ ابن عیاض کے انتقال کے بعد ابن سعد بلنسیہ روانہ ہوئے؛ اثنائے راہ میں خبر ملی کہ دشمن نے حصن حلال میں معاہدہ توڑ کر فساد کر دیا ہے۔ وہ حصن حلال کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کو فتح کر کے واپسی میں بلنسیہ پر قابض ہوئے۔ اس سے ان کی ناموری اور زیادہ ترقی کر گئی اور اسی کے بعد مرسیہ نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان کی رفعت و عظمت مستقل ہو گئی۔

حال

ابن حمامہ نے لکھا ہے کہ ابن سعد کم سنی ہی میں اپنی شجاعت و شرافت اور باپ کی شہرت کی وجہ سے معزز ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے اکیس برس کی عمر میں ان کو قیادت (سپہ سالاری) کی طرف میلان ہوا اور پھر اپنی حیرت انگیز شجاعت و شہامت سے ترقی کر کے ایک پائدار حکومت اور شاندار سلطنت قائم کر لی۔ وہ بلند مرتبہ اور عظیم الشان شخص ہو گئے

اوران کا ذکر ہر قوم میں پھیل گیا۔

ایک دوسرے مورخ نے لکھا ہے کہ وہ دوربیں، قوی بازو، پختہ رائے اور مضبوط عزم والے تھے۔ معافی کا نام نہیں جانتے تھے انتقام لینا پسند کرتے تھے اوران کی سزا خوفناک ہوتی تھی۔

مختصر نور المریدین میں لکھا ہے کہ وہ جسم میں طاقتور اور عظمت میں ذی اقتدار وبا اختیار تھے اور شہسواری، شجاعت، شہامت اور ریاست سے متصف تھے۔

بیکاری وخرابی

اسی مصنف نے لکھا ہے کہ وہ ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور جمعرات کو مصاحبوں کے ساتھ شراب پیتے تھے اور سرداران فوج اور ملازمین خاص اور فوجی سپاہیوں کو انعام بانٹتے تھے عید ونکی تقریب میں گائیں ذبح کرتے اور گوشت فوجیوں میں تقسیم کرتے تھے اور دریا میں بہتیرے کھیل تماشے کراتے رہتے تھے جس سے اہل فوج کے دلوں پر ان کا قبضہ ہوگیا تھا۔ اور وہ لوگ ان کے نہایت خیرخواہ ہو گئے تھے۔ ان تفریحی مجالس میں وہ کبھی کبھی مال بھی دے دیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دن ابن سعد نے ابن ازرق اپنے ایک فوجی سردار کو مدعو کیا اور اپنے بعض قرابتمندوں کو ساتھ لے کر سردار مذکور کیساتھ ایک مجلس میں بیٹھ کر جس کو رنگین اور پرتکلف کپڑوں اور چاندی کے ظروف وغیرہ سے آراستہ کر رکھا تھا خوب شراب پی اور تمام دن کھیل تماشہ اور شراب خواری میں گزار دیا اور اس طرح دن تمام کرنے کے بعد آخر میں سارے ظروف اور جو کچھ اس مجلس میں کپڑے وغیرہ کی قسم سے تھا سب ان لوگوں کو دے دیا۔

مکروہ وقابل نفرت حرکات

کہتے ہیں کہ وہ بیہودہ مشاغل میں لپٹا رہتا تھا اس نے بہت سی لونڈیاں جمع کر رکھی تھیں اور ان میں سے متعدد کو بیک وقت ایک چادر کے اندر اپنے ساتھ سلاتا تھا اور گانے بجانے اور ناچ کا بڑا شوقین تھا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے پاس ایک نوجوان تھا جس کا نام حسن تھا، اس کی گردن بہت گداز اور پیٹھ بہت فربہ اور چوڑی تھی جس وقت شراب پیتا اس نوجوان کو گود تا تھا اور اس کے بعد بہت انعام دیتا تھا۔ اس کا کاتب جس کا لقب سلامی تھا اور جو شراب پینے کے وقت ہمیشہ اس کے پاس حاضر رہتا اور شراب پلاتا تھا اسی کے متعلق کہتا ہے۔

ادر کئوس للمدام والرز	جام شراب اور رز (گودنے) کا دور چلا کہ
فقد ظفرنا بدولة العز	ہم نے عزت کی دولت پالی ہے
ونعم الکف من قفا حسن	اور ہاتھ کو حسن کی پیٹھ سے نرم کر
فالھا فی لینة الخز	کہ اس کی پیٹھ ریشم جیسی نرم ہے
وصاحبان طلبت اخدعه	اور وہ ایسا شخص ہے کہ اگر تم اس کی رگ گردن
فلم یکن جید له بمعتز	مانگو تو اس کی گردن کچھ خودداری نہیں کرے گی
قد انحنی علی اخدعی فاطربنی	وہ میری رگ گردن پر جھک پڑا اور مجھ میں طرب پیدا کر کے
وھز عطفی ایما ھز	میرے پہلو کو متحرک کر دیا۔

سلامی نے جس وقت یہ اشعار ابن سعد کو سنائے اس نے سلامی کو بہت انعام دیا۔ یہ اشعار مشرق تک مشہور ہو گئے اور لوگوں نے اس کو ظرافت بنا لیا۔

ابن سعد نے لباس پوشاک ہتیار اور لگام وزین وغیرہ میں عیسائیوں کی وضع وہیئت اختیار کر لی تھی ان کی زبان کا اس کو بہت شوق ہو گیا تھا۔ اور جماعت سے علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے وہ عیسائیوں کی حمایت میں داخل ہونے ان کے ساتھ موافقت کرنے اور ان کے رؤسا سے مدد لینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کے ابتدا ہی میں حاکم برجلونہ کے ساتھ ایک مقررہ خراج پر اور حاکم قشتالہ سے دوسری معینہ رقم پر صلح کر لی تھی اور ان لوگوں کو پچاس ہزار مثقال سالانہ ادا کرتا تھا۔ اس نے اپنی عیسائی فوج کے لئے معلومہ مکانات بنوائے اور شراب خانے قائم کئے اور جن لوگوں سے مدد لیتا تھا ان کو وظیفہ دینے کے لئے رعیت پر ظلم کرتا۔

Marfat.com

اس کے شہروں میں ٹیکس بہت زیادہ اور گراں بار ہو گئے تھے۔ اس نے بعض کھانے کی چیزوں کی دو کانیں کھولیں جو فروخت سے بہت نفع حاصل کرتی تھیں اور آمدنی خاص اس کی ہوتی تھی۔ اور بکری، گائے اور بیلوں پر نئے نئے ٹیکس لگائے۔

خوشی کی تقریبات اور تفریحات کے ٹیکس کے حالات بھی عجیب ہیں۔ بعض مورخین نے ایک معتبر شخص کی روایت سے بیان کیا ہے کہ خود زاوی شہر جیان میں وزیر ابوجعفر وقشی کے ساتھ تھا۔ وزیر موصوف کے پاس مرسیہ کا ایک شخص جس کو وزیر پہچانتا تھا آیا وزیر نے اس سے ابن مردنیش کا حال اور اس کے عادات واطوار کی نسبت دریافت کیا شخص مذکور نے کہا کہ ہم نے ابن مردنیش کے کارپردازوں کا جو ظلم وستم اپنی آنکھ سے دیکھا وہ یہ ہے کہ شاطبہ کے ایک شخص کے پاس جس کا نام محمد ابن عبدالرحمٰن تھا شاطبہ کے سامنے ایک مختصر سی جائداد تھی جس پر وہ زندہ گی بسر کرتا تھا اس زمین کا ٹیکس اس کی آمدنی سے زیادہ تھا محمد ابن عبدالرحمٰن اس کا ٹیکس ادا کرتے کرتے فقیر ہو گیا اور بھاگ کر مرسیہ چلا گیا ابن مردنیش نے حکم دے رکھا تھا کہ رعیت میں سے جو شخص بھاگ کر دشمن کے پاس چلا جائے اس کا مال ضبط کر کے خزانہ میں داخل کر دیا جائے شاطبی شخص نے کہا کہ ہم وطن سے بھاگ کر مرسیہ گئے اور وہاں لوگوں کی عمارتوں میں مزدوری کرنے لگے اور اس ذریعہ سے میرے پاس دو مثقال سعدی جمع ہو گئے ایک دن ہم بازار میں گھوم رہے تھے کہ میرے وطن شاطبہ کے کچھ لوگ مل گئے ہم نے ان لوگوں سے اپنے اہل وعیال کا حال دریافت کیا اور یہ سن کر کہ وہ سب آرام سے ہیں ہم کو بڑی خوشی ہوئی پھر ہم نے اپنی جائداد کا حال دریافت کیا اور ان لوگوں نے بتلایا کہ وہ ہمارے لڑکوں کے قبضہ میں ہے۔ ہم نے وہ رات ان لوگوں کو اپنے یہاں ٹھہرالیا گوشت اور شراب خرید لائے اور رات بھر گاتے بجاتے رہے صبح ہوتے ہی زور سے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی ہم نے پوچھا کہ تم کون شخص ہو آنے والے نے جواب دیا کہ ہم لہو لعب کے ٹھیکہ دار ہیں اور

Marfat.com

یہ ٹھیکہ پورا میرے ہاتھ میں ہے رات تمہارے ہاں تمام شب ڈھول بجتا رہا ہے اس تقریب کا ٹیکس ادا کرو ہم نے کہا کہ واللہ ہمارے ہاں کوئی تقریب نہیں تھی اس پر ہم پکڑ کر قید کر دیئے گئے اور آخر کار زر و زری سے جو مثقال جمع کئے تھے اس میں سے ایک مثقال دے کر قید سے چھوٹ کر گھر آئے۔ گھر پہنچکر خبر ملی کہ ابھی شاطبہ سے فلاں شخص آیا ہے ہم اپنے گھر والوں اور قرابتمندوں کا حال دریافت کرنے اس کے پاس گئے اور جو حالت ہم پر گذری تھی اس سے بیان کی ہماری حالت سن کر وہ رو دیا اور تمام رات ہم دونوں روتے رہے صبح ہوتے ہی کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا باہر نکلے تو ایک شخص کو دیکھا جس نے کہا کہ ہم مہتمم میراث ہیں ہم کو معلوم ہوا ہے کہ رات تمہارا کوئی امیر قرابتمند مر گیا ہے جس پر رات بھر تم لوگ روتے رہے اور اس کا سارا ترکہ تم نے رکھ لیا ہے ہم نے کہا کہ جناب ہم کسی دوسرے پر نہیں بلکہ خود اپنے حال پر رو رہے تھے لیکن اس نے ہماری تکذیب کی اور ہم کو قید خانہ بھیج دیا اور دو ہزار مثقال اس کو دیکر گھر واپس آئے۔

گھر آکر ایک عورت سے جو کپڑے دھوتی تھی ہم نے اس سے اپنے بدن کے کپڑے دھو دینے کو کہا اور کپڑے اتار کر اس کے حوالہ کئے عورت نے تہبند کیلئے ہم کو ایک زنار (لنگی) دیا ہم اسی حال میں تھے کہ ابن مردنیش کا مخنث سپہ سالار ادھر سے گزرا۔ باشندگان جیل میں سے ساٹھ آدمی زنار پہنے ہوئے اس کے ساتھ جا رہے تھے۔ اس نے ہم کو بھی ان کی شکل میں دیکھکر زنار میں پکڑ لیا اور دس دن تک حصن مشفوط میں کام کرنے کا حکم دیا ہم دس دن تک زمین کوڑتے اور کام کرتے رہے اور رو رو کر سپہ سالار مذکور سے اپنی مصیبت کی داستان بیان کیا کئے یہاں تک کہ اس نے مہربان ہوکر ہم کو چھوڑ دیا۔

ہم مرسیہ جانے کے ارادہ سے واپس آرہے تھے کہ شہر کے دروازہ پر میرا نام دریافت کیا گیا اور ہم نے محمد ابن عبد الرحمٰن نام بتلایا اس پر پولیس والوں نے ہم کو پکڑ لیا اور ہم پر بوجھ لاد دیا گیا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ اسی کی جماعت

سے ہے (من ارباب الحالی بکذا و کذا دینارًا) یہ سن کر ہم نے کہا کہ واللہ ہم شاطبہ کے رہنے والے ہیں صرف میرا نام اس کے نام کے موافق ہو گیا ہے اور جو کچھ ہم پر گزری تھی ہم نے اس سے بیان کیا وہ ہم پر مہربان ہو گیا اور میرے حالات پر ہنسنے لگا اور ہم کو چھوڑ دینے کا حکم دیا اور ہم سیدھے یہاں چلے آئے۔

اس زمانہ کے بعض حوادث اور اس کی مختصر تاریخ

بلاد شرقی یعنی مرسیہ، بلنسیہ، شاطبہ اور دانیہ پر ابن سعد نے قبضہ کر لیا۔ پھر ان کی حکومت کا دائرہ زیادہ وسیع ہوا وہ جیان، بسطہ اور وادیٔ آش پر قابض ہو گئے قصر مونہ بھی ان کے قبضہ میں آگیا اور انھوں نے قرطبہ اور اشبیلیہ سے جنگ چھیڑ دی، اور معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب وہ سارے اندلس پر قابض ہو جائیں گے۔

ابن سعد نے اپنے صہر ابن ہمشک کو جیان کا والی بنایا اور وہ جیان میں رہ کر قرطبہ کو تنگ کرنے لگا اور استجہ پر غالب آگیا۔ وہ ۵۵۷ھ میں غرناطہ میں داخل ہوا اور یوسف ابن بلال پر جو ان کے اصہارین سے تھا حصن بطرش اور اس کے قرب وجوار میں حملہ کر دیا۔

پھر ابن سعد اور ان کے صہر کے تعلقات خراب ہو گئے اور ابن سعد کے زوال کا یہی سبب ہوا۔

ابن سعد کے عہد میں دشمن نے ۵۴۳ھ میں شہر طرطوشہ پر قبضہ کر لیا اور حصن اخلیج اور حصن شرانیہ پر بھی قابض ہو گیا۔

ابن سعد کا غرناطہ جانا

ابن ہمشک جس وقت غرناطہ میں داخل ہوا قلعۂ غرناطہ اس کے مقابلہ میں بند ہو گیا اور ابن ہمشک نے اس فوج کو جو غرناطہ کے محصور موحدین کی مدد کو آئی تھی مرج الرقاد میں شکست دی۔ اس اثنا میں موحدین کی حالت سنبھل گئی۔ سید ابو یعقوب ان کی مدد پر آمادہ ہوئے اور سمندر عبور کر کے مالقہ میں سید ابو سعید کے پاس آملے۔ اس وقت ابن ہمشک نے اپنے صہر ابو سعد ابو عبداللہ محمد ابن سعد

سے مدد طلب کی۔ ابن سعد اہل شرق اور عیسائیوں کی ایک بڑی فوج ساتھ لے کر خود غرناطہ پہنچے۔ وہاں ان کی فرودگاہ (کیمپ) ربوۂ سامیہ متصل ربض بیازین ہیں جو آج تک کدیۂ مردنیش کے نام سے مشہور رہے بے اطمینانی پھیل گئی اور ابن سعد وہاں سے جیان چلے گئے۔ وہ جیان سے بھی شکست کھا کر بھاگے اور نصف ۵۶۰ھ سے برابر ان کو شکست ہوتی رہی اور پھر کبھی فتح نصیب نہیں ہوئی۔

وفات موحدین ابن سعد پر غالب آگئے ان کے مقبوضات کا بڑا حصہ ان کے ہاتھ سے نکال لیا اور ان کو فاش شکستیں دیتے رہے بالآخر وہ شہر مرسیہ میں محصور ہو گئے اور اثناء حصار میں دسویں رجب ۵۶۱ھ کو اڑتالیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

ابو القمر ہلال نے ابن سعد کے برعکس موحدین کی اطاعت قبول کر لی اور برابر ان کا وفادار اور فرماں بردار رہا جیسا کہ اپنے موقع پر بیان کیا جائیگا۔

محمد ابن یوسف

نام، نسب، کنیت اور لقب محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، شاہی لقب متوکل علی اللہ تھا ابن ہود کے نام سے مشہور تھے سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن یوسف ابن ہود جذامی اندلس کے امیر المسلمین تھے۔

اوّلیت محمد ابن یوسف، مستعین ابن ہود کی اولاد سے تھے۔ اس خاندان کی اوّلیت و حکومت مشہور و معروف ہے اور ان کے امرا نام آور ہیں۔

محمد ابن یوسف نویں ماہ رجب ۶۲۵ھ کو مرسیہ سے نکل کر اطراف کے شہروں میں گئے۔ اس وقت ان کے ساتھ محض تھوڑی سی فوج تھی — لوگ اس کو محسوس کر رہے تھے اور ایک شخص کے ظہور کے منتظر تھے

Marfat.com

جس کا نام وہی ہوگا جو ان کا نام ہے اور اس کے باپ کا نام وہ ہوگا جو ان کے باپ کا نام ہے اور اس کی امارت و سلطنت کی پیشین گوئی کرتے اور اسی وجہ سے یہ موحدین کے زمانہ میں کئی دفعہ مشکلات میں مبتلا ہوئے۔ کسی پیشین گوئی کرنے والے نے موحدین سے کہدیا تھا کہ فوجی طبقہ کا ایک شخص جس کا نام محمد ابن یوسف ہوگا تمہارے مقابلہ میں خروج کرے گا اور اسی بنا پر موحدین نے جیان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک پیشین گوئی کرنے والا ابن ہود سے ملا اور ان کو غور سے دیکھ کر کہا کہ تم اندلس کے سلطان ہو اپنی جان کی حفاظت کرو اور ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ مقدم قشی تمہاری حکومت قائم کرنے والا ہے اس کے پاس چلے جاؤ کہ تمہاری سلطنت قائم کرے۔

قشی ایک شخص تھا اور رہزنی کیا کرتا تھا دلیر لوگوں کا ایک گروہ جو کھلے صحرا کے درندے تھے اس کے ساتھ تھا اور ان لوگوں کی حالت شہرت بگڑ گئی تھی۔ ابن ہود مقدم کے پاس گئے اور اس پر یہ تجویز پیش کی۔ مقدم نے منظور کر لیا اور کہا کہ ہم آپ کے اقبال پر اعتماد کر کے آپ کے نام سے ابھی دشمن کے ملک پر حملہ کرتے ہیں چنانچہ حملہ کر دیا اور بہت سی بکریاں اور قیدی ہاتھ آئے۔ اب اس قسم کے مختلف گروہ ابن ہود کے ساتھ ہو گئے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے مضافات مرسیہ کی پہاڑیوں میں ابن ہود کی بیعت کی

سید ابو العباس نے مرسیہ کی فوج سے ابن ہود پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے کر نکال دیا لیکن ان کے ساتھ والے پھر ان کے پاس جمع ہو گئے اور اب انھوں نے عوام میں عباسیوں کے لئے تحریک شروع کی مختلف اقسام کے لوگوں کی ایک بھیڑ ان کے ساتھ ہو گئی اور بغداد کے خلیفہ مستنصر باللہ نے ان کے پاس سند و فرمان بھیجا اس تحریک میں بہت لوگ شریک ہو گئے اور اس کو شہرت ہو گئی۔ ابن ہود بڑے بڑے شہروں پر قابض ہو گئے اور فوجیں طیار کر کے دشمنوں کو مغلوب کر لیا۔

ابن ہود نے قشی کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا انھوں نے قشی کو

Marfat.com

اشبیلیہ کے بیڑہ کا حکمراں بنایا پھر سبتہ کے بیڑے کے ساتھ سبتہ کی امارت اور لوازم امارت بھی اس کو سپرد کی لیکن بعد میں اہل سبتہ نے قشتی سے بغاوت کرکے اس کو معزول کر دیا اور وہ بھاگ کر سمندر میں چلا گیا اور مفقود الخبر ہو گیا یہاں تک کہ معلوم ہوا کہ وہ مغربی اندلس کے سمندر میں قید ہے ایک عرصہ تک وہ اسی حالت میں رہا پھر بڑھاپے میں قید سے چھوٹا اور رباط اسف میں مر گیا۔

حال

ابن ہود بہادر، مستقل مزاج، کریم، سخی، باوفا، متوکل، نیک دل اور بے پرواشخص تھے اور اسی وجہ سے ان کے حکام صدر مقامات میں مثلاً ابو عبد اللہ رمیمی مریہ میں اور ابو عبد اللہ ابن رتون مالقہ میں اور ابو یحییٰ عتبہ ابن یحییٰ جدوالی غرناطہ میں ان پر غالب آ گئے تھے۔ وہ لوگوں کو اپنا مطیع نہیں بنا سکتے تھے مزاج میں طیش غالب تھا کاموں میں جلد بازی کر بیٹھتے تھے اور بغیر طیاری کے مقابلہ پر آمادہ ہو جاتے تھے اور اس لئے نہ کوئی فوج طیار کی اور نہ کبھی عقل و تدبیر سے کام لیا۔

اس عہد کے بعض واقعات

ابن ہود کو متعدد شکستیں ہوئیں۔ دو دفعہ سلطان الغالب باللہ کے مقابلہ میں، ایک مرتبہ بیرون اشبیلیہ میں اور اس دفعہ ابن ہود نے سمندر میں بھاگ کر جان بچائی۔ دوسری مرتبہ غالب باللہ نے بمقام اسرہ مضافات غرناطہ میں شکست دی۔ کہتے ہیں کہ یہ سب شکستیں ۶۳۴ھ میں اور اس کے قریب قریب واقع ہوئیں۔

۶۳۵ھ میں ابن ہود اور المامون ادریس امیر الموحدین کے درمیان اشبیلیہ میں مقابلہ ہوا۔ المامون نے ابن ہود کو بری طرح شکست دی اور ان کی فرودگاہ پر قابض ہو گئے اور ابن ہود نے المامون سے بچنے کے لئے مرسیہ میں پناہ لی۔

پھر مراکش میں فساد ہو گیا اس وجہ سے المامون نے اس معرکہ سے ہاتھ اٹھا لیا اور متردد ہو کر فتنۂ مراکش کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ابن ہود کی حالت سنبھل گئی اور مریہ پھر غرناطہ اور اس کے بعد مالقہ نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔

۶۴۰ھ میں ابن ہود اپنی شہامت کی بدولت بڑی بڑی فوجیں ساتھ لیکر

Marfat.com

شہر مارده کی مدد کو گئے جس کے ساتھ دشمن نے جنگ چھیڑ رکھی تھی اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ بیرون مارده طاغیہ سے مقابلہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ ابن ہود نے کچھ غور و فکر نہیں کیا اور بذات خود دشمن پر حملہ کر کے اس کے خیموں میں گھس گئے اور جب اپنی فوج کے پچھلے حصہ کی طرف واپس آئے تو یہ دیکھا کہ ان کے غائب ہو جانے کی وجہ سے ان کی سپاہ کے قدم اکھڑ گئے ہیں اور وہ بھاگ رہے ہیں۔ الغرض ان کو فاش شکست ہوئی اور دشمن اس کے بعد مارده پر قابض ہو گیا۔

ابن ہود کو متعدد معرکوں میں فتوح بھی ہوئے۔ ۶۲۹ھ میں وہ اشبیلیہ پر قابض ہوئے اور اپنے بھائی ابو نجات سالم کو جس کا لقب عماد الدولہ تھا وہاں کا والی مقرر کیا۔

۶۳۱ھ میں قرطبہ نے ان کی اطاعت کر لی اور ان کی طاقت کو استحکام ہو گیا ۶۳۵ھ میں وہ غرناطہ اور مالقہ پر قابض ہوئے اور دوسرے شہر مطیع ہو گئے۔

ماہ شوال کے عشرۂ اول میں رئیس ابو سلطان ابن ابی الحجاج ابن سعد کے دونوں بیٹے رئیس ابو زکریا اور رئیس ابو عبد اللہ امیر ابو جمیل کی اطاعت چھوڑ کر ابن ہود کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور جو کچھ ان دونوں کے قبضہ میں تھا اس کے لئے ابن ہود کی بیعت کی۔

نویں شعبان ۶۲۶ھ روز جمعہ کو ابن ہود نے جنگ کر کے جزیرۂ خضراء پر قبضہ کیا۔

ماہ شوال کے دوسرے عشرہ میں رات کے وقت خبر ملی کہ دشمن نے شہر وادی آش کا رخ کیا ہے وہ اسی وقت راتوں رات بسواری اسپ چل کر دن کو بجایہ پہنچے اور پھر اسی میل چل کر دشمن کو جا گھیرا اور اس کے ایک ایک شخص کو قتل کر دیا کہ ان میں سے ایک متنفس بھی نہیں بچا۔

ے۔ واقعات سنین کی ترتیب غیر مرتب ہے۔ مترجم

Marfat.com

برادران ابن ہود کے ایک بھائی رئیس ابو نجات سالم تھے ان کا لقب عماد الدولہ تھا۔ دوسرے ابو الحسن عضد الدولہ تھے۔ ان کو ایک جنگ میں دشمن نے گرفتار کر لیا تھا اور فدیہ میں مال کثیر ادا کرنا پڑا تھا۔ تیسرے ابو اسحٰق شرف الدولہ تھے۔ ان سب کی طرف سے من امیر فلاں (از جانب امیر فلاں) لکھا جاتا تھا۔

اولاد بیٹے کا نام ابو بکر اور لقب واثق باللہ تھا۔ ابن ہود نے ان کے لئے اہل اندلس سے بیعت لی اور اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ ابن ہود کے بعد وہ والی اور مرسیہ کے مستقل حاکم ہوئے اور تھوڑے ہی دن بعد مر گئے۔

غرناطہ جانا ابن ہود کئی دفعہ غرناطہ آئے۔ ایک دفعہ ۶۳۱ھ میں جب بغداد کے خلیفۂ عباسی کی طرف سے ان کے پاس علم اور فرمان تقرر آیا تھا خلیفہ کا فرمان انھوں نے عید گاہ غرناطہ میں کھڑے ہو کر لوگوں کو سنایا اس وقت وہ سیاہ لباس میں تھے اور ان کے سامنے سیاہ علم نصب تھا۔ یہ دن نماز استسقا کے لئے مقرر کیا گیا تھا ابھی وہ فرمان مذکور تمام نہیں کرنے پائے تھے کہ آسمان سے بارش شروع ہو گئی اور یہ دن ایک زیارت اور کرامت کا دن بن گیا۔

عید گاہ سے واپس آنے کے بعد ابن ہود نے حکم دیا کہ فرمان مذکور میں جو القاب ان کے لئے درج ہیں تمام شہروں میں وہ القاب ان کی طرف سے لکھ کر بھیج دیئے جائیں۔

وفات ابن ہود کی موت کے سبب میں اختلاف ہے۔ ایک سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی زوجہ سے عہد کیا تھا کہ اس کی زندگی میں اس کے ساتھ کسی دوسری عورت سے تعلق نہیں کریں گے جب وہ امیر ہو گئے تو ایک نہایت خوبصورت رومی عورت جو کسی رومی سردار کی لڑکی تھی قید ہو کر ان کے ہاتھ لگی اور ان کو بہت پسند آئی۔ انھوں نے اس عورت کو اپنے نائب ابن رمیمی کے پاس چھپا کر رکھا۔ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

ابن رمیمی کو اس سے تعلق ہو گیا اور جب اس کا حمل ظاہر ہوا اس وقت ابن رمیمی راز فاش ہو جانے سے ڈرا اور ابن ہود کو ہلاک کر دینے کی سازش کی جب ابن ہود بیرون مریہ پہنچے اس وقت ابن رمیمی نے ان کو اس رومی عورت کے پاس جانے کی ترغیب دی اور رات کے وقت بے خبری میں اس طرح ہلاک کرا دیا کہ چار آدمیوں کو تعینات کر رکھا تھا جنھوں نے تکیوں سے گلا گھونٹ کر ان کو مار ڈالا۔ دوسرے دن یہ اعلان کر دیا کہ وہ دفعۃً مر گئے اور معتبر اشخاص کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔ اصل حقیقت اللہ جانے۔

ابن ہود کی وفات چوبیسویں ماہ جمادی الآخری ۶۳۵ھ کو واقع ہوئی۔ ابن ہود کی ولایت کی نسبت عوام میں جو افواہ پھیلی ہوئی تھی ان کے متعلق شاعر کہتا ہے۔

همسام به زاد الزمان طلاقة	وہ (ابن ہود) ایک بہا شخص ہیں جن سے زمانہ کی رونق بڑھ گئی
ولذت لنا فيه الامانی موردا	اور ہماری امیدوں میں انکے ساتھ وابستہ ہو جانے سے لذت آگئی
فقل لبنی العباس ماهی دولة	بنی عباس سے کہدو کہ ان کی حکومت وہ نہیں ہے
اعارهما الحق المبين وايدا	جس سے حق مبین نے مدد لی اور اس کو مدد دی ہو
فان الذی قد جاء فی الکتب وصفه	اس لئے کہ کتابوں میں جس شخص کا بیان اس دنیا کی
بتمهید هذی الارض قد جاء فاهتدا	اصلاح کیلئے آیا ہے وہ آگیا اور اصلاح بھی ہو چکی
فان بشرتنا بابن هود محمد	کتابوں نے ہم کو ابن ہود محمد کی بشارت دی تھی اور اللہ نے
فقد اظهر الله ابن هود محمدا	ابن ہود محمد کو ظاہر کر دیا۔

محمد بن احمد

نام و نسب و کنیت اور وطن	محمد نام کنیت ابو بکر تھی غرناطہ کے رہنے والے تھے اور وادی آش میں سکونت اختیار کر لی تھی بلحاظ نسب

یہ ہے ۔ محمد ابن احمد ابن زید ابن الحسن ابن ایوب ابن حامد ابن زید ابن منخل غافقی۔

اوّلیت

یہ خاندان اصل میں اشبیلیہ کا ہے ۔ رازی نے استیعاب میں اس خاندان کے ذکر میں لکھا ہے کہ زید غافقی کا خاندان اشبیلیہ میں آباد ہے ۔ وہاں ان کی بڑی جماعت ہے اور سب شہسوار ہیں اور زمانۂ قدیم سے معزز چلے آتے ہیں ۔ پہلے یہ لوگ اربونہ میں ملازمت کرتے رہے پھر وہاں سے منتقل ہو کر طلیطلہ ، وہاں سے قرطبہ اور قرطبہ سے غرناطہ آئے

ملاحی نے اپنی کتاب میں حسن ابن ایوب ابن حامد ابن ایوب ابن زید کا ذکر کیا ہے اور ان کو غرناطہ کے اہل شوریٰ اور قاضی جماعت میں شمار کیا ہے ۔ احمد ابن زید ابن الحسن (صاحب ترجمہ کے والد) اس دن مارے گئے جس روز بنی خالد نے سلطان ابو عبداللہ الغالب باللہ ابن نصر کے لئے سلطنت کی تحریک شروع کی ۔ وہ متوکل علی اللہ ابن ہود کی طرف سے غرناطہ کے عامل تھے اور دین ، مال اور فضل کے جامع تھے ۔

حال و شہرت

محمد ابن احمد اندلس کے ایک ممتاز اور بلند مرتبہ رئیس تھے وہ پیدائشی پاک دامن ، پرہیزگار ، لہو و لعب سے محترز اور پاک باز تھے ان کی وجہ معاش حلال و طیب تھی اور وہ شریف النسب اور عالی خاندان تھے ۔ اپنے شہر میں وزارت پر مامور ہوئے پھر شہر کے سواروں کے مقدم بنائے گئے اور اپنی جرأت سے سواروں سے مشکل مشکل کام لئے اور دشمن کے لئے کوئی موقع باقی نہیں چھوڑا وہ ایک مشہور اور نامور شخص ہو گئے اور اللہ کی راہ میں مستعد رہے ۔ ساتھ ہی ایمان کی قوت معاملہ کی درستی اور حسن ہیئت سے متصف تھے تاریخ اشعار اور امثال جاہلیت سے وسیع واقفیت رکھتے تھے قواعد دین کے مضبوطی سے پابند تھے طہارت کے اہتمام میں غلو رکھتے تھے اور خباثت سے کنارے رہتے تھے جد کو اختیار کرتے اور جہاد کے تعریں کو دپڑتے تھے ۔

اساتذہ

محمد ابن احمد نے غرناطہ میں شیخ الجماعہ ابو عبداللہ فخار سے

Marfat.com

پڑھا۔ اور اپنے شہر میں استاذ ابو عبد اللہ طرسونی سے پڑھا اور اصلی نفع ان ہی سے حاصل کیا تھا۔

وہ بلند آواز تھے۔ مزاج میں تغافل شعاری و بے پروائی تھی اور مجلسوں میں ان کی ہیبت کم طاری ہوتی تھی۔

جب سلطان ابو عبد اللہ کو شکست ہوگئی تو وہ اپنی سلطنت سے بھاگ کر وادیٔ آش چلے گئے وہاں محمد ابن احمد ان کی مدد پر آمادہ ہوے شہر میں ان کی حکومت قایم رکھی ان کے کام میں مداہنت چھوڑ دی، اور ان کے دشمن کی باتوں میں نہیں آئے۔ یہاں تک کہ سلطان وادیٔ آش سے نکل کر عدوہ روانہ ہوئے۔ اس وقت سلطان کے لئے راہ کی امان صرف ان کی ذات سے تھی اور جب تک سلطان اپنی جائے پناہ میں نہ پہنچ گئے وہ ان کے لئے اپنی جان فدا کرنے پر مستعد رہے۔ پھر انھوں نے سلطان کے مامن کو اس حالت میں چھوڑا۔

زوال اور وفات

سلطان نے محمد ابن احمد کو خانگی امور کے لئے مخصوص کرلیا وہ ان سے بہت خوش رہتے تھے اور راز دار بنا کر اپنی ذات کے ساتھ وابستہ کرلیا تھا۔

پھر ان کی شہامت و ریاست کی وجہ سے ناراض ہوگئے اور ان کو اور ان کے بیٹے کو جو اپنے وقت کا ایک منتخب شخص اور اپنے ابناء جنس کا مایۂ ناز تھا گرفتار کر کے دونوں کو مجرموں کے تہ خانہ میں قید کر دیا اور بے خبری میں قتل کرا دینا چاہا۔

پھر دونوں کو بہت سے دوسرے معززین کے ساتھ جو اسی قسم کے جرم میں ماخوذ تھے نصف ماہ محرم ۷۶۲ھ میں شہر منکب میں منتقل کر دیا اور ماہ ربیع الاول کے عشرۂ اول میں سب کو پابزنجیر دریا کی راہ سے بجایہ بھیج دیا۔

بجایہ پہنچ کر یہ لوگ عزت و آرام سے رہے اور وہاں سے براہ دریا تونس روانہ ہوئے تھے کہ تاکرونا کے قرب و جوار میں دشمن کے بیڑے نے ان لوگوں کو آگھیرا۔ بیڑے اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہوئی اور اس معرکہ میں محمد ابن احمد نے

Marfat.com

شرافت اور جوانمردی کے بڑے جوہر دکھائے۔ مخبر کا بیان ہے کہ اس نے محمد ابن احمد کو اس حال میں دیکھا کہ وہ تلوار کھینچے ہوئے دشمنوں پر وار کر رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ یا اللہ ہمارے لئے اس کو شہادت بنا دے۔ دشمن ان مسلمانوں پر جوان کے ساتھ تھے اور ان میں ان کے بیٹے بھی تھے غالب آگیا اور سب کو شہر عناب میں لے جاکر قتل کر دیا۔

محمد ابن احمد کے ایک بیٹے اضبح کی طرف چلے گئے تھے جو اس عہد میں سکون اور فضل و دین اور حیا وغیرہ شریفانہ عادات کے ساتھ واپس آئے ہیں غرض اس طرح شب جمعہ آٹھویں رجب ۷۶۲ھ کو محمد ابن احمد کو شہادت کا درجہ حاصل ہوا اللہ ان کو اس سے منتفع کرے۔

شعر قاضی جماعہ ابو الحسن ابن الحسن نے ہم کو ان کے حسب ذیل اشعار سنائے:۔

یا ایھا المرتجی الطاف خالقہ وفضلہ فی صلاح للحال والمآل ان کنت توقن حقا لطف خالقنا فاشمخ بانفك عن قیل وعن قال فان للہ لطفا عز خالقنا عن ان یقاس بتشبیہ وتمثال وکل امر وان اعیاك ظاھرہ فالصنع فی ذاك لایجری علی بال	اے وہ جو اپنی موجودہ حالت اور مآل کار کی بہتری میں اپنے خالق کے الطاف و فضل کی امید رکھتا ہے اگر تو حقیقت میں ہمارے خالق کے لطف پر یقین رکھتا ہے تو قیل و قال سے اپنی شان کو بلند رکھ۔ بلاشبہ لطف اللہ کی صفت ہے لیکن ہمارا خالق اس سے برتر ہے کہ تشبیہ و تمثال سے اس کا قیاس کیا جائے ہر وہ امر جس کی ظاہری حالت تم کو پریشان کر رہی ہے اس میں بھی اللہ کا احسان ہے جو دل پر نہیں گزرتا۔

محمد ابن احمد

نام، نسب وطن اور کنیت	محمد نام ابو عبد اللہ کنیت اور ابن محروق کے نام سے مشہور تھے سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن احمد ابن احمد اشعری غرناطہ

کے رہنے والے تھے۔ محل سلطانی کے وکیل اور آخر عمر میں وزیر ہو گئے تھے۔

حال اور اولیت

ابن محروقؒ ایک پاک دامن اور پرہیزگار شخص تھے نیکی کیطرف میلان اور صالحین سے محبت رکھتے تھے حرام کی طرف نظر نہیں اٹھاتے خوں ریزی سے بچتے خصوصیت کے ساتھ سچے اور قابل اعتبار تھے شروط (وثایق) کی کتابت کرتے تھے اور غرناطہ کے راست گفتار قابل اعتبار لوگوں میں سب پر فائق تھے خط پاکیزہ تھا اور طلب علم خصوصاً فرائض میں مشارکت رکھتے تھے۔ ادب میں اچھی دستگاہ تھی۔ امرا کی مدح سرائی کر کے کتابت کے درجہ تک ترقی کر گئے تھے۔

عروج

جس وقت وزیر ابن حکیم پر عتاب ہوا اور اس کا مال واثاثہ ضبط ہو کر محل سلطانی میں لایا گیا اسکی نگرانی وشمار وغیرہ پر ابن محروق متعین ہوئے اور ایسی ہوشیاری ومستعدی سے کام کیا کہ اسی ذریعہ سے وکالت کی خدمت پر ترقی کر گئے زمانہ نے موافقت کی اور ان کو بڑی وجاہت حاصل ہوئی وہ کثیر دولت اور وسیع قطعۂ زمین کے مالک ہو گئے اور اپنی دانشمندی اور آمدنی میں ہمیشہ اضافہ کرتے رہنے سے دنیا سمیٹ لی۔

دولت نصریہ کی چھٹی پشت میں شیخ الغزاۃ سالار طائفۂ عثمان ابن ابی العلا کی تدبیر سے وہ وزارت کے آسمان پر چڑھ گئے اور شیخ موصوف نے ان کو ایسے درجہ پر پہنچا دیا جہاں ان کے لئے دنیا کا سیلاب بہ رہا تھا۔

زوال وموت

لیکن اس محبوب حالت میں ان کے لئے تلخ کامی چھپی ہوئی تھی اور اللہ سبحانہ نے اسی شیخ کے ہاتھوں ان کی مدت حیات کا تمام کرنا مقرر کر رکھا تھا۔ الغرض وہ ہر شے پر حاوی ہو گئے اور سلطان نے ان کو حاجب بنا لیا اور اس کے بعد ۷۲۷ھ میں ان کے اور ان کے ہمپرست کے درمیان مشہور کشیدگی واقع ہو گئی۔

شیخ مذکور نے سلطان سے ان کی شکایت کی اور ان سب لوگوں کو جو ان کے دروازہ پر رہتے تھے نکلوا دیا اور وہ خود سلطان کے پاس جانے سے

Marfat.com

روک دیئے گئے جس سے ان کے حالت میں ابتری پیدا ہوگئی پھر ان کو اس تدبیر سے ہلاک کرادیا کہ رئیسۂ کبیرہ سلطان کی داوی کے گھر میں جہاں وہ رئیسۂ موصوفہ کے ساتھ معاملات میں گفتگو کر رہے تھے دو کم سن مملوک نوجوانوں نے جو ان کی اردلی میں رہتے تھے ان پر خنجر سے حملہ کیا۔ وہ گھر کے حوض میں کود پڑے اور یہ دونوں غلام ہر طرف سے ان پر خنجر چلاتے رہے یہاں تک کہ جان نکل گئی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اساتذہ ابن محروق نے استاذ ابو جعفر ابن زبیر سے پڑھا تھا اور استاذ موصوف کی فراست ان کے متعلق صحیح ثابت ہوئی

محمد ابن فتح

نام و نسب اور کنیت و عہدہ محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن فتح ابن علی انصاری کنیت ابو بکر تھی اور قاضی جماعت تھے۔

حال محمد ابن فتح تدبیر و حیلہ میں اور حق کے دلائل باطل کے نقائص اور شہادات کے علل سمجھنے میں تیز و طرار، صحت و ثلثیت رائے میں یکتا و سربرآوردہ، حالات و واقعات میں صاحب بصیرت نیک چلن شیریں کلام پاکیزہ اطوار اور عالی مرتبہ شخص تھے۔

اشبیلیہ پر دشمن کے غالب آجانے کے وقت وہاں سے نکل گئے اور مالقہ و بسطہ میں قاضی رہے پھر غرناطہ میں خادم ہوئے اور اس کے بعد سابق خدمت کے ساتھ شرطہ (پولیس) کی خدمت بھی ضم کر دیگئی۔ پھر قاضی مقرر کر دیئے گئے اور تیس برس تک ان کی ولایت قایم رہی۔

وفات شب سبت و یکم ماہ ربیع الاول ۶۹۰ھ ہجری کو انتقال کیا۔

1041

Marfat.com

محمد ابن احمد

نام و نسب کنیت اور وطن

محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے محمد ابن احمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن زیات کلاعی کنیت ابو بکر تھی، ان کے والد جو شیخ ابو جعفر ابن زیات مشہور تھے بلنسیہ کے رہنے والے تھے۔ (ہماری تصنیف کتاب "عاید الصلہ" سے ماخوذ ہے)

حال

ابو بکر ابن زیات رحمہ اللہ عادات و اخلاق اور ہیئت کی خوشنمائی اور وقار میں اپنے والد کے مشابہ تھے لیکن وہ اپنے مرتبے کی حفاظت کرتے شاندار ی قایم رکھتے اور اپنے والد نیز خود اپنی ذاتی حیثیت سے اعزاز و اکرام کے خواہشمند رہتے تھے۔

مشایخ کی اولاد میں وہ عقل و فہم ادب و تہذیب اور عزت و حشمت میں یادگار زمانہ تھے۔ اسی کے ساتھ خط ایسا خوب ولاجواب تھا کہ نگاہ کو روک لیتا تھا۔ روایت عالی تھی اور فنون و قراءت و فقہ و عربیت و ادب و فرایض اور وثایق و احکام کی معرفت میں مشارکت رکھتے تھے۔

اپنے شہر میں قاضی مقرر ہوئے اور خطابت و امامت میں اپنے والد کی قایم مقامی کی اور اس رسم و عملدرآمد کو قایم رکھا۔ ان سے سفارت کا کام بھی لیا گیا اور انھوں نے اس کو اسی طرح انجام دیا جیسا ان کی قسم کے لوگ انجام دیتے رہے ہیں۔ وہ اپنے شہر میں پڑھاتے اور نفع پہنچاتے رہے۔

اساتذہ

استاذ خطیب ابو محمد ابن ابی السواد باہلی اور غرناطہ کے شیخ الجماعت استاذ ابو جعفر ابن زبیر سے پڑھا تھا۔ ان کے علاوہ ان کے نانا جو ان کے باپ کے ماموں بھی تھے حکیم عارف ابو جعفر ابن الخطیب نیز خطیب زیاتی ابو الحسن فضل ابن فضیہ اور زبیر ابو عبداللہ ابن رشید ان کے مشاہیر اساتذہ میں سے ہیں۔

Marfat.com

محمد ابن علی

نام و نسب کنیت اور عرف

محمد نام ابو عبداللہ کنیت، اور ابن الحاج عرف ہے سلسلہ نسب یہ ہے محمد ابن علی ابن عبداللہ ابن محمد ابن الحاج۔ ان کے دادا اشبیلیہ کے رہنے والے تھے۔

حال

ابن الحاج اعمال ہندسیہ سے واقفیت رکھتے تھے اور قلعہ شکن ہلاکت آفریں آلۂ جنگ بنانا اور اس سے کام لینا خوب جانتے تھے۔ ابو یوسف منصور ابن عبد الحق کے عہد میں منتقل ہو کر شہر فاس چلے گئے اور ابو یوسف کے لئے ایک بڑے طویل و عریض قطر کی چرخی بنائی جس کی محیط میں متعدد کوزے لگائے تھے اور اس کی حرکت نظر نہیں آتی تھی۔ یہ چرخی آج تک بلد جدید فاس کے محل شاہی میں منصوب ہے اور ان آثار میں سے ہے جن کے دیکھنے کو لوگ سفر کر کے جاتے ہیں۔

ابن الحاج نے ۷۵۰ھ میں صنعت شروع کی تھی۔ اپنے باپ کی ہلاکت کے بعد شاہان بنی نصر کے دوسرے سلطان کے دربار میں چلے گئے وہ سلطان کی خدمت میں ایسے ذریعہ سے پہنچے کہ مقربین بارگاہ میں ہو گئے اور بیش قرار وظیفہ مقرر ہو گیا یہاں تک کہ سلطان موصوف کے بیٹے امیر المسلمین ابی الجیوش نصر کے وزیر ہو گئے اور لیاقت کے ساتھ اس کو سرانجام کیا۔

ابن الحاج سے لوگ اس وجہ سے ناراض ہو گئے کہ وہ رومیوں کے مقالات کو پسند کرتے تھے اور کھانے اور گفتگو اور اکثر احوال و ہیئت میں انہوں نے رومیوں کی مشابہت اختیار کر لی تھی اور اپنی نشست گاہ رومیوں کے امثال اور حکیمانہ اقوال سے آراستہ رکھتے تھے۔ اگرچہ وہ حیلہ و تدبیر اور غور و فکر میں ایک غیر معمولی شخص تھے دور رس اور گہری سمجھ رکھتے تھے اور گویا ہمیشہ کوڑے پر کھڑے اور انگاروں پر لوٹتے رہتے تھے لیکن بچپن میں رومیوں کے درمیان

رہنے سے ان کا رنگ ان پر اس قدر چڑھ گیا تھا اور ان کے قوائے عقلی میں جن کا نشو ونما رومیوں کے گھر میں ہوا تھا اس طرح داخل ہو گیا تھا کہ کسی حال میں نہ چھوٹ سکا۔

بہرحال وہ نرم مزاج اور بشاش طبیعت کے آدمی تھے رومیوں کی زبان اور ان کے علم تاریخ میں یگانۂ روزگار تھے ملازمت کے دستور و قواعد میں مشاق اور شاہی درباروں کے ساز و باز کا اچھا تجربہ رکھتے تھے۔

ان کے آقا سلطان کے مقابلہ میں عوام کی شورش کا حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ شورش کرنے والوں نے بالاعلان مطالبہ کیا کہ ابن السحاج ان کے حوالے کر دیئے جائیں انھوں نے شورش کا سبب ابن السحاج کو قرار دیا اور ان پر قوم کے ساتھ غداری کا الزام ٹھہرایا لیکن سلطان نے ابن السحاج کے ساتھ وفاداری کی ان کو حوالہ کرنا منظور نہیں کیا اور جان بچالی۔

یہ حالت اس وقت تک رہی کہ سلطان خود بادشاہت سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ سلطان کی معزولی شیخ الغزاۃ سرگروہ طایفۂ عثمان ابن ابی العلا کے ذمہ داری میں ہوئی اور وہ اپنی ساری جماعت اور تمام مال و اسباب کو بحفاظت و احتیاط ساتھ لے کر منتقل ہو گئے اور عدوہ پہنچ کر امیر ابوحفص عمر ابن سلطان کبیر ابوسعید کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ امیر موصوف نے ایک عرصہ پناہ میں رکھنے کے بعد اللہ کے غضب سے بے خوف ہو کر سلطان موصوف کو قتل کرا دیا اور ان کی فوج منتشر ہو گئی۔ اور اسی اثنا میں ابن السحاج کا بھی انتقال ہو گیا۔

وفات ابن السحاج کی وفات بلد جدید شہر فاس میں عشرۂ اول ماہ شعبان ۷۱۴ھ میں واقع ہوئی۔

محمد ابن رضوان

نام و نسب کنیت اور وطن محمد نام اور ابویحییٰ کنیت تھی سلسلۂ نسب محمد ابن رضوان ابن محمد ابن احمد ابن ابراہیم ابن ارقم ہے وادیٔ آش کے رہنے والے تھے

حال

محمد ابن رضوان ایک مشہور رئیس نامور عالم عالی حسب اور شریف النسب شخص تھے۔ نہایت قابل بڑے ہوشمند عربیت اور لغت کے امام اور حساب ہیئت اور ہندسہ وغیرہ علوم کے ماہر تھے۔

شیخ نے کہا کہ محمد ابن رضوان تمام علوم مذکورہ میں ان سب لوگوں پر فائق تھے جن سے ہم ملے ہیں۔ اس کے ساتھ مروت احسان تواضع اور دینداری میں اپنے سلف اور اپنے خاندان عالی کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ جب وہ غرناطہ میں مقیم تھے ہم اکثر ان کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے اور غرناطہ اور اس کے ماسوا دوسرے شہروں میں بھی بارہا ان سے ملے ہم نے ان کو ایک شریف اور بزرگ شخص پایا جن کی ذات میں علم و فضل اور حسن اخلاق جمع تھا۔ وہ واضح اور صاف لکھتے تھے اور ان کے خط کی ایک خاص شان تھی جس سے وہ علانیہ پہچان لیا جاتا تھا اور کسی دوسرے کے خط سے نہیں ملتا تھا۔

اپنے شہر میں قاضی مقرر ہوئے اس کے بعد برشانہ کے والی ہوئے اور طرز عمل قابل تعریف رہا۔

اساتذہ

محمد بن رضوان نے ابوالکرم جودی ابن عبدالرحمٰن سے ساتوں قراءت غریب اور لغت پڑھا اور اس تعلق سے ہمیشہ ان کے ساتھ رہے کبھی علیحدہ نہیں ہوئے۔ اور شیخ موصوف نے ان کو عام اجازت عنایت کی۔ ان کے ماسوا اپنے شہر کے دوسرے علما سے بھی استفادہ حاصل کیا اور جس زمانے میں غرناطہ آتے جاتے تھے وہاں کے بہت سے علما کی صحبتوں میں شریک ہوتے تھے۔

تالیف

محمد بن رضوان نے ایک کتاب تالیف کی اور اس کا نام "الاحتفال فی استیفاء ما للخیل من الاحوال" رکھا۔ یہ ایک بڑی کتاب ہے اور ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ "الغریب المصنف" کا اختصار کیا ہے علم نجوم کے متعلق نظم اور نثر میں بہت سی یادداشتیں لکھیں۔ ایک رسالہ اصطرلاب خطی اور اس کے عمل پر لکھا اور انساب عرب کا شجرہ مرتب کیا۔

وفات

محمد بن رضوان نے شب شنبہ سترھویں ماہ ربیع الآخر ۶۵۵ھ کو انتقال کیا۔

Marfat.com

محمد ابن محمد (ابوالبرکات)

نام ونسب کنیت اور وطن

محمد نام کنیت ابوالبرکات، عرف ابن الحاج ہے اور دوسرے شہروں میں آپ بلفیقی مشہور رہیں۔ سلسلۂ نسب محمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن محمد ابن خلف ابن محمد ابن سلیمان ابن سواد ابن احمد ابن حزب اللہ ابن عامر ابن سعد ابن عیاش (جن کی کنیت ابی عیشون تھی) ابن حمود (جو اندلس میں موسیٰ ابن نصیر کے ساتھ داخل ہوئے تھے) ابن عنبسہ ابن حارثہ ابن عباس ابن مرادس ہے۔ اصل خاندان کے لحاظ سے بلفیقی اور نشارت ولادت اور سلف کے اعتبار سے مرسی ہیں۔

اوّلیت

شیخ ابوالبرکات کا سلسلۂ نسب حارثہ ابن عباس ابن مرادس تک ابھی مذکور ہوا۔ حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور آپ کے ایک خطیب وشاعر تھے۔ اسلام میں بھی رئیس رہے۔ اور جاہلیت میں بھی رئیس تھے شیخ کے سلف خصوصاً ابراہیم کے ولی اللہ ہونے اور حق العباد کی رعایت رکھنے کی شہرت ایسی ہے جس کو ہر شخص جانتا ہے۔ ان کے جد مادری مثلاً ابوبکر حبیب اور چچازاد بھائی ابواسحاق وغیرہ کے حالات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ جیساکہ عبدالمجید مالقی، ابن ابار، ابن طلحہ، ابن فرتون ابن صاحب الصلہ، ابن زبیر اور ابن عبدالملک وغیرہ اصحاب کی فہرستوں سے ظاہر ہوتا ہے جنھوں نے مشاہیر اندلس کا تذکرہ لکھا ہے۔ وہاں دیکھنا چاہئے۔

حال

شیخ ابوالبرکات اپنے وطن شہر مریہ میں اس حالت سے سن شعور کو پہنچے کہ وہ عفت کے ستون تھے حیا سے نظر نیچی رکھتے تھے افسردہ رہتے اور تنہائی پسند کرتے تھے خالص مال اور غیر مشکوک کھانے پر بسر کرتے تھے۔ صرف ان ہی لوگوں کے گھر دیکھے جاتے جو ان کو بلاتے تھے یا حلقہ اسانید (درس حدیث) میں یا سفر یا شہر کے باہر کسی مسجد میں جہاں عبادت گزاری کا موقع

مہیا ہے ۔ وہ نہ بازار جاتے تھے نہ کسی مجمع میں نہ کسی دعوت میں نہ کسی حاکم یا والی کی مجلس میں ۔ اور جن امور کی نسبت ان کی عادت یہ ہوگئی ہے کہ ان کو ہاتھ نہ لگائیں ان میں کسی طرح ہاتھ نہیں ڈالتے ۔

شیخ نے ایک دور کا سفر کیا اور مغربی علاقہ کے اندر بجایہ تک گئے اس سفر میں انھوں نے خاموش اور گمنامی کے ساتھ وہاں کے علما صلحا اور ادبا پر نظر ڈالی آثار کا معائنہ کیا اور جو کچھ دیکھا اس کو قلمبند کیا ۔ پھر اندلس واپس آئے اور درس و تدریس، قضا اور خطابت میں مشغول ہو گئے ۔

اب اس وقت وہ ایک یگانۂ روزگار شخص ہیں ۔ ان میں اصلی شرافت کا جوہر ہے جو سلامت فطرت پر مبنی ہے ۔ ان کے نفس میں سادگی ہے باطن و ظاہر یکساں ہے وہ بہت جلد رو دیتے ہیں ان کے چہرہ سے بزرگی ٹپکتی ہے اور خوش طبعی سے نیک نیتی ظاہر ہوتی ہے پھر اس کے ساتھ عہد کی نگہداشت مشارکت کی فضیلت، لطف صحبت، مستقل مزاجی، ارادہ کی سچائی، حمیت اور پند و موعظت کی بلاغت میں بھی فرد ہیں ۔ اور جامع و مانع ہونے کی حیثیت سے اپنے زمانہ کے مرجع اور وقت کے حاصل ہیں ۔

نیز وہ منبر کے شہسوار (فصیح و خوش تقریر) ہیں جن پر ہیبت اور گھبراہٹ نہیں طاری ہوتی ۔ قرآن خوش الحانی سے پڑھتے ہیں رونے کے موقع پر سسکیاں لے کر روتے ہیں عوام کی بھلائی کے حریص ہیں تضییع اوقات پر متاسف رہتے ہیں اور ان کو دین اور دنیا کی ریاست عطا ہوئی ہے ۔

شیخ کے اوصاف کا یہ مختصر بیان ہے اور اختصار اس موقع پر مبالغہ کا کام دیتا ہے اور الماع و اشارہ کافی ہو جاتا ہے ۔

ولایت ماہ جمادی الثانیہ ۷۰۵ھ میں قاضی مقرر ہو کر شالش گئے ۔ بعد ازاں مریہ اور سلونا کے والی ہوئے اس کے بعد بجایہ کے والی ہو کر وہاں چلے گئے ۔ پھر بجایہ سے واپس آکر مالقہ کی مجلس درس میں صحیح مسلم کا درس دیتے رہے جس میں ان کی مہارت مسلّم تھی پھر فاس گئے پھر وہاں سے اندلس واپس آئے اور اپنے وطن شہر مریہ کو مستقر بنا کر وہاں کی جامع مسجد میں

Marfat.com

درس دینے لگے پھر المقہ کے قاضی مقرر ہو کر وہاں گئے پھر غربی مالقہ کے قاضی ہوئے اور قضا کیساتھ خطابت بھی اضافہ کیگئی پھر قاضی ابو محمد ابن صایغ کی وفات کے بعد مریہ کی قضا پر واپس بلائے گئے۔

شنیخ کی ولایت کے متعلق میری تالیف "طرفۃ العصر" کے الفاظ حسب ذیل ہیں

تیئیسویں شعبان ۷۴۳ھ کو اپنے غرناطہ پہنچنے کے دن معزز علما اور رؤساء حضرۃ (غرناطہ) کی درخواست پر ان کی تہنیت لیتے ہوئے اپنی قیام گاہ پر جو حمرا کے ایک شاہی محل دار الضیافت و منزل جلالت کے اندر تھی قیام اختیار کیا اور خیر کی ترویج حق کی تبلیغ اور اشاعت علم کے سلسلہ میں لوگ جماعتوں میں اور نیز تنہا دن بھر ان کو گھیرے رہنے لگے۔

شیخ کے پہنچنے کے وقت یہ حالت تھی کہ افق غبار آلود ہو رہا تھا اور زمین خشک تھی موسم سرما کا ایک حصہ جوان کی ولایت کے مہینے کے موافق تھا اس حال سے گزرا تھا کہ بدلی سے ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکا اور آسمان پر ایک دفعہ بھی بجلی نہیں چمکی تھی۔ ہر شخص اپنی اپنی فکر میں مبتلا تھا قحط کی شدت نمودار ہو گئی تھی اور بیج اپنی جگہ پڑے تھے۔ لیکن خوش قسمتی سے جس وقت شیخ منبر کے زینوں سے اترے ان کے دعاء استسقا کی مقبولیت اور ان کے خشوع کی برکت ظاہر ہوئی اور رحمت کی بارش شروع ہو گئی۔

ہم نے اسی وقت یہ پر لطف شعر موزوں کر کے سنائے۔

ظمئت الی السقیا الاباطح والربیٰ	وادی اور ٹیلے پانی کے ایسے پیاسے ہو گئے
حتی دعونا العام عاما مجدبا	کہ ہم لوگ اس سال کو خشک سالی کا سال کہنے لگے۔
والغیث مسدول الحجاب وانما	اور ابر پردے کے اندر چھپا ہوا تھا اس کو
علم الغمام قد ومکم فتادبا	آپ کے آنے کا علم ہوا تو اس نے بھی اقتدا کی

شیخ احکام میں نظر کرنے لگے اور ایسی صحیح رائے قایم کرتے اور شبہات کو اس طرح رفع کرتے تھے کہ گویا تیر ٹھیک نشانہ پر جا پہنچتا تھا۔ خطابت میں ایسا عمدہ طریقہ اختیار کیا کہ گویا مطالب کو قالب بلاغت کے دل میں ڈھال دیتے اور حوادث کے احکام و مسایل کا فیصلہ مختلف اسالیب بلاغت قبض و بسط اور وعد و وعید وغیرہ کے استعمال کے ساتھ ایسی صحت اور درستی سے کرتے کہ

جو کچھ وہ کہتے اس کا زیادہ حصہ بدیہی اور کامل مدلل معلوم ہوتا۔

ہمارے شیخ ابوالبرکات نے لکھا ہے کہ پھر ہم بوجہ مذکور الصدر غرناطہ سے واپس ہوئے اور چونکہ مریہ میں وبا پھیلنے کی شہرت تھی وہیں ٹھہرے رہے۔ پھر مریہ کی قضا و خطابت پر دوسری دفعہ مقرر کئے گئے۔ یہ تقرر اوائل ماہ رجب ۵۴۷ھ میں ہوا اور یہ حالت اس وقت تک رہی کہ بوجہ مذکور وہاں سے واپس ہوئے۔ آخر رجب ۵۵۶ھ میں پھر اس خدمت پر واپس لائے گئے۔ اللہ کرے کہ اب اس سے علیحدگی اللہ سبحانہ کے لیئے ہو۔

اس وقت ہم ابو المطرف ابن عمیرہؒ کے شعر کو پڑھتے اور اپنے حسب حال پاتے ہیں۔

قد نسبنا الی الکتابۃ یوما	ہم ایک دن کتابت کی طرف منسوب کئے گئے
ثم جاءت خطۃ القضاء تلیھا	اس کے بعد قضا کا عہدہ آیا
وبکل لم نلق للمجد الا	اور کسی سے بھی ہم نے مجد (بزرگی) نہیں پایا
منزلا نائیا وعیشا کریھا	بلکہ منزل دور اور عیش تلخ ہوتا گیا
نسبۃ بدلت فلم تتغیر	نسبت بدل گئی پر ہم نہیں بدلے
مثل ما یزعم المھندس فیھا	جیسا کہ نسبت کے بارہ میں مہندس سمجھتا ہے۔

ہم نے شعر میں خطابت کی جگہ کتابت کا لفظ بنا دیا ہے۔ اب ہم تم سے ایک عجیب بات جو ہم نے دیکھی ہے بیان کرتے ہیں اور تم اس کو بخوبی جانتے بھی ہو۔ وہ یہ کہ اس عہدہ میں سب سے بہتر کام جو ہم سے صادر ہوا یعنی وہ عمل جس پر ہم ثواب کی امید رکھتے ہیں اور ساتھ ہی جو شخص بغیر دنیا کی طرف التفات کئے ہوئے فخر کرنا چاہے اس پر فخر بھی کر سکتا ہے یہ ہے کہ ہم نے اللہ سبحانہ ہی پر اعتماد رکھا۔

تصنیفات

شیخ نے اپنے قلم سے میرے پاس جو چند فصلیں لکھ بھیجی ہیں ان میں سے ایک افصل کے الفاظ یہ ہیں۔

"میری تالیفات کا یہ حال ہے کہ اکثر ناتمام ہیں اور ان کا مبیضہ نہیں ہوا ہے منجملہ ان کے ایک کتاب "قدیکبو الجواد" ہے اس میں ان چالیس غلطیوں

Marfat.com

کا بیان ہے جو بوجہ اشکال کے نسب کے نسبت کرنے میں پیش آتی ہیں۔ ایک ضخیم کتاب نظم جمل میں ہے۔ ایک کتاب "خطر فبطر وبطر فخطر" ہے یہ کتاب وثایق ابن فتوح پر کچھ اشارات ہیں ایک کتاب" الافصاح فی من عرف بالاندلس بالصلاح" ہے۔ ایک کتاب " الحرکۃ الدخولیہ فی مسالۃ المالقیہ" ہے۔ ایک مختصر کتاب "خطرۃ المجلس فی کلمۃ وقعت فی شعر استنصربہ اہل الاندلس" ہے۔ ایک ناتمام کتاب "تاریخ المریہ" ہے۔ ایک شعر کا دیوان ہے جس کا نام "العذب والاجاج فی شعرابی البرکات ابن الحاج" ہے۔ اس دیوان کے انتخاب کا نام قاضی شریف نے "اللؤلو والمرجان اللذان من العذب والاجاج یستخرجان" رکھا ہے۔ ایک کتاب "عرایس نبات الخواطر المجلوۃ علی منصات المنابر" ہے۔ یہ ان خطبوں کے فصول پر مشتمل ہے جو انشا کئے گئے..... ایک کتاب "المؤتمن علی انباء ابناء الزمن" ہے۔ ایک کتاب حروف تہجی کی ترتیب پر کتابوں کے نام اور ان کے مولفین کے ذکر میں ہے۔ ایک کتاب" ماائتفق لابی البرکات فی مایشبہ الکرامات" ہے۔ ایک کتاب "مارأیت ومارائی لی من المقامات" ہے۔ ایک کتاب "المرجع بالدرک علی من انکر وقوع المشترک" ہے۔ ایک کتاب "مشبہات اصطلاح العلوم" ہے۔ ایک کتاب "الفلسفیات" ہے۔ ایک کتاب میں وہ تقریریں ہیں جو صحیح مسلم کے درس کے وقت ہم نے کی تھیں۔ اور ایک کتاب " الفصول والابواب فی ذکر من اخذ عنی علما من الشیوخ والاتباع والاصحاب" ہے۔

شیخ نے اس کے بعد لکھا ہے" جوانی کے جوش اور امنگ کا وقت گزر گیا ناامیدی طاری ہوگئی اور موت قریب پہنچ چکی اور نفس کا حال یہ ہوگیا ہے کہ وہ ان سب کو مہمل بیکار اور ناقابل توجہ سمجھنے لگا ہے جن سے کوئی شخص مردوں کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا،

پھر جن محرکات سے ان کاموں کی ترغیب ہوسکتی ہے وہ میرے حق میں مفقود ہیں۔ ان میں سے ایک محرک ایسے طلبہ کا اجتماع ہے جو ان علوم کے تشنہ اور حد درجہ شائق ہوں جو میرے پاس ہیں اور مریہ میں یہ موقع کہاں؟

دوسرا محرک ان کے ذریعہ سے ریاست حاصل کرنے کا خیال ہے اور آج اُن کے ذریعہ سے کون رئیس بن سکتا ہے اور بالفرض اس سے ریاست حاصل بھی ہو سکتی ہو جو بلحاظ حالت زمانہ محال ہے تو ہم میں اس ریاست کا شوق مفقود ہے۔ تیسرا محرک یہ ہے کہ جس شخص کے ہاتھ اس قسم کے کام سرانجام ہوں اس کی قابلیت قابل رشک سمجھی جائے اور یہ حالت بھی نہیں پائی جاتی۔ چوتھا محرک یہ ہے کہ افادہ سے مقصود خالص اللہ کی رضامندی ہو اور انصاف کی بات یہ ہے کہ ہم میں یہ بھی مفقود ہے۔ پانچواں محرک بقاء نام کی خواہش ہے اور یہ ایک کم زور خیال ہے جو ہماری طبیعت سے بعید ہے۔ چھٹا محرک یہ خیال ہوتا ہے کہ جو کام شروع کیا گیا ہے اور اس کے مبادی میں محنت کی جا چکی ہے ضایع ہو جائے گا اور یہ چھٹا میرے نفس میں ایک حد تک موجود ہے۔ ہم نے جن لوگوں کو دیکھا اور پایا ہے ان کا نام اور ان سے جو کچھ اخذ کیا ہے اس کو قلمبند کرتے رہتے ہیں اور اس کا اظہار انشاء اللہ اس وقت ہو گا جب اذا الصحف نشرت کا وقت آئے گا۔

ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ اکثر اوقات ہم اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اس وقت جو فہیم آدمی ہم کو بہ نگاہ بصیرت دیکھے اس کو ہمارے ساتھ ہمدردی اور مہربانی کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے اس لیئے کہ وہ ایک ایسے شخص کو دیکھے گا جو دن کے اکثر حصہ میں سر جھکائے اپنے انجام پر غور کر رہا ہے جس نے جوانی کے زمانہ میں اپنی صلاح کی طرف توجہ نہیں کی اور نہ اس زمانہ میں جب کہ موت قریب ہے عبارت کے لباس سے آراستہ ہوا بوجہ بے یار و مددگار ہونے کے کسی حق کے اقامت پر مستعد نہیں ہوتا اور بعض علوم باطن کا مشاہدہ کرنے سے جن سے ایک شریف آدمی کا دل پریشان رہتا ہے اور وہ اس کو دفع نہیں کر سکتا دنیا کے کسی راحت و آرام کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ آدھا دن ایک ناشایستہ مکان میں رہ کر گزارتا ہے۔ کبھی سوچتا ہے اور کبھی ایسی چیزیں لکھتا ہے جن کی نسبت یقین رکھتا ہے کہ کبھی ان سے منتفع نہیں ہو گا۔ اور آدھا دن لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کبھی ایسی باتیں دیکھتا ہے جن کو ناپسند

کرتا ہے اور کبھی ایسی باتیں سنتا ہے جن کو ناپسند کرتا ہے۔ نہ کوئی ایسا دوست ہے جو اس کو آخرت کے امور یاد دلا دے اور نہ ایسا جو دنیا ہی کے امر میں اس کے ساتھ ہمدردی کرے۔ اس آلودگی سے یا اللہ تیرے ہی پاس فریاد ہے، اے وہ جس کے ہاتھ میں خلق اور امر ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

اشعار

شیخ کی ایک طویل نظم ایک غیر معمولی مضمون پر جو شیخ کے ساتھ مخصوص ہے ان کے دیوان سے نقل کی جاتی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ نظم ماہ ذیحجہ ۷۲۵ھ بمقام سبتہ اپنی حالت کے بیان میں موزوں کی گئی اور سبتہ کے استاذ ابو عبداللہ ہانی اور ادیب کامل ابو القاسم حسینی اور ابو القاسم حزب اللہ وغیرہ نے مجھ سے سنی اور نقل کی جب ہم سبتہ سے علیحدہ ہو کر ملک ریف گئے تو وہاں ابتدا میں چند ابیات بڑھائے اور ملک ریف سے زیادہ شہر وادی آش میں بہت اضافہ کیا گیا۔ نظم مذکور حسب ذیل ہے:۔

تاسفت لکن حین عز التاسف	ہم نے افسوس کیا لیکن اس وقت جب افسوس کرنا مشکل
وکفکفت دمعا حین لا عین تذرف	ہو گیا اور ہم نے آنسو پونچھا جبوقت کہ کسی آنکھ سے آنسو نہیں نکلتا
اراقب قلبی مرۃ بعد مرۃ	ہم اپنے دل پر بار بار نظر ڈالتے ہیں
فالفاہ ذیاک الذی انا اعرف	پھر بھی ہم اس کو وہی پاتے ہیں جو میرا جانا ہوا ہے
و رام سکونا و ھوی الرحل سائر	وہ اس حال میں کہ کجاوہ میں بیٹھا چل رہا ہے سکون کا خواہاں ہے
وناد ی باس والمنازل ترجف	اور اس حال میں کہ منزلیں حرکت کر رہی ہیں انس کا طالب ہے
سقیم ولکن لا یحس بدائہ	وہ بیمار ہے لیکن اس کی بیماری کو کوئی محسوس نہیں کرتا
سوی من لہ فی حالۃ الموت موقف	بجز اس شخص کے جو موت کی حالت میں کھڑا ہے
وجاذب قلبا لیس یأوی لمالف	اور ایسے قلب سے کشمکش کر رہا ہے جو کسی مالوف جگہ قرار نہیں پکڑتا
وعالج نفسا داؤھا یتضاعف	اور ایسے نفس کا علاج کر رہا ہے جس کی بیماری بڑھتی جاتی ہے
واعجب ما فیہ استواء صفاتہ	اور اس قلب کی سب سے زیادہ تعجب انگیز حالت یہ ہے
اذا الھم یشقیہ او السر یترف	کہ خواہ اس پر رنج کی بدبختی وارد ہو یا خوشی کا سامان مہیا ہو اسکا
اذا حلت الضراء لم ینفعل بھا	حال یکساں رہتا ہے۔ جب مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ اس سے متاثر نہیں ہوتا
وان حلت السراء لا یتکیف	اور اگر مسرت نازل ہو تو اس میں نئی کیفیت نہیں پیدا ہوتی

مذاهب لم تبد غاية امره	نہ اس کی کسی روش سے اس کے مقصود آخر کا پتہ لگتا ہے
فوادی لعمری لا یری منه اسرف	زندگی کی قسم ہمارے دل سے زیادہ مسرف دوسرا کوئی نظر
فما انا من قوم قصاری همومهم	نہیں آتا۔ پھر ہم نہ تو اس جماعت سے ہیں جن کا انتہائی مقصود
بنوهم واهلوهم وثوب وارغف	ان کے زن و فرزند اور کپڑا اور روٹی ہے۔
ولا انا بالاسراف فكر محدث	اور نہ ہم کو فضول کاموں کی نئی نئی فکر رہا کرتی ہے
سيخلد وجيبي او بشيري بطرف	کہ کل ہمارا دوست آئے گا یا میرا مخبر کوئی نئی خبر خوش لائے گا
ولا انا ممن همه جل شانه	اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کا بڑا کام صرف
بروض انيق او غزال مهفهف	تر و تازہ باغ اور نازک کمر معشوقوں کے ساتھ دل بہلانا ہے
ولا انا ممن امنه غاية المنى	اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کی انتہائی تمنا
بصوت رخيم او نديم وقرقف	سریلی آواز یا ندیم و شراب کے ساتھ دل بستگی ہے
ولا انا ممن تزدهيه مصانع	اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کو دان کے کارخانہ جات
ويسبيه بستان ويلهيه مخرف	تکبر میں مبتلا کر دیتے اور باغ اپنا گرفتار بنا لیتے اور باتونی مسخرے
ولا انا ممن همه جمعها فان	ان کی صحبت میں رہتے ہیں۔ اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کا مقصد
تراءت له يسعى لها وهو مرجف	مال جمع کرنا ہے۔ کہ اگر وہ ان کو نظر آجائے تو اس کے لیئے لڑکھڑاتے
على ان دهرى لم تدع لى صروفه	ہوئے دوڑ کر جائیں۔ باوجودیکہ انقلاب زمانہ نے میرے پاس
من المال الا صحتة او مجلف	ایک کمل۔ اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے کے سوا دوسرا کوئی مال نہیں
ولا انا ممن هذه الدار همه	چھوڑا ہے۔ اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن لوگوں کا مقصود
وقد غره منها الجمال وزخرف	یہ دنیا ہے اور جن کو اس کے جمال و زینت نے فریفتہ بنا لیا ہے
ولا انا ممن للسوال قد انبرى	اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے سوال کو پیشہ بنا لیا
ولا انا ممن صين عنه التعفف	اور نہ ان لوگوں میں جو خودداری سے محروم رکھے گئے ہیں
ولا انا ممن نخ الله سعيهم	اور نہ ان لوگوں میں جن کی سعی کو اللہ نے کامیاب کیا
فهمتهم فيها مصلى ومصحف	اور دنیا میں ان کی ہمت مصلّی اور مصحف کی طرف ہے
فلا في هوى اضحى الى اللهو قائدا	غرض ہم نہ تو ہوائے نفس کے لیئے رات کو کھیل تماشہ کے سرغنہ ہیں
ولا في تقى امسى الى الله يزلف	اور نہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیئے رات تقوے میں بسر کرتے ہیں
احارب عهدى في نقيض طباعه	ہم اقتضائے زمانہ کی مخالفت کرکے اپنے زمانہ سے جنگ کرتے ہیں

Marfat.com

وحربك من يقضي عليك تعجرف
وانظره شزرا باصلت ناظر
فيعرض عني وهو ازهى واصلف
واضبطه ضبط المحدث صحفه
فيخرج في التصحيف اني مصحف
ويأخذ مني كل ما عز نيله
ويبدو ويجهلي منه في الاخذ مخنف
ادور له في كل وجه لعلني
اساثبه وهو الذي ظل يحذف
ولما ئيسنا منه تهنا ضرورة
فلم يبق لي فيها عليه تشوف
تكلفت قطع الارض اطلب سلوة
لنفسي فما اجدى بتلك التكلف
وخاطرت بالنفس العزيزة مقدما
اذا ما تخطى النعل قصر مرهف
وصرفت نفسي في شيون كثيرة
لتخطى فلم يظفر بذاك التصرف
وخضت لانواع المعارف انجرا
ففي الحين ما استخرجتها وهي تنزف
ولم اخط من تلك المعاني بطائل
وان كان اهلوها الطالوا واسرفوا
وقد مر من عمري الالذ وهانا
على ما مضى من عمده اتلهف
واني على ما قد بقي منه ان بقي
لحرملة ما قد ضاع لي اتخوف

اور تمہارا ایسے شخص سے جنگ کرنا جو تم پر حاکم ہے بغاوت ہے
اور ہم اس کو غصہ اور نفرت کی نگاہ سے گھورتے ہیں تو
وہ تکبر اور نفرت ہی کے ساتھ ہم سے اعراض کرتا ہے
اور ہم زمانہ کو (غلطی سے) ایسا محفوظ رکھنا چاہتے ہیں
جیسا کہ محدث اپنے صحیفوں کو محفوظ رکھتا ہے پھر تصحیف میں
نکلتا ہے کہ ہم غلطی کر رہے ہیں۔ اور زمانہ ہم سے وہ تمام شے لے لیتا ہے
جس کا پانا عزیز ہے۔ اور اس سے لینے میں میری جہالت ظاہر ہوتی ہے
اور ہم اس امید پر کہ اس کو قائم رکھ لیں گے اس کی ہر طرف
چکر لگاتے ہیں اور اس کا یہ حال ہے کہ وہ ہمیشہ حذف ہوتا جاتا ہے
اور جب ہم مایوس ہو گئے کہ اس سے کوئی ضرورت آسان ہوگی
تو ہم کو اس کا کچھ اشتیاق نہیں رہا
ہم نے اطمینان نفس کی طلب میں سفر کی مشقت برداشت
کی لیکن اس مشقت سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا
اور ہم اس وقت بھی آگے بڑھ کر نفس عزیز کو خطرہ میں
ڈالتے رہے جب نوک دار کانٹے جوتے کے اندر سما جاتے تھے
اور ہم نے اپنے نفس کو اپنے فلاح کے لیئے بہتیرے حالات
میں الٹ پلٹ کیا پھر بھی اس الٹ پھیر سے کچھ فائدہ نہیں ہوا
اور ہم نے مختلف اقسام کے معارف کے دریا میں غوطے لگائے
اور فوراً ہی جو کچھ ہم نے برآمد کیا اور خود دریا سب تمام ہو گئے
اور ہم کو ان معانی سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا
اگرچہ ان کے قدر داں بہت کچھ کہتے اور مبالغہ کرتے ہے
الغرض میری زندگی کا لذیذ ترین حصہ گزر گیا اور اب
ہم اس کے گزرے ہوئے زمانہ پر افسوس کر رہے ہیں
اور ہم گذشتہ مافات کا خیال کر کے
باقی ماندہ زندگی سے ڈرتے ہیں۔

Marfat.com

اعد لیالی العمر والفرض صومها
وحسبك من فرض المحال تعسف
علی انها ان سلمت جدلیة
تعارض آمالا علیها نضفهف
تحل ثنی الآمال وهی کدینها
تبدل فی تحدیثها و تحرف
بانی فی الدنیا ساقضی مآربی
وبعد یحق الزهد لی والتقشف
وتلك امان لاحقیقة عندها
افی قرنی الضدین یبقی التکلف
ورب ذوی حلم شکوت الیهم
ولکن لفهم الحال ادناك لم یفوا
فبعضهم یزری علیّ وبعضهم
یغض ویرثی بعضهم ثم یصدف
وبعضهم یومی الیّ تعجبا
وبعض بما قد رابه یتوقف
فیسئ استماعا ثم یعد اجابة
علی غیر ما تحذوه یحذو ویخصف
فلا هو یبدی لی علیّ تعقلا
ولا هو یزری بی ولا هو یعنف
وما امرنا الا سواء وانما
عرفنا وکل منهم لیس یعرف
فلو قد فرغنا من علاج نفوسنا
وحطوا الدنایا من عیوب ونصفوا
آمالهم من علة ارمت بهم

اور ہم زندگی کی باتوں کو یہ فرض کرکے کہ وہ ٹھہری ہوئی
ہیں شمار کرتے ہیں اور فرض محال کافی گمراہی ہے
اس کے علاوہ اگر ان کا ٹھہرا ہونا جدلاً تسلیم کر لیا جائے
تو وہ ان امیدوں کے معارض ہے جن پر ہم حرکت کر رہے ہیں
امیدیں ہم سے کہتی ہیں اور اپنے طریقہ کے مطابق
تبدیل و تحریف کرکے کہتی ہیں ۔
کہ ہم دنیا میں اپنی ساری حاجتیں پوری کرلیں گے
تب اس کے بعد ہمارے لیے زہد و تقشف مناسب ہوگا
اور یہ ایسی آرزوئیں ہیں جو حقیقت سے بہت دور ہیں
کیا دو مخالف حریفوں میں تکلف باقی رہ سکتا ہے
اور ہم نے اکثر عقلمندوں سے اپنی حالت بیان کی
لیکن یہ لوگ اس پر بھی میری حالت نہیں سمجھ سکے
بعض لوگ ہم پر نکتہ چینی اور بعض ہماری تحقیر کرنے لگے
اور بعض نے مرثیہ پڑھ کر منہ پھیر لیا
اور بعض میری طرف تعجب سے اشارہ کرنے لگے
اور بعض نے شک ہو جانے کی وجہ سے توقف کیا
اس نے استکراہ کے ساتھ سنا پھر جواب دینے کے بعد جوتے پر
جوتا اور قدم پر قدم رکھتا ہوا میرے برخلاف دوسری راہ
چلا گیا ۔ نہ تو اس نے ہمارے مقابلہ میں اپنی عقلمندی ظاہر کی
اور نہ ہم پر نکتہ چینی کی اور نہ ملامت و عتاب سے کام لیا
اور ہم سب کی حالت یکساں ہے
بجز اس کے کہ حالات کا ہمیں علم ہوا اور ان کو نہ ہوا
کاش لوگ اپنے نفوس کے علاج سے
فارغ ہو کر ذلیل عیوب سے باز آتے اور انصاف سے کام لیتے
ان کی امیدیں ایک بیماری کی وجہ سے ہیں جس نے ان کو پک دیا ہے

ولم يعرفوا اغوارها وهي تتلف
وقضتا لهم في الكتب عن كنه امرهم
ومثلي عن تلك الحقائق يكشف
وصنفت في الآفات كل غريبة
فجاء كما يهوى الغريب المصنف
وليس عجيبا من تركب جهلهم
اذا نحن مثلناه ازهى واسخف
فما جاءنا الا بامر مناسب
ينهض من كف الجبان المثقف
ولكن عجيب الامر علمي وغفلتي
فديتكم اي المحاسن اكشف
الا انما الاضداد يظهر سرها
اذا ما وفى المقدور فالراي يخلف
ايا رب ان اللب طاش بما جرى
به قلم الاقدار والقلب يرجف
وانا لندعوهم ونخشى وانما
على رسمك الشرعي من لك يعكف
اقول وفي اثناء ما انا قائل
رأيت المنايا وهي لي تتخطف
واني مع الساعات كيف تقلبت
لاسهمها ان فوقت متهدف
وما جرها التسويف الا بسببتي
تخيل لي طول المدى فاسوف
اذا جاء يوم قلت هو الذي يلي
ووقتك في الدنيا جلوس مخفف

اور انھوں نے اس کے عمق کو نہیں جانا ہے حالانکہ وہ ان کو ہلاک کر رہی ہے۔ اور ہم نے کتابوں میں ان کی حقیقت حال کو ان کیلئے کھول کھول کر بیان کیا اور ہم ہی جیسے لوگ ان حقائق کو کھوتے ہیں اور ہم نے آفات نفس کی نسبت نئے نئے مضمون تصنیف کیے اور خواہش کے مطابق وہ ایک نادر تصنیف ہو گئی اور ان کے جہل مرکب سے یہ عجیب نہیں ہے کہ ہم اس کا جو نقشہ کھینچیں وہ مغرور بھی ہو اور بد عقل بھی پس وہ جس طرح میرے سامنے پیش آیا وہ اس کے مناسب حال تھا کیا ایک بزدل کے ہاتھ سے تلوار اٹھ سکتی ہے لیکن تعجب کی بات ہمارا علم اور ہماری غفلت ہے ہم تم پر فدا کن کن محاسن کو ظاہر کریں
جان رکھو کہ اضداد کا راز ظاہر ہو کر رہتا ہے
جب کبھی تقدیر وفا کرتی ہے عقل بیوفائی کرتی ہے
اے میرے رب! تقدیر کا قلم جس امر کے لئے چل چکا ہے
وہاں عقل بے کار ہو جاتی اور دل کانپنے لگتا ہے
اور ہم ان (عقل و قلب) کو پکارتے ہیں (ان سے مدد مانگتے ہیں)
اور ڈرتے ہیں۔ اور جو شخص
ہم کہتے ہیں اور اس اثناء میں کہ ہم کہتے ہوتے ہیں
تمنائیں ہم کو نظر آتی اور ہم کو لے بھاگتی ہیں
اور اوقات خواہ کسی طرح الٹ پلٹ کریں ہم ان کے
ساتھ رہتے ہیں اور ان کا جو تیر چلتا ہے اس کے نشانہ بنتے ہیں
اور اس تاخیر کا باعث میری جوانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو ہم کو
درازی مدت کا خیال دلاتی ہے اور ہم تاخیر کرتے ہیں
جب ایک دن آتا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ دن پھر آوے
حالانکہ دنیا میں تمہارا وقت مختصر سی نشست ہے

Marfat.com

اقدم رجلا عند تاخیر اختها	ہم ایک قدم آگے بڑھاتے اور اسی وقت دوسرا پیچھے کر لیتے ہیں
اذا لاح شمس فالکواکب تکسف	(گویا) جب آفتاب ظاہر ہوتا ہے ستارے چھپ جاتے ہیں
کانی لنجدی المراقد متهم	گویا کہ ہم نجد کے راستہ پر چلکر تہامہ پہنچنا چاہتے ہیں
(و) لمرادهم والحصن بان ینطف	
.....	.....
وهبنی اعیش هل اذا الشاب مفرق	اور فرض کرو کہ ہم شباب کے گذرنے اور پیری کے آنے تک زندہ رہیں
وولی شبابی هل یباح التسوف	کیا پھر بھی تاخیر مباح ہو سکتی ہے ؟
وکیف ویستدعی الطریق ریاضة	تاخیر کیونکر جائز ہو سکتی ہے حالانکہ یہ راہ ریاضت چاہتی ہے
وتلك علی عصر الشباب توطف	اور ریاضت جوانی کے زمانہ میں آسان ہوتی ہے
متی یقبل التقویم غیر مطیقه	جو شخص اصلاح پذیر ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا وہ اصلاح
.....	.....
ولو لم یکن الا ظهور لسرّه	اور یہ اور کچھ نہیں ہے مگر اس کے سر کا ظہور
اذا ما دنی التدنیس هان التنظف	کہ جب کثافت قریب ہوتی ہے تو صفائی آسان ہوتی ہے
اقول الاساری انت اولی بعذرهم	ہم کہتے ہیں کہ قیدیوں کے عذر کو سب سے زیادہ قبول کرنیوالا
وانت علی المملوك امری واعطف	تو ہے ۔ اور بندہ پر سب سے زیادہ فضل اور مہربانی کرنے والا تو ہے
قذفنا بلج البحر والغیر آخذ	ہم دریا کے بھنور میں ڈالدئے گئے ہیں اور ہمارے پانوں کو
بارجلنا والریح بالموج تعصف	دوسرا شخص پکڑے ہوئے ہے اور ہوا موج کو تھپیڑے دے رہی ہے
وفی الکون من سر الوجود عجائب	اور کائنات میں وجود کے عجیب عجیب اسرار ہیں
اطلّ علیها العارفون واشرفوا	جن سے عارفین ہی واقف اور مطلع ہیں
وقفت علیهم وقفة فتاخروا	ہم ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرے اور چاہا کہ یہ لوگ
ود وت بان القوم بالکل اسعفوا	عاجز اور درماندہ کی دستگیری کریں مگر وہ پیچھے ہٹ گئے
فلیس لنا الا لمحظر قابنا	پس ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ
بابواب الاستسلام والله یلطف	اپنی گردنیں تسلیم و اطاعت کے دروازہ پر ڈال دیں
فهذا سبیل لیس للعبد غیره	کہ بندہ کے لئے یہی ایک راہ ہے جس کے سوا دوسری کوئی نہیں

ف ۔ یہ مصراع مبہم ہے ۔ مترجم

Marfat.com

والافهاذ ايستطيع المكلف	ورنہ مکلف اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہے

ایک دوسری نظم میں اپنے اور اپنے نفس کا باہمی مکالمہ موزوں کیا ہے۔
اس نظم کو ہم نے بتاریخ ۲۹ ماہ محرم ۷۷۵ھ روز سہ شنبہ وقت زوال بمقام رابطۃ العقاب خانقاہ شیخ ولی اللہ ابو اسحق البیری رحمہ اللہ خود شیخ کی زبان سے قلمبند کیا۔ وہو ہذا۔

يابى شجون حديثى الافصاح	ہمارے قصہ کی وردنا کی اس کے افشا سے مانع ہے
اذ لا تقوم بشرحه الالواح	اس لیے کہ الواح اس کی شرح کی متحمل نہیں ہیں
قالت صفية اذ مررت بحيها	صفیہ نے جس وقت ہم اس کے قبیلہ میں ہو کر گزرے
افلا تنزل ساعة تستراح	کہا کہ کیا اتر کر تھوڑی دیر آرام نہیں کر لوگے؟
فاجبتها لولا الرقيب لكان ما	ہم نے اس کو جواب دیا کہ اگر رقیب (نگہبان)
تبغى لك بعد العدو سراح	نہ ہوتا تو جو کچھ تم چاہتی ہو یعنی کل کے بعد جانا دشمن ہوتا
قالت وهل فى الحى غير كه	صفیہ نے کہا کہ کیا اس قبیلہ کے سوا کوئی دوسرا قبیلہ
فاسمح فديتك فالسماح رباح	بھی ہے (جہاں تم آرام کرو) پس نرمی سے کام لو ہم تم پر فدا کہ
فاجبتها ان الرقيب هو الذى	نرمی میں فائدہ ہے۔ ہم نے اس کو جواب دیا کہ وہ نگراں
وردت مناهل فيضه الارواح	اللہ ہی ہے۔ جس کے چشمۂ فیض پر ارواح جا کر اترتی ہیں
وهو الشهيد على موارد عبده	اور وہ اپنے بندے کے راستوں کو دیکھتا رہتا ہے
سيان ما الاخفاء والافصاح	جس کے نزدیک ظاہر اور پوشیدہ برابر ہے
قالت واين يكون جود الله اذ	صفیہ نے کہا کہ جب ہم اللہ سے ڈرتے ہی رہینگے تو اس کی
نخشى ومنه هذه الافراح	بخشش کہاں جائے گی حالانکہ یہ خوشیاں بھی اسی کی طرف سے ہیں
فافرح باذن الله جل جلاله	پس اللہ جل جلالہ کے حکم سے خوشی مناؤ
واشطح فنشوان الهوى شطاح	اور شطح کرو کہ محبت کا مخمور شطاح ہوتا ہے
وابهج على ذمم الرجاء ولا تخف	اور رجا کی ضمانت پر خوش رہو اور خوف نہ کرو کہ حکم
فالحكم رحب والنوال مباح	میں وسعت ہے اور عطیہ مباح ہے
وانزل على حكم السرور ولا تبل	اور سرور کے حکم پر اترا ؤ اور فکر نہ کرو
فالوقت صاف ما عليك جناح	کہ وقت صاف ہے اور اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے

Marfat.com

واخلع عذارک فی الخلاعۃ یا اخی	اور بھائی جان! جس کے نام پر جام گردش کرتے ہیں
باسم الذی دارت بہ الاقداح	تم بھی اسی کے نام پر جیا چھوڑ کر بے تکلفی اختیار کرو
وانظر الی ھذا النھار فسنّہ	اور اس دن کو دیکھو کہ اس کا دانت ہنسی سے کھل رہا ہے
ضحک ونوّر جبینہ وضّاح	اور اس کے پیشانی کا نور چمک رہا ہے
انوارہ ضحکت واترع کاسہا	اس کے انوار پھیلے ہوئے ہیں، اور اس نے اپنا جام بھر لیا ہے
وقد استوی ریحانہ والراح	اور اس کا پھول اور شراب برابر ہیں
وانظر الی الدنیا بنظرۃ رحمۃ	اور دنیا کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھو
فجفاؤھا بوفائھا یتزاح	کہ اس کی وفا اس کی جفا کو رفع کر دیتی ہے
لا تعذل الدنیا علی تلوینھا	دنیا کو اس کے تلون پر ملامت نہ کرو
فلیلھا بعد المساء صباح	کہ اس کی رات کی شام کے بعد صبح بھی ہے
فاجبتھا لو کنت تدری ما الذی	ہم نے اس کو جواب دیا کہ اگر تو جانتی ہوتی کہ
یبدو لنا رکبھا وما یلتاح	دنیا کے تارکوں پر کیا ظاہر ہوتا اور کیا نظر آتا ہے
ما کان معنی غامض من اجلہ	اور وہ دقیق معنی کیا ہیں جن کی وجہ سے ایک قوم
قد ساح قوم فی الجبال وصاحوا	پہاڑوں میں سرگرداں پھر کر نعرے لگا رہی ہے
حتی لقد سکروا عن الامر الذی	یہاں تک کہ یہ قوم جس شے کے عشق میں دشت نوردی
ھاموا بہ عند العیان وساحوا	اور سیاحت کر رہی تھی اس کو دیکھ کر سکر میں مبتلا ہو گئی
لعذرتنی وعلمت انی طالب	تو ہم کو معذور رکھتی اور جان لیتی کہ ہم اس شے کے
ما الزھد فی الدنیا لہ مفتاح	طالب ہیں جس کی کنجی دنیا میں زہد ہے
فاترک صفیۃ قارعا باب الرضا	پس اے صفیہ! رضا کا دروازہ کھٹکھٹانے والے کو
واللہ جل جلالہ الفتاح	اس کی حالت پر چھوڑ دے اللہ جل جلالہ دروازہ کھولیگا
یا حیّ حیّ علی الفلاح وخلّنی	اے قبیلہ! فلاح کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور مجھے چھوڑ دے
فجماعتی حثّوا المطیّ وسرّاحوا	کہ میری جماعت سواری آگے بڑھا لے گئی اور چلی گئی

شیخ کے ہاتھ کی تحریر سے جو انھوں نے میرے پاس لکھی ہے ہم بجنسہ ان کے الفاظ ذیل میں نقل کر دیتے ہیں جو اس طرح ہیں:—

"منجملہ ان کے جو ہم نے غرناطہ میں اور کسی قدر برجہ میں موزوں کیا ذیل کی

Marfat.com

ایک نظم ہے ہمیں یہ نظم بہت پسند ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ خاص تمہارے لئے لکھی گئی ہے۔ مضمون غیر معمولی ہے"۔

اور کوئی شبہ نہیں کہ جیسا شیخ نے لکھا ہے یہ نظم اسی درجہ کی ہے۔

خذها علی رغم الفقیه سلافة	فقیہ کے علی الرغم سلافہ (شراب) پی لے
تجلی بها الاقمار فی شمس الضحیٰ	جس سے دن کے آفتاب میں چاند نظر آجائیں
أبدیٰ اطباء القلوب لاهلها	قلب کے طبیبوں نے اہل دل کے لیئے
منها شرابا للنفوس مبرحا	ایسی شراب تجویز کی ہے جو نفوس کی تکلیف کو زایل کر دیتی ہے
واذا امرؤ قد قال فی نشوانها	اور جب کوئی شخص اس کے مخمور کی شان میں کچھ کہے تو تم بھی
قل انت بالاخلاص فی من قد صحا	اخلاص کے ساتھ اُس شخص کی شان میں کہو جو صحیح الحواس ہے
یاقوتة دارت علی اربابها	وہ یاقوت کا دانہ ہے جو اپنے قدر دانوں میں دور کر رہا ہے
فاهتزت الاقدام منها واللحا	اور اس سے قدم اور داڑھیوں میں جنبش پیدا ہو جاتی ہے
مزجت فغار الشیخ من ترکیبها	اس میں آمیزش کی گئی تو شیخ کو اس کا مرکب کرنا پسند نہیں ہوا
فلذاك جردها وصاح وصرحا	اور اسی لیئے اس نے اس کو برہنہ کیا اور دھوپ دکھلائی اور صاف کیا
وبدت فغار الشیخ من اظهارها	اور وہ ظاہر ہوئی تو شیخ نے اس کے ظاہر ہونے کو بھی پسند نہیں کیا
فاشتد یبتدر الحجاب ملوحا	اور دوڑ کر جلدی سے اس پر اشارہ کا پردہ ڈال دیا
لا تعترض ابدا علی مستتر قد	تو بھی کسی سوتے ہوئے (خاموش) شخص پر اعتراض نہ کر
قد غار من استارها ان یفتحا	وہ اس کا پردہ کھولنا پسند نہیں کرتا
وکذاك لا تعتب علی مستهتر	اور اسی طرح کسی فضول بکواس کرنے والے پر بھی عنایت
لم یدر ما الایضاح لما اوضحا	نہ کر جو اظہار کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ اظہار کیا ہے
فالبعض قد یهوی الحجوب وبعضهم	اس لیے کہ بعض کشمکش پسند کرتے ہیں اور بعض
قد ضاق ذرعا بالعزام فبرحا	عشق پر قابو نہیں رکھ سکتے اور اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں
لا تختشین علی العدالة هاتفا	تو عدالت کی نسبت کسی ہاتف کا خوف نہ کر
نظرا رباح العاشقین فجرحا	جو عاشقوں کے نشاط و سرور کو دیکھ کر اعتراض کر دیتا ہے
الحب خمر العارفین فوظفت	عارفوں کی شراب محبت ہے اور جو شخص اس کا مزہ
حتما علی من ذاقها ان یشطحا	چکھتا ہے اس پر شطح کرنا لازم ہو جاتا ہے

Marfat.com

فاشطح علیٰ هذا الوجود واهله
عجباً فلیس براجح من رجحا
کبر علیهم انهم موتیٰ علیٰ
غیر الشهادة ما اعتروا قبحا
واهزأ بهم فمتیٰ یقل نصحاً وهم
اهجم فقل حتی الاقی مفلحا
واذا امر بهم سخف فقل له
بالله یا یحییٰ ابن یحییٰ دع جحا
ابنی سلیم قل لنا جنونکم
مجنون لیلی العارفین به نحا
هل یستوی من لم یبح بحبیبه
مع من بذکر حبیبه قد افصحا
فافرح وطب وابهج وقل ما شئته
ما افلح الفقراء بل ما املحا

پس تو اس وجود اور اس کے اہل پر تعجب سے
شطح کر کہ جس کو ترجیح دی جاتی ہے وہ قابل ترجیح نہیں ہوتا
ان کے جنازہ کی نماز پڑھ لے کہ یہ لوگ مردہ ہیں
اور شہادت کی موت نہیں مرے ہیں کس قدر منکر اور قبیح ہیں
اور ان کے ساتھ استہزا کر اور جب ان کے نصیحت کرنے والے
کہیں کہ
اور جب ان میں کا عقلمند شخص حقیر سمجھے تو اس سے کہہ کہ
اے یحییٰ ابن یحییٰ اللہ کے لئے عقل کو چھوڑ
اے بنی سلیم! تمہارا مجنوں اپنی چال چلا
اور اس کے عارفین کی لیلیٰ کا مجنوں اپنی چال چلا
کیا وہ شخص جس نے اپنے محبوب کا اعلان نہیں کیا
اسی کے برابر ہے جس نے اپنے محبوب کا ذکر طشت از بام کر دیا
پس خوش اور شاداں و مسرور رہ اور جو چاہے کہہ
فقرا نہایت کامیاب بلکہ نہایت دلکش لوگ ہیں۔

شیخ کے مقطوعات اپنے بلند اغراض و مقاصد میں عجائب کے نمونہ اور لباس صنائع کے طرۂ امتیاز ہیں۔ قطعۂ ذیل میں بعض علما کی طرف اشارہ ہے جن سے سبتہ کے ایک حلقۂ علم میں ملاقات ہو گئی تھی۔

ان کنت لا ابصرتك لا ابصرت
بصیرتی فی الحق برهانها
لا غروانی لم اشاهدکم
فالعین لا تبصر انسانها

اگر ہم نے آپ کو نہیں دیکھا تھا تو ہماری بصیرت حق
نے اپنے برہان کو نہیں دیکھا تھا۔
کوئی تعجب نہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں دیکھا
اس لئے کہ آنکھ خود اپنی پتلی کو نہیں دیکھتی

ذیل کا قطعہ غرض توریہ میں ہے اور اس میں صنعت معنوی ہے۔

یلومونی بعد العذار عن الهوی

ہم کو لوگ سبزۂ خط کے بعد محبت پر ملامت کرتے ہیں

ہ یہ صریح خرف ہے۔
ہ اہل تصوف کی اصطلاح شطح اس حالت کا نام ہے جس میں بعض صوفیا "انا الحق" کے جیسے کلمے بول اٹھتے ہیں۔ مترجم

Marfat.com

وعثلی فی وجنۃ لا یفند
یقولون لی امسک فذا الصبح قد بدا
وکیف یمری الامساک والخیط اسود

حالانکہ ہم جیسے شخص کو اُس کے عشق میں ملامت نہیں کیجاتی
ہم سے کہتے ہیں کہ رک جاؤ کہ اب صبح نمودار ہوگئی
حالانکہ جبتک خیط اسود ہے رکنا کیونکر ہو سکتا ہے

ذیل کے قطعہ میں غیر معمولی قسم کی صنعت ہے۔

ومصفرۃ الخدین معطوبۃ الحشا
علی الجبن والمصفر یؤذن بالخوف
لہا ہیئۃ الشمس عند طلوعہا
ولکنہا فی الحین تغرب فی الجوف

اور زرد رخسار والی جس کے دل میں خوف
سمایا ہوا ہے اور زردی خوف کی علامت ہے
طلوع کے وقت اُسکی ہیئت ایسی ہوتی ہے جیسی آفتاب کی
لیکن وہ معاً صحرا میں غروب ہو جاتی ہے

ذیل کا قطعہ نصیحت کے متعلق ہے اور ایک خاص واقعہ پیش آنے پر نظم کیا گیا تھا

لا تبذلن نصیحۃ الا لمن
تاقی لمبذل النصح منہ قبولہ
فالنصح ان وجد القبول فضیلۃ
ویکون ان عدم القبول فضولا

نصیحت نہ کرو مگر اسی شخص کو جس میں
نصیحت کرنے کے عوض میں قبول کا اثر پاؤ
اس لیے کہ نصیحت اگر قبول کرلیجائے تو فضیلت ہے
اور اگر قبول نہ کی جائے تو فضول گوئی ہے

قطعۂ ذیل حکمت میں ہے۔

ما رأیت الہموم تدخل الا
من دروب العیون والاذان
غضّ طرفا وسلّ سمعا ومہما
تلق ہمّا فلا تثق بضمان

ہم نے رنج وغم کو آنکھوں اور کانوں کے سوا
کسی دوسرے رستہ سے داخل ہوتے نہیں دیکھا
آنکھ نیچی رکھو اور کان بند کرو اور جب بھی رنج
وغم سے ملاقی ہو تو پھر کسی ضمانت پر بھروسہ نہ کرو

قطعۂ ذیل کا مضمون شیخ کے اولیات سے ہے۔

حزنت علیک العین یا مغنی الہوی
والدمع منہا بعد بعدک مارقا
وانی اراک قد صبغت بلون ازرق
او ما تری ثوب المحب ازرقا

اے محبت کی منزل آنکھ تیرے لئے محزوں ہوئی
کہ تیرے علیحدہ ہونے کے بعد اُس کے آنسو نہیں تھمے
اور اسی لئے وہ نیلے رنگ میں رنگ گئی
کیا تو ماتمی لباس کو نیلگوں نہیں دیکھتی

Marfat.com

ذیل کا قطعہ معائی کی شان میں ہے۔ شیخ نے لکھا ہے کہ معائی میں فکر کرتے ہوئے ۷۴۴ھ میں نظم کیا۔

ابحث فی ما انا حصلته عند انغماض العین فی جفنها
احسبنی کالشاة محزّة تمضغ ما یخرج من بطنها

ہم نے جو کچھ حاصل کیا پلک کے اندر آنکھ کے چھپ جانے کے وقت ہم اس پر غور کرتے ہیں
تو ہم اپنے کو بکری کی طرح جگالی کرتا ہوا پاتے ہیں کہ جو اُس کے پیٹ سے نکلتا ہے اُسکو چباتی رہتی ہے۔

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ۷۴۴ھ میں اندرش اور برجہ کے درمیان عین حالت سفر میں موزوں کیا اور خود ہم کو بہت پسند آیا حالانکہ اپنا کل کلام جو ہم سے سرانجام ہوتا ہے ہم کو پسند نہیں ہوتا۔ ہم کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ قطعہ اس قابل ہے کہ شیخ اس کو پسند کریں۔

تطالبنی نفسی بما لیس لی به ید ان فاعطیها الامان فتقبل
عجبت لخصم لجّ فی طلباته یصالح عنه بالمحال فیفصل

ہمارا نفس ہم سے ایسی شے کا مطالبہ کرتا ہے جو اُسکو دی نہیں جا سکتی پھر ہم اسکو امان دیتے ہیں اور وہ اُسکو قبول کر لیتا ہے ہم کو ایسے مخالف پر تعجب آتا ہے جو اپنے مطالبات پر اصرار کرے کہ اس سے محال شے پر صلح کی جائے اور وہ تصفیہ کر لے۔

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ سنہ مذکور میں عورتوں کی مذمت میں موزوں کیا۔

ما رایت النساء یصلحن الا للذی یصلح الکنیف من اجله
فعلی هذه الشریطة صالح هنّ لا تعقد بامرء عن محله

ہم نے عورتوں میں اس کے سوا کوئی صلاحیت نہیں دیکھی جس کے لئے بیت الخلا صالح ہوتا ہے
پس اُن سے اسی شرط پر صلح کرو کہ کسی مرد کو اُس کی جگہ سے نہ سرکا دیں۔ ص ۱۱۴

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ یہ بھی سنہ مذکور میں موزوں کیا۔

فلهجوت النساء دهرا فلم اب لغ لادنیٰ صفاتهن الذمیمه
ماعسی ان اقول فی هجو من قد

ہم ایک زمانہ تک عورتوں کی ہجو کرتے رہے پھر بھی اُن کے ادنیٰ صفات ذمیمہ کو نہیں بیان کر سکے بھلا ہم اُس کی ہجو میں کیا کہیں گے جس کو

Marfat.com

خصہ المصطفیٰ باقبح شیمہ	مصطفیٰ صلعم نے بدترین خصلت کیساتھ مخصوص بنایا ہے
اوبقی لنا من العقل والدی	کیا ہم میں عقل اور دین کچھ بھی باقی رہے گا
نِ اذا عدت المثالب قیمہ	جب کہ ہم معائب کو قابل قدر سمجھنے لگیں گے

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ایک تاریخ میں جواب یاد نہیں رہی یہ دو بیتیں نظم کیں۔ متقدمین کے یہاں یہ مضمون کہیں نہیں دیکھا۔ اگر کوئی شخص خراسان کا سفر کرے اور وہاں سے صرف یہ دو شعر لادے تو اسکا شمار ان لوگوں میں کرنا چاہیئے جن کی محنت رائگاں نہیں گئی اور جن کی کشت امید سرسبز ہوئی۔

جب کہ قلب کے لئے زمانہ کی تلخی، عہد شکنی، وعدہ کی خلاف ورزی کی تکلیف ناقابل برداشت ہو جاتی ہے اس وقت ان دو بیتوں سے دل کے لئے راحت وسکون کا ایک وسیع دروازہ کھل جاتا ہے۔

یہ مصیبت ان تمام مصائب سے زیادہ تکلیف دہ ہے جن میں بنی آدم مبتلا ہیں اور انسان کی سرشت میں داخل ہے اور اس کے ہر حال وشان میں نمایاں نظر آتی ہے" ولقد عہدنا الی ادم من قبل فنسی" اور ہم نے آدم سے پہلے ہی عہد لے لیا تھا پھر وہ بھول گیا۔

رحم اللہ اخوان الخیانۃ انھم	اللہ خیانت کاروں کا بھلا کرے انھوں نے
کفونا مئونات البقاء علی العھد	ہم کو عہد پر قائم رکھنے کی مشقت سے بچا دیا
فلو قد وفوا کنا اسارٰی حقوقھم	اگر وہ لوگ وفا کرتے تو ہم ان کے حقوق کے اسیر
نراوح مابین النسیئۃ والنقد	ہو کر ادھار اور نقد کے درمیان آمد ورفت کرتے رہتے

قطعۂ ذیل کی نسبت ہم کو بطریق کنایہ مخاطب کر کے مزاحاً لکھا ہے کہ ہم نے بلاد ہند میں ایک شخص کو دیکھا تھا جو ابو البرکات ابن الحاج کے نام سے مشہور تھا اور اس کے باغ میں ایک حوض تھا ۷۴۴ھ میں ہم نے اس کی ہجو میں کہا۔

قالوا ابو البرکات [illegible] ما وہ	لوگوں نے کہا کہ ابو البرکات کا پانی کھاری ہو گیا
فقلنا ابا البرکات [illegible]	تو وہ ابو البرکات (بکسر با) ہو گیا نہ برکات[1]

[1] برکات برکۃ کی جمع ہے جس کے معنی حوض کے ہیں۔ مترجم

Marfat.com

قلنا الان یکفی بموجودا تہ اولی من ان یکفی بمعدوماتہ

ہم نے کہا کہ اُس کی کفیت ایسی چیزوں کے ساتھ ہو جو اُس میں موجود ہیں اس سے زیادہ بہتر ہے کہ معدومات کے ساتھ کفیت رکھی جائے۔

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ منجملہ اُن اشعار کے ہے جن کو ۷۴۵ھ میں موزون کیا۔

قد کنت معد وما بعلمی وما
ایت من وعظی بین البشر
من حیث قد املت اصلاحھم
بالوعظ والعلم فحار النظر
فلم اجد واعظ للناس من
اصوات وعاظ جلود البقر

ہم اپنے علم اور اپنے وعظ کے ساتھ
انسان کے اندر اشاعت کرتے معدوم ہو گئے
اس حیثیت سے کہ ہم وعظ اور علم سے انسان
کی اصلاح کی امید رکھتے تھے پھر فکر نے اختیار تمیز سے
کام لیا اور ہم نے انسان کے لئے گائے کے چمڑے ص۱۱۵
کے واعظوں سے بڑا واعظ کسی کو نہیں پایا۔

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ۷۵۳ھ میں بندرگاہ تلہی بلد ہنین میں ہم کو دریا کے اندر دوران سر ہو گیا تھا اُس وقت اپنے بعض اصحاب کو مخاطب کر کے موزوں کیا تھا۔

راسی بہ ھوس جدید لہ الذی
تدریہ من ھوس قدیم فیہ
قد جل ما ابدیہ من ھذا کما
قد جل من ذاک الذی اخفیہ

ہمارے سر میں ایک نیا درد پیدا ہو گیا ہے وہ
پرانا درد نہیں جس کو تم جانتے ہو
یہ نیا درد بھی جس کو ہم ظاہر کر رہے ہیں اسی طرح
بڑا ہے جیسا کہ وہ درد جسکو ہم چھپائے ہوئے ہیں بڑا ہے

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ میرا یہ کلام عمدہ اشعار میں سے ہے۔ دوسری محرم ۷۳۲ھ شب جمعہ کو ہم رات کے وقت تنہا حمام الخندق کے اندر رہ گئے تھے۔ چراغ بجھ گیا اور ہم سوچنے لگے۔ دل میں وہ خیال گزرا جو لوگ کہتے ہیں کہ چکیوں اور حماموں میں رات کے وقت خصوصاً تاریکی میں جن نظر آتے ہیں اور ان مقامات میں رات کی تاریکی میں تنہا جانے کی شاذ و نادر کوئی شخص جرأت کرتا ہے۔

ہم نے اس وقت اپنے نفس میں ایک طرح کی قوت محسوس کی

اور ہم کو اوہام پیدا ہونے لگے اس وقت ہم نے فی البدیہ بہ آواز بلند کہا۔

زعم الذین عقولھم مقدارھا
ان عیشت المبیع غیر ثمین
ان الرھا مصفورۃ بالبین والم
تحماد عند شھرۃ الیقین
ان کان ما قالوہ حقا فاحضروا
الحرب ھذا الیوم من صفین
فان حضرتم فاعلموا بحقیقۃ
انی مضارع قیس المجنون

جن لوگوں کے عقلوں کی مقدار یہ ہے کہ اگر بیچنے کیلئے پیش کیجائیں تو انکی قیمت کچھ نہ لگے یہ سمجھتے ہیں کہ پکیوں میں جن بسے رہتے ہیں اور ان کے نزدیک حمام کی بھی بالیقین یہی حالت ہے جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اگر وہ صحیح ہے تو آؤ حرب صفین کے لئے آجاؤ پھر اگر تم لوگ سامنے آئے تو خبردار رکھو کہ ہم حقیقت میں قیس مجنون کے پچھاڑنے والے ہیں

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ہم ایک دن باغ میں گئے وہاں ہم نے دھوپ میں ایک کمل پھیلا ہوا پایا جو نہ ہمارا تھا اور نہ اس عورت کا جو باغ کی محافظ تھی پوچھنے پر محافظ عورت نے بتلایا کہ میرے ہمسایہ کا ہے اسپر ہم نے کہا۔

من منصفی من جارۃ جارت علی
مالی بجانی کنت من اعدائھا
عمدت الی الشمس التی انتشرت علی
ارضی وفیھا قد رمت بکسائھا
لولا غیوم یوم تیبس انکسا
ری لم یجب السحب جل ضیائھا
لقضیت من ذاک الخمار لانتی
اصبحت من دار اعلی تلائھا

ایسی ہمسائی سے جس نے ہمارے مال پر اس طرح ظلم کیا کہ گویا ہم اسکے دشمن تھے کون ہمارا انصاف کرنیوالا ہے اس نے اس دھوپ پر جو ہماری زمین پر پھیلی ہوئی قبضہ کرلیا اور اس پر اپنا کمل پھیلا دیا جس دن کمل سوکھ رہا تھا اگر بدلی نہ ہوتی دھوپ کی پوری ضیا بدلی کے حجاب میں سما گئی تھی تو ہم یہ خسارہ ضرور وصول کرتے اس واسطے کہ ہم بی ہمسائی کے لڑکوں کے پاس بہت آنے جانے لگے ہیں

اشعار ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ہم حمئہ سجایہ کے ایک مکان کی طرف چلے اور ہمارے ساتھ ہمارا کتا بھی چلا جو ہمارے باغ کی نگہبانی کرتا تھا۔ کتے کا نام قطمیر تھا۔ یہ نام جیسا کہ بعض لوگوں کا قول ہے اصحاب کہف کے کتے کا تھا یہ کتا حمہ سے مریہ تک گیا اس پر ہم نے کہا۔

Marfat.com

رحلت وقطميرك بلبى رفيقى	ہم چلے اور قطمیر ہمارا رفیق کتا
يوانس قلبى بطول الطريق	ساری راہ ہمارا دل بہلاتا گیا
فلما انحت اناخ حذائى	پھر جب ہم قیام کرتے تو وہ بھی ہمارے سامنے ہی
يلاحظنى لحظ خل شفيق	قیام کرتا اور ہمکو ایک مہربان دوست کیطرح دیکھتا رہتا
ويرعى اذمة مرفقى كما	اور ہماری رفاقت کا حق اسی طرح ادا کرتا جس طرح
يراعى الصديق الصدوق الصديق	ایک سچا دوست سچے دوست کا حق ادا کرتا ہے
على حين قومى بنى آدم	ایسے وقت میں جبکہ ہماری قوم بنی آدم نے اپنے
بلؤمهم لم يوفوا حقوقى	کمینہ پن سے ہمارے حقوق نہیں ادا کئے
ولا فرق بين الاباعد منهم	ان میں دور کا تعلق رکھنے والوں اور حقیقی بھائی کے
وبين اخى مستحب شقيق	درمیان جو محبت کا دعویٰ رکھتا ہے کوئی فرق نہیں ہے
او ابن متى تلقه تلقه	نہ اُس بیٹے ہی کو کوئی امتیاز ہے جس سے تم جب ملتے ہو
هوىّ اشتياق بقلب خفوق	تو اشتیاق سے جھکے ہوئے دھڑکتے ہوئے دل کیساتھ ملتے ہو
فما منهم من ولى حميم	الغرض ان میں سے کوئی بھی دوست خالص نہیں ہے اور
ولا ذى اخاء صحيح حقيق	نہ صحیح اور حقیقی برادرانہ تعلق رکھنے والا ہے۔
وناهيك من يفضل كلبا	اور جو شخص کتے کو ان لوگوں پر ترجیح دیتا ہے اُسکی طرف
عليهم فيا ويلهم من رفيق	سے یہ عذر کافی ہے۔ ایسے دوست خراب ہوں!
الا من يرق لشيخ غريب	دیکھیں! ایک بیکس شیخ ابو البرکات بلفیقی
ابى البركات الفتى البلفيقى	شخص پر کون مہربان ہوتا ہے

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ایک تاریخ میں جو یاد نہیں رہی یہ دو شعر موزوں کئے۔

وانى لخير من زمانى واهله	بلاشبہ ہم اپنے زمانہ اور اہل زمانہ سے بہتر ہیں
على انى للشر اول سابق	باوجود اسکے کہ ہم برائی میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں
لحا الله دهرًا قلت قد مت اهله	جس زمانہ کے لوگوں کے پیشوا ہم ہوں اللہ اُس
فتلك لعمر الله احدى البوائق	زمانہ پر لعنت کرے اللہ کی قسم یہ ایک بڑی مصیبت ہے

ذیل کا مضمون ایسا ہے جو بہت کم ذہن میں گزرتا ہے۔

Marfat.com

لا بارک اللہ فی الزھاد انھم
لم یترکوا عرض الدنیا لفضلھم
بل اثقلتھم تکالیف الحیاۃ فلم
یصابروھا فھلوا اثقل حملھم
وعظم الناس منھم ما توھموا فغدوا
من غبطۃ الناس فی حوض لاجلھم
نعم اسلموا ان القوم قد زھدوا
ذلوا واعلی اناس فضل ترکھم
من حیث قد احرزوا الترجیح دونھم
لاشئ احسن من ترجیح فضلھم
فالمال والجد والراحات غایتما
یحکی لنا الزھد فی ذا عن اجلھم
والزاھدون براحات القلوب مع ال
ابدان قد وا وعزوا بعد ذلھم
فکل ما فرقوا قاموا عوضوا عنہ
لمتہ وزادوا واثناء الناس کلھم

۱۱۴ قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ۱۳۰۰ھ میں دنیاوی حیثیت سے شراب کی مذمت میں کہا تھا اس لیے کہ دینی حیثیت سے شراب کی مذمت کوئی نئی بات نہیں ہے۔

لقد ذم بعض الخمر قوم لانھا
تکر علی دین الفتی بفساد
وقد سلموا قول الذی قال انھا
تحل من الدنیا باعظم ناد
وتذھب بالمال العظیم فلن تری
لہا منھما من طارف او تلاد

اللہ زاہدوں میں برکت نہ دے، حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے سامان دنیا کو اپنی برتری کی وجہ سے نہیں چھوڑا ہے بلکہ زندگی کی تکلیفیں ان پر گراں ہوگئیں اور یہ لوگ انکو برداشت نہ کرسکے اور اپنے بار کی گرانی سے گھبرا گئے اور لوگ ترک دنیا کی وجہ سے ان کی عظمت کرنے لگے تو یہ لوگوں کی تعظیم وتکریم کی وجہ سے خود لوگوں کی حرص میں مبتلا ہوگئے ہاں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قوم نے تواضع سے بھی زہد اختیار کیا ہے اور لوگوں نے ان کے ترک دنیا کی فضیلت کو بہت بڑھا دیا چونکہ اس قوم کو دوسروں کے مقابلہ میں ترجیح حاصل ہوگئی ہے پس کوئی شے انکے فضل کی وجہ ترجیح سے زیادہ بہتر نہیں ہے اس لیے کہ مال اور عمدہ چیزیں اور آرام یہی وہ انتہائی چیزیں ہیں جنہیں انکے بڑے بڑے بزرگوں کا زہد بیان کیا جاتا ہے حالانکہ زاہدوں کو دل کے آرام کے ساتھ بدن کا آرام بھی حاصل ہوجاتا ہے اور وہ عجز وانکسار کے بعد معزز ہوجاتے ہیں پس جو کچھ ان لوگوں نے چھوڑا اس کے عوض میں کوئی مطلب حاصل کیا اور تمام لوگوں کی تعریف اس پر زیادہ ملی

بعض نے شراب کی مذمت اس وجہ سے کی ہے کہ شراب آدمی کے دین میں نقصان پیدا کردیتی ہے اور اس شخص کے قول کو تسلیم کرلیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ دنیا کی بڑی بڑی مجلسوں میں داخل ہوتی ہے اور بڑی بڑی دولت کو برباد کردیتی ہے کہ تم دائم الخمر کے پاس کوئی نئی پرانی چیز نہیں پاؤ گے

Marfat.com

فيمسي كريما سيد اثر نعتدى
سفيها حليف الغي بعد رشاد
وقالوا تسلى وهو عارية لها
والا فلو ياتوا لذاك بشاد

وہ شام تک کریم اور سید رہتا ہے اور صبح ہوتے ہوتے
سلیم العقل ہونے کے بعد احمق اور بے سمجھ بنجاتا ہے
اور کہتے ہیں کہ شراب رنج و فکر کو رفع کرتی ہے حالانکہ
یہ شراب کی اصلی خاصیت نہیں بلکہ صرف عاریت ہے
ورنہ اس کیلئے یہ لوگ گانیوالے کو نہیں بلاتے۔

.....

.....

(بیاض)

وخل يداوى من مرارتها التى
اواخرها مضروبة بقتاد
ولو اشرب الانسان مهلا بمهلة
لاصبح مسرورا باطيب زاد
ومن حسن حال الشاربين انهم
يرومونها بالرغم برق وساد
ومن حسن ذا المحروم ان مدامه
اذا غلبت تكسوه ثوب رقاد
فيختلف الندمان طرا لروحه
ويحدو بهم نحو المروءة حادى
ومن حظه بين الورى ضرب ظهره
فيمسى بلا حرب رهين جلاد
مجانين فى الاوهام قد ضل سعيهم
يخففون بيعا بحسن وعاد

اور سرکہ سے اس کی تلخی کا علاج کیا جاتا ہے وہ تلخی
جس کی انتہا میں کانٹا لگا دیا گیا ہے۔
اگر انسان کو اُس کے بچپن میں گلا ہوا سیب پلایا جائے
تو یقیناً وہ اس بہترین زاد پر خوش ہوگا۔
شرابیوں کے حال کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ
اور اُس بدنصیب کے حال کی ایک خوبی یہ ہے کہ
جب اُسپر شراب کا غلبہ ہوجاتا ہے تو وہ اسکو نیند کی چادر اڑھا دیتی ہے
پھر ہمنشین اُسکی روح کو ہوشیار کرنے کیلئے آتے رہتے ہیں
اور گانیوالا گا کر اُن کو مروت کی طرف لے چلتا ہے
اور خلق کے درمیان اُس کا حصہ یہ ہوتا ہے کہ اُسکی پیٹھ
پر مار پڑتی ہے اور بغیر جنگ کے وہ جلاد کا گرفتار ہوتا ہے
یہ لوگ دیوانے ہیں جو اوہام میں مبتلا ہیں اُنکی سعی برباد ہے
کہ یہ لوگ وعدہ کی خوشنمائی پر بیع کو محقق کرتے ہیں

ذیل کی نظم میں اپنے نفس کا نوحہ ہے اور یہ تبلایا ہے کہ جو کچھ مطلوب
ہے وہ ان کے ہمجنسوں میں نہیں پایا جاتا۔ اس نظم کی نسبت لکھا ہے کہ

ف یہ مصرع واضح نہیں ہے۔

۷۵۰ھ میں عرفہ کے دن جب جبال مریہ کے ایک غار میں گوشہ نشین تھے موزوں کی۔

زعموا ان فی الجبال رجالا صالحین قالوا من الابدال
وادعوا ان کل من ساح فیها فسیلقاهم علی کل حال
فاخترقنا تلاك الجبال مرارا بنعال طورا ودون نعال
مارأینا بها خلاف الافاعی وثعابا عقوب کمثل النبال
وسباعا یجرن باللیل عدوا لاتسلنی عنهم تبلك اللیالی
ولوانا کنا لدی العدوة الاخ ری رأینا نواجذ الریبال
واذا اظلم الدجی جاء ابلیس البنا یزور طیف خیال
هو لا لایئس فیها ولولا ان عقولنا یا لخبال
خل عناك المحال یا من تعنّی لیس تلقی الرجال غیر الرجال

لوگ سمجھتے ہیں کہ پہاڑوں میں رجال صالحین رہتے ہیں جو ابدال ہوتے ہیں
اور دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص پہاڑوں میں سیاحت کرتا ہے وہ بہرحال اُن لوگوں سے ملے گا
ہم نے ان پہاڑوں کو بارہا طے کیا
کبھی جوتے کے ساتھ اور کبھی بغیر جوتہ کے
ہم نے ان میں سانپوں
اور تیروں کے پھل جیسے بیش عقرب کے سوا کچھ نہیں دیکھا
اور درندوں کو دیکھا جو رات کے وقت دوڑتے
رہتے ہیں نہ پوچھو کہ ان راتوں میں ان کا کیا حال تھا
اگر ہم دوسرے کنارہ پر ہوتے تھے جب بھی
شیر کے دانتوں کو دیکھتے تھے
اور جب تاریکی چھا جاتی تھی اُس وقت خواب
پریشاں کی صورت میں ہمارے پاس ابلیس آتا تھا
اور رات کا گویا کہ مونس بن جاتا تھا اور اگر وہ
نہ ہوتا تو ہماری عقلوں میں خلل واقع ہو جاتا
اے شخص جو اس خیال میں مشقت اُٹھاتا ہے اس خیالِ
محال کو چھوڑ، مردوں سے مردوں کے سوا کوئی نہیں ملتا

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ دوستوں کی مذمت اور دشمنوں کی مدح میں نیا مضمون ہے اور ہمارا یہ کلام اسی مضمون پر ہے۔

جزی اللہ بالخیر اعدائنا فصوبهم رائد المصدر
هو حملونا علی العرف کرها

اللہ ہمارے دشمنوں کو جزائے خیر دے
کہ اُن کا آنا جانے کا مقتضی ہے
ان ہی دشمنوں نے ہم کو نیک کام پر مجبور کیا

Marfat.com

وهو صرفونا عن المنكر	اور ان ہی نے ہم کو بُرے کام سے باز رکھا
وهو اقعدونا بمجلس حكم	اور ان ہی نے ہم کو مجلس حکم میں بٹھایا
وفيهم رشحونا على المنبر	اور ان ہی لوگوں میں ہم منبر پر چڑھے
وهو صيرونا ائمة علم	اور ان ہی نے ہم کو علم اور دین کا امام بنایا
ودين وحسبك من مفخر	اور فخر کے لئے یہ کافی ہے
عدوي يؤول خيري لشر	ہمارا دشمن ہمارے خیر کی شر کے ساتھ تاویل
وان جئت بالاثم لم يعذر	کرتا ہے اور اگر ہم گناہ کرتے ہیں تو معذور نہیں رکھتا
وانت ترى فرق من بعدل	اور تم جانتے ہو کہ جو شخص اچھے اور برے لوگوں
بين المسئ وبين البرى	کے درمیان انصاف کرتا اُن میں کیا فرق ہے
ولا زود الله اصحابنا	اور اللہ ہمارے دوستوں کو تقوے اور نیکی
بزاد تقى ولا خير	کا زاد نہ عنایت کرے
هم جرؤنا على كل اثم	ان ہی دوستوں نے ہم کو ہر گناہ پر جرأت دلائی
وما كنت لولاهم جئتري	اور اگر وہ نہ ہوتے تو ہم کو جرأت کبھی نہ ہوتی
عفوا عن الكبر آثامنا	ان لوگوں نے ہمارے بڑے بڑے گناہوں کو معاف
فكانوا اضر من الفاتر	کر دیا اور اس طرح نشہ آور شے سے زیادہ مضر ہوگئے
اعارنى القوم ثوب التقى	(دوستوں کی) قوم نے ہمکو تقوی کا لباس عاریت دیا
وانى مما اعاروا برى	حالانکہ جو کچھ انھوں نے ہمکو عاریت دیا ہے ہم اُس سے بری ہیں
اذا خلعونى ولم ينصحوا	پس ان لوگوں نے ہم کو دھوکہ میں رکھا اور نصیحت
وانى بالنصح منهم حرى	نہیں کی حالانکہ ہم اُن کی نصیحت کے زیادہ مستحق ہیں
فمن كان يكذب حال الرضا	پھر جو شخص رضامندی کی حالت میں جھوٹ بولے
ويصدق فى غضب مفترى	اور غصہ کی حالت میں سچ بولے وہ مفتری ہے
بلى سوف تلقى لدى الحالتين	ہاں! دونوں حالتوں میں ہوا نفس کے مطابق حکم ص ۱۱۹
بحكم هوى النفس حكم الفرى	کرنے سے تم پر مفتری کا حکم لگایا جائیگا
فيارب ابق علينا عقولا	پس اے رب ہم لوگوں کی عقلوں کو باقی رکھ
تبيع بها ثم لا تشترى	جن کو ہم بیچ دیتے ہیں پھر نہیں خرید کرتے

Marfat.com

شیخ نے لکھا ہے کہ یہ مضمون کبھی کسی شخص کے کلام میں میری نظروں سے نہیں گزرا تھا پھر اس نظم کے بعد ایک شخص کا کلام دیکھا جس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

علی اعدائی لہم فضل علیّ ومنتہ
فلا اذہب الرحمن عنی الاعادیا
فہم بحثوا عن زلتی فاجتنبتہا
وہم ناسفونی فاکتسبت المعالیا

ہم پر ہمارے دشمنوں کا فضل واحسان ہے
پس اللہ ہم سے دشمنوں کو دفع نہ کرے
اس لئے کہ دشمن ہماری لغزشوں کی تفتیش کرتے ہیں
تو ہم اُن سے بچتے ہیں اور وہ ہمارے مقابلہ میں فخر کرتے ہیں تو ہم عزت وشرف حاصل کرتے ہیں۔

گویا ہمارا قدم اُس کی ساق پر پڑا (یعنی مضمون میں توارد ہوا)

قطعۂ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ موزوں کرتے وقت خیال تھا کہ ہم اس مضمون میں سابق ہیں۔

خلسنا لیلۃ من کف دہر
ضنین باللیالی الطیبات
سلکنا للہوی والعقل فیہا
مسالک قد تبدن عن الشتات
قضینا بعض حق النفس فیہا
وحق اللہ مرعی الشبہات
فلم نر قبلہ فی الدہر وقتا
بدت حسناتہ فی السیئات

ہم نے زمانہ کے ہاتھ سے جو اچھی راتوں کا بخیل ہے ایک رات چھین لی
اس رات میں ہم خواہش اور عقل دونوں کے ایسے راستوں پر چلے جن میں اختلاف نہیں تھا
ہم نے اس شب میں نفس کا حق کچھ ادا کیا اور کچھ اللہ تعالیٰ کا حق جو پائدار ہے
ہم نے اس کے قبل زمانہ میں کوئی وقت ایسا نہیں دیکھا تھا جسکی خوبیاں برائیوں میں ظاہر ہوئی ہوں

پھر اس کے بعد ذیل کے شعر سے واقفیت ہوئی۔

لا ولتان علی المصلی (کذا)
تسرق فی نسلہا الذنوب

(بوجہ تصحیف ترجمہ نہیں کیا گیا)

اور گویا ہماری ساق اُس بدنصیب کے قدم پر پڑی، ہم نے اس کے معنیٰ کو زوائد سے پاک کیا اس میں وضاحت پیدا کی اور اس کی کمی پوری کرکے اس کے مضمون کو درست اور بلند کیا۔

Marfat.com

رہ گئی شیخ کی نثر اُس کا حال یہ ہے کہ اپنے زمانہ کی مروجہ نثروں سے جامعیت و بلاغت اطناب اور حلاوت میں بہت بلند مرتبہ ہے شیخ قافیہ بندی کی طرف کم مائل ہوتے ہیں اور تکلف کم اختیار کرتے ہیں۔ اس نثر کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ تمام نہیں ہو سکتی۔ اس مختصر اشارہ کے بعد ہم اُس کا ایک جزو قلیل پیش کرتے ہیں۔ سفارت مغرب سے ہمارے واپس آنے پر شیخ نے کسی سابق شاعر کی دو بیتوں کو عنوان بنا کر ہم کو لکھا۔

یا ایتہا النفس الیہ اذہبی	اے نفس اُن کی طرف چل
حبہ مشہور من مذہبی	کہ اُن کی محبت ہمارا مشہور مذہب ہے
ایأسنی التوبۃ من حبہ	اُن کے آفتاب بن کر مغرب سے طلوع ہونے
طلوعہ شمسا من المغرب	سے ہم اُن کی محبت کی توبہ سے مایوس ہو گئے
بل نجلک من التمثیل بالشمس	بلکہ ہم آپ کی شان کو اس سے برتر سمجھتے ص ۱۲
فلو کان طلوعک علی ہذہ الأوطاء	ہیں کہ اس کو آفتاب کے ساتھ تشبیہ دیجائے
کطلوعہا لاصبح جلہا لک عباد و	اگر آپ ان اطراف میں اسی طرح طلوع ہوتے
لو کان نزولک مطر التکیفت الضحی	جس طرح آفتاب طلوع ہوتا ہے تو کوئی شبہہ
ترابا دامشا ولو لا معرفتنا معشر	نہیں کہ یہ سارے ممالک آپ کی پرستش کرتے
اخوان الصفا باسرار نفسنا الحکمتا	اور اگر آپ بارش کی طرح نازل ہوتے تو
بان قلوبنا تحالی لا صدقائنا ولکن	پہاڑ کی چٹانیں نرم مٹی بن جاتیں۔ اگر ہماری
سبقت عیون السعادۃ بالجلال فلم	جماعت اخوان الصفا اپنے نفس کے مخفی حالات
تصادف بالرضا محلا لان تحصیل	سے واقف نہ ہوتی تو بلا شبہہ ہم یہ فیصلہ
محال لازلت محروسا بعین	کر دیتے کہ ہمارے دل اپنے دوستوں کی مدد
الذی لا تاخذہ سنۃ ولا نوم"	کرتے رہتے ہیں لیکن سعادت کی آنکھیں جلال

کو لے کر آگے بڑھ گئیں اس لئے آپ نے رضا (کی آنکھ) سے کوئی مرتبہ نہیں پایا کیونکہ تحصیل حاصل محال ہے۔ وہ آنکھ آپ کی نگہبان رہے جس پر نہ غنودگی طاری ہوتی ہے نہ نیند"

اور جب ہم کو ریاست انشا کی خدمت ملی اُس وقت شیخ نے ہمکو لکھا۔

تخصکم یا محل الابن الارضیٰ
ولادۃ والاخ الصادق اخلاصاً
ووداخصکم اللہ من السعادۃ
باعلاھا مرتقی وافضلھا عقبی و
احمدھا غنی واکرمھا مسعیٰ بتحیۃ
اسعاد الی ایام لقائم من المسلی
عنھا بتامیل العود الیھا المزعج
اوقاتہ بترديد الفكر فيها محمد ابن
الحاج ابقاہ اللہ عن شوق والذی
لا الہ الا ھو لم اجد قط مثلہ الی
ولی حمیم واللہ علی ما نقول وکیل
معرفا انی بعلاقتہ ویصلینی عن
کسرہ فجامعہ مما اغتنی بہ من
توقلکم بالرتبۃ التی مازال احباؤکم
منطوین علی انک لم تردیدلک
مرتبۃ علی ماکنت باعتبار الاھلیۃ
والمکانۃ العلیۃ الا عند الاطفال
والاغفال والمخلقۃ من النساء
والرجال لکن افرغناھا لا
المخاطبۃ المحیطۃ فی قالب
الجمہور فلم تسر نیھا علی الاصح
لکن علی الجمہور ولو کانت
مصارف الوجود بیدی لوافتاك
من وجود منازل سمائہ منازل
واوطانك افلاکہ مراکب و

اے قائم مقام فرزند دلبند اور اخلاص ومحبت
میں برادر صادق! اللہ آپ کو ایسی سعادت
کے ساتھ مخصوص کرے جس کا زینہ سب سے بلند
جس کا انجام سب سے افضل جسکی دولت سب سے
زیادہ محمود اور جسکی سعی سب سے زیادہ شریف ہو
ہم محمد ابن الحاج کی طرف سے جو سعادت کی جگہ
حصول سعادت کی امید سے دلکو تسلی دیتا اور اپنے
اوقات سعادت کے فکر وخیال میں گزارتا ہے آپ کو
اُس سے ملنے کے دن تک دعاء اسعاد کیساتھ مخصوص کرتے
ہیں اللہ اس کے شوق کو باقی رکھے اور قسم ہے اُسکی
جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ ہم نے ایسا شوق کبھی دوست
مخلص کے لئے نہیں محسوس کیا اور اللہ ہی ہمارے قول کا
وکیل ہے۔

یہ اقرار کرتے ہوئے کہ بلاشبہہ ہم ——
آپ کے احباب ہمیشہ سے یہ سمجھتے رہے ہیں آپکے اس عہدہ
پر ترقی کرنیسے بلحاظ اہلیت اور مرتبۂ عالیہ کے آپ کے
درجہ میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی مگر لڑکوں اور احمقوں
اور خانہ نشین عورتوں اور مردوں کے نزدیک لیکن ہم نے
یہ رسمی خط جمہور کے خیال کے مطابق لکھا ہے اور اسمیں
صحت وواقعیت کا نہیں بلکہ جمہور کا اتباع کیا ہے
اگر وجود کے انقلابات میرے اختیار میں
ہوتے تو ہم آسمان وجود کی منزلوں کو آپکی منزلیں
بناتے اور اُسکے افلاک کو مرکب بنا کر آپ کا قدم
اس پر رکھواتے اور پانی پینے کیلئے آپ کو اُس کے
کوثر پر لیجاتے اور آپ کو اُس کی سب سے بلند

Marfat.com

اور وتک کوثرہ مشربا واحلتک
ارفعہ معقلا واقبستک بلدہ
مصباحا واھدیتک اسرارہ
تحفا وقد تبلغ المقاصد مبالغ
لاتنتھی آماصیھا الاعمال فخر
وما اضمرہ لتلک الجملۃ الجلیلۃ
الفاضلۃ مما اللہ رقیب علیہ
ومحیط بدقائقہ ولوکانت
لھذا العبد الغافل الماسور فی
قید نفسہ المحزون بانتھاب
الایام راس عمرہ فی غیر شیئ
دعوۃ فی ماعدا ھذا الوجہ لجدّ
حتی یغلب علی ظنہ ان العلیم
بذات الصدور ولاھا من
قبولہ بارقۃ یخصک بھا
واللہ شھید علی ما تکنہ الافئدۃ
وھو حسبنا ونعم الوکیل
والفضل جمّ والمحاسن عدیدۃ
فلنقتصر اضطواراً ونکف امتثالا
للرسم وانقیاداً امتع اللہ بہ

چوٹی پر ٹھہراتے اور روشنی کے لئے آپ کو اُس کا
بدر دیتے اور آپ کی خدمت میں اُس کے
اسرار کا تحفہ پیش کرتے۔ اور مقاصد اس درجہ
تک پہنچ جاتے جس کی انتہا تک اعمال نہیں پہنچ
سکتے پس ہم ہیں اور آنجناب کی بزرگ اور فاضل
ذات مجموعۂ صفات کے لئے جو کچھ ہمارے دل
میں مضمر ہے وہ ہے جس سے اللہ خبردار اور
اُس کے ذرہ ذرہ سے واقف ہے۔

ص ۱۲۱ اور اگر اس بندۂ غافل کے لئے جو اپنے نفس
کی قید میں گرفتار اور اس غم میں مبتلا ہے کہ زمانہ
نے اُس کے سرمایۂ زندگی کو محض لاحاصل
غارت کر دیا اس جہت کے سوا کسی دوسری
طرف رغبت ہوتی تو وہ کوشش کر کے یہ ظن غالب
حاصل کرتا کہ علیم بذات الصدور نے اُس کو
قبولیت کا شرف بخشا ہے پھر اس طرف کیسا تھ آپکو
مخصوص کرتا اللہ دلوں کے بھید سے واقف اور
ہمارے لئے کافی اور بہتر وکیل ہے۔

اور فضائل بکثرت اور محاسن متعدد ہیں اسلئے ہم
مجبوراً اختصار سے کام لیتے اور رسم کے موافق و مطابق
اسی قدر پر بس کرتے ہیں۔

محمد بن عبید اللہ بن منظور قیسی

نام کنیت سکونت اولیت	محمد نام، ابوبکر کنیت، شہر مالقہ کے رہنے والے ہیں۔ ابوبکر کی اصل اشبیلیہ کے ایک خاندان سے شروع

Marfat.com

ہوتی ہے جو اپنی خصوصیت، برتری اور اصالت میں مشہور ہے، جس کی شہادت وہ کتابیں دیتی ہیں جو اس خاندان کے بارے میں لکھی گئی ہیں، جن میں ایک کتاب "الروض المحظور فی اوصاف بنی منظور" ہے۔

حالات

"کتاب عائد الصلہ" میں ابوبکر کے حالات اس طرح مذکور ہیں:-

"ابوبکر بہت خلیق، متواضع، خوش مزاج اور خندہ رو ہوئے ہیں، علوم کی کافی دستگاہ رکھتے ہیں، لوگوں کی مبالغہ آمیز ستائش کرتے ہیں، بہت تجربہ کار اور محاکمے کے خوگر ہیں، اور دستاویز کی شرطوں کے علم میں بصیرت رکھتے ہیں، اکثر مقاموں میں عہدۂ قضا پر مامور کئے گئے، بعد ازاں شہر مالقہ میں جو اُن کا مسکن ہے ترقی دی گئی، یہاں اُن کی سیرت مشکور اور کارنامے قابل ستائش ثابت ہوئے، خشیت الٰہی سے جلد متاثر ہو کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں، عقیدے کے اچھے، ایثار میں مشہور اور صدقہ دینے میں نیکنام ہیں، ان کے علاقے کا جو مصیبت زدہ شخص ان کے مستقر سے گزرتا ہے اُس کی دعوت وہ ضرور کرتے ہیں، اپنے اسلاف کی روش اور وضع کے پورے پابند ہیں، ناظم اور ناثر ہیں اور ان صنفوں میں کوتاہ دست نہیں ہیں"۔

اساتذہ

ابوبکر کے اساتذہ کے نام یہ ہیں:-

استاذ ابو محمد بن ابی سدا دان کے پاس ابوبکر نے قراءت کی اور ان کی صحبت میں رہکر بہت کچھ فائدے حاصل کئے"۔

اور وہ اساتذۂ اعلام جن سے سماعت کی اُن کے نام یہ ہیں:-

خطیب ولی ابوعبداللہ طنجالی، ابوعبداللہ بن ادیب جو ایک سن رسیدہ راویۂ عدل ہیں،

ابوالحکم مالک بن مرصدیہ ایک معمر بزرگ ہیں، شیخ وصوفی ابوعبداللہ محمد بن احمد اقشری۔

ص ۱۲۲ فاسی، ان فاسی بزرگ سے خرقۂ تصوف بھی حاصل کیا، خطیب ابوعبداللہ بن رشید،

Marfat.com

شیخ قاضی ابوالمجد احوص، ابن مجاہد رندی معروف بہ سمار، خطیب و زاہد ابوعبداللہ سلال، اور جزیرہ خضرا میں خطیب ابوالعباس بن خمیس سے سماعت کی جن اساتذہ نے لکھ کر اجازہ عطا کیا اُن کے نام یہ ہیں:-

ابوعبداللہ بن زبیر، فقیہ ابوالحسن بن عقیل رندی، معمر وزیر ابوعلی طنجی، ابوالحکم ابن منظور جو ابوبکر کے والد کے چچازاد بھائی ہیں، اور ابوعبد بن کمال۔

مذکورۂ بالا ناموں کی یہ فہرست میں نے خود ابوبکر کی تحریر سے نقل کی ہے۔

تالیفات

مجھے ابوبکر نے اپنی تالیفات کی اطلاع دی ہے، تفصیل یہ ہے:-

(۱) نفحات المسوک وعیون التبر المسبوک، اس کتاب میں خلفا وزرا اور ملوک کے اشعار جمع کئے ہیں (۲) کتاب السحب الوالفہ والظلال الوارفہ، اعتقاد فلاسفہ کے رد میں لکھی گئی ہے (۳) کتاب الصیب الهتان الوالف بغایات الاحسان، اس کتاب میں صحیح احادیث نبوی اور قرآن شریف کی سورتوں سے دعائیں اخذ کی گئی ہیں، (۴) کتاب البرهان، اس میں قرآن شریف کی سورتوں کے خواص بیان کئے گئے ہیں، (۵) کتاب فی الرقایق، اس میں رقائق کے متعلق چالیس حدیثیں ہیں جو سنداً موصول ہیں (۶) کتاب تحفۃ الابرار، مسئلۂ نبوت اور اُس کے اسرار میں ہے (۷) کتاب الفعل المبرور والسعی المشکور، قاضی ابومحمد بن منظور کے حالات میں ہے۔

اشعار

ابوبکر کے اشعار میں سے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں:-

ماللعطاس ولا للفال من اثر	چھینک اور فال میں کوئی خاص اثر نہیں ہے
فثق فدیتک بالرحمٰن واصطبر	میں تم پر قربان جاؤں! خدائے رحمٰن پر اعتماد کر کے صبر کرو
وسلم الامر فالاحکام ماضیۃ	اور ہر کام کو اُسکے حوالے کر دو کیونکہ تمام احکام جو چل رہے ہیں
تجری علی السنن المربوط بالقدر	وہ قضا و قدر کے مربوط قاعدوں پر جاری ہیں،

محمد بن علی بن خضر بن ہارون غسانی

صفحہ ۱۲۳

نام، کنیت، عرف، سکونت

محمد نام، ابو عبداللہ کنیت، ابن عسکر عرف ہے، شہر مالقہ کے رہنے والے تھے۔

"کتاب الذیل والتکملہ" میں ابن عسکر کے حالات بایں طور تحریر کئے گئے ہیں:-

"ابن عسکر خوش بیان، نحوی، تیز ذہن، علوم میں صاحب تفنن، خوشخط راوی حدیث، تاریخ دان، حافظے کے قوی، فہیم، فنون میں یکساں دخیل، پکے دیندار، نہایت بامروت، فاضل سنی، عام و خاص میں معظم، بڑے خلیق، خوش صحبت، فراخ حوصلہ، لوگوں کے حاجت روا، اور بہت بردبار تھے۔

جو شخص اُن کی برائی کرتا وہ اُس کی بھلائی کرتے، اپنے جاہ سے دوسروں کو نفع پہنچاتے، اور بذات خود بہت سخی تھے، وثیقوں کے ناقد اور مبصر، نظم و نثر فی البدیہہ اس طرح تحریر کرتے کہ اُن کی بلاغت اور خوبی قائم رہتی تھی۔

ابتداءً شہر مالقہ میں قاضی ابو عبداللہ بن حسن کی نیابت میں مدت تک عہدۂ قضا کے فرائض انجام دئے بعد ازاں امیر عبداللہ بن نصر نے بروز شنبہ ۲۶ رمضان ۶۰۰ھ انھیں مستقل قاضی بنا دیا مگر وہ اس استقلال سے کچھ گھبرائے اور اس سے باز رہنا چاہا مگر امیر موصوف کے اصرار سے اس عہدے کو قبول کر لیا اور نہایت خوش اسلوبی سے اُس کے فرائض انجام دئے اور اُن حقوق کو جو باطل میں چھپ گئے تھے ظاہر کر کے احکام جاری کئے۔

ابن عسکر عزیمت کے پختہ، پر ہیبت، بہت دلیر تھے اور صاف بیانی سے مفصل لکھتے تھے، خدائی کاموں میں ملامت گروں کی ملامت سے بالکل نہ ڈرتے تھے، اور اسی روش پر اُنھوں نے اپنی باقی عمر گزار دی۔

اساتذہ

ابن عسکر نے جن اساتذہ سے روایت کی ہے اُن کے

نام یہ ہیں:-

ابو اسحٰق، ابوبکر بن عتیق، ابوجعفر حبیان، ابوالحسن شقوری، ابوالحجاج بن شیخ، ابوالخطاب بن واجب، ابوزکریا اصبہانی نزیل غرناطہ۔

تلامذہ ص ۱۴۴

ابن عسکر کے تلامذہ کے نام یہ ہیں:۔

ابوبکر بن خمیس جو ابن عسکر کے بھانجے تھے، ابوالعون، اور ابوعبداللہ بن بکر البیری، ان لوگوں نے ابن عسکر سے روایت کی ہے، ابوالقاسم بن عمران، اور ابوعبداللہ بن آبار نے ان سے تحدیث کا اجازہ حاصل کیا ہے۔

نیز عراقیین کی ایک جماعت کو ابن عسکر نے اجازہ لکھ کے دیا، یہ اہل بغداد کی ایک جماعت تھی جسے اہل اندلس نے طلب کیا تھا جس کا تذکرہ ابوبکر بن ہشام کے ضمن میں گزر چکا ہے، اس جماعت کی نظم و نثر کی خوبیوں کا ابن عسکر نے اعتراف کیا ہے۔

تصانیف

ابن عسکر نے بکثرت مفید اور بہترین کتابیں تصنیف کیں جن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) المشرع الروی فی الزیادۃ علی المروی اس میں چالیس حدیثیں ایسی ہیں جن کے راویوں میں اُن کے استاد صائن کا نام آیا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس اسلوب پر ان سے پہلے کسی اور نے کتاب لکھی ہو، اس تصنیف سے اُن کے استاذہ کی کثرت اور روایت کی وسعت کا اندازہ ہو سکتا ہے (۲) نزھۃ الناظر یہ کتاب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ہے، (۳) الخبر المختصر یہ صبر کی فضیلت میں لکھی ہے، اس کتاب کو ابومحمد بن احوص نابینا واعظ کے لئے تالیف کیا تھا، (۴) اختیار القصر والفتیا یہ ایک رسالہ ہے، (۵) الاکمال والاعلام فی جملۃ الاعلام بمجالس الاعلام من اھل مالقۃ الکرام، اس کتاب کا دوسرا نام مطلع الانوار ونزہۃ الابصار ہے اس میں مالقہ کے رؤسا اور اکابر کے مناقب اور آثار لکھے ہیں، اس کتاب کے ختم ہونے سے پیشتر ابن عسکر کی وفات ہو گئی، اس کی تکمیل اُن کے بھانجے ابوبکر محمد بن خمیس نے کی، میں نے اس کتاب سے اپنی اس تالیف میں جا بجا واقعات نقل کئے ہیں۔

Marfat.com

پیشتر اس سے کہ آسمان معارف سے ابن عسکر کے وجود کا آفتاب غروب ہو انھوں نے اپنی موت کی خبر حسب ذیل اشعار میں دی تھی:۔

ولما انقضی اھلی وخمسون حجۃ
کمانی منھا قعو بئر یحطم
ترقبت اعلاھا لانظر فوقھا
علی الحتف منی علنی منہ اسلم
اذا ھو قد ادنی الی کانما
ترقیت فیہ نحوہ وھو سلم

اور جب اکاون سال کی میری عمر ہو چکی
اور میں کنویں کے چرخ والی لکڑی کی مانند ہو گیا جو ٹوٹ رہی ہو
تو اس سال سے اونچا ہو کر موت کی درازی کو اوپر دیکھنے لگا
تاکہ شاید میں اس سے بچ سکوں
ناگاہ موت میرے نزدیک آگئی
گویا کہ سال مذکور موت کیطرف چڑھنے کا زینہ ہے

ایک کوزہ پشت کے متعلق ابن عسکر نے دو شعر کہے تھے:۔

واحلب تحسب فی ظھرہ
سفینۃ فی نھر عائمہ
مثلث الحلقۃ لکنہ
فی ظھرہ زاویۃ قائمہ

ایک کوزہ پشت کے متعلق تمھارا خیال ہے
کہ اسکی پشت پر ایک کشتی ہے جو نہر میں تیر رہی ہے
وہ حلقۃً مثلث ہے مگر
اس کی پشت پر زاویہ قائمہ بنا ہوا ہے۔

میں نے ابن عسکر سے اجازہ طلب کیا تھا جس کے جواب میں انھوں نے ایک نہایت اعلیٰ نظم لکھ بھیجی تھی وہ یہ ہے:۔

اعنک لانی لم اکن اھل
ولا ان ما احببت محتمل سھل
وما العلم الا البحر قد طال ملاہ
ومالی عل فی الورود ولا نھل
وکیف ادانی اھل ذاک وقد اتی
علی النفس امران البطالۃ والجھل
واسئال ربی العفو عنی فانہ
لما یرتجیہ العبد من عفوہ اھل

میں نے آپکی درخواست قبول کی نہ اسلئے کہ میں آپکے مقصد کا اہل ہوں
اور نہ آپکی محبوب شئے آسان اور قابل برداشت ہی ہے
علم ایک دریا ہے جس کی پہنائی وسیع ہے
اور میں اس دریا میں دو ایک بار بھی اتر کر سیراب نہ ہوا
اور میں اپنے آپ کو اس کا کیونکر اہل سمجھوں
جبکہ میرے نفس میں دو باتیں بیکاری اور جہالت آگئی ہیں
میں اپنے رب سے عفو گناہ کا خواستگار ہوں
بیشک وہ بندے کے عفو تقصیر کا اہل ہے

ولادت | سال ولادت تقریباً ۵۸۴ھ ہے۔

Marfat.com

وفات روز چہار شنبہ وقت ظہر ۴ جمادی الآخرۃ ۶۳۶ھ کو وفات پائی۔

محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن احمد
ابن محمد بن ابی بکر بن سعد

نام و نسب محمد نام، ابو عبداللہ کنیت، ابن بکر عرف ہے، نسلاً اشعری ہیں، مالقہ ان کا مرزبوم ہے اور بلج کی اولاد سے ہیں جن کا سلسلۂ نسب یہ ہے:۔

بلج بن یحییٰ بن خالد بن عبدالرحمٰن بن زید بن ابی بردہ مسمیٰ عامر بن ابی عامر ابن ابو موسیٰ (اشعری) مسمیٰ عبداللہ بن قیس صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابن حزم نے بلج کو ان عربوں میں شمار کیا ہے جو اندلس میں آکر بسں گئے تھے۔

حالات "کتاب عائد الصلہ" میں ابن بکر کے حالات اس طرح مسطور ہیں:۔

"ابن بکر علماء کے صدر، فضلاء کے سردار، سادہ مزاج، اور صفائی پسند تھے، ان کا حلقۂ درس وسیع اور ان کی نظر گہری تھی، واضح مسلک کے پابند، انصاف پسند، احکام و قرأت کے عارف، تاریخ و اسناد جرح و تعدیل کے لحاظ سے حدیث کے ماہر، انساب اسماء اور کنیتوں کے حافظ، عربیت کے محافظ، اصول و فروع لغت، عروض، فرائض، اور حساب میں یکساں، وجیہ، نیک خلق اور پر وقار تھے، طلبہ کے مہربان، علم اور علماء کے دوست اور اہل علم کے قدر افزا تھے، تصنع سے پاک، پوشاک میں بے تکلف اور خود دار تھے، فیصلہ نافذ کرنے میں سخت اور اس کی نصرت میں مشہور تھے۔ اولاً انھیں اپنے شہر مالقہ میں سرداری کی خدمت ملی جس کے فرائض میں رفاہ عام اور

Marfat.com

امور حل وعقد کی نگرانی تھی بعد ازاں اُسی شہر میں عہدۂ قضا پر فائز کئے گئے انھوں نے اس عہدے کی عزت کو بہت بڑھایا اور اپنی نرمی کو چھوڑ کر حق کے فرمانبردار ہو گئے اور پھر بھی وہ پڑھنے پڑھانے میں مشغول، اپنے اوقات کے پابند اور نفع رسانی میں حریص تھے، اس کے بعد وہ محرم کے عشرۂ اوّل ۷۳۷ھ میں غرناطہ کے قضا اور خطبے کی خدمت پر مامور کئے گئے۔ ان فرائض کے انجام دینے میں حقانیت کو ظاہر کیا گواہوں پر جرحیں کر کے ستّر سے زیادہ آدمیوں کو کھوٹا قرار دیا جس کی وجہ سے وہ ایک ایسی عداوت اور کشاکش کے دریا میں اُترنے کے لئے انجام کی پروا کئے بغیر اُٹھ کھڑے ہوئے جس کی ہولناک موجوں کے تھپیڑے آ آ کر ان سے ٹکرائے اور اپنے بھنور میں اُنھیں خوب غوطے دیئے جس کی سخت مشقت اور کید میں وہ ایسے مبتلا ہوئے کہ دوسرا شخص اتنا مبتلا نہ ہوا تھا یہاں تک کہ وہ راتوں کو نماز پڑھنے کے لئے شاہراہ چھوڑ کر گلیوں میں سے غیر مطمئن حالت میں جانے لگے، اور اس باب میں اُن کے ساتھ بہت سے واقعات پیش آئے، اور اُن کی یہ حالت اُس وقت تک قائم رہی جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی۔

ایک دفعہ امیر نے کسی شاہد کے متعلق اُنھیں مجبور کیا کہ دوبارہ اُسے ثقہ اور عادل مان لیا جائے مگر اُس وقت بھی وہ نرم نہ ہوئے، باوجود ان حالات کے وہ غرناطہ میں اشاعت علم کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہوئے تمام علوم وفنون کا درس دیتے رہے اور طالبان علم کو فائدہ پہنچا کر اُنکو فارغ التحصیل بنایا، وہ عربیت، فقہ، اصول اور قرآن پاک کا درس دیتے، فرائض اور حساب کی تعلیم اور حدیث شریف کی شرح بیان کرتے اور اُس کی سماعت کے لئے نہایت وقار، سکون، حسن تجمل اور انشراح صدر کے ساتھ مجلسیں منعقد کرتے تھے۔

قاضی وموٴرخ ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ بن ابی بکر[1]

[1] ابی بکر سے ابن بکر کے جد اعلیٰ مراد ہیں۔ مترجم

Marfat.com

جو ہمارے قریبی سسرالی رشتہ دار تھے بڑے صاحب عزم و ارادہ، حکم ناطق اور فیصلے کے آدمی تھے، خدا اُن پر رحم فرمائے وہ ہر عہد سلطنت میں صاحب صولت اور ہر کج رو کے لئے شعلۂ جوالہ تھے انھوں نے حاسدوں کے دلوں کو جلا کر عہدۂ قضا کی عزت بڑھائی! ور اُس سے گرد و غبار کو دور کر کے اپنے علوم کے وزیعے سے صداقت کے تاروں کو روشن کیا، مشکل سے مشکل باتوں کو نافذ کیا، اور اُن جگھوں میں ثابت قدم رہے جہاں انسان بھٹک جاتا ہے، اپنی حجتوں سے لوگوں کو قائل کیا اور اپنے تفقہ سے نکتے پیدا کئے۔

توقیع ہمارے دوست ابوجعفر شقوری نے ہم سے بیان کیا کہ ایک روز میں ابن بکر کے اجلاس میں بیٹھا ہوا تھا دفعۃً ایک عورت اُن کے سامنے آئی اور ایک رقعہ پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا "میں اپنے طلاق دینے والے شوہر سے محبت رکھتی ہوں میں چاہتی ہوں کہ کوئی شخص اُس سے سفارش کر کے رجعت کرا دے" ابن بکر نے رقعہ لیکر اُس کی پشت پر یہ توقیع لکھی۔

"تمام ستائش خدا کے لئے ہے، جو شخص اس تحریر کے مضمون سے واقف ہو اُسے چاہئے کہ ایک فریادرس کی طرح ہوش و گوش سے سن کر اس عورت کے لئے اُس کے شوہر سے سفارش کر دے، اور اس کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس سفارش کی پیروی سمجھے جو بریرہ کے لئے مغیث سے کی تھی، خدا ہم سب کو عقل و دین عطا فرمائے اور ہدایت یافتہ لوگوں کے مسلک پر چلائے" اس کے بعد شقوری نے ہم سے کہا کہ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ خود ابن بکر نے سفارش کیوں نہ کی میں نے جواب دیا کہ حاکم کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ خود اس قسم کی سفارشیں صراحۃً کیا کرے۔

شاعری دو بیتوں کے علاوہ جو ایک عربی النسب کی ان کی تعریف میں ہیں ابن بکر سے شعر نہیں سنے گئے، وہ دو بیت یہ ہیں:۔

لام العواذل بنت النبع والنشر درخت نبع اور نشم کی لکڑی کی ملامت گروں نے ملامت کی

Marfat.com

تزری بعطف قصب البان والعلم
قوام قامتها تمام معطفها
من تلق تقتله تصمیما وتصم

کہ اُسنے علم اور بکائن کی شاخ کی لچک کو عیب ناک کر دیا
اُس کے قامت میں پوری لچک ہے
جس کسی سے مقتل میں ملتی ہے اُسے وہیں ہلاک یا چاک کر دیتی ہے

اساتذہ

ابن ابی بکر نے استاد خطیب صاحب فنون ابو محمد بن ابو السداد باہلی سے قرآن عظیم کی تعلیم جماعت کے ساتھ اور تنہا حاصل کی، زبان عربی اور حدیث کی تعلیم بھی اُن سے پائی اور اُن کی صحبت میں رہ کر اُن کے اخلاق سے آراستہ ہوئے، شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بن عیاش خزرجی قرطبی سے حدیث کی اکثر کتابیں پڑھیں جن میں صحیح مسلم بھی ہے، اس کے ایک حصے کے سوا پوری سماعت شیخ موصوف سے کی۔ ص ۱۲۸

دوسرے اساتذہ کے نام یہ ہیں:۔

قاضی ابو القاسم قاسم بن احمد بن حسن بن سکوت، فقیہ صدر کبیر ابو عبداللہ بن ربیع، فقیہ قدوۃ الولی ابو عبداللہ محمد بن احمد طنجالی، شیخ قاضی ابو الحسن بن استاذ علامہ ابو الحجاج بن مصامد، استاذ خاتمۂ معلمین ابو جعفر بن زبیر، خطیب محدث ابو عبداللہ بن رشید، خطیب ولی صالح ابو الحسن بن فضیلہ، استاذ ابو الحسن بن لباد مشرقی، شیخ استاذ ابو عبداللہ بن کمال۔

اہل سبتہ میں جن اساتذہ نے ابن بکر کو اجازہ دیا اُنکے نام یہ ہیں:۔

شیخ الشرفاء ابو علی بن ابی تقی طاہر بن ربیع اعدل راویہ ابو فارس عبدالعزیز بن ہواری، ابو اسحٰق تلمسانی، الحاج عدل راویہ ابو عبداللہ بن حصار، استاذ مغربی ابو القاسم بن عبدالرحیم قیسی، استاذ ابو بکر بن عبید، شیخ معمر ابو عبداللہ بن ابو القاسم بن عبداللہ انصاری۔

اہل افریقیہ میں جن اساتذہ سے ابن بکر نے اجازہ حاصل کیا اُن کے نام یہ ہیں:۔

ادیب معمر ابو عبداللہ بن ہارون، ابو العباس احمد بن محمد مالقی، محمد بن محمد بن سید الناس یعمری، عثمان بن عبدالقوی بلوی، یہ اہل مصر سے ہیں، عالم انساب شرف الدین عبدالمومن بن خلف دمیاطی، انکے علاوہ

مصر شام اور حجاز کے اساتذہ سے بھی فائز المرام ہوئے۔

ولادت آخر ذیحجہ ۶۷۴ھ میں پیدا ہوئے۔

وفات جزیرۂ طریف کی جنگ میں مسلمانوں کو جو شکست ہوئی تھی اُسی میں ابن ابوبکر بھی شہید ہوئے لوگوں کا گمان ہے کہ ابن بکر کے پاس ایک خچر تھا، اس جنگ کے بعض شکست خوردہ اشخاص نے انھیں مشورہ دیا کہ وہ اس پر سوار ہولیں مگر اُن میں سواری کی قوت باقی نہیں رہی تھی جواب دیا "یہ یوم فرحت ہے میں واپس جا رہا ہوں" یہ اشارہ تھا اُس آیت کی طرف جو شہدا کے متعلق ہے (فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ) یعنی اللہ نے اُن شہدا کو جو فضیلت دی ہے اس سے وہ خوش ہیں، یہ واقعہ روز شنبہ وقت چاشت ۷ جمادی الاولیٰ ۷۴۱ھ کو پیش آیا۔

محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن محمد

ابن محمد بن علی بن موسیٰ بن ابراہیم بن محمد بن ناصر

ابن جبوز بن قاسم بن حسن بن علی بن ابیطالب

رضی اللہ عنہ

صفحہ ۱۲۹

یہ نسب نامہ محمد کی تحریر سے منقول ہے، ان کی برتری مشہور ہے۔

حالات یہ فاضل روزگار کمال کی نشانیوں میں سے ایک نشان، وقار و صحت رائے، اور دور اندیشی میں بےنظیر تھے، بردباری اور اعتماد، پاکیزگی اخلاق کے ساتھ نرمی، انبساط کے ساتھ انقباض، یہ اسباب تھے، جن کے باعث انھیں قوموں پر غلبہ حاصل ہوا، میانہ رو، خوش خلق، خواہشوں پر قابو رکھنے والے، غمخوار، صبر و حسن اخلاق میں ممتاز، اور بڑے

Marfat.com

حیادار تھے، دل کے مضبوط، بلند ہمت، خوش پوش، ہمنشینوں کے لئے مفید، بلا کے تیز اور بلند فہم تھے، علم کی سند کے ساتھ، حسب و نسب کی بلندی، پاکیزگیٔ نفس اور حسن طبیعت سے متصف تھے، بلاغت کے علمبردار، میدان بیان کے راہرو، زبان اور اس کی شاخوں میں یکتائے روزگار، اور اُس کی خوبیوں کے مالک تھے، بمثال حافظہ رکھتے تھے، امثال و شواہد نوک زبان تھے، وسعت نظر اور راست بینی سے آراستہ، غفلت و کم فہمی سے مبرا، نوادر لغت، اخبار و تاریخ، عروض و قافیہ و بدیع سے مزین، فقہ کی تدریس و علم میں برتر، مسائل کے استخراج میں ماہر، درس و تدریس کے بارگراں کے متحمل، تصنیف میں ممتاز، حاضر دماغ، فصیح زبان اور اپنے خاندان کے لئے باعث فخر تھے،

ولایت ص۱۳۱

محمد بن نصر سے پانچویں بادشاہ کے عہد میں غرناطہ آئے، عہد شباب تھا، اور زبان کا علم، اسالیب بیان سے واقفیت کی کوئی حد نہ تھی، شیریں اور خالص شعر کہتے تھے، اس اعلیٰ قابلیت نے ترقی کا راستہ ہموار کر دیا، اور وہ "کتابت انشا" کے سلسلے میں منسلک کر لئے گئے، جو اُس زمانے میں ایک نایاب چیز شمار کی جاتی تھی، پھر اُن کا فضل مشہور ہوا، اور اُن کی شرافت کا شہرہ دور دور ہوا تو اُن کا منصب دائرۂ علم سے عہدۂ حکومت کی طرف منتقل ہوا، تا آنکہ ۴ ربیع الآخر ۷۳۷ھ کو مختلف جگہوں میں رہنے کے بعد غرناطہ میں قلمدان کتابت و عہدۂ قضا و خطبہ ہاتھ میں لیا، اور فیصلوں کا بارگراں اپنے سر لے لیا، اور بزرگی کا اہل اپنے کو ثابت کر دکھایا، اس حال میں کہ بااختیار و بارعب، نکتہ چینی سے تقریباً محفوظ رہے اور تائید و توفیق ہمیشہ اُن کے ہمرکاب رہی، تقریروں کی بلاغت کا کیا پوچھنا، زبان صاف اور سلیس، بڑے بڑے مقررین اُن کے سامنے دم نہیں مار سکتے تھے، دشمنوں کے یہاں سفیر بنا کر بھیجے گئے، اور اپنی کوششوں میں کامیاب، مشوروں میں صائب اور حیا و شرافت میں ممتاز رہے، یہاں تک کہ عہدۂ قضا سے شعبان ۷۴۷ھ کو بلا کسی عیب چینی یا جرم کے معزول کئے گئے، اس کے بعد مسند درس کو زینت دی، اور علوم ادبیہ و فقہ کی تعلیم کے لئے اپنے کو وقف کر دیا

Marfat.com

لیکن پھر کچھ ہی دنوں کے بعد اُن کے دلی قدر داں امیر مملکت نے، وادی آش (جو غرناطہ کا ایک حصہ ہے) میں اُسی اعزاز و وقار کے ساتھ قاضی مقرر کر دیا، جس کے بعد وہ اپنے عہدے پر منتقل ہو گئے،

ہمارے اُستاذ ابو الحسن بن الجیاب اور اُن کے درمیان بہت دوستانہ تھا، اس معزولی کے بعد دونوں نے شعر و شاعری میں خوب اپنے خیالات کا اظہار کیا، اور داد فصاحت دی۔

مندرجۂ ذیل اشعار میں وہ معزولی پر تسکین دیتے ہیں، اور عہدۂ قضا کو ملامت کرتے ہیں کہ اُس نے ایسے بزرگ سے کیوں روگردانی کی

لامرحباً بالنائنزانهار ک — جدائی اور علیحدگی اختیار کرنے پر وہ مسرور نہ ہو
ان جهلت رفعة مقدارک — کہ اُس نے تمہارے بلند مرتبے کو نہ پہچانا
لو انها قدا وتیت رشدها — اگر اُسے پوری سمجھ ہوتی
ما برحت تعشوا فی نارک — تو وہ حصول منفعت کیلئے ہمیشہ تمہاری آگ کا رخ کرتی
اقسمت بالنور المبین الذی — میں اُس نور الٰہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں
منه بدت مشکاة انوارک — جس سے تمہاری روشنی کا چراغ ظاہر ہوا،
ومظهر الحکم الحکیم الذی — اور اُس دانا فیصلہ کرنے والے کی قسم
یتلی علیه طیب اخبارک — جس کی پاکیزہ خبریں تم پر تلاوت کی جاتی ہیں،
ما القیت مثلک کفوًا لها — میں نے تمہارا سا عہدۂ قضا کا اہل کسی کو نہیں پایا،
ولا أوت إلی اکرم من دارک — اور کبھی تم سے زیادہ شریف گھرانے نہیں پہنچا،

پھر غرناطہ میں عہدۂ قضا پر مامور کیے گئے، اور اپنے مشہور اوصاف بزرگی، پاکیزگی، عدل کا التزام، اور خودداری کے ساتھ داد قضا دیتے رہے، یہاں تک کہ سلطان نے ۷۵۵ھ عید کے دن داعی اجل کو لبیک کہا، اس حال میں کہ وہ اُن کے فیصلوں سے خوش، اور اُن کے اقتدار پر مطمئن رہے، اس کے بعد اُن کے فرزند ارجمند جانشین ہوئے، اُن کے منصب پر انھوں نے بھی اظہار خوشنودی کیا، اور اُن کی عزت و اکرام میں مبالغہ کیا، اور اُنکی ہمنشینی کے خواستگار رہے،

اساتذہ محمد نے سبتہ میں اپنے یگانۂ روزگار، پاکیزہ خیال والد ماجد سے پڑھا، اور ان کے علاوہ ابوعبداللہ بن ہانی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور زیادہ تر انھیں سے استفادہ کیا، امام استاذ الاساتذہ ابواسحٰق غافقی سے بھی شرف شاگردی حاصل ہے، خطیب ابوعبداللہ غماری، خطیب محدث ابوعبداللہ بن شہید، قاضی ابوعبداللہ قرطبی اور فقیہ زاہد ابوعبداللہ بن مرہیث سے روایت حدیث کی، اور مشہور عالم ابوالقاسم بن حریث اور دیگر علما سے بھی استفادہ کیا،

مصیبت سلطان مذکور کی وفات کے دن محمد پر ایک عجیب مصیبت آئی، جس نے انھیں چور چور کر دیا، وہ سجدے میں تھے کہ ان پر بہتوں کے پاؤں پڑے اور ایک امیر جو مریہ کا امام تھا ان پر گر گیا اور ان کی عبا کا دامن ان کے منہ پر لپٹ گیا، جس سے ان کی سانس رک گئی، اور کچھ دیر تک موت و زیست کی کشمکش میں رہے، تا آنکہ خدا نے انھیں اس سے نجات دی، تو ہلاکت سے بچے، اور اس پیچ و اضطراب کے مقام سے دور نکل گئے، اور فوراً فصد کھلوائی، اور اللہ نے شفا دی، اور جب وہ بحال ہوئے، تو بادشاہ کے ایک نہایت ہی معتمد راز داں نے بیان کیا، کہ سلطان نے اپنی وفات سے پیشتر اپنا خواب بیان کیا تھا، کہ وہ مسجد کی محراب میں قاضی موصوف کے ساتھ جلوہ فرما ہیں، کہ ان پر ایک کتے نے حملہ کیا، جس سے ان کا کپڑا خون آلود ہو گیا" اس خواب نے انھیں بہت غمگین کیا، اور طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے، یہاں تک کہ قاضی موصوف کے برطرف کرنے کا تہیہ کر لیا، تاکہ توہم و فکر کا دروازہ بند ہو سکے، لیکن خدائے بزرگ و برتر نے پھر انکے دل میں ڈال دیا، کہ فیصلہ کے نفاذ کو ذرا موخر کر دیں، یہاں تک کہ وہ خواب سچا ثابت ہوا چنانچہ مذکورۂ بالا حادثہ رونما ہوا، ۱۳۲ھ

تصانیف محمد کی تصنیفات نہایت بلند معیار کی ہیں، ان میں بعض یہ ہیں:—

Marfat.com

(۱) رفع الحجب المستورۃ فی محاسن المقصورۃ، اس میں ادیب ابوالحسن حازم کی مقصورہ کی ایک ایسی بمثال شرح کی ہے، جس سے بہتر مشکل ہی سے ممکن ہو سکتا ہے،

(۲) ریاضۃ خزرجی کے قصیدہ کی شرح ہے، یہ مصنف کے اعلیٰ تبحر اور وسعت معلومات کی بہترین شاہد ہے،

(۳) ابوعبداللہ بن مالک کی کتاب التسہیل کی شرح بھی نہایت عمدگی کے ساتھ کی ہے، جو تقریباً مکمل ہے۔

(۴) درر السمط فی خبر السبط کی شرح کا بھی آغاز کیا تھا، یہ کتاب خوبیوں کی جامع اور مفید ابواب پر مشتمل ہے،

شعر محمد شعر و شاعری کے میدان کے شہسوار ہیں، نہایت بلند معیار و پاکیزہ ذوق سے بہرہ ور، یکتائے روزگار اور سند مانے جاتے تھے، ان کا کلام حسن لفظ اور خوبی معنی دونوں کا جامع تھا، زبان صاف اور رواں، بندش چست اور پیچیدگی کا نام نہیں،

ان کے کلام کا ایک حصہ جو جھد المقل کے نام سے موسوم تھا، مجھے خاص طور پر عنایت ہوا، یہ بے مثال منظومات کا مجموعہ نکلا، اس کا دیباچہ یہ ہے:-

تعریفیں بزرگ و برتر باری تعالیٰ کے لئے ہیں، التجا ہے، کہ ہمیں غلط اقوال اور برے اعمال سے بچائے، اور خاتم الانبیا سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر خدا کی رحمت و درود نازل ہو، میرے نتائج فکر اور جو کچھ کبھی کبھی دل سے زبان پر آجاتا ہے، اُن کا ایک حصہ ان اوراق میں محفوظ ہے، اگر میں عقلمندی واحتیاط سے کام لیتا، تو ان میں کچھ جمع نہ کرتا، بلکہ اُن کے چھپانے اور دفن کرنے میں عرب کی روش اختیار کرتا، لیکن میں نے مٹانے پر محفوظ کرنے کو ترجیح دی، اور لوگوں کے اس قول پر عمل کیا، "ان من احسن ما اوتیتہ العرب الابیات" (جو سب سے بہتر چیز عربوں کو دی گئی ہے وہ شعر ہے) اور اگر یہ اس بزرگ کے سامنے پیش کی جائیں، اور وہ پوچھ بیٹھے، (۳۲ من)

Marfat.com

کہ یہ فکر کی بیٹیاں دفن ہونے سے کیونکر بچ گئیں؟ تو میں جواب دوں گا کہ میں نے آپ کے حرم کے محفوظ سائے میں انھیں پناہ دی ہے کہ آپکی فکر کے مکان میں انھیں استراحت و شب باشی کا موقع مل جائے، اور میں نے اس یقین کے ساتھ انھیں ہدیہ دیا ہے کہ آپ کا عالی ظرف اُن کے عیوب سے چشم پوشی کا کفیل ہے، اس قلیل ہدیے کو میری طرف سے غنیمت سمجھئے کہ محتاج کی کوشش کو کم نہیں کہا جاتا، ان کے فخر کیلئے یہ کافی ہے کہ جناب کے زیر سایہ انھیں رہنے کی جگہ مل گئی، اور ان کیلئے یہ عزت بس کرتی ہے کہ جناب کے نتائج فکر اور ان میں ہمسائگی و قربت کا رشتہ قائم ہو گیا،

پیدائش محرم ماہ ربیع الاول ۶۹۶ھ کو سبتہ میں پیدا ہوئے،

وفات محمد منصب قضا پر متمکن تھے کہ شعبان ۷۶۰ھ کے اوائل میں غرناطہ میں انتقال کیا،

محمد بن احمد بن عبد الملک انقشالی

نام و کنیت محمد نام اور ابو عبد اللہ کنیت، مرکز اسلام فاس میں قاضی جماعت کے عہدے پر سرفراز تھے،

حالات ابو عبد اللہ عالی خاندان اور حسب و نسب کے اعتبار سے ممتاز تھے، قدیم الطلب، ظاہر التخصیص، بہت باوقار اور اعتماد و اخلاق میں ممتاز تھے، مخلص اور پاک نفس، دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والے تھے، فن ادب میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے، خوش گو شاعر اور اعلیٰ انشا پرداز، فن معانی میں تجنیس و تنقیح کے عالم تھے، جس خوش نصیب نے ان سے فیض حاصل کر لیا، گویا اس نے علم و بزرگی کے ایک رکن کو حاصل کر لیا، سلطان المعظم ابو عنان فارس نے انھیں غرناطہ میں عہدۂ قضا پر مامور کیا، اور ان پر سلطان کی عنایت خاص طور پر مبذول

Marfat.com

رہی، اور اُن کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا، اُن کی سچی قدر و منزلت ہونے لگی، سلطان کے سفیر بن کر بارہا اندلس گئے، وہاں اُن کی بزرگی و رتبۂ عالی کا سکّہ بیٹھ گیا،

ص ۱۳۴ جب اندلس میں حکومت پر ادبار آیا اور لوگوں کو کوچ کرنا پڑا، تو مجھے اُن کی بزرگی، مشورہ اور حسن صحبت کے متعلق ایسی قابل رشک خوبیوں کا تجربہ ہوا، کہ بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے، اور میں نے اُن کی شان میں مندرجۂ ذیل شعر کہے:-

من ذا یعدّ فضائل القشتالی	قشتالی کے فضائل کون بیان کرے۔
والدھر کاتب آیھا والتالی	جبکہ زمانہ اُنکی خوبیوں کو لکھنے والا اور تلاوت کرنیوالا ہے،
علم اذا التمسوا الفنون بعلمہ	جب اُنکے وسیع علم سے کچھ حاصل کرنیکی سعی کی جائے
مرعی المشیح ونجعۃ المکتال	تو وہ قحط زدہ کے لئے سرسبز میدان اور تشنہ کام کیلئے
	شاداب سیراب گاہ کے مانند ہیں۔
نال التی لا فوقھا من رفعۃ	وہ اتنی بلندی پر پہنچ گئے ہیں جس سے اوپر کوئی بلندی نہیں ہے،
ما املتہا حیلۃ المحتال	اور جہانتک کسی کے کوشش کرنیکا خیال تک نہیں گیا تھا،
وکفیٰ بارث تراثہ عن جدہٖ	یہ کہنے کیلئے کہ انھیں بزرگی و علم کا ترکہ اپنے آباو اجداد
	سے ملا ہے یہ کافی ہے،

أن المقدم فیہ عین التالی کہ ان میں پچھلا اگلوں سے کم نہیں ہوتا،

اے جماعتوں کے قاضی! میں آپ کی تعریف میں کن خوبیوں کا حوالہ دوں، کیا اُن قدیم کمالات کا جو آپ کی بزرگی کا باعث ہیں، یا آپ کے نئے اوصاف کا، جو آپ کی باتوں کے سننے پر مجبور کرتی ہیں، اور دونوں کی دونوں دریائے ناپید اکنار کی مانند ہیں، کہ تصور بھی اُس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے، اور حال یہ ہے کہ تیز رفتار گھوڑے سے کوئی نہیں بڑھ سکتا، اور انتھک کوشش کرنے والا نہ منزل مقصود کو پہنچتا ہے، اور نہ اپنی سی کوشش میں دریغ کرتا ہے،

اور اُس شرافت اور خوبی کا کیا کہنا، جس کی شہادت

پرانی خبریں کردیتی ہیں، اور اِس خاندانی نسبت پر جو ناحق بات سے گریز کرتی، اور سچی باتوں سے اتصال کی کوشش کرتی ہے، اور ایسے علوم جو حق کی بنیادوں کو ثابت اور استوار کرتے ہیں، شہادت سے اشتباہ کو دور کرتے ہیں، خدا جانتا ہے، کہ آپ کے سایۂ عاطفت نے زمانے کے ستم سے مجھے بچالیا، اور اُس نے میرا بال تک بیکا نہیں کیا، اگرچہ زمانہ شیر یا ببر ہی کو مجھ پر کیوں نہیں ابھار دیتا، کہ اب میں اس حکومت کے زیر سایہ آگیا ہوں، جس کی نگاہ انتخاب جناب پر پڑی ہے، اور جس کے سونے کے کھرے پن کو اُس کے معیار نے نمایاں کردیا ہے، رحمت وعزت اور ایسے حقوق کے نگہبان کے سائے میں آگیا ہوں، جس کی سیکڑوں ہزاروں میں مثال دی جاتی ہے، اور اللہ سے اعتماد ہے، کہ اچھا بدلہ عنایت فرمائیگا، اور حضور والا کی فضیلتوں کی طرف نسبت ظاہر کرنے سے ابتک یہ سفر مانع رہا ہے، جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا، اور کچھ ایسے ناگوار حالات ہیں، جن کی کدورتیں خاکسار اور جناب عالی کے درمیان حائل رہی ہیں، اور اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو خوشی ومسرت کی زندگی بسر کرتا، اور جناب سے فائدہ حاصل کرتا، خدا آپ کی زندگی میں برکت دے کہ وہ نزدیکی حاصل ہو، جو اجنبیت کو دور کردے، اور تعلق اتنا بلند ہو جائے، جس کے مقابلے میں کسی خوبی کا ذکر نہ ہو، رہا جناب کا حکم اس قصیدے کے بھیجنے کے بارے میں، جس کا مرتبہ صرف آپکی نظرِ عنایت نے بلند کردیا ہے، اور آپ کی نیک نیتی اور اخلاص کو اس میں جدت نظر آئی تو اس حکم کی تعمیل ہوگئی ہے اور معمولی غور وتامل کے بعد نقص ظاہر ہو جاتا ہے، اور میری بڑی امید یہ ہے، کہ چشم پوشی کی جائے، اس لئے کہ یہ ایسی فکر کے نتائج ہیں، جس کی آگ لیل ونہار کی گردش سے بجھ چکی ہے، اور پست درجہ لوگوں نے اس کا معیار بدل دیا، اور حق تو یہ ہے، کہ جناب کی ذات ان غلطیوں کے مطالعے اور اس کوچے کی راہ پیمائی سے بلند وبرتر ہے، لیکن حکم کی بجاآوری ضروری ہے، اور بزرگی وشرف کا یہ ایسا حکم تھا جس سے سرتابی کی گنجائش نہیں تھی، اور جناب والا اپنے قدر دان ص ۱۳۵

اور مرثیہ شناس محمد بن خطیب کا سلام قبول کریں
اُس کے جواب میں انھوں نے سپاس گزاری کے لہجے میں دوبارہ کہا:-

وأنت يجر الزهو فضلة بردها
حسناء قد اضحت نسيجة وحدها
لله اى قصيدة اهديت لو
يهد المعارض نحوغاية قصدها
لاين الخطيب بها محاسن جمة
يلقى الخطيب فهامة فى عدها
سر البلاغة عنده اودع حافظا
قد صانه حتى فشا من عندها
فى غير عقد نفثته بسحرها
فلذا اُتى سلسا منظم عقدها
اعيا ذوى مافيها فقمت معاودا
من حلها او معلما من بردها
حتى رمت بها الأبعد غاية
باعا تقصر فى البلوغ يحدها
حدان من نظم ونثر ان من
يلقاهما يرجع بذلة عبدها
اولى بنا ابيضاء مولى فضلها
لى قدرة حتى اقوم بحمدها
ورفضت تكذيب المنى متشبثا
لعلى مرا ها بصادر وعدها
فبذلت شعرى رافعا من قدرها
وهززت عطفى رافلا فى بردها

شان تجمل سے چادر گھسیٹتے ہوئے
ایسی حسین عورت آئی جو اپنی آپ مثال ہے
آپ کے بھیجے ہوئے قصیدے کا کیا کہنا
مقابلے کا ارادہ کرنیوالا جس کا پتا بھی نہ پاسکا'
اس قصیدے سے ابن خطیب کے ایسے کمالات ظاہر ہوئے
ایک مقرر بھی اُس کے شمار کرنے سے عاجز ہے'
اُن کی بلاغت کا راز اب تک ایک محافظ
کے سینے کی امانت تھا' یہانتک کہ اس قصیدے سے ظاہر ہوا
اس قصیدے نے اپنے جادو کو کتنی گرہوں میں پھونکا ہے
اسی لیے اسکا ہار نہایت سلیقے سے پرویا ہوا ہے'
میں اس کا مطلب بخوبی نہ سمجھ سکا' تو میں
اسکے صفحوں کو دوبارہ دیکھنے لگا اور اسکے نقش ونگار کا پتا لگانے لگا
یہانتک کہ میں نے اُسے نہایت باکمال انسان کے سپرد کیا
جو اُس کی گہنہ تک پہنچنے سے عاجز ہے'
نظم ونثر دونوں کا اعجاز ہے' جو
اس کا مقابلہ کرنا چاہیگا ناکام ولشیمان ہوگا
احسان کرنیوالے نے ایک بیش بہا احسان کیا ہے
میری قدرت سے باہر ہے کہ اُسکی تعریف کرسکوں
اور قلیل ثناؤں کو میں نے قصیدے
کے منظر کی بلندی کی وجہ سے ترک کردیا
تو اس کا مرتبہ نمایاں کرنے کے لئے میں نے شعر کہے
اور اُسکی چادر میں میں نے بھی اپنے بدن کو حرکت دینے کی کوشش کی

خدا آپ کی عزت میں زیادتی دے اور سفر میں اجنبیت و وحشت پر اُنس کو فتح دے' یہ چند معمولی اور کم حیثیت اشعار ہیں' پریشان حال چڑیا کی خوراک' اور مانگنے والے فقیر کی غنیمت کے طور پر'

اس رواں' فیاض طبیعت کا ابر گہر بار برسا اور میری طبیعت کی تاریکی طوق کی علیحدگی کی طرح دور ہوگئی' کاش' اس وقت میرے لئے زبان آوری کا دروازہ بند ہو چکا ہوتا' اور میں یکسر خاموش رہتا' لیکن میں نے کہا' اور کم کہنے والے کی کوشش زیادہ کہنے والے کی قسمت کی برابری کر سکتی ہے' اور کبھی ادائے واجب کے لئے تھوڑا کہنا کافی ہوتا ہے۔ تو میں نے ان اشعار کو نقائص کے باوجود ارسال خدمت کیا' اور ان اشعار کا عذر بھی ختم ہوگیا' میں نے ان کے ذوق و شوق کو انھیں کے الفاظ میں ادا کر دیا ہے' اور جناب کی چشم پوشی یا رضامندی سے محروم نہیں رہیں گے' اور اللہ سے دعا ہے' اُنس و محبت کے ساتھ تعلقات کو استوار کرے' اور اجتماع کا موقع دے' اور سلام مؤدبانہ اور اللہ کی رحمت و برکات' جناب کی درگاہ میں خاص طور پر پیشکش ہیں'

از محمد بن احمد قشتالی

اور محمد قشتالی آجکل فاس ہی میں نیکنامی کے ساتھ قاضی کے فرائض انجام دے رہے ہیں' اللہ انھیں دیر تک باقی رکھے کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچائیں'

محمد بن محمد بن احمد بن ابوبکر بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن ابن ابوبکر بن علی قرشی مقری

نام و کنیت	محمد نام' کنیت ابوعبداللہ تلمسان کے رہنے والے' فاس میں قاضی القضاۃ ہیں
خاندانی حالات	مندرجۂ ذیل حالات ابوعبداللہ مقری کی خود نوشت تحریر سے

منقول ہیں،

پہلے ہمارے بزرگ غرناطہ گاہے گاہے آیا کرتے تھے، سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن ابوبکر مقری سکونت پذیر ہوئے، جو شیخ ابومدین کے مرید و رفیق تھے، شیخ نے اُن کے اور اُن کی اولاد کے لئے دعائے خیر کی تھی، جس کی قبولیت نمایاں ہے، یہ پانچویں پشت میں میرے دادا ہیں، میرا سلسلۂ نسب یہ ہے، محمد بن محمد بن احمد بن ابوبکر بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن، اور یہ نامے میں ہمیشہ حاضر القلب رہتے تھے، بارہا مختلف طریقوں سے ان کی آزمائش کی گئی، مگر کبھی کسی طرف متوجہ نہ ہوئے، کہا جاتا ہے کہ یہ حضور قلب اُن کے پیر شیخ ابومدین کے برکات سے ہے، پھر اُن کی اولاد جہاں تک پتا چلتا ہے، تجارت کے ساتھ مشہور رہی، ان لوگوں نے جنگلوں میں کنویں کھدوائے، اور تاجروں کے لئے راستہ پرامن بنایا، اور کوچ کا سامان اس طرح پر کیا کہ ایک ڈنکا ساتھ ہو، اور آگے آگے چھڑا ہو، اور یحییٰ کے پانچ بیٹے تھے، جن میں سے ایک ابوبکر ہیں، سبھوں نے اپنی املاک اور آئندہ منافع پر برابری کے ساتھ سانجھا کیا، ابوبکر جد (جو باپ اور ماں دونوں جانب سے میرے اصل ہیں) تلمسان میں، اور اُنکے بڑے بھائی عبدالرحمٰن سجلماسہ میں اور دو چھوٹے بھائی ایوالاتن میں رہتے تھے، ان لوگوں نے اطراف میں مکانات اور عمارتیں بنوائیں، آزاد عورتوں سے شادی کی، اور لونڈیوں سے بھی ان کی اولادیں ہوئیں، اور تلمسانی جنگل والوں کے پاس حسب الطلب سامان تجارت بھیجتے تھے، اور جنگل میں رہنے والے چمڑا، ہاتھی دانت اخروٹ اور سونا روانہ کرتے تھے، سجلماسہ کے یہ (سجلماسہ کے یہ) ترازو کے کانٹے کی طرح ان دونوں کو بازار کے نرخ اور مختلف ملکوں اور تاجروں کے حالات لکھ کر بھیجتے تھے، اس طرح ان کی دولت بڑھ گئی اور مالی حالت بلند ہوگئی، جب تکدر نے ایلاقیہ اور اُس کے آس پاس کا علاقہ فتح کیا، تو ان کا بہت مال ضائع ہوا، حالانکہ انھوں نے جانبازی کر کے جان و مال کے دفاع کی کوشش کی تھی،

پھر وہ بادشاہ کے پاس آنے جانے لگے، سلطان نے بڑی آؤبھگت کی، ۱۳۷

Marfat.com

اور اپنے علاقے میں تجارت کے لئے آسانیاں پیدا کردیں، اور "محب دلی ورفیق مونس" کے لقب سے یاد کرنے لگا، پھر تلمسان والوں کو بھی اپنی ضرورتوں کے لئے سلطان لکھتا تو اسی طرح خطاب کرتا، میرے پاس ان کے اور شاہان مغرب کے خطوط موجود ہیں، جو اس کے شاہد ہیں۔ جب بادشاہ اُن کی مٹھی میں آگئے، پھر کیا تھا، ہر جگہ آسانیاں ہی آسانیاں تھیں، مال و دولت بشمار حاصل کیا، اس لئے کہ اہل مصر کی آمد سے پیشتر دیار مغرب سے کافی مال آیا کرتا تھا، جس کی قیمت کافی ملا کرتی تھی ..... کہا کرتے تھے، کہ اگر خرابی نہ ہوتی تو اپنے ہی وطن میں تجارت کرتا، اور صحرا کے تاجروں سے نہ ہوتا، جو خراب مال لے کر جاتے ہیں، اور اُس کے بدلے سونا لاتے ہیں، جس کی اطاعت گزاری تمام دنیا کرتی ہے، اور ان کے علاوہ لوگ سونا لے جایا کرتے ہیں، اور ایسی چیزیں لاتے ہیں جو بہت جلد مٹ جانے والی ہیں، اِن میں بعض ایسی چیزیں بھی ہوتی ہیں، جو اخلاق خراب کرنے والی، اور اوباشوں کو برائی کی ترغیب دیتی ہیں،

ص ۱۳۰ جب ان بزرگوں کا زمانہ ختم ہوا، تو اُن کی اولاد متروکہ مال بیدریغ خرچ کرنے لگی، اور ترقی و زیادتی کی کوشش بالکل نہیں کی، پے در پے فتنوں کے شکار ہوئے، اور بادشاہوں کے ظلم سے نہ بچ سکے، ان کی حالت اس زمانے تک برابر پست ہوتی رہی، اسی کا نتیجہ ہے، کہ مجھے اس اندوختے سے مٹی ہوئی دولت کی کچھ نشانیاں ملی ہیں، جن میں قابل یادگار چیزوں کو سینے سے لگائے بیٹھا ہوں، اور بقیہ اشیا معاش کا سبب ہیں، اس ترکے میں کتابوں کا بڑا ذخیرہ بھی شامل ہے، جو تحصیل علوم میں ممد و معاون ہوا، اس لئے میں خدا کا نام لے کر تعلیم میں مشغول ہوگیا، اور تمام اہل شہر سے ملا اور مقیم و مسافر کیا سب سے کچھ نہ کچھ سماع و املا دونوں طریقوں سے علم حاصل کیا،

حالات ابو عبداللہ مقری مغربی حصے میں اپنی کوشش و سعی، حفظ و نگہداشت، معلومات و روایت تمام اعتبار سے بہت ممتاز ہیں،

Marfat.com

دل کے صاف، زود فہم، قول کے سچے، بناوٹ سے دور، ہشاش بشاش اور باحیا تھے، دل کے پاک، سراپا اخلاق، کاموں کی پابندی میں مشہور، گوشہ نشینی اور شوق عبادت میں معروف تھے، توجہ اور عقد انامل میں بہت تکلف اور سختی سے کام لیتے، چہرے اور ہاتھوں سے نیت کرنے میں مشقت برداشت کرتے، اور پھر یک بیک ایک دہشتناک آواز کے ساتھ تحریمہ باندھتے، جس سے بسا اوقات نامانوس لوگوں کو تکلیف ہوتی، اور یہ ان کے حسن معاملہ اور سادگی کی دلیل ہے، فیاض و سخی، مطالعہ و تعلم میں برابر مشغول رہنے والے، پاکیزی اخلاق و دیانت میں نیک نام علمی مباحثوں میں منصف اور وسیع النظری کے ساتھ ہمیشہ حصہ لینے کے لئے تیار رہتے، اور مناظروں میں جوڑ کا خیال نہ کرتے۔ علم سے بخل نہ کرتے، ہر طرف یکساں توجہ رکھنے والے، دلائل زور سے بیان کرتے، جھگڑے اور فخر سے دور، باذوق طلبہ کے فضل کا ہمیشہ اعتراف کرتے، علوم عربیہ، فقہ و تفسیر کے ماہر، حدیثیں یاد کرتے، اخبار و تاریخ اور علوم ادب کے حصول و حفظ کے لئے گوشہ نشین ہو جاتے، علوم جدل و منطق میں بھی خاصہ درک تھا، کتابت کا ملکہ تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے، اور صوفیہ کے اصول میں اہل علم کی طرح گفتگو کرتے، اور اس میں تالیف بھی کرتے، مشرق کا سفر کیا، حج سے بھی فائز ہوئے، اور مشاہیر علما سے ملے، ایک سفرنامہ بھی ان سے یادگار ہے، پھر وطن پلٹنے کے بعد خدمت علم میں منہمک ہو گئے، امیر المومنین ابو عنان نے (جو نیکی اور شاہانہ شان و شکوہ، نیز دینی اخوت میں مشہور تھے) مغرب کی مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ان سے نہایت اچھا سلوک کیا، اور خاص انعام و اکرام سے سرفراز کیا، اور شہر فاس میں قاضی جماعت کے عہدے پر سرفراز کر دیا، اس میں ان کا اصلی جوہر خوب چمکا، اور مدت تک داد قضا دیتے رہے، اس طرح پر کہ حق کو نافذ کیا، اور لوگوں کو مطیع بنایا، انصاف و صحت رائے کو ترجیح دی، مشکلات برداشت کیں، اور نہایت عاجزی سے کام لیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ انکی جانب سے

ص ۱۳۶

دلوں میں حسن ظن پیدا ہوا، اور عام و خاص سب کے محبوب رہے، مجھے ان کی عدالت میں جانے کا اتفاق ہوا، خصومت اور دلائل کے سننے میں اتنے سکون سے کام لیتے، اور فریقین کے ساتھ اتنی نرمی برتتے، کہ میں انگشت بدنداں رہ گیا۔

ورود غرناطہ | ابوعبداللہ مقری عہدۂ قضا سے علیحدگی کے کچھ دنوں بعد سفارت پر مامور ہوئے، اسی سلسلے میں جمادی الثانیہ ۷۷۳ھ کے آغاز میں اندلس آنا ہوا، موصوف غرض کی انجام دہی اور اس کو بحسن و خوبی پورا کرنے کے بعد واپسی میں مالقہ اترے، جہاں ان کی رائے ہوئی کہ خدمت سلطانی سے الگ اور اس منصب سے عہدہ برآ ہو جائیں، اسی لئے ٹھہر گئے، اور اپنا ارادہ عام طور پر ظاہر کیا، اور اپنے رفقائے سفر کو بھی انقطاع سفر کے عزم سے مطلع کیا، اس کے بعد وہ دنیا و مافیہا سے الگ ہو کر یاد خدا میں منہمک ہو گئے، اور لوگوں نے بھی انھیں معذور سمجھا، آخر یہ خبر امیر تک پہنچی تو اسے اس خیال سے تکلیف ہوئی کہ یاد الٰہی کے لئے اس کے حدود سے کیوں ہجرت کی گئی، نیز سفارت کے کام کو نامکمل چھوڑنے اور ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے سے پیشتر قطع تعلق پر بھی ناخوشی کا اظہار کیا، اور صاحب مذکور کی طرف سے اس کا دل ہٹ گیا، اور اس کو تہمت اور نفرت پر مبنی محمول کیا، بعید نہیں تھا، اور ایسے حکام کی ایک جماعت طیار ہوئی جو شبہے کے مواقع میں آگے رہنے والی، دلائل دینے میں ہوشیار اور ملامت کا راستہ اختیار کرنے میں طاق اور اسلام کے بدلے فساد کو اختیار کرنے میں بیباک، الزام لگانے اور مبتلائے مصیبت کرنے کی خوگر اور نفرت و قطع تعلق کو ان کی پناہ گزینی کا سبب ٹھہرانے میں پیش پیش تھی اور صاحب حالات نے غرناطہ پہنچ کر اور اس کے مسجد میں گوشہ نشین ہو کر خدا کی درگاہ میں پناہ لی، اور ہجرت کرنے والوں کو یہ آیت (من یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ) (جو پناہ دیتا ہے اور اس کے پناہ گزین پر کوئی ظلم نہیں کرتا) یاد دلا کر خوف دلایا، تو لوگوں کو ان کا بہت خیال ہوا، اور قاصد رک گئے، تاآنکہ اس اثناء میں ایسی سفارش پہنچی،

ص ۱۴۰

جس نے اُن کے سر سے یہ الزام معاف کرا دیا، اور انھیں اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا،

ان حالات کے بعد وہ غرناطہ کے دو مشہور عالم قاضی جماعت ابوالقاسم حسنی (جن کا تذکرہ پہلے آچکا ہے) اور شیخ خطیب ابوالبرکات ابن الحاج کے ساتھ واپس ہوئے، تاکہ یہ اُن کی زبانی سفارش کریں، پھر بدلی پھٹ گئی، اور تکلیف دور ہوگئی، اور ان دونوں نے دربار سلطانی میں باریاب ہوکر حسب ذیل عریضہ گزرانا، جو میرا لکھا ہوا تھا، جیسا کہ کتاب (کناسۃ الدکان بعد انتقال السکان میں درج ہے جو سلاسل میں جمع کی گئی ہے،) "دربار عالی جہاں سفارشیں محبوب رکھی جاتی ہیں اور وسائل کی نگہداشت ہوتی ہے، جو وعدوں کو پورا کرتا ہے، اور احسان وکرم کی تکمیل کرتا ہے، اور بے پایاں احسانات اُس کی بزرگی میں اضافہ کرتے ہیں، اور لمبی چوڑی تعریفیں اس کی مدح سے عاجز ہیں، اور وہ سلطان جو ہمارے باپ کے مرتبے پر ہے، جس کی بزرگی بے پایاں ہے، جس کا اقبال روشن ہے، اور جو اللہ پر ایمان راسخ رکھتا ہے اور اعمال صالحہ میں اس کی نیت خالص ہے، اور زبانیں اسکی توصیف سے عاجز ہیں سلطان فلاں بن فلاں بن فلاں اللہ تعالیٰ اُن کو ہمیشہ قائم رکھے، ان وسائل کے لئے جن کی وہ نگہداشت کرتے ہیں، اور ان سفارشوں کے لئے جن کی وہ عزت وتوقیر کرتے ہیں، اور ایسے اعلیٰ اخلاق کے لئے جو کسی شریف دل اور شریف انسانوں کی دعاؤں پر لبیک کہتے ہیں، اپنی حکومت کی شان بڑھانے والے اور اپنے مرتبے میں چار چاند لگانے والے، اللہ بزرگ وبرتر کے بعد جن کا ہر چھوٹے بڑے کام میں بھروسہ ہے، خادم فلاں کا پاک وموٴدبانہ سلام، اور خدا کی رحمت اور اُس کی رحمتیں خاص ہوں جناب کے عالی مقام اور پدرانہ بڑائی کے ساتھ۔ اُس خدا کی حمد جس نے اچھی عادتوں کو اس پر دلیل بنایا، کہ اس کی عنایت ان افراد کے ساتھ خاص طور پر تھی، اور اُن اخلاق کے ساتھ ان نفوس قدسیہ کو ممتاز کیا، جو اُس کی قربت وعزت سے مشرف ہیں، ایسی حمد جو ان نعمتوں کے مقابل ہو، جو اس کی بارگاہ سے ہمیشہ اور بار بار صادر

ہوتی ہیں، اور درود وسلام ہو ہمارے آقا و مولا محمدؐ پر جو اُس کے رسول اور نیک بندے
ہیں، جو خصوصیت کے بلند ترین درجوں پر فائز ہیں، جو ہدایت کے واضح
و نمایاں ترین انوار سے ممتاز ہیں، اور سعادت و کامرانی کی نشانیوں کے ایسے
مطلع ہیں جس کا جلوہ نگاہوں کے لئے پسندیدہ ہے، اور خدا رضامند ہو،
اُن کی اولاد اور اصحاب سے، جن کی نیتوں کی سچائی کا امتحان وہ کر چکا ہے، صـ۱۸۱
ان کے ذکر کو شیریں بنا دیا ہے، پھر ان کی خوبیوں کا کیا کہنا، زبانوں کو کس قدر
حلاوت و شیرینی معلوم ہوتی ہے، اور آپ کی پدرانہ مرتبت کے لئے دعا
کرتے ہیں، اللہ اُس کی برتری کی حفاظت کرے، کامیابی جس کی لونڈی و کامرانی
جس کی رکاب تھامے ہوئے ساتھ چلتی ہے، اور ان خدام سے جو اپنی مژدہ
سنانے والی سواریوں پر میدانوں کو قطع کریں، ہم نے جناب کو غرناطہ (اللہ
اُس کی نگہبانی کرے) سے لکھا ہے، اللہ آپ کو بلند و بالا عزت دے، اور
آپ کے کارناموں کو توصیف عام سے سرفراز فرمائے، اور ایسے نیک اخلاق
سے آراستہ کرے، جن سے معلوم ہو کہ عنایت ربانی جناب کے حال پر قدیم
ہے، (یہ ہم نے اس حال میں لکھا ہے، کہ محبت ظاہر نمایاں اور روز افزوں ہے
اور ہمدردی و عقیدت عام ہے)

اور اللہ تعالیٰ آپ کو بلند اقبال کرے، اور آپ کی بزرگی کی نگہبانی کرے،
ہم نے جناب عالی کو شیخ ابو عبد اللہ مقری نیکو کار رفیع و حافظ کے بارے میں
خطاب کیا ہے، اللہ ہمارے اور ان کے لئے بھلائی کرے، اور اُسکی عنایت فراواں سے
سب اپنی امیدیں مطابق پائیں، یہ عریضہ فرمان شاہی غیر فیصل شدہ قضایا اور ان
لگائی ہوئی باتوں کے جواب میں ہے، جو دربار عالی سے اس کے بارے میں
صادر ہوئے ہیں، ہم جناب کی خدمت میں ایسی سفارش پیش کرتے ہیں جس کا
مثل آپ کے دربار سے نامنظور نہیں ہوتا، اور اس کا پیاسا آپ کے قبول
کے گھاٹ سے دور نہیں کیا جاتا، جیسا کہ آباو اجداد اور ان اسلاف کا
طریقہ رہا ہے، جن کی خوبی اخلاق ہر طرح آشکارا ہو چکی ہے، اور ہم نے یہ خطاب
اس وقت تک نہیں کیا، جب تک ہمیں اُن کے حالات سے صدق ضمیر

اور بزرگی و پرہیزگاری، اور دُنیا کے مال و اسباب سے نفرت اور دنیوی چیزوں
نیز اجتماع سے بالکل پرہیز، اور وظائف و اوراد کے ساتھ شب و روز مصروفیت
کا یقین نہ ہوگیا، اور جب ہمیں معلوم ہوا کہ وہ مالقہ میں اسی نیک غرض سے
قیام پذیر ہیں، جو انھوں نے مشہور کیا ہے، اور اس کی خوبیوں کو سب پر
ظاہر کر دیا تو ہم نے حکم دیا کہ اُن کی خبر گیری کی جائے، اور اُن کی ذاتی ضرورتوں کا خیال
رکھا جائے، بیت المال کے عشر کے پاک مال سے کچھ انھیں بھی دیا جائے" ص ۱۴۲
اور ہم نے اُن سے کہا کہ جو کچھ بغیر سوال کے ملے، اُس کے مستند و درست
ہونے میں کوئی کلام نہیں، تو وہ مالقہ سے۔ جہاں تک ہم لوگوں کا علم ہے،
روانہ ہوگئے، اور غرناطہ میں گمنامی کی حالت میں بسر کرنے لگے، اور مدرسے
کی ان جگہوں میں رہنے لگے، جو طلبہ علم اور نیکو کار لوگوں کے لئے مخصوص
ہے، اس طرح کہ اُن کے آنے کی خبر صرف ان لوگوں کو معلوم ہو سکی، جو اُن سے
ناواقف اور کمئ تجربہ کے باعث اُن کے کمالات سے بیخبر تھے، پھر اسکے بعد
جناب کی طرف سے سربرآوردہ لوگ آئے، ایسی حالت میں ہم لوگوں پر
فرض ہوگیا، کہ سفارش کریں، اور بردباری و کرم کے بازار میں طلب رحم و عفو
کی متاع پیش کریں، اور ہم نے اُن کے دُنیا اور اہل دُنیا سے نفرت، کے بارے
میں جو کچھ معلوم تھا، لکھا، اور یہ کہ وہ ایسی طرح متوجہ ہیں، کہ جس نے اس
طرف رغبت کی اُس نے گویا ایک اعلیٰ چیز کو ترجیح دی، اور جس نے دُنیا
کا متاع دے کر خریدا، وہ عنایت فراواں اور خیر کثیر کا مستحق ہوا۔ اور ہم نے
آپ سے درخواست کی، کہ اُن کو اس کار خیر کی اجازت دے دیں، جس کے لئے
وہ عزم کامل کے ساتھ کمر ہمت باندھ چکے ہیں، آپ کی ذات کو یہ کتنا زیب
دیتا ہے، کہ اس سے دُنیا کا طلبگار اپنی مراد کو پہنچے اور طالب آخرت کی
آرزوئیں بھی بر آئیں، اور جس کی پرہیزگاری سے زاہد اور جس کے علم سے عالم
وسیلہ پکڑیں، اور نیکوکار و بدکار دونوں اس کے کرم سے مالا مال ہوں"
دربار شاہی سے امان ملی، جو ایک بڑی آرزو اور فائدہ اور اظہار مسرت
کے طریقوں سے ایک طریقہ تھا، تو ہم نے دیکھا کہ اب "آخیر ظلم ہے" اور دوبارہ

Marfat.com

عرضداشت میں ناکامی نہیں ہوگی، جبکہ آپ کی بزرگی سے معافی اور وفا کا یقین ہے، اور ان کو سفر کے لئے آمادہ کرنے میں جلدی کی، اور یہ کہ وہ سفر اپنی خوشی سے کریں، کہ مقصد کو پہنچیں، اور راستے میں کامیابی سے ہمکنار ہوں، اس لئے کہ دامان الٰہی سے وابستہ ہونے والے کو جناب کے دربار سے یقینی کامیابی حاصل ہے، اور دین متین نے اُس کے دل سے خوف کو دور کر دیا ہے، اور سعادت و کامرانی کی کیمیا کا طالب آپ کی مدد سے مقصود کو پالیتا ہے، اور جبکہ اس حالت کی اصلاح کے لئے بڑھے، جس کے بارے میں برابر آپ کو برانگیختہ کیا جاتا تھا اور آپ کا علم اُس کی خوبیوں کی بغیر تعریض کے تصریح کرتا تھا، تو پورا کر دیجئے۔
ص ۱۴۳ اللہ آپ کو حیات دے۔ اس چیز کو جو ہم خط میں نہ ادا کر سکے، اور اصل میں اس جواز کی حدیث بھی بڑھا دیجئے کہ یہ اس بارے میں صحیح ترین حدیث ہے، اور اُن کو اُن کی خواہش کے مطابق آزاد چھوڑ کر ہماری عرض پوری کیجئے، اس طرح پر کہ وہ اسباب دنیاوی سے قطع تعلق کر کے گناہوں کے بخشنے والے اور توبہ کو شرف قبولیت عطا کرنے والے کے دربار کا رخ کر سکیں، اور قیامت و محاسبہ کے دن کی طیاری کریں، اور اُن پر اس دربار کی عنایت کا اظہار کیجئے، جن کے دامن سے وہ وابستہ ہیں، اللہ آپ کی امیدوں کو بھی اُسی درگاہ سے وابستہ کرے، اور ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، کہ ہماری سفارش جناب کے دربار سے ناکامیاب واپس آئے۔ اور ہم نے ایسے لوگوں کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے جو آپ سے گفتگو میں ہماری اچھی طرح قائم مقامی کریں گے، اور دلیل و حجت کے عوض آپ کی مرضی سے ان کی رہائی کی درخواست کریں گے، اور یہ دونوں فلاں اور فلاں ہیں، اگر مجبوریاں نہ ہوتیں تو اس کام کے لئے خطوط سے پیشتر ہم لوگ خود پہنچتے، اور امید ہے کہ آپ اس درخواست کو اپنے بلند اخلاق سے اس طرح نوازیں گے، کہ زبان سے بے اختیار تعریف نکل پڑے، اور جو امید سے بڑھ کر ہو، کہ محبت و دوستی کا رشتہ اور مستحکم ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو آبائی عزت کی حفاظت اور بخشش کرنے کے لئے دیر تک قائم رکھے، اور آپ کے آستانے اور بلند مرتبے کے ساتھ سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور

Marfat.com

اس کی برکتیں مخصوص ہوں، یہ ۲۱ جمادی الآخرۃ ۸۵۷ھ کو لکھا گیا، اللہ اپنی مشیت سے نفع دے، اور ہمارے لئے اپنی ذات کی طرف توجہ آسان کرے،

اساتذہ

ابو عبداللہ مقری لکھتے ہیں:- میں نے جن لوگوں سے پڑھا اور استفادہ کیا، ان میں تلمسان کے دو رکن اعظم اور مشہور عالم محمد بن عبداللہ بن امام کے بیٹے ابو زید عبدالرحمٰن اور ابو محمد عیسیٰ اور تلمسان کے حافظ و مدرس اور مفتی عمران بن یوسف مشدالی اور تلمسان کے گوہر شب چراغ اور دُر بے بہا ابو اسحٰق ابراہیم بن حکیم کنانی سلوی رح زیادہ ممتاز ہیں، اور ان میں سے قاضی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالنور اور ص ۱۴۴ شیخ ابو عبداللہ محمد بن حسن برونی اور ابو عمران موسیٰ مصمودی معروف بہ سنجاری بھی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے برونی کو کہتے ہوئے سنا کہ شیخ ابو عمران بخاری پڑھاتے تھے، اور اُن کے ایک ساتھی مسلم کا درس دیتے تھے، اور دونوں بخاری و مسلم کے نام سے مشہور تھے، ایک روز ان دونوں نے قاضی کے سامنے گواہی دی جب مدعا علیہ نے جرح کی اجازت چاہی، تو اس سے ابو عمران نے کہا کیا تم جامع صحیحین بخاری و مسلم پر جرح کرو گے؟ قاضی اس پر ہنس پڑا، اور فریقین کے درمیان صلح کرادی، پھر فرمایا کہ میرے ان متقی اساتذہ میں سے جن سے میں نے علم حاصل کیا، تلمسان کے خطیب شیخ ابو عثمان سعید بن ابراہیم بن علی خیاط ہیں جنھوں نے ابو اسحٰق طیار کا زمانہ پایا تھا اور انھیں میں سے ابو عبداللہ محمد بن محمد غزمونی بھی ہیں جو خواب کی تعبیر میں بڑے ماہر تھے، ان کا عجیب و غریب واقعہ یہ ہے کہ وہ ابو یعقوب یوسف بن عبدالحق کی قید میں تلمسان کے دیگر رفقا کے ساتھ تھے، جس زمانے میں کہ اُس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا تھا، غزمونی کے ایک رفیق ابو جمعہ بن علی الجرائمی نے خواب دیکھا کہ وہ ایک کنوں پر کے کنارے کھڑا ہے، اور پانی نکالنے کے لئے برتن اس کے بیچ کے گڑھے میں ڈالے جاتے ہیں، وہ پانی پینے کے لئے آیا، پانی لینے کے بعد معلوم ہوا کہ اُس میں خون اور گوبر ہے، اُس کو پھینک کر پھر چلو سے پانی

Marfat.com

پینا چاہا، تو پھر وہی حال ہوا، ایسے ہی تین بار یا زیادہ اتفاق ہوا، آخر وہاں سے ہٹ گیا، دوسرے حصے میں بھی ویسے ہی پانی نظر آیا، مجبوراً اُس نے پانی پیا، اتنے میں وہ بیدار ہو گیا، دیکھتا ہے کہ دن ہو چکا ہے، اس نے غزنوی کو خبر کر دی، انھوں نے فرمایا، کہ اگر تمھارا خواب سچا ہے، تو ہم عنقریب اس جگہ سے آزاد ہوں گے، سوال یہ ہوا کہ کیونکر؟ فرمایا کہ نہر سے مراد زمانہ ہے، اور گڈھے سے بادشاہ، اور تم جراح ہو، اپنے ہاتھوں کو اُس کے پیٹ میں دو گے، تو اُن میں خون اور گوبر لگ جائے گا، اور اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، ابھی چاشت کا وقت نہیں ہوا تھا، کہ جراح کی پکار ہوئی، نکلنے کے بعد دیکھا، کہ بادشاہ کے سینے میں خنجر چبھویا گیا ہے، اُس نے اپنا ہاتھ اُس کے پیٹ میں دیا، جس سے اُس میں خون اور گوبر لگ گیا، اُس نے زخم پر ٹانکے لگا دیئے، باہر آنے کے بعد پانی دیکھا، ہاتھوں کو دھویا اور نوش کیا، پھر تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے رحلت کی، اور تمام قیدی رہا کر دیئے گئے۔

ص ۱۴۵ ابو عبد اللہ مقری کے اساتذہ میں امام بینظیر ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم احمد عبدری اہلی تلمسانی بھی ہیں، علوم عقلیہ اور دقت نظر و حسن فہم میں اتنے ممتاز تھے کہ لوگ اُن کے پاس سفر کر کے آتے تھے، ابو عبد اللہ مقری بیان کرتے ہیں، کہ فاس میں ہمارے استاذ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ باہلی المعروف بہ ابن المسفر والی بجایہ کی طرف سے قاصد ہو کر آئے، طلبہ اُن کے پاس حاضر ہوئے، اور اثنائے گفتگو میں ذکر کیا، کہ ناصر الدین کے زمانے میں فخر الدین کی تفسیر سورۂ فاتحہ کا ایک ٹکڑا حل نہیں ہوتا تھا، اور شیخ بھی اُسے حل نہیں کرتے تھے، وہ عبارت یہ تھی،

"ثبت فی بعض العلوم العقلیۃ ان المرکب مثل البسیط فی الجنس والبسیط مثل المرکب فی الفصل وان الجنس اقوی من الفصل"

بعض علوم عقلیہ میں ثابت ہوا ہے، کہ مرکب جنس میں بسیط کی مثل ہے، اور بسیط فصل میں مرکب کی مثل ہے، اور جنس فصل سے زیادہ قوی ہے،

Marfat.com

اُس کو لوگ شیخ ابلی کے پاس لے گئے، شیخ نے غور کے بعد کہا، کہ یہ کلام تصحیف شدہ ہے، اصل اس کی یہ ہے، "ان المرکب قبل البسیط فی الحس والبسیط قبل المرکب فی العقل وان الحس اقوی" مرکب حس میں بسیط سے پہلے اور عقل میں بسیط مرکب سے پہلے ہوتا ہے، اور حس زیادہ قوی ہے، ابن المسفر کو خبر ہوئی، تو ماننے سے گریز کیا، شیخ نے اُن لوگوں سے کہا، کہ اور نسخوں میں تلاش کرو، چنانچہ بعض نسخوں میں وہی عبارت ملی، جو شیخ نے کہا تھا،

سفر

ابو عبداللہ مقری نے شرق کی طرف بجایہ کا سفر کیا، اور وہاں اکابر سے شرف نیاز حاصل کیا، جن میں فقیہ ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ الباہلی ابن المسفر اور فقیہ بن فقیہ ابو عبداللہ محمد بن الشیخ ابو یوسف یعقوب الزواوی قاضی بجایہ اور ناصر الدین کے بعد مشہور امام معقولات ابو علی حسن بن حسن بن زیاد قابل ذکر ہیں، اور تونس میں قاضی شہر فقیہ ابو عبداللہ بن عبدالسلام سے استفادہ کیا، قاضی مناکح ابو محمد الاحمی سے بھی ملے، قضاء وقت میں حفظ حدیث کے اعتبار سے ممتاز تھے، اور فقیہ ابو عبداللہ بن ہارون کے درس میں بھی حاضر ہوئے، جو ابن حاجب کے رسالۂ فقہ واصول کے شارح ہیں، اور سعادت حج سے مشرف ہوئے، اور مکہ مکرمہ میں مختلف اطراف واکناف کے علما کی صحبت سے مشرف ہوئے، جن میں امام وقت ابو عبداللہ محمد بن محمد عبدالرحمٰن التوزری معروف بہ خلیل اور امام بلند مقام ابو العباس ابن رضی الدین شافعی زیادہ اہم ہیں،

ص ۱۴۶

پھر شام آئے، اور دمشق میں امام ابن تیمیہ کے شاگرد شمس الدین ابن قیم الجوزیہ، صدر بن عمادی مالکی، اور ابو القاسم بن محمد بینی شافعی وغیرہ کی زیارت سے فائز المرام ہوئے، اور بیت المقدس میں ابو عبداللہ بن مشبت، قاضی شمس الدین بن سالم اور فقیہ عبداللہ بن عثمان وغیرہم سے استفادہ کا موقع ملا،

تصانیف

ابو عبداللہ مقری نے سو سے زیادہ فقہی مسئلوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی، جس میں فکر ونظر کے تمام قواعد درج ہیں اور تصوف میں

(۱) اقامۃ المریدین

Marfat.com

(۲) رحلۃ المستہل
(۳) کتاب الحقایق والرقائق کتابیں لکھیں۔

شعر

میں ابو عبداللہ مقری کے اشعار میں سے لمحۃ العارض للکملۃ الفقیہ بن الفارض نقل کرتا ہوں جس کے ۷۷ اشعر زمانے کے دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ خدا کی توفیق سے میں اُن کا پتا لگانے میں کامیاب ہوا

فصل اقبال سے

رفضت السوی وھو الطہارۃ عندما — میں نے طہارت کا سبب ماسوا چھوڑ دیا جب
تلفعت فی مرط الھوی وھو بینتی — میں نے محبت کی چادر اوڑھ لی جو کہ میری زینت ہے
وجئت الحمی وھو المصلی بیمما — اور میں حرم (جو کہ نماز ادا کرنے کی جگہ ہے) آیا اس طرح پر
بوجہۃ قلبی وجھھا وھو قبلتی — کہ اپنے دل کے کعبے کی طرف متوجہ تھا جو کہ میرا قبلہ ہے
وقمت وما استفتحت الا بذکرھا — اور میں نے قیام کیا اس حال میں کہ صرف اسی کی یاد سے افتتاح کیا
واحرمت لا ابغی بذاک محرما — اور میں نے احرام باندھا جس کا کوئی کفارہ نہیں
فلو انی اتیت رکوع وان دنت — اگر وہ ظاہر ہوتی تو میں رکوع کرتا اور اگر قریب ہو
سجودی لاھت قیام بحسرۃ — تو سجدہ، اور اگر مجھ سے غافل ہو تو حسرت کے ساتھ قیام ہے
علی انھا فی القرب والبعد واحد — حالانکہ ہم نزدیکی اور دوری میں ایک ہیں
تالفنا یالوصل عین التفرقت — ہمارا وصل عین جدائی ہے
وکم من ھجیر خضت ظمان طاویا — کتنی دوپہر ایسی گزری کہ میں بھوکا پیاسا اسکی تلاش میں رہا
الیھا ودلجور طویت برحلتہ — اور کتنی تاریکیاں سفر میں لپیٹ کر دیں
وفیھا لقیت الموت احمر والعدا — اور اسی اثنا میں تکلیف دہ موت اور دشمنوں کے
بزرقۃ اسنان الرماح وحدۃ — نیزوں کی تیزی اور آبدار دھاروں سے مقابلہ ہوا
وبینی وبین العذل فیھا منازل — اور میرے اور ملامت کرنے والوں کے درمیان اتنی منزلیں ہیں
تزیک ایام الغبار وموتۃ — جو تمہیں جنگ غبار اور موتہ کے واقعات بھلا دیں
ولما اقتسمنا خطیتنا فحامل — اور جب ہم نے اپنا راستہ الگ کر لیا، تو کوئی بے سبب
غبارا بلا اجر وحامل برۃ — غبار میں مبتلا ہونیوالا ہے اور کوئی نیکی بجا لانے والا
خلا اسمی من ذکرھا فاستھلت — جب میرے کان اسکے تذکرے سے خالی ہو گئے، تو میں نے

Marfat.com

اُسے طلب کیا

فعاد ختام الامر اصل القضية تو آخر کار وہی تقیے کی اصل نکلی
وکم لی علی حکم الهوی من تجلد اور محبت کے فیصلے کے سامنے میرے صبر کے واقعے
دلیل علی ان الهوی من سجیتی اس کی دلیل ہیں، کہ محبت میرے خمیر میں ہے،
یقول سمیری والاساسالم الاسی میرا ہمنشیں کہتا ہے، اس حال میں کہ دواعم کا چارہ گر ہے،
ولا توضع الاوزار الا لمحنتی اور بوجھ صرف مشقت کے باعث رکھے جاتے ہیں،
ولو ان مجوسیات موقد نارها اگر میں مجوس کی آگ کا روشن کرنے والا ہوتا،
لما ظل والا منهلا ذا شریعة تو وہ بھی ایک چشمۂ فیض کی صورت اختیار کر لیتی
ولو کنت بحر الهر یکن فیه نفحة اور اگر میں سمندر ہوتا، تو اس میں اس آنکھ کے لئے
لعین اذا نام الغرام استحرت جو محبت کی غفلت میں بھی پیاسی ہوتی ہے، ایک قطرہ نہ ہوتا،
فلا ردم من نقب المعادل آمن، تو اب دیواروں کا گرتا پھاوڑوں کے زد سے بچا نیوالا نہیں،
ولا هدم الاک شید بقوة اور نہ
فمم تقول الاسفطسات منک او[1]
غلام مزاج رکتب او طبیعة؟
فان قام لم تثبت لدهنک قاعد اگر کھڑا ہو تو کوئی ہمارے سامنے نہ بیٹھ سکے
وإلا فانت الدهر صاحب قعدة اور اگر بیٹھے تو کوئی اٹھا نہ سکے
(فما انت یا هذا الهوی ام اوهوی) کذا اے محبت، تو کیا ہے، پانی یا محبت
ام النار ام دساس عرق الاموصة یا آگ، یا مادرانہ محبت کو جوش میں لانے کا باعث
وانی علی صبری کما انت واصف اور میں اپنے صبر کے باوجود، جیسا کہ تو جانتا ہے،
وحالی اقوی القائمین بحجة میرا حال ان لوگوں کا سا ہے، جو دلیلوں کو مستحکم پکڑتے ہیں،
اقل الفسنی ان عج من جسمی الفسنی بیماری کو دور کرتا ہوں، اگر بیماری میرے جسم سے اکتا جائے،
وما شاکر معشار بعض شکیتی اور مجھے جتنی تکلیف ہوتی ہے، وہ میرے آزار محبت کا عشر عشیر بھی نہیں،
والیسر شوقی انی ما ذکرتها اور میرا معمولی شوق یہ ہے کہ میں جب بھی اسکی یاد سے غافل رہا
ولم انسها الا احترقت بلوعتی یا اُسے بھول گیا، تو اپنی اندرونی سوزش سے جل جاتا ہوں،
واخفی للجوی قرع الصواعق منک فی اور محبت کو چھپایا، اُن بجلیوں نے جو تیری جانب سے

[1] یہ شعر واضح نہیں ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مترجم

جوای واخفی الوجد صبر المودۃ
واسہل ما القی من العذل انی
احب اقلی ذکرہا وفضیحتی
واوجح خطوظی الیوم منہا حضیضہا
بالامس وسل الجفون الغزیرۃ ؟
واوجزامری ان دھری کلہ
کما شاءت الحسناء یوم الھزیمۃ
اروح ومایلقی التاسف راحتی

واغدو ومالجد والتفجع خطتی
وکالبیض بعض الدھر والسمر مسودۃ
مساء نہاتی علی طیب السمر تہ
وشأن الہوی ماقد عرفت ولاتسل
وحسبک ان الہجر الحب رؤیتی
سقام بلا برء ضلال بلا ھدی
اوام بلا ری دم لا بقیمۃ
ولا عتب فالایام لیس لہا رضا
وان ترض منہا الصبر فہو تعنتی
ألا ایہا اللوام عنی قوضوا
رکاب ملامی فہو اول محنتی
ولا تعذلونی فی البکاء ولا البکی
دخلوا سبیلی ما استطعتم ولوعتی

ص ۱۴۶ افما سلسلت بالدمع عینی ان جنت
ولکن رأت ذلک جمال فجنت

میرے دل میں کوندیں، اور صبر نے محبت کو پوشیدہ رکھا
اور ملامت کرنیوالے مجھے معمولی سزا یہ دیتے ہیں، کہ میں
اس کی بدترین یاد اور اپنی رسوائی کو دوست رکھتا ہوں،
اور میری خوش نصیبوں کی معراج آج، اس کی کل کی پستی ہے،
اور بہنے والی آنکھوں کی گرمی کا نکال لینا ہے
اور میرا مختصر حال یہ ہے، کہ میرا پورا زمانہ
حسینہ کی خواہش کے مطابق شکست کا دن ہے،
میں شام کو آتا ہوں، اس حال میں، کہ افسوس میری راحت
سے نہیں ملتا
اور میں صبح کو جاتا ہوں، اس حال میں کہ غم میرے راستے سے تجاوز نہیں کرتا
اور اچھے دن چمکدار تلواروں کی طرح، اور برے دن نیزوں کے مثل ہیں،
ان کی برائی خوشی کے پردے میں ہے۔
اور محبت کا حال وہی ہے، جو تم جان چکے اور اسے نہ پوچھو
یہی کافی ہے کہ میری صورت نے محبت کی خبر نہ دی،
وہ محبت بیماری ہے جسکے لئے شفا نہیں، گمراہی ہے بغیر ہدایت کے،
پیاس ہے سیرابی سے محروم، اور خون ہے جسکی کوئی قیمت نہیں،
اور وہ کوئی رنج نہیں، اور نہ زمانے میں خوشنودی نہیں،
اور اگر صبر اس سے راضی ہو تو یہ میری سرکشی ہے،
اے میرے ملامت کرنیوالو، ملامت کا قافلہ مجھ سے
الگ کرو، اس لئے کہ یہ میری پہلی آزمائش ہے،
اور مجھے رونے اور آنسو بہانے پر سرزنش نہ کرو
اور تم سے جہاں تک ہو سکے، مجھے اور میری سوزش کو اپنے
حال پر چھوڑ دو،
میری آنکھوں سے کسی گناہ کے باعث آنسوؤں کا سیلاب نہیں جاری
ہوا ہے، بلکہ اس حسن کو دیکھ کر جنون ہو گیا ہے

Marfat.com

تجلی ما یجاء الرجاء حوالک
ورشدی غاو والعمایات عمت
فلم یستبین حتی کانی کاسف
ورلمجعت ابصاری لہ وبصیرتی

وہ حسن جلوہ نما ہوا اس حال میں کہ امید کے اطراف تاریک ہیں
اور میری عقل گمراہ ہے اور تاریکیوں کے پردے پڑ گئے ہیں
اسکا ظہور اُسوقت ہوا، کہ رشتۂ ظہور منقطع ہو چکا تھا،
اور میں اپنی بصیرت و بصارت کی مدد سے اُسکی طرف لوٹ گیا

(فصل اتصال سے)

وکم موقف لی فی الھوی خفت دونہ
عباب الردی بین الظبا والاسنۃ

محبت میں کتنے ایسے موقع بھی آئے جن کے لئے
میں نے نیزوں اور تلواروں کے سائے میں موت کے
منھ میں جانے سے بھی دریغ نہ کیا،

فجاوزت فی حدی مجاھدتی لہ
مشاھدتی لما سمت بی ھمتی
وحل جمالی فی الجلال فلا اری
سوی صورۃ التنزیہ فی کل صورۃ
وغبت عن الاغیار فی تیہ حالتی
فلم انبہ حتی اتمی اسمی وکنیتی
وکاتبنی ناسوتی بامارۃ الھوی
وعدت الی اللاھوت بالمطمئنۃ
وعلم یقینی صار عینا حقیقۃ
ولم یبق دونی حاجب غیر ھیبتی
وبدلت بالتلوین تمکین عزۃ
ومن کل احوال مقامات رفعۃ
وقد غبت بعد الفرق والجمع موقفی
مع المحو والاثبات عند تشبثی
وکم جلت فی سم الخیاط وضاق بی
لبسطی وقبضی بسط وجد البسیطۃ

میں اس کے لئے اپنے مجاہدہ کی حد سے تجاوز کر کے
مشاہدے تک پہنچ گیا چونکہ میری ہمت بلند تھی
اور میرا جمال جلال میں حلول کر گیا، اب میں
ہر صورت میں تنزیہ کی صورت کے سوا کچھ نہیں دیکھتا ہوں،
میں اپنی پریشان حالی میں دوسروں کی نگاہوں سے غائب ہو گیا
اور جب تک میرا نام اور کنیت نہ مٹ گئی متنبہ نہ ہوا،
اور میں نے عالم ناسوت سے نفس امارہ کے ذریعہ سے خطاب کیا
اور پھر نفس مطمئنہ کے واسطے سے لاہوت پلٹ آیا
اور میرا علم یقین عین حقیقت ہو گیا
اور مجھ تک پہنچنے کیلئے میرے رعب کے سوا کوئی پردہ نہ رہا
اور میں نے تلوین کو تمکین عزت سے بدل لیا
اور میرے تمام حالات میں بلندی کے مقامات ہیں
اور فرق کے بعد غائب ہو گیا اس حال میں کہ جمع
میرا موقف ہے، محو کے ساتھ اور اثبات و تثبیت کے وقت
اور بسا اوقات سوئی کے ناکے میں داخل ہو گیا، اور میری
بڑائی کی وجہ سے وہ تنگ ہو گیا۔
اور میرا تنگ ہونا رد ہے زمین کا پھیلاؤ ہے،

Marfat.com

وما اخوت الاوت بقراط زاهدا	اور میں نے زہد میں بقراط کے خم کے سوا کسی کو پسند نہ کیا
وفی ملکوت النفس اکبر عبرة	اور نفس کی سلطنت میں بہت عبرت ہے'
وفقری مع الصبر اصطفیت علی الغنی	اور صبر کے ساتھ محتاجی کو شکر کیساتھ تونگری پر
مع الشکر اذلم یخط فیه مثوبتی	ترجیح دی' اس لئے کہ اس میں بدلہ خوب نہیں ملا'
واکتوجی ما کنی عنه اهله	اور میں محبت کو چھپاتا ہوں جب محبت والے اُسے کنایہ میں بیان کرتے ہیں'
واکنی اذاهم صرحوا بالخیبته	اور میں کنایہ میں بیان کرتا ہوں' جب وہ اپنی ناکامی کا اقرار کرتے ہیں
وانی فی جنسی ومنه لواحد کنوع فصل النوع علة حصتی	اور میں اپنی جنس میں نوع کی طرح ایک ہوں' نوع کی فصل میرے حصے کی علت ہے
تسببت فی دعوی التوکل ذاهبا الی ان اجدی حیلتی ترک حیلتی	اور میں توکل کے دعوے میں اس قدر آگے بڑھا کہ اب ترک اسباب ہی میرا ذریعہ ہے'
واخر حرف صار منی اولا مرید او حرف فی مقام العبودة	اور میرا آخری حرف ارادت میں اول ہوگیا اور ایک حرف مقام عبودیت میں
تعرفت یوم الوقف منزل قومها من جمع سد خرق التشتت	وقف کے دن اس کی قوم کی منزل سے واقف ہوا تو ایسی جماعت میں شب بسر کی' جس نے اختلاف کو دور کر دیا تھا'
فاصبحت اقضی النفس منها منی الهوی واقضی علی قلبی بریعی الرعبة	تو میں دل کی آرزوئیں پوری کرتا رہا اور اپنے دل پر نگرانی سے ظلم کرتا رہا
فبایعتها بالنفس دار اسکنتها وبالقلب منه منزلا فیه حلت	میں نے اپنے نفس کے عوض اس کے دل میں گھر بنایا اور اپنے قلب کے عوض میں اُس کے دل میں منزل کی'
فخلص الاستحقاق نفسی من الهوی واوجب الاسترفاق تسلیم شفعة	تو استحقاق' نے میرے نفس کو محبت سے نکال لیا اور' استرفاق' نے شفعہ ماننے کو واجب کر دیا
فیا نفس لا ترجع تقطع بیننا ویا قلب لا تجزع ظفرت بوحدة	تو اے نفس اب نہ واپس آ' کہ ہمارے تعلقات ختم ہو چکے اور اے دل تو مت گھبرا کہ تیری مراد یعنی تنہائی حاصل ہوگئی

Marfat.com

(فصل اول لال سے)

تبدت لعینی من جمالك لمحة — تیرے جمال کا ایک منظر میری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوا
ایادت فوادی من سناها بلفحة — حسن نے اپنی چمک کی ایک سوزش سے میرے دل کو ہلاک کر دیا
ومرت بسمعی من حدیثك ملحة — اور تیری گفتگو کا ایسا خوشگوار حصہ میرے کانوں میں پہنچا
تبدت لها فیك القران وقربت — جسے تیری ذات سے نہایاں اتصال تھا اور مستحکم ہو گئی
ملامی بن عذاری استبن وجدی استعن[1]
سماعی عن حالی ابن دفائلی اصمت
فمن شاهدی سخط ومن قائلی رضا
وتلوین احوالی وتمکین رتبتی
مرامی اشارات مراعی تفکر
مراقی نهایات مراسی تثبت
وفی موقفی والدار أتوت رسومها — اور میرے توقف میں جب کہ گھر کی نشانیاں مٹ چکیں ہیں
تقرب اشواقی تبعد حسرتی — شوق کی نزدیکی اور حسرتوں کی دوری ہے
معانی امارات معانی تذکر — علامتوں کی معانی یاد کی منزلیں
مبانی بدایات مثانی تلفت — آغاز کے اصول اور توجہ کے "مثانی" ہیں
وبث غرام والحبیب بحضرة — اور محبوب کے سامنے محبت کا اظہار کرنا
ورد سلام والرقیب بغفلة — رقیب کی غفلت سے سلام کا جواب دینا ہے
ومطلع بدر فی قضیب علی نقا — اور بالو کے ٹیلہ پر چاند کا ظہور
فویق محل عاطل دون وجبة — تاریکی سے نیچے ایک بے رونق مکان کے جیسا ہے
ومکمن سحر بابلی له بما — اور بابلی جادو کی کمیں گاہ جس کا محمل میرا دل ہے
حوت اضلعی فضل القنا السمهریة — سمہری نیزوں کا سا ہے
ومنبت ممساك من شقیق بن منذر[2]
علی سوسن غض بجنة وجنة
ووصف اللآلی فی الیواقیت کلما — اور اس کے موتی کی طرح آبدار دانت ہیں
تعلل بصرف الراح فی کل سحرة — جو ہر صبح کو شراب کی گردش سے دوبارہ سیراب ہوتے ہیں

[1] چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے انکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

سل السلسبيل العذب عن طعم ريقة
ونكهته خبرك عن علو خبرته
ودرمان كافور عليه طوالع
من الند لم تحمل به بنت منبتة
ولطف هواء بين خفق وبانة
ورقة ماء في قوارير فضة
لقد عزعنك الصبر حتى كانه
سراقة لحظ منك للمتلفت
وانت ان لم تبق مني صبابة
مني النفس لم تقصد سواك بوجهة
وكل فصيح منك ليس لمسمعي
وكل مليح منك بيد ولمقلتي
تهون على النفس فيك وانها
لتكرم ان تغشى سواك بنظرة
فان تنظريني بالرضا تشف غلتي
وان تظغريني باللقا تطف غلتي
وان تذكريني والحياة يعيدها
عدلت لامني منيتي بمنيتي
وان تذكريني بعد ما اسكن الثرى
تجلت له عنه ذاك ودلت
ضلتني والاجد دي الوعد تدركي
صبابة نفس ايقنت بتفلت
فهام بوهاك بتتوفت
اتيم لها خلف الحلاب فدرت
فلما رأت لا ينازع خلفها

اُس کے لعاب دہن کی خوشبو کو شیریں چشمے سے پوچھو
کہ وہی تمہیں اسکی صحیح خبر دے گا
اور انار کی طرح رخسار ہیں جن پر تری کے ایسے آثار ہیں
جو کسی قطرۂ آب کے شرمندۂ احسان نہیں ہیں،
اور ہوا کا لطف ڈھرکتے ہوئے دل اور بانہ کے درخت کے پاس ہو
اور صاف پانی چاندی کے برتنوں میں ہو
اُس وقت تیرے لئے صبر دشوار ہو گیا، گویا کہ وہ
طالب توجہ کے لئے رزدیدہ نگاہیں ہیں،
اگرچہ تو نے میرے لئے محبت نہیں باقی رکھی
نفس کی آرزوؤں نے تیرے سوا کسی طرف رخ نہیں کیا
تیری ہر بات میرے کانوں تک پہنچ جاتی ہے،
اور تیری ہر قابل دید چیز میری آنکھوں کو نظر آجاتی ہے
تیری راہ میں میرے نزدیک جان کی کوئی قیمت نہیں بلکہ
اس کیلئے یہ گناہ ہے کہ تیرے سوا کسی کو نظر بھر کر دیکھے،
اگر تو مجھے نگاہ رضا سے سرفراز کردے تو میری بیماریوں کا خاتمہ ہے
اور اگر ملاقات سے کامران کردے، تو میری پیاس بجھ جائے
اور اگر تو میری زندگی میں مجھے یاد کرے
تو میں اپنی بہترین آرزو کو پانیکے لئے موت کا واسطہ تلاش کروں
اگر تو مجھے خاک لحد میں سپرد ہونے کے بعد یاد کرے
تو اس وقت اُسکی تاریکی دور ہو جائے اور قبر میں اجالا ہو جائے
تو ہم سے اچھا برتاؤ کر، یا تجدید وعدہ کر، ورنہ تو
اس دم واپسین کو پائیگا، جسے رحلت کا یقین ہو گیا ہے
اس بچھڑے کی ماں بھی، جو اونچی زمین میں ہلاک ہو رہا ہے
اور جو دوہنے سے دودھ دیتی ہے،
لیکن جب اُس نے دیکھا کہ بچھڑا اُسکی چھاتیوں کو مس نہیں کرتا

من ۱۵

Marfat.com

اذا ھی لم ترسل علیہ وصنت	تو یک بیک اُس نے دودھ کو روک لیا
بکت کلما راحت علیہ وانما	شام کو آتی ہے تو اُسے یاد کر کے روتی ہے
اذا ذکرتہ اخر اللیل حنّت	اور آخر رات کو بھی اُس کی یاد میں شوق و وجد کا اظہار کرتی ہے
باکثر منی لوعۃ غیر انّنی	اس ماں کی سوزش بھی مجھ سے زیادہ نہیں
رایت وقار الصبر احسن حلیتہ	ہاں اتنا فرق ہے، کہ میں نے اپنا شیوہ صبر رکھا ہے
فرحت کما اغدو واذا ما ذکرتہا	تو صبح و شام جب اُس کی یاد آتی ہے
اطامن احشائی علی ما اجنّت	دن کو اسکی بیتابیوں پر تسکین دیتا ہوں
اھوّن ما القاہ الا من القلی	اعراض کے سوا تمام مصیبتوں کو کم سمجھتا ہوں
ھوی ونوی نیل الرضا منک بغیتی	محبت جدائی، اور تیری رضا حاصل کرنا میری تمنا ہے،
الا قاتل اللہ الحمامۃ غدوۃ	خدا کبوتر سے سمجھے، کہ اُسکی صدائے صباحی سے متاثر ہو کر
لقد اصلت الاحشاء نیران لوعۃ	محبت کی آگ نے میرے دل کو جلا دیا
وقاتل مغناھا وموقف شجرھا	اور اُسکی منزل اور شاخوں پر اُسکے گانے کی جگہ کو بھی
علی الغصن ما اذاھیجت حین غنّت	اللہ تباہ کرے، کہ اس کے دلگداز نغمے نے دل کی دنیا
	میں ایک اضطراب پیدا کر دیا ہے۔
فغنت اغناء اعجمیا فھیّجت	اُس نے ایک عجمی سر الاپا، اور گزشتہ عہدوں کی یاد
عزامی من ذکری عھود تولّت	تازہ کر کے میری محبت کو برانگیختہ کر دیا
فارسلت الاجفان سحبا واوقدت	اور آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہو گیا
جوای الذی کانت ضلوعی اکنّت	اور اس آتش محبت کو ہوا مل گئی جو میرے پہلو میں افسردہ پڑی تھی
نظرت بصحراء البریقین نظرۃ	میں نے صحرائے بریقین کی طرف ایک نظر اٹھائی
وصلت بہا قلبی فصل وصلت	جس سے میں نے دل ملایا، تو اُس سے ایک آواز سنائی دی
فیالھما قلبا شجیا ونظرۃ	اس غمگین دل اور حجازی نگاہوں کا کیا کہنا
حجازیۃ لو جنّ طرف لجنت	اگر آنکھیں مجنون ہوا کرتیں تو یہ پہلے دیوانی ہوتیں
وواعجبا للقلب کیف اعترافہ	اور دل کے اقرار پر تعجب ہے
وکیف بدت اسرارہ خلف سترۃ	کہ اس کے راز پردے کے پیچھے ظاہر ہو گئے،
وللعین لما سوئلت کیف اخبرت	اور جب آنکھ سے دریافت کیا، تو اُس نے کس خوبی سے خبر دی

صرا ۱۵۱

وللنفس لما وطنت كيف دلّت	اور نفس جب مجبور ہوا، تو کس طرح اُس نے پتہ دیا،
وكنا سلكنا في صعود من الهوى	اور ہم محبت کی اسی منزلوں میں چلتے تھے
يسامي بأعلام العلا كل رتبة	جو بلندی کی چوٹیوں تک ہر مرتبے سے چشمک کرتی تھی
الى مستوى ما فوقه فيه مستوى	ایسی بلندی تک جس کے اوپر کوئی بلندی نہیں،
فلما توافينا ثبت وزلّت	اور پہنچنے کے بعد میں ثابت رہا اور اُسکے قدم لڑکھڑا گئے
وكنا عقدنا عقدة الوصل بيننا	اور ہم نے آپس میں پیمان وصل باندھا تھا
على نحو قربان لدى قبر شيبة	اسی طرح جیسے کہ قربان نے شیبہ کی قبر پر
موكدة بالنذر ايام عهده	اور اس کا زمانہ منتوں سے مستحکم کیا گیا تھا،
فلما توائقنا شددت وحلت	اور جب ہم سب مضبوط ہو گئے تو میں استوار رہا اور وہ سست پڑ گئی

(فصل احتفال سے)

ازور اعتمار ارضها بتنسك	میں عبادت کے طور پر اُسکے خطے تک عمرہ کرکے جاتا ہوں
واقصد حجا بيتها بتحلة	اور کفارہ کی نیت سے اُس کے گھر کا حج کرتا ہوں
وفي نشأتي الاخرى ظهرت بما علت	اور اپنی دوسری زندگی میں فطرت پر غالب آگیا
لدى نشأتي الاولى على كل فطرة	اس لئے کہ اس بلندی تک میری پہلی فطرت پہنچ چکی تھی
ولولا خفاء الرمز من لا ولن ولم	اور اگر رمزِ محبت کو وہ بظاہر انکار سے نہ چھپاتی
تجد ها تشلي مسلكا بتشتت	تو وہ ضرور مجھ سے وصل کے لئے آمادہ ہوتی
ولو لم يجد عهدنا عقد خلة	اور اگر پیمان محبت میرے عہد کی تجدید نہ کرتا
قضيت ولم يقض المني صدق توبة	تو میں ختم ہو جاتا اور آرزوئیں صدق دل سے توبہ نہ کرتیں
بعثت الى قلبي بشرايا مرأت	میں نے دل کو خوشخبری دی، کہ اس کی بنا پر کہ جو کچھ
على قدم عيناي منه فكفت	میری آنکھوں نے بہت پہلے دیکھا تھا،
فلم يعد ان شام البشارة شامها	
جفا الشام من نور الصفات الكريمة	اس نور کا کیا کہنا، اگر اس کی ایک موج
فما لك من نور لوان التفاتة	پاکیزہ دلوں سے ٹکرا جائے
تعارض منه بالنفوس النفيسة	

لہ چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے ان کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

Marfat.com

تحدث انفاس الصبا ان طيبها
بما حملته من حرارة حرقة
وتنبئ اصال الربيع عن الربا
واشجار ان قد تجلت فجلت
تخبر اصوات البلابل انها
تغنت بترجيعي على كل ايكة
فهذا جمالي منك في بعد حسرتي
فكيف به ان قربتني بخلسة
تبدى وصار ال الحجاب ولا وشا
وغاب ولم يفقد شاهد حضرتي
له كل غير في تجليه مظهر
ولا غير الا ما محت كف غيرة
تجلي دليل واحتجاب تنزه
واثبات عرفان ومحو تثبت
فما شئت من شيئ واليت انه
هو الشيئ لم تحمد بخبار الليتي
وفي كل خلق منه كل عجيبة
وفي كل خلق منه كل لطيفة
وفي كل خاف منه مكمن حكمة
وفي كل بادمنه مظهر جلوة

.....

وفي طي اوثاق الحساب وسر ما
يتم من الاعداد فايد البتة
وفي نفثات السحر في العقد التي
تطوع لها كل الطباع الابية

باد صبا کے جھونکے بیان کریں کہ
اس کی خوشبو جلے ہوئے دل کی سوزش کے سبب سے ہے
اور بہار کی شام ٹیلوں اور درختوں کے اوصاف
بیان کرے کہ اس کی جلوہ گستری سے یہ سب روشن ہو گئے ہیں
اور بلبل کی آواز بتائے کہ
اُسنے ہر درخت پر میرے ہی راگ کو اڑایا ہے
حسرت کی دوری میں میرے جمال کا یہ عالم ہے
اگر تو مجھے دولت قربت سے مالا مال کرے تو کیا حال ہو؟
ظہور کے بعد بھی حجاب قائم رہا، نہ قریب ہوا
اور دور ہوا مگر ہمارے سامنے سے غائب نہ ہوا،
اس کے لئے تمام تبدیلیاں ہیں اُسکی جلوہ آرائی میں ایک مظہر ہے
اور کوئی تغیر اسکے سوا نہیں ہے، جو تبدیلی کا ہاتھ بدل دے
دلیل کا ظہور، اور تنزہ کی روپوشی،
معرفت کا ثبوت ہے اور ثبت (استواری) کا مٹنا

اور اُس کی ہر مخلوق میں تمام عجائب ہیں،
اور اُس کی ہر خلقت میں تمام لطائف ہیں
اور اُس کی ہر پوشیدگی میں پوشیدہ راز ہیں،
اور اُس کے ہر ظہور میں ایک جلوہ کا مظہر ہے

.....

اور ان گرہوں کی جن پر جادو کے منتر پڑھے جاتے ہیں،
تمام خود دار طبیعتیں مطیع ہوتی ہیں

ص ۱۵۲

چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے انکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

Marfat.com

يصور شكلا مثل شكل وتعيلى	ایک شکل دوسری شکل کے شل بناتا ہے اور اُس پر
عليه باوهام النفوس الخبيثة	خبیث روحوں کے اوہام سے بلند ہوتا ہے،
وفی کل تصحیف وعضو بدن انتہ	اور ہر دانستہ غلطی اور بدن میں
اختلاج وفی التقویم محلی لرویة	اختلاج ہے، اور تقویم میں رویت کا نظارہ ہے،
وفی خضرة الکمون تزجی شرابه	اور (کمون) کی سبزی میں جس کا عرق نکالا جاتا ہے،
هواعید عروق علی اثر صفرة	زردی کے بعد عرقوب کے مثل غلط وعدے ہیں
وفی شجر قد خوفت قطع اصلها	اور اُس درخت میں، جسکی جڑ کاٹنے سے ڈرایا گیا،
فبان بها حمل لاقرب مدته	اس میں معمولی مدت کا حمل ظاہر ہوا
وفی النخل فی تلقیحه واعتبر بما	اور کھجور کے درخت اور اُسکی پرورش میں، اور جو کچھ
الی فیه عن خیر البریة واسکت	اس بارے میں خیر البشر سے منقول ہے، اُس سے عبرت
	لے اور خاموش رہ
وفی الطابع النسبتی فی الاحرف التی	
یبین منها النظم کل خفیة	
وفی صنعة الطلسم والکیمیا و	اور طلسم وکیمیا کے فن میں اور خزانوں میں
الکنوز وتنویر المیاه المعینة	اور آسائش پہنچانے والی نہروں کے خشک ہونے میں
وفی حرز اقسام المودب محرز	اور مودب کے اقسام کے یاد کرنے میں نجات ہے
وحزب اصیل الشاذلی وبکرة	اور شاذلی کی شام صبح کے ورد ہیں
وفی سیمیاء الخاتمی ومذهب ابن	اور خاتمی کی علامت وحسن میں اور ابن سبعین
ن سبعین اذ نعزی الی شر بدعة	کے مذہب میں، جو بدعت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے،
وفی المثل الاولی وفی النحل الالی	اور پہلے امثال میں، اور سابق فرقوں میں
بها اوهموا لما تساهوا بسنة	جنکی وجہ سے لوگ سنت پر عمل پیرا ہونیکے بعد وہم میں مبتلا ہوئے
وفی کل مافی الکون من عجب وما	اور خلقت کی تمام چیزوں میں عجائب ہیں، اور فطرت کے
سوی الکون الا ناطق بعجیبة	علاوہ بھی تمام چیزیں عجائب کی شہادت دیتی ہیں
فلا سر الا وهو فیه سر صورة	تو کوئی ایسا راز نہیں جس میں وہ پوشیدہ نہ ہو،
ولا جهر الا وهو فیه کلیة	اور کوئی ظہور ایسا نہیں جس کی زینت وہ نہ ہو،

Marfat.com

سل الذکر عن اصناف ما ابتنی علیہ الکلام من حروف سلیمۃ	ذکر سے ان حروف سلیمہ کے اقسام کی صحت کو دریافت کرو جن پر کلام کا مدار ہے
ومن وضعها فی بعضها وبلوغ ما انت فیہ امضی عدها وتثبت[1]	اور بعض کو بعض میں رکھنے کے بارے میں
فلا بد من رمز الکنوز لذی الحجا ولا ظلم الا ظلم صاحب حکمۃ	عقل والوں کے لئے خزانوں کا رمز ضروری ہے، اور صاحب حکمت کے سوا کسی کا ظلم نہیں ہے،
ولولا سلام ساق للامن خیفتی[2] لعاجل مس البر وخونی لمیتتی	اور اگر وہ مجھے نہ پاتی مگر اپنی مہربانی سے
ولو لم توانسنی عنا قیل لم و لم قضی العتب منی بغیۃ بعد وحشتی	اگر ناکامی میری موت کی خبر دیتی تو میں اپنی امیدوں کو تہ کر دیتا
ولعمرا قامت امر ملکی بشکرها کما هونت بالصبر کل بلیۃ	اور محبوب (نعم) نے جیسا کہ میرے صبر سے تمام مصیبتیں آسان کردی ہیں،

(فصل اعتقال سے)

سرت بفوادی اذ سرت فیہ نظرتی وسانت ولم تثن العنان بعطفۃ	میری نگاہیں میرے دل میں پیوست ہوگئیں وہ اپنا کام کرتی رہیں، اور رحم وشفقت سے منہ نہ موڑا
وذلک لما اطلع الشمس فی الدجی محیا ابنۃ الحیین فی خیر لیلۃ	اور یہ اسطرح کہ جب آفتاب نے تاریکی میں (ابنۃ الحیین) کا چہرہ بہترین رات میں نمایاں کردیا
یمانیۃ لو انجدت حین انجدت لما ابصرت عیناک حیا کمیت	وہ یمن کی رہنے والی جب نجد کا رخ کرتے ہوئے پسینہ پسینہ ہوجائے تو تمہاری آنکھوں نے زندہ کو مردہ کے مثل اسطرح کبھی نہ دیکھا ہوگا
لاصحۃ فی نصحها قدم بنی لکل بجاشی بها حصن ذمۃ	اس کی خیر خواہی میں [illegible] ہر حبش کے بادشاہ کیلئے اسکے سبب سے امن وامان ہے
اتمت فحطت رحلها ثم لم یکن سوی وقفۃ التودیع حتی استقلت	وہ آئی اور ٹھہری، پھر فوراً رخصت کا وقت آگیا، یہاں تک کہ وہ روانہ ہوگئی
ولکنها هت[illegible] فتذکرت	[illegible] کا ارادہ کیا

[1] یہ اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اس لئے ان کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

Marfat.com

فضاء قضاة الحسن قد ما قضيت
اجلت خيالا انني لا اجله
ولم انتسب منه من غير تعلة
على انني كلي وبعضي حقيقة
وباطل اوصافي وحق حقيقتي
وجنسي وفصلي والعوارض كلها
ونوعي وشخصي والهوا وصورتي
وجسمي ونفسي والحشا وعزامه
وعقلي وروحانيتي القدسية
وفي كل لفظ عنه ميل لمسمعي
وفي كل معنى منه معنى لوعتي
ودهري به عيد ليوم عروبة
وامري امري والوري تحت قبضتي
وقتي شهود في فنا وشهلة
ولا وقت لي الا مشاهد غيبة
اراه معي حسا وهما وانه
مناط الثريا من مدارك رؤيتي
واسمعه من غير نطق كانه
يلقن سمعي مايوس مهجتي
ملأت بانوار المحبة باطني
كانك نور في سرائر سريرتي
وجبيت باجلال ارجاء ظاهري
كانك في افقي كوكب زينة
فانت الذي اخفيه عند تستري
وانت الذي ابديه في حين شهرتي

پھر اُسے شاہانِ حسن کا پرانا فیصلہ یاد آگیا، تو رک گئی
اُنے ایسے خیال کی عزت کی جس کی تعظیم میں نہیں کرتا ہوں
اور بلا وجہ میں نے اُس کی طرف انتساب ظاہر نہیں کیا
باوجودیکہ میرا کُل اور بعض سب حقیقت ہے
اور میرے باطل اوصاف اور میری حقیقت کی اصل ہے
اور میری جنس اور فصل اور تمام عوارض
اور نوع و شخص اور ہوا اور میری صورت
اور میرا جسم و نفس، دل اور اُس کی محبت
عقل اور میری پاک روحانیت
اُس کے ہر لفظ پر متوجہ ہو جاتے ہیں،
اور اُس کے ہر معنی میں میرے درد محبت کے معنی پوشیدہ ہیں
اور میرا زمانہ امن میں "یوم عروبۃ" کی عید ہے،
اور میرا حکم میرا حکم ہے اور مخلوق میرے قبضۂ قدرت کے اندر ہے
اور میرا وقت اس فنا میں شاہد ہے جس میں حاضر رہا
اور میرے لئے غیب کے مشاہدے کے سوا کوئی وقت نہیں
میں اس کو اپنے ساتھ حس و وہم میں دیکھتا ہوں
اور پردہ میری قوت باصرہ کے لئے منتہائے مقصود ہے
اور میں اس کی باتیں بغیر گفتگو سنتا ہوں،
گویا کہ میرے دل کے خطرات میرے کانوں کو پہنچتے رہتے ہیں
محبت کے انوار سے اپنا باطن معمور کر دیا
گویا تو میری پوشیدگی کی گہرائیوں میں ایک نور ہے
اور جلال سے اپنے ظاہری اطراف کو جلوہ آرا کر دیا ہے
گویا میرے ظاہری افق کیلئے تو روشن ستاروں کی مانند ہے
تو ہی ہے جسے میں اپنی پوشیدگی کے وقت چھپاتا ہوں
اور تو ہی ہے جسے شہرت کے وقت ظاہر کرتا ہوں

Marfat.com

فته احتمل واقطع اصل واعل استفل

ومراحتمل واملل امل دادم اثبت
فتقلبی ان ماتینه فیك لم اجد
لعبتی فی الدهر موقع نکتته
.....
.....
ونفسی تنبوعن سواك نفاسة
فلاتنتمی الا الیك بمنته
تعقلت الآمال منك بفوق ما
اری دونه مالا ینال بحیلة
وحامت حوالیها وما واقعت حمی
سحائب یاس امطرت ماء عبرتی
فلوفاتنی منك الرضا والحقتنی
بعفو بکیت الدهر فوت فضیلة
ولوکنت فی اهل الیمین منعما
بکیت علی ما کان من سبقیته
وکم من مقام قمت عنك سائلا
اری کل حی کل حی ومیت
اتیت بفاراب ابا نصرها فلم
اجد عنده علما یبرد غلتی
فلم یدر ما قولی ابن سینا وسائلا
فقل کیف ارجو عنده برء علتی
فهل فی ابن رشد بعد هذین مرتجی
وفی ابن طفیل لاحتثاث مطیتی

تو خوشی سے تکبر کر، میں برداشت کروں گا۔ تعلقات کو قطع کر۔
میں صلۂ رحم کروں گا، بلند ہو، میں پستی اختیار کروں گا،
تو حکم دے، میں بجالاؤں گا، مشقت میں مبتلا کر میں مبتلائے غم رہوں گا، اپنی نزدیکی سے محروم کر، میں ثابت رہوں گا،
اگر میں اپنے دل پر تیری وجہ سے عتاب کروں، کبھی اس میں عتاب کا ذرہ برابر اثر نہ پاؤں،
اور میرا نفس پاکیزگی کی وجہ سے تیرے سوا سب سے دور رہتا ہے،
اسے صرف تیرا ہی احسان یاد ہے
امیدیں تجھ سے جتنی بلند چیزوں کی تمنا رکھتی ہیں،
جس سے بدرجہا معمولی چیزیں تدبیروں کے بغیر نہیں حاصل ہوتیں،
وہ اس کے اردگرد گشت لگاتی رہیں مگر کوئی ٹھکانا نہ ملا،
مایوسی کی بدلیوں نے چشمۂ اشک جاری کر دیا
اگر تیری رضامندی مجھے نہ حاصل ہو سکی اور تو نے میرے ساتھ عفو سے نہ کام لیا، تو عمر بھر شومی قسمت کا ماتم کروں گا،
اگر میں اہل یمین کے ساتھ خوش و خرم ہوتا
تو اس فضیلت کا مرثیہ خوان ہوتا جو مجھے حاصل تھی،
اور کتنے مرحلے ایسے آئے جب تیری جستجو کرتا رہا
جہاں پر زندہ کو زندہ اور مردہ دیکھتا،
فاراب میں ابو نصر کے پاس دست سوال دراز کرتا ہوا آیا،
کہ شاید اس کا علم میری پیاس بجھا دے
ابن سینا میرا سوال بھی نہ سمجھ سکا
تو اب بتا کہ اُس سے کس طرح شفا کی امید کروں۔
تو کیا اب ان دونوں کے بعد ابن رشد سے امیدیں وابستہ کروں
یا ابن طفیل کا دروازہ کھٹکھٹاؤں

Marfat.com

لقد قام لولا ان تداركنی بمن
من الله سعی بینهم طول مدتی
فقیض لی نهجا الی الحق سالکا
وایقظنی من نوم جهلی وغفلتی
فحصنت انظار الجند جنیدها
بترک تلی من رغیته یمج رهبته
وکسرت عن رجل ابن ادهم ادهما
وانقذته من اسر حب الاستره
وعدت علی حلاج بسکری بصلبة
والقیت بلعام التفاتی بموته
فقولی مشکور ورائی ناجح
وفعلی محمود بکل محلة
رضیت بعرفانی فاعلیت للعلا
واجلسنی بعد الرضا فیر جلتی
نعشت ولا ضیر الخاف ولا قلی
وصرت حبیبا فی دیار احبه
فهاانا ذا امسی واصبح بینهم
مبلغ نفسی منهم ما تمنت

اگر خدا کی پناہ گاہ مجھے نہ بچا لیتی، تو
ان لوگوں کے ساتھ میری کوششیں رائگاں ہو گئی تھیں
تو نے مجھے ایسے راستے کی توفیق دی جو حق کی طرف لیجانیوالا ہے
اور مجھے جہالت وغفلت کی نیند سے بیدار کر دیا

اور ابن ادہم کی سواری کو اپنا گھوڑا بنایا
اور اُس کو حقائق اشیاء کی قید محبت سے نجات دی
اور حلاج کے پاس آیا جو "سولی" کے نشہ میں مخمور تھا'
اور اپنی توجہ کے ..... کو گڈھے میں پھینک دیا
تو میرا قول مشکور اور میری رائے کامیاب ہوئی
اور میرے افعال کی ہر جگہ تعریف کی جاتی ہے'
اپنی معرفت پر راضی ہو کر بلند مقام کو پہنچ گیا'
اور رضامندی کے بعد میرے اکابر نے اُسی بلند مقام پر بٹھایا
میں نے اس طرح زندگی بسر کی، کہ نہ بغض کا ڈر ہے نہ تکلیف کا کھٹکا
اور اپنے محبوب کے دیار میں محبوب قلوب ہو گیا
اب میں انھیں کے ساتھ صبح وشام رہتا ہوں
اس حال میں نفس کی تمام آرزوئیں پوری ہو رہی ہیں'

۱۵۵ (اور انھوں نے مجھے اپنا کلام سنایا، جو حال قبض میں کہا تھا، اور میں نے اُسے لکھ لیا تھا)

الیک بسطت الکف استنزل الفضلا
ومنک قبضت الطرف استشعر الذلا
وها انا ذا قد قمت یقدمنی الرجا
ویحجم بی الخوف الذی خامر العقلا
اقدم رجلا ان یلح برق مطمع

طلب رحمت کیلئے میں نے تیری طرف ہاتھ بلند کیا ہے'
اور اظہار ذلت وسکنت کیلئے تیرے سامنے آنکھیں بند کر لی ہیں
اب میں اس حال میں اُٹھا ہوں، کہ امید آگے بڑھاتی ہے'
اور خوف جو دل ودماغ پر مسلط ہے، روکتا ہے'
اگر امید کی بجلی چمکتی ہے، تو ایک قدم آگے بڑھاتا ہوں

سلہ چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے ان کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

Marfat.com

وتظلم ارجائی فلا انقل الرجلا	اور اطراف تاریک ہیں، اسلئے پیشقدمی سے رکتا ہوں
ولی عثرات لست اُملی ان هوت	اور میری ایسی غلطیاں ہیں، اگر مجھے پستی میں گرادیں،
بنفسی ان لا استقیل وان اصلی	تو مجھے امید نہیں ہے کہ معاف کیا جاؤں اور یہ کہ میں دوزخ
	میں ڈالا جاؤں گا،
فان تدرکنی رحمة انتعش بها	اگر رحمت ربانی شریک حال ہو تو اُسکے سہارے پہنچنے کی امید ہے،
وان تکن الاخری فاولی بالاولی	ورنہ دوسری صورت میں مقدر کا لکھا پورا ہوگا،
(اور فرمایا، کہ میرے منظومات سے یہ بھی ہیں)	
وجد لتسعره الضلوع	ایسی محبت جس کی آگ پہلو میں سلگتی رہتی ہے،
وما تبرده المدامع	اور آنسو اُسے ٹھنڈا نہیں کرسکتے،
همّ تحرکه الصبابة	ایسا غم جس میں محبت سے تحریک ہوتی ہے،
والمهابة لا تطلوع	اور ہیبت وخوف کا اثر نہیں ہوتا،
امل اذا وصل الرجا	اور ایسی تمنا جب امید اُس کی کامیابی کے
اسبابه فالموت قاطع	اسباب مہیا کرلیتی ہے، تو موت اُسے قطع کردیتی ہے،
بالله یا هذا الهوی	اے محبت تجھے خدا کا واسطہ، بتا،
ما انت بالعشاق صانع	کہ آخر تو عشاق کے ساتھ کیا برتاؤ کرنیوالی ہے
(فرمایا، کہ مندرجۂ ذیل شعر ایسے لوگوں کو لکھے گئے تھے جن سے کچھ تکلیف پہنچی تھی)	
نحن ان تسأل بناس معشر	اگر تم اُن لوگوں سے ہمارے متعلق دریافت کرو، تو معلوم ہوگا
اهل ماء فجرته الماء	کہ ہم ایسے پانی ہیں، جسے ارادوں نے بہایا ہے،
عَرَبٌ من بیضهم ارزاقهم	ہم عرب ہیں، جو تلواروں سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں،
ومن السمر الطوال الخیم	اور بلند نیزوں کے خیمے بناتے ہیں،
عرضت احسابهم ارواحهم	ان کی عزت وشرف نے زندگیوں کو خطرہ میں ڈالدیا ہے
دون نیل العرض وهی الکرم	کہ ان کی عزت یعنی شرافت پر حرف نہ آئے،
اورثونا المجد حتی اننا	ہمیں ان سے بزرگی وراثت میں ملی ہے
نرتضی الموت ولا نزوجم	اسیکا اثر ہے کہ ہم موت سے خوش ہوتے ہیں لیکن دل تنگ نہیں ہوتے،

Marfat.com

ومالنا فی الناس من ذنب سوی	لوگوں کے نزدیک اسکے سوا ہمارا کوئی گناہ نہیں
اننا نلوی اذا ما اقتحموا	کہ حملہ و زیارتی کے وقت انصاف و حق کا مطالبہ کرتے ہیں
(فرمایا، کہ قاضی ابوبکر بن العربی کے مندرجۂ ذیل ابیات پر میں نے یہ شعر کہے)	
من امّ اما والمسجد الاقصی	مسجد اقصیٰ اور ان پاک آیات
وما یتلی بہ نصّا	کی قسم جو اس میں تلاوت کی جاتی ہیں،
لقد رقصت بنات الشوق	جذبات شوق
بین جوانحی رقصا	میرے پہلو میں رقص کرتے ہیں،
(میرا شعر)	
فاقلع بی الیہ ھوے	مجھے اُس کی طرف محبت لے گئی
جناحا عزمہ قصا	جس کے عزم کے بازو کاٹ دئے گئے تھے،
اقلّ القلب واستحدی	دل میں ولولہ پیدا ہوا، اور جسم کے لئے
علی الجثمان فاستعصی	یار ہونے لگا، تو جسم نے بھی ناگواری ظاہر کی
فقمت اجول بینھما	میں ان دونوں کے درمیان پریشان رہا
فلا ادنی ولا اقصی	نہ قریب ہوتا ہوں نہ دور،
(فرمایا، کہ میں نے راوی 'مدونۃ' کے متعلق بطور توریۃ کے کہا)	
لاتعجبن نطی قد وھا اسرا	کوئی تعجب نہیں کہ ہرنی نے شیر کو دھوکہ دی
فقد وھا اسرا من قبل سحنون	اسلئے کہ اس سے پہلے بھی سحنون (ہرنی) (اسد) کو دھوکہ دیچکا ہے،
(فرمایا، کہ میرے منظومات میں سے یہ شعر بھی ہیں)	
انبت عودا بنعماء بدأت بھا	ایسے احسان سے جو صرف احسان کی خاطر تھا، ایک عود اگایا،
فضلا والبستھا بعد اللحی الورقا	اور چھالکوں کے بعد اُسے پتوں سے آراستہ کیا
فظل مستشعرا مستدثرا أرجا	وہ اپنی بھینی بھینی خوشبو کے ساتھ بڑھتا ہوا
ریان ذا بھجۃ یستوقف الحدقا	ایسا نظر فریب و خوش منظر ہوا، جسپر نگاہیں بے اختیار جم جائیں
فلا تشنہ بمکروہ الجنی فلکم	اُسے بری طرح گلچینی سے عیب دار نہ کر
عوّدتہ من جمیل من لدن خلقا	اس لئے کہ اُس کی پیدائش کے وقت سے خدا جانے

Marfat.com

کتنا حسن سلوک کیا گیا ہے،

وانف القذی عنہ واثر الدھر منبتہ — خس وخاشاک کو اُس سے دور کرو، اور اُسکی جڑ کو تری پہنچایا کرو
وغذہ برجاء واسقہ غدقا — امیدوں کی غذا دو، اور نعمتوں سے سیراب کرو،
واحفظہ من جا ذات الدھر اجمعھا — اور زمانے کے تمام حوادث سے اُس کو بچاؤ،
یاجاء منھا علی ضوء وماطرقا — خواہ وہ دن کو آئیں یا رات کو

غرناطہ کی مجلسوں سے متعلق جہاں میں نے اُن کی بہت سی بیان کردہ باتیں محفوظ کرلی تھیں، ان میں مندرجۂ ذیل قصہ بھی ہے:۔ ایک بار سلطان ابوتاشفین عبدالرحمٰن بن ابی حم کی مجلس میں حاضر ہوئے، اثنائے گفتگو میں ابوزید بن الامام نے کہا، کہ ابوقاسم مقلد ہیں، اور اُن کی نگاہ امام مالک کے اصول تک محدود ہے، اور ابوموسیٰ عمران بن موسیٰ مشدالی نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ امام مالک کے مقلد ہوتے، تو اُن سے اختلاف کرکے دوسروں کی تائید نہ کرتے، اس موقع پر ابوزید نے شرف الدین تلمسانی کی ایک عبارت پیش کی، جس میں اُنھوں نے اجتہاد مخصوص کی مثال میں ابن القاسم اور مزنی کو پیش کیا ہے، کہ جیسے ابن القاسم امام مالک کے اور مزنی امام شافعی کے مقلد ہوتے ہوئے اجتہاد مخصوص کے مالک ہیں، اس پر عمران بول اُٹھے، کہ یہ مثال ہے، اور مثال کا صحیح ہونا ضروری نہیں، اس پر ابوزید بن امام ضبط نہ کرسکے، اور ابوعبداللہ بن عمر سے کہا، کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں اس فقیہ کی گفتگو نہ سمجھ سکا، ہاں یہ جانتا ہوں کہ اہل علم کے نزدیک مثال کے باطل ہونے سے ممثل لہ (جس کے لئے مثال لائی جاتی ہے) کا باطل ہونا نہیں لازم آتا تو ابوموسیٰ نے سلطان سے کہا، کہ یہ اصولیوں کا تحقیق شدہ مسئلہ ہے، اس پر میں نے کمسنی کے باوجود کہا، کہ دونوں میں کسی نے تحقیق کا حق نہیں ادا کیا (اصل یہ ہے) کہ مثال کبھی واقعی ہوتی ہے، اور کبھی تقریب کے طور پر، اصل کی بنا پر شیخ ابن ابی عمرو نے یہ فرمایا، اور یہی ٹھیک ہے دیکھئے، سیبویہ کہتا ہے، (ھذا مثال) یہ مثال ہے، اور پھر اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، جب یہ بات معلوم ہوئی، کہ مثال کبھی تقریب کے طور پر

ص ۱۱۷

Marfat.com

ہوتی ہے، تو مثال کا صحیح ہونا ضروری نہیں ہوتا، نیز اس کے باطل ہونے سے ممثل لہ کا باطل ہونا بھی لازم نہیں آئیگا، اصل میں دونوں قول ایک ہیں،

اور فرمایا کہ اسی بادشاہ کے سامنے ایک دوسری مجلس میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا، کسی نے ابو زیدین الامام کے سامنے مسلم کی حدیث (لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ) اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو) سنائی، اس پر شیخ ابو اسحٰق بن حکم سلوی نے کہا، کہ یہ ملقّن (جسے تلقین کئے جانے کا حکم ہے، حقیقت میں قریب الموت ہے، اور یہاں پر مردہ مجازاً استعمال کیا گیا ہے، آخر حقیقت (محتضر بکسر) بجائے مجاز (موتاکم) کیوں اختیار کیا گیا، حالانکہ اصل معنی حقیقی ہے، ابو زید نے اس کا جواب دیا مگر غیر تشفی بخش، اور میں نے استاد سے مفتیح کا کچھ حصہ پڑھا تھا، میں نے کہا کہ فرانی کا خیال یہ ہے، مشتق زمانۂ حال میں معنی حقیقی پر محمول ہوتا ہے، اور مستقبل میں مجاز، اور ماضی میں دونوں کا احتمال ہوتا ہے، مگر یہ جبکہ محکوم بہ ہو، اور اگر حکم باسناد اسی کے ساتھ متعلق ہو جیسے کہ اس حدیث میں ہے، تو اس صورت میں معنی حقیقی بالاتفاق لئے جائیں گے، پھر نہ مجاز ہوگا، نہ سوال کی ضرورت ہوگی، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی دلیل میں شک و شبہ کی گنجائش ہے، اس لئے کہ انھوں نے اجماع نقل کیا ہے، اور اجماع ان چار چیزوں میں سے ہے، جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، ہاں یہ خرابی ضرور ہے، وہ ایک اتفاقی مسئلے میں دلیل لائے، جیسا کہ لخمی اور دیگر علماء وجوب طہارت پر دلیل لائے ہیں، بلکہ یہ اور قبیح ہے، کہ اس کا ارکان دین میں داخل ہونا ظاہر ہے، پھر اگر ہم اجماع کا نہ ہونا بھی مان لیں، تو بھی کہہ سکتے ہیں، کہ یہ ان علامات کی طرف اشارہ ہے، جو عموماً موت سے پہلے ظاہر ہوتے ہیں، اس لئے ان علامات سے پیشتر کلمہ تلقین کرنے سے ممکن ہے، مریض کو وحشت ہو، اس حدیث میں تلقین کا وقت بتایا گیا ہے، یعنی ان لوگوں کو کلمہ کی تلقین کرنی چاہئے جس کی موت کا یقین ہو جائے یا یہ کہا جائے، کہ لفظ احتضار کے استعمال سے گریز وجہ ابہام ہے، دیکھئے کہ احتضار میں کس قدر اختلاف ہے، آیا احتضار کی ابتدا ۱۵۸ھ

فرشتوں کی آمد سے ہوگی، یا حضور اجل سے، یا لوگوں کی آمد سے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ ایک پوشیدہ حالت ہے، جسے کسی حکم کی دلیل بنانے کے لئے ظاہری وصف و علامات کی ضرورت ہوگی، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، یا احتضار کی آمد موت سے ہوگی، اور اس کا جاننا بھی علامات کے بغیر ناممکن ہے، تو جب ان علامات کا اعتبار ضروری ہو، اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس تسمیہ (موتی) سے انہیں علامات کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا، کہ حدیث (واذا سلم الامام فلا یثبت بعد سلامہ ولینصرف) (امام کو چاہیے کہ سلام پھیرنے کے بعد نہ ٹھہرے بلکہ اپنی جگہ سے چلا جائے) کے بارے میں ابن ابی زید کا قول ہے، کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ امام اتنی دیر تک انتظار کرے، کہ مقتدی سلام پھیر لیں تاکہ وہ کسی کے سامنے سے نہ گزرے، اس کے بارے میں ابو زید کہا کرتے تھے کہ سلام کے بعد مقتدیوں سے امام کا حکم اٹھ گیا، تمام دلیلوں کا خیال کرتے ہوئے یہ معنی ہونگے، کہ عام مقتدیوں کا حکم بھی اب مسبوق کا ہو جائیگا (یعنی جسطرح مسبوق پر امام کی اطاعت ضروری نہیں ہوتی، عام مقتدی بھی سلام کے بعد آزاد ہوں گے)

میرے خیال میں یہ فقیہ کی موشگافیاں ہیں، اور ابو زید بن الامام خونجی کے اس قول (المقارنات التی یمکن اجتماعہ معہا) کو جو جمل میں ہے (مفارقات) پڑھا کرتے تھے، اور انکی مثال اصمعی کی ہے، جب اس نے ابو عمر بن العلا کے سامنے مندرجۂ ذیل شعر کو

غرتنی و زعمت انک — اور تو نے مجھے دھوکہ دیا اور گمان کیا

لابن فی الصیف تامر — کہ گرمیوں میں تو دودھ اور کھجوروں والا ہے،

اس طرح پڑھا:-

غرتنی و زعمت انک — اور تو نے مجھے دھوکہ دیا اور خیال کیا کہ

لابت بالضیف تامر — تو مہمان کو دودھ اور کھجوریں کھلانا چاہتا ہے،

اس پر ابو عمر نے اصمعی سے کہا، کہ اس تحریف کے بعد یہ طیبہ کے اصلی شعر سے بھی بلند ہو گیا، اسی طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے رمضان میں خلیفہ کو نماز پڑھائی، اتفاق سے اسے قرآن یاد نہیں تھا، وہ مصحف میں دیکھتا جاتا تھا، اس طرح پر بہت سی آیتوں میں تحریف کر دی جیسے (صنعتہ اللہ)

(اصل "صبغة الله") ہے (اصیب بہامن اساء) اصل "اصیب بہا من یشاء" ہے، انما المشرکون نجس) حالانکہ صحیح نجس ہے (وعدھا اباہ) (تقیۃ اللہ خیر لکم) صحیح "بقیۃ" ہے (ھذا ان دعوی الرحمٰن ولدا) (لکل امرئ منھم یومئذ شأن یعنیہ) اس میں "یغنیہ" کو "یعنیہ" پڑھ دیا۔ فرمایا، کہ ایک مرتبہ ابو زید بن امام نے ذکر کیا، کہ اُن سے مشرق میں ان دونوں شرطیہ قضیوں کے بارے میں پوچھا گیا، (ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم ولو اسمعہم لتولوا وھم معرضون) اگر اللہ ان سے بھلائی کی توقع رکھتا، تو اُن کو سناتا اور اگر اُن کو سناتا، تو وہ اعراض کر کے پیٹھ پھیر لیتے) کہ منطقی اصول سے ان کا نتیجہ "ولو علم اللہ فیھم خیرا لتولوا" اگر ان سے بھلائی کی توقع رکھتا، تو وہ اعراض کر لیتے") ہونا چاہئے، جو محال ہے، اس کے بعد انھوں نے حاضرین کا امتحان لینا چاہا، تو ابن حکم نے کہا، کہ خونجی نے لکھا ہے، کہ شرطیہ متصلہ "لو" یا "ان" کے داخل ہونے سے مہملہ ہو جاتا ہے، تو یہ دونوں قضیے مہملہ ہوئے، اور مہملہ کا حکم جزئیہ کا ہوتا ہے، اور دو جزئیوں سے قیاس نہیں ہوتا، اس کے بعد بجایہ میں ابو علی حسین بن حسن کے پاس حاضر ہونے کا اتفاق ہوا، اُن سے اس جواب کا ذکر کیا، نیز زمخشری وغیرہ نے جو کچھ لکھا ہے، کہ نتیجہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ "حد اوسط مکرر نہیں ہے" انھوں نے فرمایا، کہ دونوں جواب گویا ایک ہی ہیں، اس لئے کہ دو جزئیوں سے قیاس اسی لئے ممتنع ہے، کہ ان میں حد اوسط کی تکرار نہیں، پھر اپنے شیخ ابو عبد اللہ ابلی سے اس کا ذکر کیا، اُنھوں نے فرمایا، کہ قیاس کی بنا اصل میں حد اوسط پر ہوتی ہے، اس کے بعد پھر اور شرطیں ہوتی ہیں، کہ وہ دو جزئیوں یا دو سالبوں سے مرکب نہ ہو، اس پر میں نے عرض کی، اس میں کیا حرج ہے، حد اوسط کی بنیاد کو اجمال قرار دیں، اور بقیہ شرائط اسی کی تفصیل ہوں، ورنہ ابن حسین کے قول کے سوا کوئی چیز نتیجہ سے مانع نہیں، میرے اس تشفی بخش جواب کے بعد ابلی نے فرمایا، کہ میں نے پھر لوگوں کے قول کی اتباع کی، چونکہ شرطیہ کلیہ جزئیہ کی حالت میں نتیجہ نہیں دیتا، اس لئے قرآن کریم کے مہملہ قضیوں کا ہونا ضروری ہے، میں نے عرض کی، کہ یہ ان

Marfat.com

قضایا میں ہوگا، جو برہان وحجت کے لئے استعمال کئے گئے ہوں، جیسے (لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا) اگر زمین وآسمان میں دو خدا ہوتے تو نظام مختل ہوجاتا، لیکن اس قسم کے قضایا میں یہ حکم نہیں ہوگا، میں نے عرض کی کہ پہلا سوال لازم ہوتا، اگر تاخیر نہ ہوتی، جیسا کہ (لولو یطیع اللہ) میں ظاہر ہوچکا، دیکھو ہمارے شیخ ابوبکر یحییٰ بن ہذیل کے حالات میں۔

اور فرمایا کہ جب شیخ ادیب ابوالحسن بن فرحون مقیم مدینۂ منورہ تلمسان تشریف لائے، تو انھوں نے ابن حکم سے ان دو شعروں کے معنی دریافت کئے

رأت قمر السماء فاذکرتنی — اس نے آسمان پر چاند دیکھ کر
لیالی وصلھا بالرقمتین — ان وصل کی راتوں کی یاد تازہ کردی جو رقمتین میں بسر ہوئی تھیں،
کلانا ناظر قمرا ولکن — ہم دونوں چاند دیکھ رہے تھے، لیکن
رأیت بعینھا ورأت بعینی — میں نے اس کی آنکھ سے اور اس نے میری آنکھ سے دیکھا

وہ کچھ دیر سوچ کر بولے، معلوم ہوتا ہے، کہ وہ شخص اسے دیکھ رہا تھا، اور اس کی نگاہ چاند کی جانب تھی، تو وہ اصلی چاند کو دیکھ رہی تھی، اور انتہائی شغف واعجاب کے باعث اس شخص کا خیال یہ تھا، کہ اصلی چاند یہی حسینہ ہے، اس طرح پر اس شخص نے اس کی آنکھ سے دیکھا، اس لئے کہ معشوقہ اصلی چاند کو دیکھ رہی تھی، اور یہ مجازی چاند کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن فرط محبت کے باعث اس کا خیال تھا۔ کہ آسمان کا چاند مجازی چاند ہے۔ گویا معشوقہ نے اس کی آنکھ سے دیکھا۔ اس لئے کہ اس نے اصل میں مجازی چاند دیکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ (فاذکرتنی) میں فاء کیوں لایا۔ اس لئے جب معشوقہ کا دیکھنا اس کا دیکھنا ہوگیا، اور وہی حقیقی چاند ہوگئی۔ تو شاعر کا قول (رأت قمر السماء فاذکرتنی) (اذکرتنی) (تو نے یاد دلایا) کے قائم مقام ہوگیا۔ اس پر غور کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ بعض نافہم (واذکرتنی) پڑھتے ہیں۔ حالانکہ پہلے شعر میں (ف) لانے کا سبب دوسرے شعر کے معنی ہیں۔ اور اس صفت کو علم بیان میں 'ایذان' کہتے ہیں۔ اور فرمایا کہ مجھے ابن حکم موصوف نے اس شعر،

Marfat.com

وبھفھف الاعطاف قلت لہ انتسب اور پتلی پسلیوں والی سے میں نے کہا کہ اپنا نسب بیان کر
فاجاب ما قتل المحب حرام اس نے جواب دیا کہ دوست کا مار ڈالنا حرام نہیں)

میں نے جواب دینے والے کا نسب دریافت کیا۔ میں نے سوچ کر جواب دیا۔ کہ میرے خیال میں وہ بنی تمیم سے ہے۔ اس لئے کہ دوسرے مصرعے میں اس نے مانا فیہ کا عمل باطل کر دیا ہے۔ میری گمنی کے باعث انھوں نے اس جواب کی بہت تعریف کی۔ ایک بار ابن فرحون نے ابن حکم سے پوچھا۔ کہ کیا تم قرآن میں ہجہ (ف) اس ترتیب سے دکھا سکتے ہو۔ جس طرح اس شعر میں ہے۔

رأی فحب فوام الوصل نامتنت اس نے دیکھا تو محبت کی، پھر وصل کا طلبگار رہا۔ تو دور رک گئی۔

فسام صبرا فاعیا نیلہ فقضی تو صبر کیا لیکن پھر اس کے حصول سے عاجز ہو کر آخرت کی راہ لی۔

کچھ دیر تامل کرنے کے بعد انھوں نے یہ آیت کریمہ (فطاف علیہا طائف من ربک وھم نائمون) آخر تک پڑھی۔ لیکن فتنا دوبرخاستہ کافی نہیں ہوا۔ ابن حکم نے ابن فرحون سے کہا۔ کہ کیا تمھیں اور کوئی آیت ایسی یاد ہے انھوں نے کہا ہاں یہ آیت کریمہ (فقال لہم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیاھا) آخر تک تلاوت کی۔ مگر ان کا آخری ٹکڑا (ولا یخاف عقبھا) صحیح نہیں ہوا۔ اسلئے کہ اس میں واؤ کی قراۃ بھی موجود ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ جانے دو۔ اس پر سند لانے کی ضرورت نہیں۔ کہ حروف کے اختلاف سے معانی بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سند پر گفتگو کی گنجائش نہیں ہوتی۔ نیز کلام عرب میں اس تعداد سے زیادہ مسلسل (ف) کا اجتماع نہیں دیکھا گیا۔ خواہ اس شرط کے ساتھ یا بلا شرط کے۔ جیسے نوح علیہ السلام کا قول (فعلی اللہ توکلت فاجمعوا امرکم وشرکاءکم) کہ (میں نے اللہ پر اعتماد کیا۔ اب تم اپنی اور اپنے معبودوں کی قوت مجتمع کرو۔) اور اسی طرح پر امراء القیس کے دو شعر جن کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔ ص ۱۶۱

غشیت دیار الحی بالبکرات | میں بکرات میں قبیلہ کے مکانات کو پہنچا

پہلے تین مصرعے یہ ہیں:-

فعارمتہ فبرقۃ العیرات
فعقول فخلیت فاکناف منعج
الی عاقل والجب ذی الامرات

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فالجب کی فا، ساتویں ہوئی۔ اس لئے کہ اس کا عطف 'عاقل' پڑھے جو فا سے خالی ہے اور غالباً چھ کی حکمت یہ ہوگی۔ کہ یہ پہلا عدد تام ہے۔ جیسا کہ آسمان و زمین کے بارے میں یہ حکمت بیان کی جاتی ہے۔ اور زبان کی ادائیں بھی عجیب ہوتی ہیں، اور فرمایا۔ کہ میں نے ابن حکم کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ کہ فاس کے ایک ادیب نے اپنے ایک دوست کو دو شعر لکھ کر بھیجے۔

البعث الی بشئ | میرے پاس کوئی ایسی چیز بھیجو
مدار فاس علیہ | جس پر فاس کا مدار ہو
ولیس عندک شیء | اور تمھارے پاس اُن چیزوں میں سے ایک بھی نہیں
مما اشیر الیہ | ہے، جن کا میں اشارہ کروں

تو اُس نے اہل فاس کی ریاکاری پر تعریض کرتے ہوئے ایک بطموی کے طریقے پر پکی ہوئی بھیجی اور مجھ سے بیان کیا گیا۔ کہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد ابن ملجوم قاضی فاس جو بلغمی مزاج کے تھے ایک دعوت پر بلائے گئے۔ اُنکے سامنے اُن کے خسر ابو العباس بن اشقر نے اُن کے مزاج کا لحاظ کر کے اُن کے سامنے ایک بڑا پیالہ رکھا جس میں ایک خاص کھانا 'نزی' کے طرز پر پکایا گیا تھا۔ یہ ڈر سے کہ کہیں اُن کی ریا کے ساتھ تعریض نہ کی ہو۔ اور ابن اشقر لوگوں کی غیبت و عیب جوئی میں مشہور تھے۔ قاضی نے اُنھیں مقروض کا پیالہ دیا۔ تو لوگ اُن کی ذہانت سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور اپنے استاذ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الواحد المجاصی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں فقیہ ابو عبد اللہ سطی کیساتھ اُن کے پاس عید کے دن گیا۔ اُنھوں نے کچھ ماکولات پیش کیں۔ میں نے

عرض کی۔ کہ اگر جناب بھی ساتھ تناول فرماتے۔ تو ہم اس حدیث کے مستحق ہوتے۔ جو اس بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ (من اکل مع مغفور لہ غفر لہ) جو ایک معصوم اور بے گناہ انسان کے ساتھ کھائیگا اُس کے گناہ بخش دئے جائیں گے) فرمایا کہ میں سیدی ابوعبداللہ فاسی کے یہاں اسکندریہ میں حاضر ہوا۔ اور اُنھوں نے کھانا پیش کیا۔ میں نے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ کہ میرے دل میں اس حدیث کے بارے میں کچھ شک ہوا۔ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی۔ دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا۔ کہ میں نے یہ نہیں کہا۔ لیکن امید ہے۔ کہ ایسا ہی ہو۔ پھر میں نے اُن سے مصافحہ کیا۔ اس مناسبت سے کہ اُنھوں نے شیخ عبداللہ زیان سے اور اُنھوں نے ابوسعید بن عثمان بن عطیہ صعیدی سے اور اُنھوں نے ابوالعباس احمد الملثّم سے اور اُنھوں نے مسمر سے اور اُنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا ہے۔

ص ۱۶۲ اور اُنھوں نے اپنے استاد ابومحمد الدلاصی کے واسطے سے بیان کیا۔ کہ ملک عادل کا ایک غلام محمد نامی تھا۔ اُس کی فراست و دینداری کی وجہ سے اُسے اصلی نام سے پکارا کرتے تھے۔ ورنہ اور خدام کے نام بگاڑ کر یا ساقی یا خادم یا مزین وغیرہ کہا کرتے تھے۔ ایک دن اُسے 'فراش' کہہ کر آواز دی۔ وہ سمجھا۔ کہ شاید سلطان کچھ ناراض ہیں۔ مگر چہرے پر کوئی اثر نہ تھا، جب تنہائی ہوئی۔ تو اس خلاف عادت طریقے کی وجہ دریافت کی سلطان نے کہا۔ کہ تم سے کوئی رنج نہیں۔ بات یہ ہوئی۔ کہ مجھے نہانے کی ضرورت تھی۔ ایسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا مناسب نہ معلوم ہوا۔ اور فرمایا کہ مجھے مجاصی اور اُنھیں امام نجم الدین واسطی نے اور اُنھیں شرف الدین دمیاطی نے اور اُنھیں کتاب الحاصل کے مولف تاج الدین ارموی نے اور اُنھیں امام فخرالدین نے اپنے یہ شعر سنائے۔

نہایۃ اقدام العقول عقالِ	عقل کی ترقی کی انتہا مجبوری در کاوٹ ہوتی ہے

Marfat.com

واکثر سعی العلمین ضلال	اور اہل دنیا کی اکثر کوششیں رائیگاں ہوتی ہیں
وارواحنا فی وحشۃ من جسومنا	ہماری روحیں ہمارے جسموں سے متوحش ہوتی ہیں
وحاصل دنیاتا اذی و وبال	اور ہماری دُنیا کا خلاصہ تکلیف اور الجھن ہے
ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا	ہماری عمر بھر کی بحثوں اور علمی مذاکروں سے
سوی ان جمعنا فیہ قال وقالوا	کوئی فائدہ نہ ہوا بجز اس کے کہ ہم نے 'قال' اور 'قالوا' جمع کر دیا۔
وکم من رجال قد رایناو دولۃ	کتنے اشخاص اور کتنی حکومتیں ہم نے دیکھیں
فبادوا جمیعا مسرعین وزالوا	سب کے سب جلد ہلاک و تباہ ہو گئے۔
وکم من جبال قد علت شرفاتہا	کتنے ایسے اشخاص ہیں جو پہاڑوں کی بلندیوں
رجال فماتوا والجبال جبال	پر پہنچ گئے تھے۔ اور آخرت کو چل بسے اور پہاڑ جوں کے توں ہیں

اور شریف قاضی ابو علی حسن بن یوسف بن یحییٰ حسینی کا ذکر اُن کے اساتذہ میں آچکا ہے۔ فرمایا۔ کہ مجھ سے قاضی ابو العباس الرندی نے بیان کیا۔ کہ قاضی ابو العباس بن الغماز بلنسیہ سے بجایہ آئے۔ اور وہاں گواہی میں عبد الحق بن ابیح کے ساتھ بیٹھے۔ ایک روز عبد الحق سفید برنس (ٹوپی کی ایک قسم جو آغاز اسلام میں رواج پا گئی تھی) دے کر آئے جس سے اُن کی وجاہت میں اضافہ ہو گیا۔ اور چہرے کی رونق دوبالا ہو گئی۔ ابن الغماز نے اُنھیں دیکھتے ہی کہا۔

لیس البرنس الفقیہ فباھی (۱) فقیہ نے برنس اوڑھ کر اظہار مباہات کیا
ورای انہ المليح فتاھا اور احساس حسن سے تکبر پیدا ہوا۔
ولو زلیخا رأتہ حین تبدی (۲) اگر زلیخا اُسے اس وقت دیکھ لیتی۔
لتمنتہ ان یکون فتاھا تو وہ بھی آرزو کرتی کہ فقیہ اُس کا معشوق ہو

اور فرمایا کہ ابن غماز جامع زیتونہ میں چاند کے انتظار میں بیٹھے۔ اور رویت کے گواہ اذان کے منارے سے اُترے اور کہا کہ چاند اُنھیں نہیں نظر آیا۔ اتنے میں اُن کا چھوٹا پوتا آیا۔ اور اُس نے کہا کہ اُسے چاند نظر آگیا۔ پھر سب لوگ بچے کیساتھ گئے۔ اور اُس نے سبھوں کو چاند دکھایا۔ تو ابن غماز نے کہا کہ واقعات بھی کسطرح

Marfat.com

اپنے کو دہراتے ہیں۔ ابوالربیع بن سالم کے ساتھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ تو ہم نے یہ شعر کہے تھے۔

توادی هلال الافق عن اعین الوری	(۱) افق کا چاند سب کی نگاہوں سے چھپ گیا۔
وارخی حجاب الغیم دون محیاه	اور اپنے رخسار پر بدلی کا پردہ ڈال دیا۔
فلما تصدی لارتقاب شفیقه	(۲) گر جیب اُس نے اپنے ہمجنس کی کھوج میں نکلنا چاہا
تبدی له دون الانام محیاه	تو وہ سب کے سامنے ظاہر ہو کر اپنے ہمجنس کو تسلیم ڈالا یا

ایک روز ابوعبداللہ بن النجار کی مجلس میں میں نے محرمات کے بارے میں ابن حاجب کا قول نقل کیا۔ کہ یہ اصول اور یہ فروع ہیں۔ اور پہلی فرع کے فروع اور ہر اصل (خواہ کتنی ہی اوپر ہو) کی پہلی فرع" تو فرمایا۔ کہ اگر ان کا مشہور عرفی لقب دو لفظوں سے مرکب ہے۔ تو حلال ہیں۔ ورنہ حرام۔ غور کرنے کے بعد میں نے اُن کا قول صحیح پایا۔ اس لئے کہ اس قاعدے کی چار قسمیں ہوئیں۔ طرفین سے ترکیب ہو جیسے ابن العم اور ابنۃ العم اور اُس کا مقابل (اب) (باپ) اور بنت (بیٹی) مرد کی جانب سے ترکیب ہو جیسے ابنۃ الاخ والعم (بھائی اور چچا کی بیٹیاں) اس کا مقابل ابن الاخت والخالۃ (بہن کی بیٹی اور خالہ) (کذا) شیخ رئیس ابومحمد عبدالمہیمن بن محمد حضرمی کا ذکر آیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف حول کی اضافت اچھا نہیں خیال کرتے تھے۔ ان کے نزدیک "بحول اللہ وقوتہ" کہنا صحیح نہیں تھا۔ یہ اس لئے کہ وہ اُسے مطلق مراد نہیں لیتے تھے۔ لیکن معنی اس کے عدم جواز کے متقاضی ہیں۔ اس لئے کہ "حول" کے معنی حیلۃ کے قریب ہیں۔ اور اپنے شیخ ابوزید عبدالرحمٰن سہناجی کے واسطے سے قاضی ابوزید عبدالرحمٰن بن علی الدکالی سے روایت کی۔ کہ اُن کے پاس دو شخص آئے۔ جن کے درمیان ایک بکری کے بارے میں تنازعہ تھا۔ ایک کا قول تھا کہ اُس نے دوسرے کے پاس بکری امانت رکھی تھی۔ دوسرا یہ کہتا تھا کہ وہ ضائع ہو گئی۔ قاضی نے امین سے یہ قسم کھانے کے لئے کہا۔ کہ وہ بلا قصد ضائع ہو گئی۔ اس پر وہ بول اُٹھا کہ سبحان اللہ میں کس طرح اُسے ضائع کروں گا جبکہ اُس کی نگہبانی میں بسا اوقات نمازیں بھی قضا ہو گئیں۔ یہ سُن کر قاضی نے اُس پر جرمانہ کیا۔ لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ کہا کہ میں نے

Marfat.com

حضرت عمرؓ کے اس قول پر عمل کیا (من ضیّعہا فھو لما سواھا اضیع) (جس نے نماز کو ضائع کیا۔ وہ اور سب کاموں کو برباد کرے گا) اور یگانۂ روزگار فقیہ شیخ سے قوت فہم کا ایک قصہ بیان کرتے ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا۔ کہ میں ایک روز قاسم بن محمد منہاجی کے ہاں تھا۔ کہ اُن کے پاس قاضی ابوالحجاج طرطوشی کا ایک رقعہ آیا جس پر لکھا ہوا تھا:۔

خیرات ما تخویہ میذ ولتر وہ نیکیاں جو تم رکھتے ہو۔ خرچ ہونیوالی ہیں ۱۶۴ ص

ومطلبی تصحیف مقلوبہا اور میرا مقصود اس کے عکس کو بگاڑنا ہے۔

مجھ سے کہا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ میں نے کہا کہ (تاریخ) میں اُنکے پاس تلمسان میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ابوعبداللہ الدباغ مالقی مشہور طبیب آئے۔ اور بیان کیا۔ کہ ایک ادیب نے ایک وزیر سے اس مصرعے

ثم حبب قلما ینصف پھر ایسا محبوب ہے جو بہت کم انصاف کرتا ہے

کے ذریعہ کچھ سوال کیا۔ تو میں نے اُسے لیا۔ اور لکھا اور لکھنے کے بعد بگاڑ کر پڑھا تو "قصبات ملف شحمی"[1] ہوگیا۔ نیز بیان کیا کہ ہمارے استاد شیخ ابلی نے فرمایا کہ تازی میں ایک بار ابوالحسن بن بری اور ابوعبداللہ ترحالی کے ساتھ شب باشی کا اتفاق ہوا، مجھے نیند آرہی تھی، اور قطع کلام کرنا بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے میں نے اُن سے معری کے اس شعر کو حل کرنے کے لئے کہا

اقول لعبد اللہ لما سقاؤنا جب وادیٔ عبدشمس میں ہماری مشک

وبحن بوادی عبدشمس وھاشم پھٹ گئی، تو میں نے عبداللہ سے کہا، کہ پانی کے آثار تلاش کرو[2]

تو میں سوگیا، اور وہ دونوں صبح تک سوچتے رہے، مگر مطلب نہ سمجھ سکے۔ آخر مجھ سے دریافت کیا، تو میں نے بیان کیا، کہ جب وادی عبدشمس میں ہماری مشک پھٹ گئی، تو میں عبداللہ سے کہنے لگا، کہ دیکھو کہیں پانی کے

---

[1] مطبوعہ نسخوں میں اس جملے کے آخر میں لفظ (کذا) مرقوم ہے، اس جملے میں تصحیف ہوگئی ہے (مترجم)

[2] اس شعر میں ابہام لفظ "ہاشم" میں ہے جو بظاہر اسم مفرد معلوم ہوتا ہے لیکن وہ وہا اور شم سے مرکب ہے (مترجم)

Marfat.com

آثار ہیں یا نہیں، میرے خیال میں اس قسم کا غموض کلام میں جائز نہ ہونا چاہیئے، اور ایسی تجنیس و ابہام پیدا کرنے میں مقصود فوت ہو جائیگا۔ میں نے انکی خود نوشت تحریر سے نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابو موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن بن زیان کا عہد حکومت تھا، کہ میری پیدائش تلمسان میں ہوئی۔ مجھے تاریخ ولادت بھی معلوم ہے، مگر میں نے قصداً اُس کے ذکر سے احتراز کیا، کیونکہ جب ابوالحسن بن موسیٰ نے ابو طاہر سلفی سے اُن کا سن پوچھا تھا، تو انھوں نے کہا، اس سے تمھیں کیا غرض؟ اس لئے کہ میں نے ابوالفتح بن زیان سے اُن کا سن دریافت کیا، تو انھوں نے جواب دیا، کہ تمھیں اس سے کیا مطلب؟ اس لئے کہ میں نے محمد بن علی بن محمد لبان سے اُن کا سن پوچھا، تو فرمایا۔ کہ اس سے کیا فائدہ، اس لئے کہ میں نے حمزہ بن یوسف سہمی سے اُن کے سن کے متعلق استفسار کیا، تو جواب ملا، کہ تمھیں اس سے کیا حاصل؟ اس لئے کہ میں نے ابوبکر محمد بن علی منقری سے اور اُنھوں نے ابواسمٰعیل ترمذی سے اور اُنھوں نے امام شافعی سے اور اُنھوں نے امام مالک سے، جب سن کے متعلق دریافت کیا، تو یہی جواب ملا، کہ تمھیں اس سے کیا مطلب؟ اپنے سن کا بتلانا انسان کی مروت سے باہر ہے،

وفات ص ۱۶۹ ۷۵۹ھ محرم کے آخری ایام میں شہر فاس میں وفات پائی، اور میرا خیال ہے، کہ اس سے ایک سال پہلے ذی الحجہ میں رحلت کی، اور نعش آبائی وطن تلمسان کو بھیجی گئی۔

محمد بن عیاض بن محمد

نام و نسب محمد نام، ابو عبداللہ کنیت ہے، وطن سبتہ تھا، سلسلۂ نسب اس طرح پر ہے، محمد بن عیاض بن محمد بن عیاض بن موسیٰ الیحصبی، ان کے پردادا ابوالفضل عیاض مشہور قاضی و امام تھے،

حالات استاذ ابوجعفر بن زبیر کا بیان ہے کہ ابو عبداللہ الیحصبی کا شمار

Marfat.com

مشہور انصاف پسند اور صاف باطن قاضیوں میں تھا، فیصلوں میں غور و احتیاط سے کام لیتے، کمزوروں، غریبوں پر ترس کھاتے، امرا و اصحاب جاہ کے ساتھ سختی سے پیش آتے، ذی علم، وجیہ اور باوقار تھے، گفتگو تکلف کے ساتھ کرتے، مگر فصیح، علم دوست، اور اہل علم کے قدر دان تھے، مبتدی طلبہ کی بھی خاطر مدارات کرتے، اور اُن کی حمایت میں سینہ سپر رہتے، کہ شاید اس طرح طلبہ کے دلوں میں اہل علم اور علم کی محبت جاگزین ہو۔ ان کے بعد ان کے جیسا کوئی نظر سے نہیں گزرا، مالقہ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ انھوں نے ۶۵۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مجھ سے ہمارے شیخ ابوالحسن بن الحباب نے بیان کیا کہ میں قاضی موصوف کے پاس حاضر تھا، انھوں نے ایک شخص سے اُس کے باپ کی تعریف دریافت کی، اُس نے کہا کہ فلاں بن فلاں۔ اور ایسی تعریف کی، جو فاس کے تاجروں کے درمیان مشترک تھی، فرمایا، کون، جو لکڑی کا کام کرتا ہے، یا وہ، جس کا مشغلہ ہتھیار بنانا ہے، مگر وہ اپنی سادگی کے باعث اُن کا مقصود نہ سمجھ سکا، بعضوں نے مجھ سے اُن کے عزم کے متعلق بیان کیا، کہ سلطان کے وقار اور رعب کے باوجود اُن سے اور سلطان سے بعض ایسے اختلافات ہوئے جن سے اُن کے عزم کی پختگی اور قوت فیصلہ کا اظہار ہوتا ہے، ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ سلطان نے ایک سزا یافتہ شخص کی رہائی کا حکم دیا، قاضی نے حاکم محبس کو ڈانٹا، اور رہا کرنے کی صورت میں اُسے سزا کی دھمکی دی، ایک مرتبہ ایسا واقعہ ہوا، کہ رویت ہلال کی شہادت بروز عید دن کے آخری حصے میں ملی، اور سلطان کی خواہش تھی، کہ کل صبح عید ہو، مگر قاضی موصوف کو کہاں تاب تھی، وہ قلعہ سے باہر نکلے، اور خادم کو حکم دیا، کہ اعلان کر دے، آج عید ہو گئی، اور اس طرح بہت سے واقعات پیش آئے،

اساتذہ ص ۱۶۶

سبتہ میں ابوالصبر ایوب بن عبداللہ فہری اور دوسرے علماء سے استفادہ کیا، جزیرۂ خضرا کا سفر کیا، اور وہاں مشہور نحوی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن القاسم القاضی سے سیبویہ کی الکتاب پڑھی۔ نیز الفارسی کی ایضاح الاستاذ ابوالحجاج بن مفرور سے پڑھی، اشبیلیہ اور

Marfat.com

دوسرے شہروں میں مختلف علماء سے استفادہ کیا۔ قاضی ابو القاسم بن بقی بن نافجہ سے فیضیاب ہوئے اور اجازت حاصل کی۔ علمائے مشرق کی ایک بڑی تعداد نے بھی انھیں اجازت دی جس میں حسین بن مندہ کے نواسے ابوجعفر محمد بن احمد بن نصر بن ابی الفتح الصیدلانی نے بمقام اصفہان شوال ۵۹۸ھ میں اجازت دی، اور محمد السلفی الحافظ کے استاذ ابو الطاہر الخداد کے واسطے سے محمد حیری سے روایت کی۔ اس کے علاوہ علمائے اصفہان کی ایک کثیر تعداد نے انھیں لکھ کر اجازت دی نیز دوسرے شہروں کے بکثرت علماء سے اجازت حاصل کی، جن میں سے اکسٹھ نے شیخ محدث ابو العباس مغربی اور قاضی ابو عبداللہ ازدی کے ساتھ اجازت دی،

تلامذہ استاذ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، کہ ابو عبداللہ نے مجھے دوبارہ اجازت دی، اور کہا، کہ مجھے ابو طاہر برکات بن ابراہیم خشومی نے دمشق سے لکھ کر اجازت دی، انھیں محمد بن احمد الرازی معروف بابن حطاب نے، انھیں محمد بن احمد بن عبدالوہاب بغدادی معروف بہ فسطاط نے، انھیں موسیٰ بن محمد بن عرفۃ سمسار نے بلخ میں، انھیں ابو عمران بن احمد بن الفضل النفزی نے، انھیں اسمٰعیل بن موسیٰ نے، انھیں عمر بن شاکر نے، انھیں حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا، جب عامل بالدین کی مثال اس شخص کی ہوگی، جو آگ ہاتھ میں لئے ہو۔ یہ اسناد اس قدر قریب ہے کہ ہم لوگوں کے لئے جو چھٹی صدی ہجری کے بعد پیدا ہوئے ایسی بلند سند کا ملنا دشوار ہے۔ اور اسمٰعیل بن موسیٰ ترمذی کے استاد ہیں، ان سے ترمذی نے یہ حدیث روایت کی ہے، ص ۱۶۷

ولادت ابو عبداللہ ۵۸۱ھ میں سبتہ میں پیدا ہوئے،

وفات اور پنجشنبہ کے دن ۲۸ جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ کو غرناطہ میں وفات پائی،

Marfat.com

محمد بن عیاض بن موسیٰ

نام ونسب محمد نام ابو عبداللہ کنیت ہے، سلسلۂ نسب اس طرح ہے محمد بن عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمر بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی سبتہ کے رہنے والے، اور امام ابو الفضل عیاض کے بیٹے تھے۔

حالات ابو عبداللہ بڑے فقیہ اور ادیب تھے۔ اندلس آئے اور ابن بشکوال سے کتاب الصلۃ پڑھی۔ غرناطہ میں عہدۂ قضا پر سرفراز ہوئے ابن الابار نے کہا میں نے ان کا رسالہ دیکھا ہے۔ جس میں انھوں نے اپنے والد کی سوانح اور تعلیم و تعلم کے حالات بیان کئے ہیں۔ میں نے یہ کتاب بالقہ میں ان کے نبیروں کے پاس دیکھی ہے۔

اساتذ اپنے والد ماجد ابو الفضل عیاض سے روایت کی۔

وفات ۶۷۵ھ میں وفات پائی۔

محمد بن احمد بن جبیر

ص ۱۶۸

نام نسب محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے، محمد بن احمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن عبد السلام الکنانی۔

خاندانی حالات محمد کے جد اعلیٰ عبد السلام محرم ۱۲۳ھ میں بلج بن بشر بن عیاض قشیری کے ساتھ اندلس آئے، اور شذونہ میں اقامت گزیں ہوئے، یہ ضمرہ بن کنانہ بن بکر بن عبد[2] بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس کی اولاد سے ہیں، اصلی وطن بلنسیہ ہے، پھر غرناطہ میں سکونت پذیر ہوئے، مشرق اور مغرب کی سیاحت کے بعد غرناطہ واپس ہوئے۔

---

[1] کتاب میں اس جگہ بیاض ہے، مترجم

[2] کتاب میں بیاض ہے، مترجم۔

Marfat.com

حالات محمد کنانی بلند پایہ اور خوشگو شاعر تھے، بلند ہمت، شریف النفس، پاکیزہ عادات و اخلاق کے مالک تھے، سبتہ میں ابو سعید عثمان بن عبد المومن اور غرناطہ میں اپنے دیگر عزیزوں سے استفادہ کیا، اور اُن کی شان میں متعدد قصائد لکھے، پھر وطن سے نکل کر مشرق کا رخ کیا، اور ہمعصر ادیبوں کے ساتھ خط کتابت و مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا، جسمیں اُن کی قابلیت خوب نمایاں ہوئی، نظم اچھی اور نثر ممتاز ہے، اُن کی مرسل (بلا قید قافیہ وسجع) تحریریں آسان اور عمدہ ہیں، نیز اچھے عنوان و بلند اسلوب میں لکھی گئی ہیں۔ ان کا سفرنامہ اپنی آپ نظیر ہے، جس کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی ہے

سفر محمد کنانی کے ایک اِتفاق کا ذکر کیا، کہ اُنھوں نے اندلس سے مشرق کا سفر تین بار کیا، اور ہر مرتبہ دولت حج سے مالا مال ہوئے، پہلی مرتبہ ابو جعفر بن حسان کے ساتھ ۸ رشوال صباح پنجشنبہ ۵۷۸ھ کو روانہ ہوئے، اور ۲۲ رمحرم ۵۸۱ھ کو غرناطہ واپس آئے، اس سلسلے میں متعدد علمائے کبار سے فیضیاب ہوئے، جن کا ذکر اساتذہ کے سلسلے میں آتا ہے، اور اپنا مشہور سفرنامہ تالیف کیا، جس میں تمام ملکوں، شہروں، اور مختلف عجیب و غریب منظروں اور مشاہدوں کا ذکر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نہایت دلچسپ اور مفید کتاب ہے، جس سے آثار مقدسہ کی زیارت کا شوق تازہ ہو جاتا ہے، جب سلطان ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بن غازی کے ہاتھوں بیت المقدس فتح ہوا، اور یہ خبر بہجت اثر اطراف و اکناف عالم میں مشہور ہوئی، تو وہ دوسرے سفر کیلئے کمر ہمت باندھ کر ۹ ربیع الاول ۵۸۵ھ کو غرناطہ سے روانہ ہوئے اور ۱۳ رشعبان ۵۸۶ھ کو غرناطہ واپس آئے، غرناطہ، یالقہ اور سبتہ میں یکے بعد دیگرے سکونت پذیر ہوئے، پھر فاس میں اقامت اختیار کی، اور روایت حدیث و تصوف میں منہمک ہو گئے۔ انکی پرہیزگاری و بزرگی مشہور اور اُن کے نیک اعمال کی شاہد ہیں۔ پھر تیسری بار اپنی بیوی عائلہ ام المجد (جو وزیر ابو جعفر کی لڑکی تھیں) کے انتقال کے بعد سبتہ سے روانہ ہوئے۔ اُنھیں اپنی بیوی سے بہت محبت تھی، اس لئے یہ صدمہ ص ۱۶۹

Marfat.com

اُن پر بہت شاق گزرا' اور مکۂ مکرمہ پہنچنے کے بعد بہت زمانے تک وہیں اقامت پذیر ہوگئے' پھر مصر اور اسکندریہ آکر افادہ اور استفادہ کرتے رہے' تا آنکہ واصل بحق ہوئے۔

اساتذہ

اندلس میں اپنے والد اور ابوالحسن بن محمد بن ابوالعیش اور ابوعبداللہ بن احمد بن عروس اور ابن الاصیلی سے روایت کی' اور حجاج بن یسعون سے علوم ادب کی تحصیل کی' اور سبتہ میں ابوعبداللہ بن عیسیٰ تمیمی سبتی سے روایت کی۔ اور ابوالولید بن [1] اور ابوابراہیم بن اسحاق بن عبداللہ بن عیسیٰ تمیمی سبتی فساتی تونسی اور قرشی میانجی مقیم مکۂ مکرمہ کے چچا ابوحفص عمر بن عبدالمجید نے بھی انھیں اجازت دی' ان کے علاوہ ابوجعفر احمد بن علی قرطبی فتکی اور ابوالحجاج یوسف بن احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد بغدادی اور صدرالدین ابومحمد عبداللطیف حجری امام شوافع نے بھی انھیں اصفہان میں اجازت دی' اور بغداد میں مشہور عالم حافظ ابوالفرج بن الجوزی (اور انھوں نے کنیت ابوالفضل بیان کی) سے استفادہ کیا' اور اُن کے وعظ کی مجلسوں میں حاضر ہوئے۔ اور دیکھا کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں' بلکہ تمام خوبیاں انھیں کے اندر جمع ہیں۔ اور دمشق میں ابوالحسن احمد بن حمزہ بن علی عبداللہ بن عباس سلمی جواری اور ابوسعید عبداللہ بن محمد بن ابی عصرون نے اجازت دی' ابوالطاہر خشوعی سے بھی اجازت وسماع حاصل ہے۔ ان کے علاوہ عمادالدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن حامد اصفہانی مشہور کاتب سے بھی اجازت ہے' نیز انھیں سے روایت واستفادہ کیا۔ ابوالقاسم عبدالرحمٰن ابن الحسین بن الاخضری بن علی بن عساکر سے بھی سماع حاصل ہے۔ اور ابوالولید اسمٰعیل بن علی بن ابراہیم بھی اُن کے اساتذہ میں ہیں۔ ص ۱۷

تلامذہ

ابن عبدالملک کہتے ہیں' کہ ابوعبداللہ سے ابواسحٰق بن مہیب اور ابن الواعظ' ابوتمام ابن اسمٰعیل' ابوالحسن بن نصر بن فاتح

[1] کتاب میں بیاض ہے' مترجم۔

Marfat.com

بن عبداللہ البیانی، ابوالحسن علی الشادی، ابوسلیمان بن حوط اللہ، ابوزکریا، ابوبکر یحییٰ بن محمد بن ابی الغمر، ابوعبداللہ بن حسن بن محیر، ابوالعباس بن عبدالمومن البنانی، ابومحمد بن الحسن اللوالی، ابومحمد بن سالم، عثمان بن سفیان بن اشقر تیمنی تونسی نے استفادہ کیا۔ اور اسکندریہ میں رشید الدین ابومحمد عبدالکریم بن عطاء اللہ اور مصر میں رشید الدین بن عطاء، فخر القضاۃ بن الحباب اور انکے خلف الرشید جمال القضاۃ نے اُن سے استفادہ کیا

تصانیف تصنیفات میں ابوعبداللہ کے منظومات قابل ذکر ہیں۔ ابن عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے ابوتمام حبیب بن اوس کے دیوان کی مثل ان کا ایک دیوان دیکھا ہے، جس کا ایک حصہ اُن کی بیوی ام المجد کے مرثیہ میں خاص ہے، اُس کا نام (وجد الجوانح فی تابین القرین الصالح) رکھا ہے۔ اور ایک دوسرا حصہ ہے، جس کا نام (نظم الجمان فی التشکی من اخوان الزمان) ہے۔ ان کی انشاء مرسل بہت اچھی اور حکم پر مشتمل ہوتی ہے۔ اُن کی تصنیفات میں اُن کے سفرنامہ (کتاب الرحلۃ) کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، مگر ابوالحسن الشادی کہتے تھے کہ یہ اُن کی تصنیف نہیں، بلکہ اُن کے مختصر نوٹ تھے، جنھیں اُن کے شاگردوں نے تہذیب اور ترتیب کے بعد کتاب کی صورت میں جمع کر دیا ہے۔

شعر شاعری جب ابوعبداللہ مدینۂ طیبہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے جوش میں انھوں نے مندرجۂ ذیل نظم کہی، جو بہت مشہور ہے،

اقول وانست باللیل نارا	رات کو آگ دیکھ کر میں کہنے لگا،
لعل سراج الہدی قد أنارا	کہ شاید ہدایت کا چراغ روشن ہوگیا،
والا فما بال افق الدجی	ورنہ تاریکی کے افق سے
کأن سنا البرق منہ استنارا	یہ بجلی کی چمک کیوں نمودار ہو رہی ہے،
ونحن من اللیل فی حندس	حالانکہ ہم رات کی تاریکی میں ہیں،
فما بالہ قد تجلی نہارا	لیکن آخر روز روشن کیطرح کیوں جلوہ آرا ہو رہی ہے۔

Marfat.com

وهذا النسيم شذا المسك قد	اور نسیم جاں فزا نے مشک سے خوشبو مستعار لی ہے
أعيرام المسك منه استعارا	یا مشک ہی اُس کا خوشہ چین ہے
وكانت رواحلنا تشتكي	ہماری سواریاں پہلے تکان کی شاکی تھیں
وجاها فقد سبقتنا ابتدارا	مگر اب ہم سے سبقت کر رہی ہیں
وكنا شكونا عناء السرى	ہم بھی رات کے سفر سے اکتا گئے تھے
فها نا نبارى سراج المهارا	مگر اب گھوڑوں کی زینوں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں
اظن النفوس قد استشعرت	معلوم ہوتا ہے کہ دل اس محبت کے پانے میں کامیاب
	ہو رہے ہیں
ببلوغ هو تخذ ته شعارا	جو ہمیشہ سے اُن کی منزل مقصود تھی
بشائر صبح السرى آذنت	رات گزرنے کے بعد صبح کے علامات ظاہر ہونے لگے
فان الحبيب تدانى مزارا	اس لئے کہ محبوب کی زیارتگاہ قریب آگئی
جرى ذكر طيبة ما بيننا	مدینے کا ذکر ہم لوگوں میں چھڑا
فلا قلب فى الركب الا وطارا	تو خوشی کے مارے ہر دل بلیوں اچھلنے لگا
حنينا الى احمد المصطفى	احمد مصطفیٰ (ص) کی پابوسی کے اشتیاق میں
وشوقا يهيج الضلوع استعارا	اور اُس شوق میں جسکی آگ میں پہلو پھنکے جا رہے ہیں
ولاح لنا احد مشرقا	اتنے میں اُحد کا پہاڑ بھی اسطرح چمکتا ہوا ظاہر ہوا
بنور من الشهداء استعارا	کہ گویا اُسنے شہداء سے نور مستعار لیا ہو
فمن اجل ذلك ظل الدجى	اسی وجہ سے تاریکی
عودا النجوم انتشارا	ستاروں کی طرح منتشر ہونے لگی
ومن طرب الركب حث الخطى	اور فرط مسرت سے قدم تیز اُٹھنے لگے
اليها ونادى البدار البدارا	اور جلدی جلدی کا غلغلا بلند ہوا
ولما حللنا فناء الرسول	اور جب رسول کریم (ص) کے دربار میں حاضر ہوئے
نزلنا باكرم مجد جوارا	تو اشرف ترین پڑوس میں اُترے
ولما دنونا لفرض السلام	اور جب ہم سلام کے لئے قریب گئے
مقرنا الخطى والتزمنا الوقارا	تو ادب و خشوع کیساتھ قدم آہستہ آہستہ اُٹھتے تھے

Marfat.com

فما نزل اللحظ الا اختلاسا	کنکھیوں کے سوا ادھر دیکھنے کی تاب نہیں تھی،
وما نزح الطرف الا انکسارا	اور نہ دزدیدہ نگاہوں کے سوا ادھر اُدھر دیکھنے کی ہمت نہیں رہی،
ولا نظم اللفظ الا اختلاسا	اور نہ تاب گویائی تھی، مگر یہ کہ ڈرتے ڈرتے
وما نزح القول إلا سرارا	اور نہ آپس میں گفتگو ہو سکتی تھی لیکن آہستہ
سوی انا لم نطق اعیننا	مگر یہ کہ ہم اپنی آنکھوں پر قابو نہیں پا سکے،
بادمعها غلبتنا انفجارا	جن سے بے اختیار اشکوں کا سیلاب بہہ رہا تھا،
وقفنا بروضة دارالسلام	ہم روضۂ دارالسلام میں کھڑے ہوئے
نعید السلام علیها مرارا	بار بار سلام پڑھتے تھے،
ومن به فی النفوس	
ثنا الثری والتزمنا الجدارا	زمین کو چوم کر دیوار سے چمٹ گئے،
قضینا بزورته حجنا	رسول کی زیارت کر کے ہم حج سے فارغ ہو گئے،
وبالعمرتین ختمنا اعتمارا	اور دو عمروں کے بعد اپنا عمرہ ختم کیا،
الیک الیک نبی الهدی	اے پیمبر ہدایت آپ کی اور صرف آپ کی
رکبنا البحار وجبنا القفارا	زیارت کی خاطر سمندروں اور بیدادیوں کا سفر ہم نے اختیار کیا،
وترکنا البلاد ولا منة	مگر حاشا کہ یہ آپ پر احسان نہیں، اور آپ ہی کے لئے
	گھر بار چھوڑا،
وربّ کلام یجر اعتذارا	اور بعض کلام ایسے صادر ہو جاتے ہیں جنکی معذرت کرنی پڑتی ہے،
وکیف نمن علی من به	پھر اُس ذات عالی پر ہم کس طرح احسان رکھیں گے
نؤمل للسیئات اغتفارا	جس کے دامن سے گناہوں کی بخشائش کے لئے
	ہماری امیدیں وابستہ ہیں،
دعانی الیک هوی کامن	ایک چھپی ہوئی محبت نے ہمیں آپ کی طرف رخ کرنے
أثار من الشوق ما قد أثارا	پر آمادہ کیا،
	جس نے ہمارے جذبات کو بھڑکا دیا تھا،

فناديت لبيك داعي الهوى	تو میں نے داعی محبت کو لبیک کہا،
علیّ وقلت مرضيت اختيارا	اور اظہار رضا کے طور چل کھڑا ہوا،
اخوض الدجي وارو ض السرىٰ	تاریک راتوں میں سفر کی تکلیفیں برداشت کرتا ہوا۔
ولا أطعم النوم إلا غرارا	اس حال میں کہ مشکل سے نیند آتی تھی،
ولولا استطاعة السير لي	اگر چلنے کی سکت نہ ہوتی، تو میں اڑ جاتا،
بطرت ولو لم اصادف مطارا	اگرچہ پرواز کی جگہ نہ ملتی،
عسى لحظة منك لي في غد	شاید کل کے دن حضور کی ایک نگاہ کرم
تمهد لي في الجنان الوقارا	خادم کے لئے جنت میں ایک ٹھکانا بنا دے۔
فما ضل من بهداك اهتدى	راستے پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوا،
ولا ذل من بذراك استجارا	اور آپ کی درگاہ میں پناہ ڈھونڈھنے والا ذلیل وخوار نہیں ہوا،

اور اُس شخص کے غبطے میں جسے اللہ تعالیٰ حج بیت اللہ اور زیارت رسول سے سرفراز فرمائے یہ دو شعر کہے:۔

هنيئاً لمن حج بيت الهدى	مبارک ہے وہ شخص جس نے بیت اللہ کا حج کیا،
وحط عن النفس اوزارها	اور دل کے گناہ دھو ڈالے،
فان السعادة مضمونة	اس لئے کہ کامرانی اُس کے لئے لکھی ہوئی ہے،
لمن حج طيبة أو زارها	جس نے مدینۂ طیبہ کی زیارت کی،

اس معنی کو وہ اس طرح ادا کرتے ہیں:۔

اذا بلغ المرء ارض الحجاز	جب انسان سرزمین حجاز میں پہنچ جائے،
فقد نال افضل ما امّلا	تو گویا اُس کی بہترین آرزوئیں بر آئیں،
وان زار قبر نبي الهدى	اور نبی کریم (ص) کی قبر اطہر کی زیارت کے بعد
فقد كمل الله ما أمّلا	گویا اللہ تعالیٰ اُس کے مقاصد کی تکمیل کر دیتا ہے

اور مشرق کی بڑائی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

لا يستوي شرق البلاد وغربها	مشرق ومغرب دونوں حصے برابر نہیں ہو سکتے،
الشرق حاز الفضل باستحقاق	مشرق بجا طور پر بزرگی کا حامل ہے،

۱۷۳ھ

Marfat.com

انظر تری للشمس عند طلوعها
زهوا یعجب بهجة الاشراق
وانظر لها عند الغروب کهیئة
صفراء تعقب ظلمة الآفاق
وکفیٰ بیوم طلوعها من غربها
ان توذن الدنیا بحتم فراق

دیکھو طلوع کے وقت آفتاب میں
کس قدر پسندیدہ اور اچھی خوبصورتی ہوتی ہے،
اور پھر اُسی کو غروب کے وقت
زرد رنگ کا دیکھتے ہو، جو تاریکی کا پیش خیمہ ہے،
پھر یہ خیال کرو، کہ جب مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا
وہی دُنیا کا آخری دن ہوگا،

نصائح میں ارشاد فرماتے ہیں :-

علیک بکتمان المصائب واصطبر
علیها فما القی الزمان شقیقا
کفاک لشکوی الناس اذ ذاک انها
تسر عدوا أو تسیئ صدیقا

مصیبتوں کو چھپاؤ اور اُن پر صبر کرو
اس لئے کہ زمانے نے تمہارا دوست باقی نہیں رکھا
لوگوں کی شکایت کیلئے اتنا کافی ہے کہ مصیبتیں
دشمنوں کو مسرور اور دوستوں کو رنجیدہ کرتی ہیں،

اور کہتے ہیں :-

ومصانع للمعروف فلتة عاقل
ان لم تضعها فی محل عاقل
کالنفس فی شهواتها ان لم تکن
وفقا لها عادت بضر عاجل

احسان بھی عقلمند کی لغزشوں میں شمار کیا جاتا ہے،
اگر وہ مناسب جگہ نہ صرف کرے
جیسے کہ نفسانی خواہشیں اگر طبیعت
کے موافق نہ ہوں، تو اُن سے بہت نقصان ہوتا ہے،

نثر

اُن کے بعض حکیمانہ اقوال درج کئے جاتے ہیں :-

انسان کی عزت و شرافت، شرافت اخلاق و نیکوکاری پر اور اُس کی برتری احسان وجود پر موقوف ہے، انسان کو زبان کی حفاظت اسیطرح کرنی چاہئے جیسے پلکیں مردم چشم کی حفاظت کرتی ہیں، بعض باتیں ناقابل معافی لغزشوں کا باعث ہوجاتی ہیں، درشت زبانوں کی تیزی بسا اوقات اُن کے لئے تکلیف و عذاب کا سامان فراہم کرتی ہے، ہمارے زمانے میں منافق کے سوا، کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا، انسان ایسی نمائشوں کے باعث راستے سے ہٹ گیا، جو عزت و شرف کے لئے خطرہ ہیں، اُس نے دُنیا کو ترجیح دی، جس کی حیثیت خواب شیریں سے زیادہ نہیں، اور اس کی محبت میں کتنی عقلیں خراب ہوئیں،

Marfat.com

عمل کم کر دئے اور امیدیں بڑھا دیں، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، کہ اس کے سوا اور کوئی کام نہیں کرتے، اور نہ کسی اور میدان میں گامزنی کرتے ہیں، نہ دنیا کے سوا کسی دوسرے شاہد مقصود کی تلاش ہے، خدا کی قسم اگر ان اسرار کے چہرے سے نقاب ہٹ جاتی، تو کتنی آنکھیں شب بیداری میں بسر ہوتیں، اور ان سے آنسوؤں کا چشمہ جاری ہوتا۔ اگر کوئی دیدۂ بینا خواب غفلت سے بیدار ہو، تو دنیا میں اسے کوئی نفع کی چیز معلوم نہ ہو، لیکن آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں، اور انسان اپنے انجام سے بیخبر ہے، اللہ تعالیٰ سے راہنمائی کی التجا ہے اور ایسی رحمت کے خواستگار ہیں، جو بلند جنت میں گلگشت کے لئے پہنچا دے، حقیقت میں وہی شفیق و رحمت والا پروردگار ہے،

اور ان کے حکیمانہ اقوال سے یہ بھی ہیں:۔ عزم و ہمت کی لغزشیں، نفسانی خواہشوں کی لغزشوں سے مشابہت رکھتی ہیں، ان میں ایسی نفع کی چیزیں ہیں، جن سے بعد کو ندامت نہیں ہوتی، اور ایسی مضر اشیاء بھی ہیں، جو دل پر اپنا الم انگیز اثر چھوڑ جاتی ہیں، ہمت کا نقصان یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کے حصے میں آئے، جو اس کا حق ادا کرنے سے عاجز ہو، اور ممکن ہے، کہ اسے کچھ ضرر پہنچ جائے، خواہشوں کا ضرر یہ ہے، کہ اس کا آغاز اچھا نہ ہو، اور بعد کو اپنے کرنے والے کے لئے روگ ہو جائے، اس کی مثال نشے کی سی ہے، کہ نشہ باز پہلے خوب لذت اندوز ہوتا ہے، نشہ اترنے کے بعد اسے اپنی کرتوت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے، اس بے راہ روی کے خلاف عمل کرنا پسندیدہ طریقہ ہے،

ولادت ابو عبداللہ کی ولادت بلنسیہ میں ۵۳۹ھ کو ہوئی، اور بعضوں کے نزدیک شاطبہ میں ہوئی، تاریخ میں اختلاف نہیں،

وفات اور اسکندریہ میں چہارشنبہ کے دن ۲۹ شعبان ۶۱۴ھ کو وفات پائی،

Marfat.com

محمد بن احمد بن محمد

نام و نسب

محمد نام، کنیت ابو بکر، سلسلۂ نسب یہ ہے، محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن علی بن شہرین ہمارے استاد اور مشہور ادیب و مورخ تھے، پہلے وہ قضا سے بھی سرفراز ہوئے،

خاندانی حالات

ابو بکر کی اصل اشبیلیہ کے قلعۂ شاب سے ہے جو کورۂ باجہ کے مغربی حصہ میں ہے، یہ خاندان عرصے سے "بنو شہرین" کے نام سے مشہور ہے، ان کے دادا اشبیلیہ میں مسند قضا پر متمکن ہوئے، مشہور اہل علم میں ان کا شمار رہا، ۶۴۶ھ میں دشمن کے غلبہ کے وقت ان کے والد وہاں سے منتقل ہو گئے اور غرناطہ پہنچ کر یہیں کے ہو رہے، ابو بکر یہیں پیدا ہوئے، منتقل ہوتے رہے، ہمارے استاد شیخ ابو بکر کی ولادت سبتہ میں ہوئی، اور حادثہ کے زمانہ میں غرناطہ کو منتقل ہو گئے، پھر وہ کہیں منتقل نہ ہوئے، شاہی کاتبوں کے سلسلہ میں منسلک ہو گئے، اور اس کے بعد مختلف مقامات میں مسند قضا کو زینت دیتے رہے، اور بہت کچھ مال و عزت حاصل کی، یہاں تک کہ ان کا شمار غرناطہ کے خاص لوگوں میں ہونے لگا،

حالات

ابو بکر حسن اخلاق و وجاہت کے ساتھ حسن ادب و تجلس میں یگانہ، نفاست خط و نظافت میں بے مثل اور باوقار و پرشوکت تھے، تلاوت قرآن نہایت شستہ کیا کرتے، اہل دین و ثقہ لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے، تاریخ کے عالم، اپنے رفقا کے تمام جزئی حالتوں کو یاد رکھنے والے، نقل کرنے میں محتاط، وقار و متانت کے ساتھ پر مذاق و ظریف بھی تھے، انشا پردازی میں بلند پایہ رکھتے تھے، شعر کہتے بڑے فصاحت کہتے،[1]

---

[1] کتابت میں بیاض ہے، مترجم

[2] کتاب میں ایک سطر کی عبارت مشکوک اور غیر مربوط ہے جس کی طرف حاشیہ میں بھی اشارہ کیا گیا ہے، مترجم

Marfat.com

یہاں تک کہ اُن کے دیوان کا حجم بڑھ گیا، اسلوب انشا سلیس اور عمدہ، بلکہ نثر نگاری کے بادشاہ تھے، تونس کے سفر سے اُن کی اولیت وسیع ہوگئی، اور محکمۂ کتابت وقضا پر بارہا باریاب ہوئے، اہلیت و اعلیٰ صلاحیت کے باوجود اختیارات کے استعمال میں تنگ دل بلکہ بدنصیب تھے، کتاب (التاج المحلی) میں اُن کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے:۔

اچھے لوگوں کے سلسلے کی آخری کڑی، زباں آور فصحا کی یادگار حسن اخلاق وعادات کے باعث محبوب خاص وعام تھے، وقار ومتانت کے ایسے پابند، کہ عادات واطوار میں کسی کجی یا عدم استقامت کا نام نہیں، ان کی خوبیوں کا کیا کہنا، ذاتی محاسن سے لے کر اوصاف ظاہری تک سب سے مالا مال تھے، خوشنویسی میں ابن مقلہ گرد تھا۔ نظم ونثر میں مشہور بلغا اُن کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کریں، گفتگو وتقریر کے وقت مجمع گوش بہ آواز رہتا، اور اُن کے جواہر پاروں کو گوش دل سے سنتا، سبتہ کے حادثہ کے وقت اندلس آئے، چونکہ مصائب زمانہ نے اُن کو بدحال کر دیا تھا، اور قحط ومصیبت کے باعث وطن کو خیرباد کہنے پر مجبور ہوئے، اس زمانے میں اندلس کے سیاہ وسپید کے مالک ابوعبداللہ بن الحکیم تھے، (اللہ اُن کے جسم کو پاک کرے، اور اُن کی قبر پر رحمت کی بارش ہو) جو اُنکی آمد سے آبدار تلوار کی طرح خوشی کے مارے اُچھل پڑے، اور شرفا کی طرح انکا استقبال کیا، اور محکمۂ کتابت کے سلسلہ میں منسلک کر لئے گئے، اس لئے کہ اُن کی شان شہر شہر کی خاک چھاننے سے بلند وبرتر تھی، اور اُن کے حقوق کا احترام کیا، نیز انعام واکرام سے مالا مال کیا، پھر کیا تھا، مختلف علاقوں میں عہدۂ قضا کو زینت دی، عزت وسرداری ہر طرف استقبال میں آنکھیں بچھاتی تھی، اور ممدوح نے اپنے انصاف سے گزشتہ قاضیوں کی یاد تازہ کر دی، اور اُن کی ایسی ادبی یادگاریں ہیں جس کے ہار حسینوں کے گلے کی زینت ہوں، اور جس کے جواہر کی مثال سمندر بھی پیش کرنے سے قاصر ہے، اس مجموعے میں کچھ نمونے آئیں گے، جس سے اُن کی بالغ نظری، شرافت طبع، اور تیزیٔ طبیعت کا پتہ چلے گا، (ص ۱۷۶)

اساتذہ ابوبکر نے اپنے نانا استاد امام ابوبکر بن عبیدہ اشبیلی سے پڑھا۔

اور مختلف مشاہیر علماء سے سماعت حدیث کی، جن میں خاص طور پر رئیس ابو حاتم اور اُن کے برادر مکرم ابو عبداللہ الحسین، استاذ ابو اسحاق غافقی، شریف ابو علی بن ابو شریف، امام عبداللہ بن حریث، مشہور منتقی عالم ابو فارس عبدالعزیز جزیری قابل ذکر ہیں، اسیطرح غرناطہ میں استاذ ابو جعفر بن الزبیر، وزیر ابو محمد بن المؤذن، خطیب ابو عبداللہ بن رشید سے سماع حدیث کا شرف حاصل ہوا، بالقہ میں ابو عبداللہ طنجالی، وزیر بلند مرتبہ ابو عبداللہ بن ربیع، قاضی منصف ابو عبداللہ بن برطال سے حدیثیں سنیں، بجایہ میں امام ابو علی ناصر الدین مشدالی ابو العباس غبرینی سے، اور تونس میں ابو علی بن علوان، قاضی القضاۃ ابو اسحٰق بن عبدالرافع، خطیب صوفی ولی اللہ تعالیٰ ابو عبداللہ بن مرطال اور رئیس ابو القاسم بن محمد قائد الکلاعی سے سماعت حدیث کی، نیز علمائے مشرق سے بھی اُنھیں اجازت حاصل ہے،

شعر

ابو بکر کا کلام نظم بہت وسیع اور مختلف مضامین پر مشتمل ہے، کثرت کے باوجود منتخب ہوتا ہے، فرماتے ہیں:-

۱۷۲ اخذت بکظم الروح یا ساعۃ النوی واضمرت فی طی الحشا لاعج الجوی فمن مخبری یا لیت شعری متی اللقا وھل تحسن الدنیا وھل یرجع الھوی	اے فراق کی گھڑی تو نے مجھے درد و کرب میں مبتلا کر دیا اور دل کی گہرائیوں میں محبت کی سوزش چھپا دی خدا جانے مجھے کون اور کب ملاقات کی خوشخبری دے گا، اور نہ جانے میری دُنیا سنور سکے گی یا نہیں؟ اور عہد محبت بھی واپس آئیگا یا نہیں؟
سلا کل مشتاق واکثر وجدہ وعند النوی وجدی وفی ساکن الھوی	عام عشاق کی فریفتگی و تیزی شوق سکون کی حالت میں ہوئی ہے، لیکن میری فریفتگی جدائی اور سکون محبت دونوں وقتوں میں ہوئی،
ولی نیۃ ما عشت حفظ عھودھم الی یوم القاھم والمرء ما نوی	اور میرا ارادہ ہے کہ عمر بھر اُن کے عہد کی نگہداشت کروں یہاں تک کہ ملاقات سے شاد کامی ہو اور ہر شخص کو اُس کی نیت کا اجر ملتا ہے،

اور فرماتے ہیں:-

Marfat.com

قل لمن کان باکیا یبکی	رونے والے سے کہہ دو کہ روئے
ھذا رکاب السری بلاشک	بلاشبہ یہ رات کا قافلہ ہے
کن بالذی حدثو علی ثقۃ	بیان کردہ بات کا یقین کرو
مافی حدیث الفراق من افک	فراق کے قصے میں جھوٹ کی بالکل آمیزش نہیں
من النوی قبل لم ازل حذرا	جدائی سے میں ہمیشہ خائف رہا
ھذا النوی جل من مالک الملک	یہ جدائی اللہ کی جانب سے آئی ہے'
اور کہتے ہیں :-	
ایھا المعرض اللاھی	اے اعراض کرنے اور غفلت برتنے والے
یسوئنی ھجرک واللہ	خدا کی قسم تیری جدائی اچھی نہیں معلوم ہوتی'
اور کہتے ہیں :-	
من یرد اللہ فتنتہ	خدا جس کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتا ہے
یشغلہ فی الدنیا بستیاہ	اُس کا دُنیا میں کسی مغرور سے سابقہ کرا دیتا ہے
یاغصن البان الاعطفۃ	اے بان کی ٹہنی کی سی نازک اندام کیا'
علی معنی جسمہ واھی	ایک لچک اس کمزور مریض کیلئے نہیں جو شکستہ حال ہے
ذکرک لاینفک عن خاطری	تمہاری یاد کبھی دل سے جدا نہیں ہوتی
وانت عنی غافل ساھی	حالانکہ تم مجھ سے یکدم غافل ہو
یکفیک یاعثمان من جفوتی	اے عثمان میری حالت زار تمہارے لئے کافی ہے'
ولوکان ذنبی ذنب جھجاہ	اگرچہ میرا گناہ جہجاہ کے برابر کیوں نہ ہو
ھیھات لامعترض علی	تمہارے حکم پر کوئی اعتراض کرنے والا نہیں ہے'
حکمک انت الامر الناھی	کیونکہ آمر اور ناہی تم ہی ہو

جہجاہ قبیلۂ بنی غفار کا ایک شخص تھا' جس نے حضرت عثمان کے دست مبارک سے غبطے کا عصا لے کر اپنے گھٹنوں پر توڑ دیا تھا' جس سے ایک بیماری پیدا ہو گئی' اور وہ اُس سے جانبر نہ ہو سکا'

اور کہتے ہیں :-

یامن اعاد ضیائی فقد ہ حلکا	اے وہ جس کی گم شدگی کے باعث میری روشنی

Marfat.com

	تاریکی سے بدل گئی ہے
قتلت عبدک لکن لم تخف دمہ کا	تو نے اپنے غلام کو مارڈالا مگر بدلے کا خوف دل میں نہ آیا
مصیبۃ الحب لیست کالمصائب لا	عاشق کی مصیبت عام مصیبتوں کے مثل نہیں،
ولا بکائی علیہا مثل کل بکا	اور نہ میرا رونا ہر رونے والے کے برابر ہے،
فمن اطالب فی شرع الہوی بدمی	میں محبت کی شریعت میں کس سے خون کا مطالبہ کروں
لحظی ولحظک فی قتلی قد اشترکا	اس لئے کہ میری اور تمہاری دونوں آنکھیں اس قتل میں شریک ہیں،
اور ظریفانہ رنگ میں رصافی کی پیروی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ۔	
اشکو الی اللہ فرط اہتبالی	اپنے موٹاپے کی شکایت اللہ کی درگاہ میں کرتا ہوں
ولوعۃ لا تزال تذکی لی	اور ایک ایسی سوزش کا شکوہ جو برابر تیز ہوتی جاتی ہے
بمہجتی حائک شغلت بہ	میری جان اُس حائک (جولاہا) پر قربان ہو جس پر
	میرا دل آگیا ہے،
حلو المعانی طراز عالی	اور جو شیریں بیان و بلند اخلاق ہے،
سألتہ لثم خالہ فأبی	میں نے اُس سے بوسۂ خال کی درخواست کی تو اُس نے
وظل فی عزتہ واد لال	ناز و تبختر کے ساتھ انکار کیا،
وقال حالی یصون خالی ان	اور کہا کہ میرا خال میرے تل کی حفاظت کرتا ہے
یدنی واحمی الخال بالحال	اور اگر کوئی ایسا ارادہ کرے اور میں تل کی حفاظت
	حال سے کرتا ہوں
یقربنی آل من مواعدہ	اس کے وعدوں کے سراب قربت پر آمادہ کرتے ہیں
واتقی منہ سطوۃ الآل	لیکن اُس کی شدت طبع سے ڈرتا ہوں،
لکن علی ظلمہ وقسوتہ	لیکن اس کی سختی اور ظلم کے باوجود
قلست عند الزمان بالسالی	میں کبھی اُس کی یاد سے غافل ہونے والا نہیں،
اور قرآن کی آیت کی تضمین کرتے ہوئے کہتے ہیں: ۔	
لی ہمۃ کلما حاولت أمسکہا	میری ایسی ہمت ہے، کہ جب میں اُسے ذلت
علی المذلۃ فی أوحال ارضیہا	کی دلدل میں پھنسانا چاہتا ہوں،

Marfat.com

قالت الم تکن ارض اللہ واسعۃ	تو کہتی ہے، کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں ہے
حتی یھاجر عبد مومن فیھا	جس میں ایک مرد مومن پناہ لے

گناہوں سے تائب اور بڑھاپے سے متوحش ہو کر کہتے ہیں :-

قد کان عیبی قبل فی غیب	پہلے میرا عیب چھپا ہوا تھا،
فمذ بدا شیبی بدا عیبی	بڑھاپے کے ظہور سے عیب بھی نمایاں ہو گیا
لا عذر لی الیوم ولا حجۃ	اب میرے لئے نہ کوئی عذر ہے نہ دلیل
فضحتنی واللہ یا شیبی	اے بڑھاپے واللہ تو نے مجھے رسوا کر دیا
أثقلتنی الذنوب ویحی وویلی	افسوس کہ گناہوں نے مجھے گراں بار کر دیا
لیتنی کنت زاھد الأویس	کاش میں حضرت اویس کی طرح زاہد ہوتا

امرائے بنی نصر کے تیسرے بادشاہ کے عزل کے بعد، دونوں میں اچھی رسم و راہ پیدا ہو گئی تھی، جبکہ وہ اپنی تباہ حالی کے بعد وطن و ملک سے قلعۂ منکب میں پناہ گزیں تھے، اور زمانے کے ہاتھوں اُن کے آرام و آسائش کا خاتمہ ہو چکا تھا، اور وہ اپنی گزشتہ عزت و عظمت پر مرثیہ خوانی کیلئے رہ گئے تھے، اس زمانے میں قاضی ممدوح وہاں کے حاکم اعلیٰ اور سیاہ و سپید کے مالک تھے، ایک روز شاہ معزول اُن سے بہت مانوس ہوئے اور خواہش کی کہ وہ اپنی زبان فصاحت بیان سے اُن کے حال زار کو بیان کریں، تو قاضی موصوف نے اُن کو لکھا :-

قفا نفسا فاء لطلب فیہ یھون	ذرا ٹھہر جاؤ کہ یہ مصیبت معمولی ہے
وکانت لان الحدیث شجون	اور جلدی نہ کرو کہ بات پر بات نکلتی ہے
علمنا الذی قد کان من صرف دھرنا	ہم زمانہ کے گزشتہ مظالم سے واقف ہوئے
ولم نعلما ھذا الذی سیکون	مگر ہونے والی باتوں سے بالکل لاعلم ہیں
ذکرنا نعیما قد تقضی نعیمہ	ایک گزشتہ عیش و لطف کی صحبت یاد آئی،
فاقلقنا شوق لہ وحنین	تو اُس کے اشتیاق نے ہمیں مضطرب کر دیا،
وکنا بالامس کیف شئنا وللذی	کل ہم جو چاہتے تھے کرتے تھے، اور تمام خلقت
ھو الک علی امرکا منا وسکون	ہمارے احکام کے مطابق نقل و حرکت کرتی تھی،

Marfat.com

واذ إنما مشوى الغوادي ونحونا
تهد الرقاب او تشير عيون
فغض من ذاك السرور ومنها
وكلما من ذاك النعيم منين
وبنا عن الاوطان بين ضرورة
وقد يقرب الانسان ويبين
أيا معهد الانباس حييت معهدا
وجادك من سيب الغمام هتون
تريد الليالي ان تهين مكاننا
ويدك ان الحر ليس يهون
فان تكن الايام قد لعبت بنا
وداهمت علينا للخطوب فنون
فمن عادة الايام ذل كرامها
ولكن سبيل الصابرين مبين
لئن خاننا الدهر الذي كان عبدنا
فلا عجب إن العبيد تخون

وما غض منا مخبر غير انه
تضاعف ايمان وزاد يقين
وقفنا على فضل الاله ظنوننا
وفي فضل ربي ما تخيب ظنون

اور جبکہ صبح کی بدلیاں ہمارے دربار پر برسا کرتی تھیں
اور لوگوں کی آنکھیں اور انگلیاں ہماری طرف اٹھتی تھیں
لیکن اس مسرت کا لطف ختم ہوگیا
اور اس نعمت کا چشمہ غبار آلود ہوگیا،
اور ضرورت کے باعث وطن سے الگ ہونا پڑا
اور کبھی انسان قریب ہوکر الگ ہو جاتا ہے،
اے وطن محبوب، اللہ تجھے مدت تک شاد کام رکھے
اور تجھ پر بدلیوں کی بارش ہو
زمانہ چاہتا ہے، کہ ہماری ذلت کرے
لیکن اُسے معلوم نہیں، کہ شریف انسان ذلیل نہیں ہوتا،
اگر زمانہ کا برتاؤ ہمارے ساتھ اچھا نہیں ہوا
اور ہم پر پے در پے مصیبتیں آئیں تو تعجب نہیں
اس لئے کہ شرفا کو ذلیل کرنا زمانے کی خو ہے
لیکن صبر کرنے والوں کا طریقہ ظاہر ہے
اگر اس زمانہ نے، جو کہ ہمارا غلام تھا، خیانت کی
تو کیا تعجب ہے، اسلئے کہ خیانت غلاموں کے ضمیر
میں داخل ہے
ایک باخبر آدمی تکلیف و مصیبت سے یہ سبق لیتا ہے
کہ ایمان و یقین میں زیادتی و استحکام آجاتا ہے
خدا کی رحمت کے ساتھ ہم نے اپنی امیدیں وابستہ کرلی ہیں
اور اللہ کی رحمت کی امیدیں ناکام نہیں ہوتیں،

اور ابوالحکیم بن مسعود کو جو محکمۂ تقسیم میراث میں عہدہ دار تھے، مندرجۂ ذیل پر مذاق خط لکھا، جو سنجیدہ سے سنجیدہ انسان کو بھی ہنسنے پر مجبور کردے:۔

اللہ میرے بھائی اور سردار کی عمر زیادہ کرے، ان حصہ والوں کے لئے جنکی خاطر و مدارات میں وہ مختلف قسم کے حیلے کرتا ہے، اور اُن مرنے والوں کے لئے

Marfat.com

جن کی لاشوں کے بارے میں احتیاط کا حکم دیتا ہے' اور اُن کا قلم موخر میعاد
کے قطع کرنے کے لئے ہمیشہ تیار' اور اس مٹی کیچڑ کی پیدائش کی مخلوق کی
تحلیل کے لئے ہمیشہ مستعد رہے' تو حال یہ ہے' کہ کسی مردکو غسل دیا جا
ص ۱۸۰ رہا ہے' کوئی دفن کیا جا رہا ہے' کسی کی زندگی ختم ہو رہی ہے' کسی کے لئے
کفن کی تیاریاں ہو رہی ہیں' کوئی قبر کھد رہی ہے' اور کوئی دروازہ بند
ہو رہا ہے' اور کوئی نعش چھوڑی جا رہی ہے' جب کوئی مکان خراب ہوتا
ہے' تو دکان میں اسباب راحت فراہم ہوتے ہیں' اور کسی جماعت پر
مصیبت آتی ہے' تو کتنوں کی روزی کے دروازے کھل جاتے ہیں'
ان حالات میں میرے سردار خوب تسکم سیر ہو کر اور ریش بچہ بڑھا کر دکان کا
رخ کرتے ہیں' تو مختلف قسم کی چیزیں دیکھتے ہیں (؟) کبھی اس کو نظر ہمدردی
سے' کبھی اُدھر غضب آلود نگاہوں سے دیکھتے ہیں' کبھی تھیلوں کے چاک
کرنے کا' کبھی پٹکوں کی تلاشی کا حکم صادر ہوتا ہے' پھر قلم ہاتھ میں لیتے ہیں'
ایک جماعت مسرت کے مارے کہتی ہے' اللہ بیچارے پر رحم کرے' ہمارے
بڑے دوست تھے' اور بسا اوقات اُس کی تدفین میں جلدی سے کام لیتے
ہیں' غرض کہ کوئی کچھ کہتا ہے' جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے' جتنے منھ اتنی باتیں'
اس وقت دوست و دشمن کی پہچان ہوتی ہے' اُس وقت یہ غضبناک تیور
اور یہ خشمگیں نگاہوں کے ساتھ میت کے گھر میں آتا ہے' اور مارے سوالات
کے ناک میں دم کر دیتا ہے' اور کہتا ہے' جو کچھ گھر میں ہے' اُسے حاضر کرو'
اونٹ اور بکریوں کے ریوڑ کہاں ہیں؟ اور جمع شدہ خزانہ کہاں ہے؟ اس
شخص کی حالت بہت اچھی تھی' اور اُس کا شمار مالدار لوگوں میں تھا' اور
خاص لوگ دور ہی سے تمام حالات کا معائنہ کرتے ہیں' اور وہ بیتابی کیساتھ
پس پردہ اسرار کے انکشاف کا انتظار کرتے ہیں' اور مال و متاع کی طرف
اُن کے قدم اسی طرح اُٹھتے ہیں' جیسے باز تیتر کی طرف جاتا ہے' اس حال میں
کہ مردوں کا دم آخر ہوتا ہے' اور وارثہ و ملازم سب جمع ہوتے ہیں' کھانے پینے
کی تمام چیزیں لکھائی جاتی ہیں' تمام اموال کا شمار ہوتا ہے' اور وزن اور پیمانوں سے

اُن کا اندازہ لگایا جاتا ہے، اور گواہ ورثہ کو بدترین قسمیں دیتے ہیں، نیز اُن کے آبا واجداد کو صلواتیں سناتے ہیں، اور خوشبو سے زمین معطر ہوتی ہے، جس سے روح وجسم میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، دلال پکارتا ہے، کہ یہ "کنجی ہے" گواہ وسمسار الگ آسمان کو سر پر اٹھائے لیتے ہیں، سب کی چیخ وپکار اس قدر بلند ہوتی ہے، کہ واعظ وناصح کی تسبیح گر پڑتی ہے، اور قریب الموت مریض پوچھتا ہے کہ یہ کیا شور ہے؟ ابھی تو میں نہیں مرا ہوں، پھر کس کے لئے یہ لوگ مجتمع ہیں، اس پر پھر آوازیں بلند ہوتی ہیں ایسا نہ ہو (؟)

اور اُس کا پیٹ چاک کر دیا جاتا ہے، اور اُسکے باپ اور ماں کے پہلو میں اُسے بھی دفن کر دیا جاتا ہے، اسکے بعد حصوں کی تقسیم شروع ہوتی ہے، اگرچہ آسمان سر پر کیوں نہ اٹھایا جائے، اور حصہ داروں سے کہا جاتا ہے کہ کچھ نیکی اور خیرات کرو اس لئے کہ نیکی اور صدقہ اسلام کے اعلیٰ مراتب میں تیسرا درجہ ہے، اور ابن القاسم نے تصریح کی ہے کہ تقسیم کرنیوالے کی اجرت ہوتی ہے، اور اصبغ وسحنون نے اُسے جائز رکھا ہے، مطرف اور ابن ماجشون نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا،

شاید زیادہ ظرافت وحسن کلام کسی عذر ومعذرت کا باعث ہو جائے، اور ہم اللہ سے ایسے حمد وشکر کی توفیق طلب کرتے ہیں، جس سے نعمتوں میں اور اضافہ ہو، اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ ایک فریق کی جانب سے روک دیا جاؤں گا، نیز فقیہ ابو الحجم کے لئے آگے بڑھنا دشوار ہو جائے گا، تو ہم اس تذکرے کو اور طول دیتے، اور تفریح ولطف کے دریا میں اور تیرتے، اور وارث کے بیان میں تفصیل کرتے، اور بد دیانتی کرنے والے کے ساتھ گواہوں کو مرد وعورت کے تناسب سے قسم کھلانے کی علت بیان کرتے، اللہ میرے بھائی کی عزت اور بزرگی میں ترقی دے، اور انھیں ایسی بصیرت دے جس سے حقوق کی اچھی طرح چھان بین کر سکیں، اور ایسی نظر عطا کرے، جس سے ایک خربرہ بھی چھوٹنے نہ پائے، اور ہمیشہ پرانی چیزیں اور پیسہ اور بوسیدہ کپڑے شمار کرتے رہیں، اور اپنے سحر نگار قلم سے کیڑے مکوڑوں کو بھرتے رہیں، اور صفحہ کو صفحہ سے ملاتے رہیں،

Marfat.com

بات پر بات یاد آتی ہے۔

اس معنی میں سلطنت حکمیہ کے کاتب کا ایک نہایت ظرافت آمیز قول میونقہ میں میری نظر سے گزرا، جسے محکمۂ میراث میں مقرر کیا گیا تھا، اُس نے طلب عفو کے طور پر یہ شعر لکھ کر بھیجے :-

وما نلت من تسفل المواريث رفعة	میں نے ترکوں کے مشغلہ سے کوئی عزت نہیں پائی
سوی سوق نعش کلما مات میت	سوائے اس کے کہ مردوں کے مرنے کے بعد لاشوں کی قیادت کروں،
واکتب للموتی صکاکا کانھم	اور مردوں کے لئے پروانہ لکھوں،
یخاف علیھم فی الجباب التفلت	جیسے کہ خوف ہو کہ وہ کفن سے بھاگ جائیں گے،
کانی لعزرائیل صرت مناقضا	گویا کہ میں عزرائیل کے خلاف ہو گیا،
بما ھو یحوکل یوم واثبت	جسے وہ روز مٹاتے ہیں میں اُسے ثابت کرتا ہوں

ابوبکر کی خوبیاں بہت ہیں۔ اسی طرح اُن کے منظومات اور مجموعۂ نثر بھی بہت کافی ہے۔

ولادت	ابوبکر کی ولادت ۶۷۴ھ کے آخر میں ہوئی،
وفات	ابوبکر نے شعبان ۷۴۷ھ میں شنبہ کی رات کو انتقال کیا۔ اس حال میں کہ اپنے زمانے میں آسمان علم کے ایک درخشندہ ستارہ اور سلف کی یادگار شمار کئے جاتے تھے، بہت کچھ مال و متاع چھوڑا جس میں کتابوں کا حصہ نہیں تھا۔ اس لئے کہ وہ نقد رقم کو محبوب رکھتے تھے۔ اور اپنی قبر پر قرآن خوانی کے لئے روزینہ مقرر کر دیا تھا، اور باب البیرۃ کے ایک مکان میں دفن کئے گئے، جسے اُنھوں نے خود ہی اس کے لئے نامزد کر دیا تھا۔

محمد بن احمد بن قطبۃ الرُوسی

نام و نسب	نام محمد، کنیت ابوالقاسم، غرناطہ کے باشندہ تھے،
حالات	ابوالقاسم بہترین اخلاق و عادات کے جامع، خوشخط، اور

Marfat.com

تاریخ واخبار کے حافظ تھے۔ اس کے علاوہ پاک نفسی، علوہمت، سادگی، تصنع سے نفرت ومتانت ووقار جیسی نادر خصلتوں سے آراستہ تھے۔ شاعر اور انشا پرداز بھی تھے، شہسواری، شجاعت ومردانگی، تیراندازی، شطرنج بازی ان تمام فنون میں بھی مشکل سے کوئی اُن کا مثل ملتا، سیر چشم، اور اپنے جان پہچان میں حاجتمندوں کے غمخوار تھے۔ دیوان شاہی کے سلسلہ میں منسلک ہوئے تو اُن کا کمال ظاہر ہوا۔ اور محکمۂ کتابت میں بہترین علمی شہادتوں کے ساتھ منتقل ہوئے، ان کے حالات اب تک معروف ہیں۔ اور اپنے وطن کے بہترین لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔" التاج المحلے" میں ان کا ذکر اس طرح آیا ہے:۔

ص ۱۸۳ ابوالقاسم میدان علم میں سب سے آگے، عجائب وغرائب کے جامع تھے، ادیبوں اور انشا پردازوں میں صدر نشیں، نیز فوجوں میں قائد ہوتے، ان کے والد مرحوم اس شہر میں بہت مشہور وباعزت اور شہر کی ناک سمجھے جاتے تھے، رؤسا وشرفا، علما وادبا، اور اہل مملکت سب کے سرگروہ ومقتدا تھے، اپنے صاحبزادے کو بھی اسی راہ پر لگایا، یہاں تک کہ یہ وثاقت وذکاوت، اور عربی قابلیت میں ممتاز ہوئے، اور انھیں بہادر قاضی بنایا، جو نہایت شریف اخلاق کے ظاہر ہوئے اور جہاد میں بھی بطیب خاطر حصہ لیتے رہے۔ اور اس زمانے کی متعدد چھوٹی بڑی لڑائیوں میں شریک ہوئے، اور وفود کی شرکت کے ساتھ ساتھ میدانوں اور بیابانوں کو طے کرتے رہے۔ قابلیت اور نہ تیز تلواروں کو خیرباد کہا، اور نہ کتابیں زمانے کے بے رحم ہاتھوں کے سپرد کیں۔

شاعری

ابوالقاسم کا ادب اچھا اور مختلف فنون پر حاوی ہے، "روضیات" اور اُس کے متعلقات میں کہتے ہیں:۔

دعینی ومطلول الریاض فانني	مجھے شبنم آلود باغوں میں رہنے دو،
انادم فی بطحائہا الاس والورد	کہ اُس میں ریحان وگلاب کے پھولوں کے ساتھ سیر کروں،
اعلل من هذا بخضر تلاشارب	کبھی اُس میں موچھوں کی سبزی کا نمونہ دیکھ کر دل بہلاؤں،
وأحکی بهذا فی تورده الخدا	کبھی گلابی رخساروں کی نقل دیکھ کر دل کو تسکین دوں

Marfat.com

وان خف غصن البان رائدتہ ذکرت بہ لین المعاطف والقدا	اور اگر بان کی ٹہنیاں ہوا کی وجہ سے جنبش میں آئیں تو اس سے قد اور کمر کی نزاکت اور لچک کو یاد کروں
اور فرماتے ہیں:-	
ولیلا ادرناہا سلافۃ کأسہا	اور وہ رات جس میں ہم لوگوں نے بہترین شراب کے خم لنڈھائے
علی کف ساقیہا نقرس مرنا	ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ ساقی کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے ہیں،
غنیاً عن المصباح فی صبح لیلہا بخد مدیر لا بکاس عقار	ہم اُس رات کی صبح کو جام شراب کے بدلے گول رخسار سے لطف اندوز ہوتے رہے
اور فرماتے ہیں:-	
یومنا یوم سرور فلتقم تصدع الہم بکاسات المدام	ہمارا زمانہ مسرت کا زمانہ ہے تو آؤ، شراب کے پیالوں سے غم کا فور کرو،
انما الدنیا منام فلتکن مفرما فیہا باحلام المنام	دُنیا ایک خواب ہے تو پھر اُس میں شیریں خوابوں سے کیوں نہ لطف اُٹھاؤ،
اور فرماتے ہیں:-	
وبی منک ما لو کان للشرب ما صحا وبالہیم ما درت صلاۃ المناہل	تمہاری محبت کی کچھ ایسی وارفتگی میرے دل میں ہے کہ اگر وہ پینے والوں کو ہوتی تو اُن کا نشہ دور نہ ہوتا، اور اگر پیاسی اونٹنیاں اُس میں مبتلا ہوتیں تو گھاٹ اُن کی پیاس بجھانے سے عاجز رہتے،
أحبک ما ہبت من الروض نسمۃ	میں تم سے محبت کروں گا جب تک باغ میں ہوا چلتی رہیگی،
وما اہتز اغصن فی الحدیقۃ مائل	اور لچکدار شاخیں جھومتی رہیں گی
فان شئت ان تہجوا ان شئت فلتصل فانی مما حملتنی الیوم حامل	اگر چاہو تو جدا کر دو، اگر چاہو تو رشتۂ وصل کو مضبوط کرو، میں تمہاری ہر چیز کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں
اور فرماتے ہیں:-	
کم قلت للبدر المنیر اذا بدا	میں نے چودھویں کے روشن چاند سے بارہا کہا،

هيهات وجه فلانة تحكى لنا	تم بیکار میری معشوقہ کے چہرہ کی نقل اُتارتے ہو،
فأجابنى بلسان حال واعتنى	تو اُس نے زبان حال سے گویا یہ جواب دیا، جب
لا الشمس تحكيها فاحكيها أنا	آفتاب اُس کی شبیہہ پیش
	کرنے سے عاجز ہے تو میری کیا مجال ہے؟
وصرنت وجهى نحو غصن أملد	تو میں ایک نازک شاخ کی طرف آیا،
قد رام يشبه قدها لما انثنى	جو جھومنے میں اُس کے قد کا نقشہ کھینچ رہی تھی،
ففحكت هزاء عند هز قوامه	تو میں اُس کے قد کی حرکت کو دیکھ کر ہنسنے لگا،
اذ رام أن يحكى قواما كالقنا	اسے کیا ہوا ہے، کہ نیزے کی طرح سرو قامت کی نقل
	سوجھی ہے،

میں نے اُنھیں ایک بار ایک غرض سے خط لکھا، جو اشعار سے ظاہر ہے:—

جوابنا نحو اللقاء جواب	ہمارا دل ملاقات کا مشتاق ہے،
ومقدارها بين الديار قريب	اور درمیان کی مسافت بھی قریب ہے،
وتمضى الليالى والتزاور محوز	زمانہ گزر رہا ہے، اور ملاقات ہماری
على الرغم منا ان ذا لغريب	خواہش کے باوجود دشوار ہو رہی ہے، یہ تعجب
	کی بات ہے،
فديتك ماجلها لعينى زيادة	میں آپ پر قربان، براہ کرم جلد ملاقات
ولو مثل مارد اللحاظ رقيب	سے مشرف کیجئے، جیسے نگہبان آنکھیں جھپکاتا ہے،
	اسی طرح سہی،
وان لقاء جاء عن ضرب موعد	اور وہ ملاقات جو وعدہ کے بموجب ہو،
لاكرم ما يهدى الاريب أريب	اس سے بہتر ایک ذی علم کا اور کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا
تو اُنھوں نے جواب دیا:—	
لعمرى ما يومى اذا كنت حاضرا	میری جان کی قسم جب میں موجود ہوتا ہوں،
سوى يوم صب من عداه بغيب	تو میرے دن کی حالت اُس عاشق سے مشابہ ہے، جو
	دشمنوں کی نگاہوں سے غائب ہو،

Marfat.com

ازورفلا الفی لدیک بشاشة	میں ملاقات کے لئے آتا ہوں، لیکن تمہارے چہرے پر خوشی کے آثار نہیں دیکھتا،
فیبعد ومنی الخطو وھو قریب	تو قدم قربت کے باوجود دور ہو جاتے ہیں،
فلا ذنب للایام فی البعد بیننا	ہماری اور آپ کی دوری میں زمانے کا کوئی قصور نہیں،
فانی لداعی القرب منك مجیب	اس لئے کہ میں تمہاری طرف سے نزدیکی کی طلب پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہوں،
وان لقاء جاء من غیر موعد	اور وہ ملاقات جو بغیر وعدہ کے ہو، خوشگوار ہوتی ہے مگر صرف ایک بار،
یلحسن ولکن مرة ویطیب	اور اُن کی خوبیاں بہت ہیں، جتنا ہم لکھ چکے، وہ کافی ہے، ایسا نہ ہو، کہ ہم موضوع سے ہٹ جائیں،

محمد بن محمد الرؤسی

ص ۱۸۵

نام ونسب محمد نام، ابوبکر کنیت ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ محمد بن محمد بن احمد بن قطبہ الرؤسی، ان کے بھائی کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے،

حالات ابوبکر بزرگی وشرافت، نیز وجاہت میں اپنے بھائی کے مانند تھے، بشاشت، دلچسپی، ملنساری اور بے لوثی میں اُنسے ممتاز تھے، اسی طرح بعض دوسرے اوصاف میں اُن سے کم بھی تھے، ذہین، آسان اور رواں لکھنے والے، زود نویس اور خوش خط، اور برجستہ نثر نگاری میں فائق تھے۔ عدالت وقضا کی صلاحیت تو اُن کی خاندانی تھی، اپنے والد کے سامنے "شروط" لکھا کرتے تھے، فقہ کی بہترین بڑی کتابیں نقل کیں، اور بہت سی کتابیں ازبر کرلیں، جن میں مقامات حریری بھی ہے، دربار شاہی میں کتابت کے عہدہ پر سرفراز ہوئے، اور اہل دربار کے ساتھ خاص خصوصیت

ص۱۸۵ حاصل ہوئی، اور سلطان کی نقل وحرکت کے زمانے میں پیش قدمی کا فخر حاصل تھا، حسن سیرت، سفارش، بلندی مرتبت، خوش انتظامی اور نرم دلی میں مشہور تھے، اور عہدۂ کتابت کے ساتھ منصب خطابت پر بھی متمکن ہوئے، ان سے شعر مروی نہیں، اور نہ انھیں اس سے دل چسپی تھی،

محمد بن محمد بن قطبۃ الرُوسی

نام ونسب محمد نام، کنیت ابوبکر ہے، ان کے والد اور چچا کا ذکر اوپر گزر چکا ہے، ان کے دادا کا ذکر ابھی آتا ہے، فنون ادب سے خاص دلچسپی تھی، اور اُس میں خاص ملکہ رکھتے تھے، فطرت سے ملکۂ شعری حاصل ہوا تھا، کہتے تھے، اور کلام کو خوب پرکھ کر کہتے تھے، بہت سی نظمیں کہیں، اور اُن کی دور دور شہرت ہوئی، بادشاہ کے سامنے بھی قصائد پیش کئے، اور انعامات حاصل کئے، اُسی زمانے میں عہدۂ کتابت پر بحال ہوئے، اور اپنے ہمعصر ادباء کی سوانح لکھنی شروع کی تھی،

شاعری ابوبکر رُوسی نے اپنے بعض دوستوں کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے تھے:-

اذا شمت من نحو الحمی فی الدجا بقا	جب تاریکی میں دیار محبوب کی جانب سے بجلی
الی الدمع إلا أن یسیل ولا یرقی	کی چمک نظر آتی ہے تو آنسو بہتے جاتے ہیں اور تھمنے کا نام نہیں لیتے
ومهما تذکرت الزمان الذی مضی	جب گزرے ہوئے دن یاد آتے ہیں
تقطعت الاحشاء من حرما القی	تو مصیبت کی سوزش سے پسلیاں ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی ہیں
خلیلی لا تجزع لمحل فادمعی	میرے دوست قحط سالی کا غم نہ کرنا،
تبادر سقیا فی الهوی لمن استقی	اس لئے کہ میرے آنسو محبت میں سیرابی طلب کرنے والے کے لئے تیار ہیں،
وماضر من اضحت ملک یمینه	کوئی حرج نہیں کہ میں کسی کا غلام ہوں،

Marfat.com

اذا زارنی یوما وقد حان لی رقا	جبکہ وہ ایک دن آجائے، اور اپنی غلامی میں مجھے قبول کرلے،
فنیت بہ عشقا وان قال حاسد اضل الوری من مات فی ھاجر شغفا	میں اُس کے عشق میں فنا ہوگیا، اگرچہ حاسد کہتے ہیں کہ جدا ہونے والے کے فراق میں مرنے والا مخلوق کو گمراہ کرتا ہے،
تلھب قلبی من تلھب قدہ فیا نعم ذاک الخد ذاق بان اشقی	اس کے سوزش افزا قامت سے میرا دل بھڑک اٹھا اور اُس رخسار کا یہ کیا اچھا فیصلہ ہے کہ میں بدنصیب رہوں،

اور اسی میں ہے:-

وکم من صدیق کنت احسب انہ اذا کذبت اوھامنا دفع الصدقا	کتنے ایسے دوست ہیں، جن کے بارے میں خیال تھا کہ وہ راستبازی سے کام لیں گے جبکہ میرے اوہام کذب بیانی کریں گے

محمد بن محمد الرُوسی

نام و نسب محمد نام ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے۔ محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن قطبۃ الرُوسی، فقیہ ابوبکر بن محمد مذکور کے بھائی ہیں،

حالات محمد رُوسی وجیہ، نوجوان، لائق اور باامانت، حسن اخلاق اور ظاہری شباہت میں ممتاز تھے، رخسارے سرخ تھے، ابتدائی نحو کی ایک کتاب یاد کی اور خطاطی سیکھی، اور اپنے والد کے مثل دفتر عساکر میں کام کرنے لگے، اور اب تک اپنے عہدے پر ہیں،

شاعری محمد اوسی کے بھائی نے ان اشعار کی نسبت اُن کی طرف کی ہے:-

حلفت بمن ذاوعتی الکری — میں نے اُس کی قسم کھائی جس نے میری آنکھوں سے

Marfat.com

واسهر جفنی لیلا طویلا	نیند زائل کردی،
والبس جسمی ثیاب النحول	اور دراز راتوں میں بیدار رکھا،
وعذب بالهجر قلبی العلیلا	اور میرے جسم کو لاغری کا جامہ پہنایا،
وماحلت عن حبه ساعة	اور دل حزیں کو درد فراق میں مبتلا کیا،
ولا اعتضت منه سواه بدیلا	میں اُس کی محبت سے ایک لمحہ کیلئے بھی الگ نہیں ہوا
	اور نہ اُس کا کوئی بدل چاہتا ہوں،

محمد بن محمد الکلبی

من ۱۸۷

نام ونسب محمد نام کنیت ابوعبداللہ، غرناطہ کے باشندہ ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے:-

محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالرحمن بن یوسف بن جزی الکلبی،

خاندان قراء اور علما کے بیان میں محمد کلبی کے والد کا ذکر آچکا ہے،

حالات محمد کلبی نوجوانی کے باوجود شہرۂ آفاق، اور نیکنام تھے، علوم ادب میں ممتاز، اور شعرگوئی میں خاص ملکہ رکھتے تھے، حسن خط اور معموں کے حل کرنے میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، اپنے والد (رحمہ اللہ) کے زیرسایہ غرناطہ میں تربیت پائی، اُسی زمانہ میں تیزی اور قوت حافظہ میں خاص طور پر مشہور رہو گئے،

اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد سلسلۂ کتابت میں منسلک ہوئے، اور پُرگوئی اور قدرت کلام میں تمام شعرا سے بازی لے گئے، مدح بہت اچھی لکھتے، ترکیبیں اچھوتی ہوتیں، غزل گوئی میں واردات قلب کو بیان کرتے، قطعہ گوئی کا فطری ملکہ تھا، انشاپردازی اوسط درجہ کی تھی، چست اور اپنے فرائض میں مستعد تھے، مجاز خوب استعمال کرتے، ظرافت کے بادشاہ تھے، غزل میں بھی ظرافت کی چاشنی ہوتی، مغرب منتقل ہونیکے بعد

بعض سلاطین کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت ہوئی، اور شہرت و انعام و اکرام سے مالا مال ہوئے، پھر بادشاہ ہی کے دربار میں مسرت و عیش کی زندگی بسر کرتے رہے، روزینہ مقرر تھا، اور اپنے اہل وطن کیلئے باعث فخر تھے،

تصنیفات محمد کلبی جب ۷۷۵ھ میں سفارت کے سلسلہ میں فاس آئے تو مجھ سے اثنائے ملاقات میں ذکر کیا، کہ اسی طرز پر غرناطہ کی تاریخ ترتیب دے رہے ہیں، بعض اجزاء کے مطالعہ کے بعد انکی وسعت علمی و تبحر کی داد دینی پڑی، انھوں نے اپنے قلم سے فوائد و نکات و اشعار کے مجموعے تیار کئے، جو تعریف سے بے نیاز ہیں، (التاج المحلی) میں ۱۸۸ھ ان کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں آیا ہے:۔ بلاغت کے روشن آفتاب، اور اس سرزمین کے ادبی خمیر اور مردم خیزی کی زندہ مثال اور یگانۂ روزگار ہیں، ان سے ملنے والا کسی حال میں فائدہ سے خالی نہیں رہتا۔ معاصرین اور مشہور علماء و ادباء سے بازی لے گئے، اور علم و وسعت معلومات میں کوئی ان کا مثیل نہیں، اگر باریکیاں ثریا میں ہوتیں، تو یہ انھیں پالیتے، اور کہتے کہ وہی اس کی دریافت کے اہل تھے، اگر کبھی ظاہری طور پر غافل بھی ہوں، تو نکتے اعلیٰ ذکاوت کی غمازی کرتے ہیں، ادب میں معیار عام سے بہت بلند تھے، خط ایسا پاکیزہ تھا، کہ بے اختیار ہر وقت دیکھنے کو جی چاہے،

شاعری محمد کلبی کے عشقیہ منظومات ملاحظہ ہوں:۔

متی یتلاقی شائق ومشوق	عاشق و معشوق کب ملیں گے؟
ویصبح غیر الحب وھو طلیق	اور کب اسیر محبت آزاد ہوگا؟
أما انہا امنیۃ غیر نیلھا	یہ ایسی آرزو ہے، جس کا بر آنا دشوار ہے،
وفی العمر متسع للرجاء سحیق	اور ایسا مقصود جس کے حصول کی امید کوسوں دور ہے
ولکننی خادعت قلبی تعللا	لیکن میں نے اپنے دل کو بہلانے کیلئے دھوکا دیا،
اخاف انصداع القلب وھو رقیق	دل کی کمزوری کی وجہ سے اس کے چاک ہونے کا خوف تھا،
وقد یرزق الانسان من بعد یأسہ	کبھی انسان مایوسی کے بعد شادکام ہوتا ہے

Marfat.com

وروض الربا بعد الذبول يروق	اور گل وگلزار مرجھانے کے بعد تر وتازہ ہو جاتے ہیں،
تباعد لما زاد فی القرب لوعتی	قربت کی زیادتی سے دور دور ہو جاتا ہے،
لعل فؤادی من جواہ یفیق	شاید میرا دل کرب سے نجات پا جائے گا،
ورمت شفاء الداء بالداء مثلہ	میں نے بیماری کا علاج بیماری سے کرنا چاہا،
وانی بان لا اشتفی لحقیق	میں حقیقت میں شفایابی کا مستحق نہیں ہوں،
وتاللہ ما للصب فی الحب راحۃ	خدا کی قسم، عاشق کو محبت میں آرام نہیں،
وعلی کل حال انت لمشوق	وہ ہر حال میں سراپا شوق ہوتا ہے،
یا رب قد ضاقت علی مسالکی	اے پروردگار مجھ پر راستے تنگ ہو گئے،
فہا أنی فی بحر الغرام غریق	اب میں دریائے محبت میں غرق ہوتا ہوں،
ولا سلوۃ ترجی ولا صبر ممکن	نہ تسلی کی امید نہ صبر ممکن ہے،
ولیس الی وصل الحبیب طریق	نہ وصل محبوب کی کوئی سبیل نکلتی ہے،
ولا الحب من تعذیب قلبی لمنسلی	اور نہ محبت میرے دل کو مبتلائے الم کرنے سے باز آتی ہے
ولا القلب بالتعذیب منہ لطیق	اور نہ دل تکلیف برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے،
شجون یضیق الصدر عن زفراتہا	ایسے غم ہیں، کہ سینہ انکی آہوں سے تنگ آرہا ہے،
وشوق نطاق الصبر عنہ یضیق	اور ایسا شوق ہے کہ اب پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے،
نثرت عقود الدمع ثم نظمتہا	میں نے آنسوؤں کے ہار بکھیر دئے پھر انھیں شعر کی
قریضا فصار ذاک لون عقیق	شکل میں نظم کر دیا، تو اُن کا رنگ عقیق کا ہو گیا،
بکیت اسی حتی بکی حاسدی معی	میں غم کے مارے رویا تو میرے حاسد بھی ساتھ ساتھ رو پڑے
کانّ عذولی عاد وہو صدیق	گویا میرا ملامت کرنے والا بھی دوست ہو گیا،
ولو ان عند الناس بعض محبتی	اگر لوگوں کے پاس میری محبت کا ایک حصہ بھی ہوتا ص ۱۸۹
لما کان یلفی فی الانام مضیق	تو مخلوق میں کوئی پر سکون آدمی نہ ملتا،
یا عین کف الدمع ما بقی الکرا	اے آنکھ جب تک نیند باقی ہے آنسوؤں کو روک،
اذا منعوک الیوم سوف تذوق	جب تجھے آج روکتے ہیں، تو پھر چکھے گا،
ویا نائما عن ناظری أما تری	اے میری آنکھ سے غائب رہنے والے کیا نہیں دیکھتا ہے
لشمسک بعد الغروب شروق	کہ ہر غروب کے بعد تیرا آفتاب طلوع ہوتا ہے،

رویدک رفقا بالفؤاد فانہ
علیک وان عادیۃ لشفیق
نقضت عہودی ظالما بعد عقدھا
ألا إن عہدی کیف کنت وثیق
کتمتک حبی یعلم اللہ مدۃ
وبین ضلوعی من ھواک حریق
فما زلت بی حتی فضحت فان اکن
صبرت فقد الیوم لست افیق

ذرا دل کی حالت پر رحم کرنا، کہ اگرچہ
تم اُس کے بدخواہ ہو، وہ تم پر رحم کھاتا ہے
تو نے پیمان محبت محکم کرنے کے بعد توڑ دیا،
اور میرا عہد ہر حال میں مضبوط ہے،
خدا جانتا ہے کہ میں تم سے مدت تک محبت کو چھپائے رکھا
اس حال میں کہ تمھاری محبت کی سوزش میرے دل میں موجود تھی
تم ہمیشہ میرے ساتھ رہے، یہاں تک کہ رسوا کیا، اگر
میں نے اب تک صبر کیا، تو اب تاب صبر نہیں،

اور فرماتے ہیں:-

وموردالوجنات معسول اللما
فتاک لحظ العین فی عشاقہ
الخمر بین لثاتہ والنرجس فی
وجناتہ والسحر فی احداقہ
ویلین غصن البان فی اثوابہ
ویلوح بدر التم فی اطواقہ
قد فاقہ فی ثغرہ اوخدہ
فیہات ان یحکیہ فی اشراقہ
ولقد تشبہت الظباء لیشبہتہ
من خلقہ وعجزن عن اخلاقہ
نادمتہ وسنا محیا الشمس قد
قد القی علی الآفاق فضل رواقہ
فی روضۃ ضحکت ثغور اقاحھا
واما ل فیہا المزن وافاقہ
اسقیہ کأس سلافۃ کالمسک فی
نفحاتہ والشہد عند مذاقہ

گلابی رخسار اور معطر زلفوں والا،
عاشقوں کو ابرو و چشم سے قتل کرنے والا،
اُس کے دانتوں کے نیچے شراب ہے، اور رخساروں
میں گل کی شگفتگی، اور آنکھوں میں جادو ہے،
اُس کے کپڑوں میں بان کی شاخ لچکتی ہے، ص۱۸۹
اور اُس کے گلے میں بدر کامل چمکتا ہے،
وہ اپنے دندان اور رخسار میں چاند سے بڑھ کر ہے،
چاند کی تاب کہاں، کہ اُسکی چمک کی نقل کرے
ہرنیوں نے اُس کے قامت کے ساتھ کچھ مشابہت پیدا کی،
مگر اُس کے سے اخلاق کہاں؟
میں اس کا ندیم رہا اس حال میں کہ آفتاب کی چمک نے
تمام کائنات پر اپنا پردہ بچھا دیا تھا،
ایسے باغ میں جس کی کلیاں مسکرا رہی تھیں
اور بارش کے احسان سے وہ تر و تازہ تھا،
میں اُسے بہترین شراب پلا رہا تھا، جس کی بو
مشک کی طرح اور مزہ شہد کا سا تھا

صفراء لم یدر الفتی أ لواعها
ألانذاک ام همم افراقه
ولقد یلین الصخر من سطواته
فیعود للمعهود من اشفاقه
واظل ارشف من سلافة ثغره
خمرا تداوی القلب من اعراقه
ولربما عطفة عندی صبوة
فتفی الملال بغضة وعناقه
ارجوندا کا اذا تبسم ضاحکا
واظنه من لعتب فی اطراقه
اشکو القساوة من هوای وقلبه
والضعف من جلدی ومن یثاقه
یا هل لعهد قد مضی من عودة
ام لا سبیل بحالة للحاقه
یا لیت شعری لو لذاک حیلة
او کان یعطی المرء باستحقاقه
فالغصن یورق بعد ذبولة
والشهر یکمل بالتمام محاقه

اور اسی مصنف میں اُن کا کلام مشہور ہے:-

ذهبت حشاشة قلبی المصدوع
بین السلام و وقفة التودیع
ما انصف الاحباب یوم وداعهم
وربما یحدث نقسه بالرجوع
اسعف بغیثک یا غمام فانی
لمراض یوما بالبین قلیل دموعی

اُس کا رنگ زرد تھا، اُس کا دور میں آنا تھا
کہ غم و الم کا فور ہو گئے،
وہ اپنی سطوت سے پتھر کو بھی نرم کر دیتا ہے،
اور پھر اپنی مقررہ نرمی پر آجاتا ہے،
اور میں اُس کے دانتوں کی اُس شراب سے لطف اندوز
ہوتا رہا جس نے میرے دل کی بیماریوں کا علاج کر دیا،
اور کبھی کبھی اُسے محبت میرے پاس جھومنے پر مجبور کر دیتی تھی
تو وہ اُس مرض کو گلے مل کر دور کر لیا کرتا تھا،
اُس کی مسکراہٹ کے وقت میں اُسکے کرم کا طالب رہتا ہوں
اور غم و الم کی حالت میں عتاب کا خوف ہوتا ہے،
اپنی محبت اور اُس کے دل کی سختی کا شاکی ہوں،
اور اپنے بدن اور اُس کے عہد کی کمزوری کا گلہ کرتا ہوں،
کیا گزرا ہوا زمانہ واپس آئے گا،
یا اب بالکل ملاقات نہیں ہوگی،
کاش اس کا کوئی حیلہ ہوتا
یا انسان کو اُس کے استحقاق کے اعتبار سے دیا جاتا،
اس لئے کہ شاخ مرجھانے کے بعد تر و تازہ ہوتی ہے،
اور تین راتیں غائب رہنے کے بعد چاند کامل بنتا ہے

اور اسی مصنف میں اُن کا کلام مشہور ہے:-

میرے ٹوٹے ہوئے دل کا بقیہ حصہ بھی،
سلام اور وداع کی ساعت رخصت ہو گیا،
دوستوں نے فراق کے دن اس عاشق
سے انصاف نہ کیا، جو دل میں واپسی کا ارادہ کر رہا تھا،
اے ابر باراں برس اور مدد کر
اس لئے کہ فراق کے دن آنسوؤں کی کمی کا شاکی ہونا نہیں چاہتا

Marfat.com

من کان یبکی لنطاعنین بدمع
فانا الذی ابکیهم بنجیع
ایه وبین الصدر منی واتحشا
شجن طویت علی شجا لا ضلوعی
هات الحدیث عن الذین تحملوا
واقدح بزند الذکر نار دلوعی
عندی شجون فی التی جنت الهوی
اشکو الغرام وهی فی تسنوبع
من وصلی المبتوف او من مهدی الـ
ـموصوف أو من نومی المقطوع
یا قلب لا تجزع لما فعل الهوی
فالحر لیس لحادث بجزوع
وهل بعد ما غادرت فی شرک الهوی
تبغی النزوع ولات حین نزوع
ومهفهف مهما هفت ریح الصبا
ابدی لها عطفاه عطف مطیع
جمع المحاسن وهو منفرد بها
فاعجب لحسن مفرد مجموع
والشمس لولا قسرها ما آذنت
خجلا واجلالا له بطلوع
ما زلت اسقی خده من ادمعی
حتی تفتح عن ریاض ربیع
اذ کان یرنو عن نواظر شادن
فلرب ضرغام بهن مروع
عجبا لذاک الشعر زاد بفرقه

رخصت ہونے والوں پر جو آنسو بہاتا ہے، بہائے
مگر میں تو خون کے آنسو روتا ہوں،
آہ، سینے اور پسلیوں کے درمیان، ایسا
غم ہے، جسے میں نے بمشکل دبایا ہے،
رخصت ہونے والی کی کوئی بات، بیان کرو،
کہ کم از کم یاد کی چقماق سے محبت کی آگ روشن کروں،
آزار محبت میں مبتلا کرنیوالی سے متعلق بہت باتیں ہیں،
میں درد محبت بیان کرتا ہوں اور وہ کچھ شغل کر رہی ہے،
کہانی بیان کرتا ہوں، اپنی محرومی وصل یا شب بیداری
یا اچٹ جانے والی نیند کی،
اے دل محبت کے برتاؤ پر غم نہ کھا،
اس لئے کہ شریف آدمی مصیبتوں سے پریشان نہیں ہوتا،
کیا مجھ پر اپنا دام ڈالنے کے بعد نکلنا
چاہتی ہے، مگر حیف اب رستگاری کا وقت نہیں،
ایسی نازک اندام، کہ باد صبا کے جھونکوں کے ساتھ
اُس کی کمر بھی بل کھاتی ہے،
وہ اکیلی "منفرد" تمام خوبیوں کی جامع ہے،
اس "منفرد" "مجموع" کا کیا کہنا،
اگر آفتاب مجبور نہ ہوتا، تو شرم کے مارے
اُسے طلوع کی اجازت نہ دیتا،
میں اُس کے رخساروں کو اپنے آنسوؤں سے برابر سیراب کرتا رہوں گا
تا آنکہ فصل بہار کی کلیاں کھل جائیں،
اگرچہ وہ ایک نازک ہرنی کی نگاہوں سے دیکھتی ہے، ۱۹۱
مگر کتنے شیر اُن نگاہوں کے مقتول ہیں،
مانگ نکالنے سے بالوں میں عجیب حسن آگیا ہے،

Marfat.com

حسنا کحسن الشعر التصریع	جیسے تصریع سے شعر میں حسن آگیا ہے'
منع الکرا ظلما وقد منح الفتا	غلیند کو زبردستی چھین کر بیماری عطا ہوئی'
فشقیت بالممنوح والممنوع	میں بخشش اور ظلم دونوں میں بدنصیب ہوں'
جودت ثوب العزمنی طائعا	میں نے اطاعت کی خاطر عزت کا لباس اُتار دیا'
اتراہ یملی عطفۃ لخضوعی	مگر کیا وہ میری اطاعت کی طرف مائل ہوگی'
لم انتفع لبسا من الملبوس فی	میں ملبوس کے کسی لباس سے فائدہ نہ اُٹھا سکا'
.....	.....
جعلا استشفعت فی احمالہ	میں نے اپنی حالت بیان کرنے کے لئے اُس کے حسن کو اپنا شفیع بنایا ہے'
یا ایھا الحب عشفع وشفیع	کہ سفارش کرنے والے اور سفارش شدہ دونوں کو اجر ملے
یا خادعی عن سلوتی وتصبری	اے میری تسکین وصبر کے لوٹنے والے
لولا الھوی ما کنت بالمخدوع	اگر محبت نہ ہوتی تو میں دھوکا نہ کھاتا'
اوسعتنی بعد الوصال تفرقا	وصال کے بعد تو نے اور جدا کر دیا'
واثبتنی سوء الجزاء صنیعی	میرے نیک برتاؤ کا تو نے برا بدلہ دیا'
اسرعت فیما تقتضی فجزیتنی	تیری رضامندی کے لئے میں نے جلدی کی' تو نے
بطویل ھجران الف لبسریع	اُس کا بدلہ فوری جدائی سے دیا'
وشرعت رمحا قبل رمیک وائلا	تیر اندازی سے پہلے تو نے نیزہ چمکا دیا'
فمنعت من ماء الرضاب شرقی	اس طرح پر تو نے لعاب دہن سے
	میرے پیاسے ہونٹوں کو روک دیا'
خبر من حدیث تولعی وتولھی	میری محبت اور فریفتگی کی صحیح
خبر ھو الیس بالموضوع	وہ یہ نہیں ہے کہ موضوع نہیں ہے
یروی حدیثا مسندا عن ادمعی	یہ حدیث سلسلہ وار میرے آنسوؤں سے
عن مقلتی عن قلبی المصدوع	دیدۂ پُرنم سے اور دل صد چاک سے روایت کی گئی ہے'
کم من لیال فی ھواک قطعتھا	میں نے کتنی راتیں تیری محبت میں بسر کیں
وانا الذکی بمن فی تقطیع	اور اُن کی یاد کی وجہ سے انتہائی تکلیف میں تھا'

Marfat.com

لا والذی طبع الکرام علی الهوی
ومن سو الهوی المطبوع
ماغیرتنی الحادثات ولم اکن
بمذیع سر للعهود مضیع
لاخیر فی الدنیا وساکنها معا
ان کان قلبی منک غیر جمیعی

قسم ہے اُس خدا کی جس نے شرفا کی فطرت میں
محبت ودیعت کی
مجھے حوادث نے نہیں بدلا اور نہ میں
عہد وپیمان کے مشہور راز کو ظاہر کرنیوالا ہوں
دُنیا اور اُس کے باشندوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے
اگر میرا دل تجھ سے پوری طرح وابستہ نہ ہو

اور فرماتے ہیں، مقصود اشعار سے خود ہی ظاہر ہوگا،

وقالوعداک البحث والحزم عندها
عدوت غریب الدار منزاک الفلت
الم یعلموا أن اغترابی غنیمة
وإن ارتحالی عن دیاری هو الغنت
نعم لست ارضی عن زمانی أو أری
مکانا به السفن المواخر والیمت
فقد سئمت نفسی المقام ببلدة
بها العیش الکدراء والمکسب السحت
یذل بها الحر الشریف لعبده
ویجفوه بین السمت من سنه سمت

اُنھوں نے کہا تجھ سے بحث واحتیاط سے کیا کام
جسکا تو غریب الوطن ہو چکا،
کیا وہ نہیں جانتے، کہ میرا سفر باعث عزت ہے
اور میرا اپنے وطن سے کوچ کرنا بھی خوش نصیبی ہے،
ہاں میں زمانے سے راضی ہو نہیں سکتا جبتک کہ
ایسی جگہ نہ دیکھ لوں جہاں کشتیاں اور اونٹ ہوں،
اسلئے کہ میرا ایسی جگہ میں رہتے رہتے اُکتا گیا
جہاں ذلت انگیز زندگی اور حرام کمائی ہے،
جہاں شریف انسان کو اپنے غلام کا دست نگر ہونا پڑتا ہے
اور بسا اوقات سانپ سال تک تکلیف برداشت
کرنی ہوتی ہے،

اذا اصطافها المرء اشتکی من سمومها
اذی ویری فیها اذا ماشتا الزفت
لست کقوم فی تعصبهم عتوا
یقولون بغداد لغرناطة اخت
رغبت بنفسی ان أساکن معشرا

اگرمیوں میں انسان اُسکی گرم وتند ہواؤں کی تکلیف
کا شاکی رہتا ہے،
اور جاڑوں میں وہاں روغن دیکھتا ہے،
میں اُن لوگوں کی مانند نہیں ہوں جو تعصب سے کہتے ہیں
کہ بغداد غرناطہ کے مثل ہے،
میری خود دلی خواہش تھی کہ ایسے لوگوں کیساتھ رہوں،

ص ۱۹۲

Marfat.com

مقالهم زور وودّهم مقت
یدسون فی لین الکلام دواهیا
هی السم بالآل المشهور لهالتّ
فلادرّ درّ القوم إلا عصیبة
إلی باخلاص المودّة قد متوا
وآثرت اقواما حلت جوارهم
مقالهم صدق وودهم بحت
لهم عن عیان الفاحشات اذا ابلت
تعام وعن مالیس یعینهم صمت
فما اللغو الهوا ولا عرفوا اخنا

جن کی باتیں جھوٹی ہوں' اور محبت خالص ہو'
نرم باتوں میں ایسے امور کی آمیزش کردیں'
جو کہ زہر ہوں' اور سراب سے' انکو خاص مناسبت ہو'
قوم میں ایک ایسی جماعت کے سوا کوئی اچھی چیز نہیں
جو مجھ سے خالص محبت کے ذریعے سے وابستہ ہیں'
اور میں نے اس قوم کی ہمسائگی کو ترجیح دی
جن کی باتیں سچی ہوں اور محبت خالص ہوتی ہے'
وہ فحش باتوں کے ظاہر ہونے پر
اندھے بن جاتے ہیں اور مہمل باتوں پر سکوت اختیار کرتے ہیں'
وہ نہ لہو سے مانوس ہوئے' اور نہ فحش باتوں سے
واقف ہوئے'

ولا علموا ان الکروم لها بنت
بکل مرتاح إلی الضیف والوغی
اذا ما أتاه منهما النبأ البغت
واشعث ذو وطمرین اغناه زهده

اور نہ جانتے ہیں کہ انگور کی بیٹی بھی ہوتی ہے'
مہمان اور جنگوں کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں'
جب بھی ان دونوں کے بارے میں کوئی خبر آجائے'
کتنے پراگندہ حال بوسیدہ کپڑوں والے ہیں جو دنیا سے
مستغنی ہیں۔

فلم یثنهم للذی نابه البخت
صبور علی الایذا بغیض علی العدا
معین علی ما یتقی جاشه الشت
ولی صاحب مثلی یمان جعلته
جلیسی نهارا أوضحیی اذا ابت
واجرد جرار الاعنة قاسح
کمیت وخیر الخیل قلا احها الکمت
تسامت به الاعداء فی آل اعوج
ولا عوج فی الخلق منه ولا امت

امرا و سلاطین کا رخ بھی نہیں کرتے
تکلیف پر صبر کرنے والے اور دشمنوں سے بغض رکھنے والے
ہمت اور آزمائش کے موقعوں پر سخت اور مددگار
اور میرا ہی سا ایک یمنی دوست ہے
جو شب و روز میرا ہمنشین اور دوست ہے'
اور ایک تیز رو اعلیٰ گھوڑا
کمیت رنگ کا' اور بہترین گھوڑے تیز رو اور کمیت ہی ہوتے ہیں'
اس کی نسبت آل اعوج کی طرف کی جاتی ہے
حالانکہ اسکے اخلاق میں کوئی کجی یا عدم استقامت نہیں

Marfat.com

وحسبی لحضات النوائب منجدا
علیها الکمیت الملهند والصارم الصلت
قطعت زمانی حبرة وبلوته
فبالعذر والتعنیف عندی لرنعت

اور سخت مصیبتوں میں میری مدد کے لئے کافی ہے،
جب کہ اُس پر آبدار و تیز تلواریں بھی موجود رہتی ہیں،
میں نے زمانہ امتحان میں بسر کیا اور اسکی خوب آزمائش کی
میرے نزدیک بیرخی اور بے وفائی کے سوا
اُس کی کوئی صفت نہیں ہو سکتی،

ومارست ابناء الزمان مباحثا
فاصبح حبلی منهم وهو منبت
وذی صلف یمشی الهوینا ترفقا
علی نفسه کیلا یزایلها السمت
اذا غبت فهو المرء والقوم عندهم
لدی الصدر من نادیهم ولدی الدست
وان ضمنی یوما وایاه مشهد
هو المفحم السکیت والفسکل الشخت
فحسبی عداتی أن طویت مآربی
علی عرفهم حتی صفالهم الوقت

اور ابنائے زمانہ کی عادات کی بھی جانچ پڑتال کی
تو اُن سے میرا تعلق منقطع ہو گیا
ایک صاحب شان جو تبختر کے ساتھ آہستہ
آہستہ چلتا ہے کہ کہیں وہ راستے سے ہٹ نہ جائے،
جب میں غائب ہوتا ہوں تو وہی اُن کا سردار ہوتا ہے
اور اُسی کو مجلسوں کا صدر نشین بنایا جاتا ہے،
اور اگر کہیں میرا اور اُس کا کسی مجلس میں اجتماع ہو جائے ص ۱۹۳
تو وہ خاموش گونگا اور زیرین مجلس میں رہتا ہے،
میرے دشمنوں کیلئے یہ کافی ہے کہ میں نے اُنکے جانتے ہوئے
اپنی حاجتیں پوری کرلیں یہاں تک کہ اُن کے لئے
زمانہ خوش گوار ہو گیا،

وقلت لدنیاهم اذا شئت فاغربی
ولا تظهری فالصرم منی هو البت
واعفیت من زلا تهم غیر عاجز
فماذا الذی یبغونه لهم الکبت

میں نے اُن کی دُنیا سے کہا، اگر چاہتی ہے تو دور جا،
اور نہ ظاہر ہو، کہ میرا الگ ہونا انقطاع کے ہم معنی ہے،
اور قدرت کے باوجود اُنکی لغزشوں سے چشم پوشی کی
پھر وہ کس توہین کی تمنا رکھتے ہیں،

اور کہتے ہیں:-

لا تعدلضیفک ان ذهب لصاحب
تعتلة لکن تخیر وانتق
أو ماتری الاشجار هصار کبت
ان خولفت اصنافها لم تعلق

اگر تم جاؤ تو مہمان کو ساتھی کے سپرد
سامان دے کر نہ کرو، بلکہ انتخاب سے کام لو،
کیا نہیں دیکھتے ہو، کہ درخت کتنے ہی جوڑے جائیں،
اگر جنس مختلف ہو تو بار آور نہیں ہوتے،

Marfat.com

مقطوعات میں اُن کا قول ہے:-

شادن یتمنی حسبه	ہرنی کے بچے کی طرح نازک اندام جس کی محبت نے مجھے لاغر کر دیا'
خطی منه انه بعید انه	عمر بھر میری قسمت میں اُس سے جدائی ہی رہی'
مورد الخدین حلو اللمی	گلابی رخسار اور شیریں ہونٹوں والا
احور عضنی الطرف وسنانه	آنکھیں خمار آلود اور بیمار'
لم تذبل (ت) الاغصان فی الروض بل	شاخیں باغ میں نہیں مرجھائیں'
عوجت لترسید اغصانه	یہ اُس کے لئے سربسجود ہو گئی ہیں'
یا ایها الظبی الذی حبه	اے وہ ہرنی جس کی محبت کی آگ
تضرم فی القلب سعیر انه	میرے دل میں سلگ رہی ہے'
هل عطفة تنجی لصب شیم	کیا ایک نظر عنایت عاشق غمخوار کے لئے ہو گی
لیس یرجی عندک سلوانه	جس کے لئے تجھے بھول جانا بہت دشوار ہے'
یود ان لو نمته فی الکری	جس کی تمنا ہے کہ کاش تو نیند ہی میں اُس سے ملتی'
اذا لمتعت بالنوم اجفانه	تو شاید اُس کی آنکھیں نیند سے شاد کام ہوتیں'
قد رام یکتم ما نابه	اُس نے اپنی مصیبت کے چھپانے کا ارادہ کیا
والحب لا یمکن کتمانه	حالانکہ محبت کا چھپانا ناممکن ہے'
فضحت اسراره فاستوی	تو نے اُس کے راز فاش کر دئے'
اسراره الآن واعلانه	تو اب ظاہر و باطن یکساں ہے'

اور کہتے ہیں:-

نهار وجه ولیل شعر	چہرہ دن اور بال رات کی مانند ہے'
بینهما الشوق بستشار	انھیں دونوں کے باعث شوق بھڑکتا رہتا ہے'
قد طلبا بالهوی فؤادی	دونوں محبت سے دل مانگتے ہیں'
فاین لی عنهما الفرار	ان سے گریز کس طرح ہو سکتا ہے'
وکیف یبنی النجاة شیئ	کس طرح وہ نجات کی امید رکھ سکتا ہے'
یطالبه اللیل والنهار	جس کی تلاش میں دن اور رات ہوں'

Marfat.com

اور کہتے ہیں :-

اقبلت لیلا وابدت فجرھا
جمعت بین صباح وظلام
مذ رأتنی ناظرًا للشمس قا
لت یا فتی جمعك اختین حرام

رات کو وہ آئی اور صبح کا نمونہ دکھایا'
اس طرح پر صبح و تاریکی کو جمع کر دیا'
جب مجھے آفتاب کی طرف نگاہ کرتے ہوئے دیکھا
تو فرمایا، کہ اے جوان" دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے"

توریہ کے طور پر کہتے ہیں :-

ایح لی فی روض المحاسن نظرۃ
الی وردذاك الخد اروی بہ الصدی
ووالله لا تبخل علیّ بقطرۃ
فانی رایت الروض یوصف بالندا

مجھے اجازت دے کہ خوبیوں کے باغ میں
اُس گلابی رخسار کو دیکھ کر پیاس بجھا سکوں'
اور خدا کی قسم ایک قطرے سے بخل نہ کرو
اس لئے کہ باغ کی تعریف میں سخاوت و تری کا بھی ذکر کر دینا چاہیئے'

اور کہتے ہیں :-

وعاشق صلی ومحرابہ
وجہ غزال ظل یہواہ

عاشق نے نماز ادا کی اس حال میں کہ
اُس کی محراب ایک ہرنی کا چہرہ ہے جس سے وہ
محبت کرتا ہے'

قالوا تعبدت فقلت لہم
تعبدا یفہم معناہ

لوگوں نے کہا، کہ تم نے عبادت کی'
میں نے کہا، ایسی عبادت' جسکا مطلب سمجھا جا سکتا ہے'

نہایت ظرافت آمیز انداز میں کہتے ہیں :-

وصدیق شکا بما حملوہ
من قضاء یقضی بطول العنا

ایک دوست نے ایسے فیصلے کی شکایت کی
جو لوگوں نے اُس کے سر منڈھ دیا تھا اور سخت
مشقت کا طالب تھا

قلت فارددما حملوك علیہم
قال من یستطیع رد القضاء

میں نے کہا، کہ اپنا بوجھ انھیں کو واپس کر دو'
جواب دیا کہ فیصلہ کو کون لوٹا سکتا ہے'

ولسانان یخصمان من خاصمہ
لسان الغنی ولسان القضاء

اور دو زبانیں اپنے مخاصمت کرنے والوں سے جنگ کرتی ہیں'
ایک تونگری کی زبان دوسرے قاضی کی

اور کہتے ہیں :-

Marfat.com

تلک الذوابتر ذبت من شوق لیھا	میں اُسکی چوٹی کے شوق میں پگھل گیا
واللحظ یحمیھا بای سلاح	اس حال میں کہ نگاہیں اُسکی عجب آن بان سے حفاظت کرتی ہیں
یا قلب فالج لا اخالک ناجحا	اے دل اب صبر کر، کہ اب تجھے
من فتنۃ الجعدی والسفاح	گھونگروالی سیاہ (زلف) اور سفاح (نگاہ) کے فتنہ سے کون نجات دے گا،

وفات

پیٹ کے درد میں مبتلا ہوکر ۵۱۰ھ کے آغاز میں انتقال کرگئے مجھے اس کی اطلاع فاس میں ملی، پھر بعد کو معلوم ہوا کہ انکا انتقال ربیع الاول کے مہینہ میں ہوا تھا،

محمد بن محمد

نام ونسب

محمد نام کنیت ابوالقاسم ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔
محمد بن محمد بن محمد بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن الحکیم اللخمی،

حالات

کتاب "عائد الصلہ" میں مذکور ہے:۔ ابوالقاسم شرف وعزت کے درخت کی شاخ، علم ودین، عزت ومرتبہ کے خاندان کے چشم وچراغ، بڑائی اور کارنامے، فضائل ومفاخر کے مالک تھے، حساب، فرائض، قرأت، وثیقہ، خوشخطی اور دیگر فنون میں کمال حاصل کیا، ادب میں بھی کوشش کے بعد مہارت حاصل کی،

التاج المحلی میں ان الفاظ میں ان کا تذکرہ ہے:۔
ابوالقاسم بزرگی ومرتبہ کی شاخ، خاندانی بڑائی کے حامل، آبا واجداد سے شرف ومجد کے وارث تھے، اپنے بہترین خصائل کے ذریعہ بلند مرتبہ پر پہنچے، اور بھلائی اور عفت میں یکتائے روزگار ہوئے، انصاف میں نام آور ہوئے، اپنے اسلاف کے طریقہ پر گامزن رہے، اور لوگوں کو اُسی پر چلنے کی دعوت دیتے رہے، حیا اُن کا شعار تھی، اور اس سے بڑھ کر کون خوبی ہوسکتی ہے؟ اُن میں

Marfat.com

ایسی خودداری تھی، جو پست حیثیت پر قناعت نہ کرے، اور ایسی شرافت جو آبرو کی خاطر موت کو ترجیح دے، آجکل بلاغت کے بلند اسلوب کی طرف توجہ ہے، اور بدائع و مخترعات کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا میلان ہے، اس سلسلہ میں اُن سے اچھی چیزیں سننے میں آئی ہیں، ہم یہاں اُن کے بعض نتائج افکار اور اُن کی رنگیں طرازی کے بعض آثار درج کرتے ہیں،

شاعری ابو القاسم کی بہترین چیز مقطوعات ہیں، کہتے ہیں :-

تجلت فهزت عند ما رأت الطلا
وداريت كمثل الطفل يلعب في المهد
وماوض حباه المزن خلعة برقه
وباتت رباه من حباه على وعد
ليجدثها عن كوم ما من قربة
فتبدي ابتسام الزهر من لثة الخد
عجبت لما عاينته من فعالها
بدور حباب الكاس تلعب بالمرد

اُس نے جلوہ دکھایا، اور ہرنی کے بچہ کو دیکھ کر جھوم گئی،
اور جس طرح بچہ گہوارہ میں مچلتا ہے، اسی طرح مچل گئی
اور ایسا باغ جسے بدلی نے اپنی چمک کا لباس پہنایا ہے ص ۱۹۶
گویا اُس کے ٹیلوں اور بدلی کے عطیہ کے درمیان وعدہ ہے

تو رخسار کے بوسہ سے کلیوں کی طرح مسکراتی ہے،
میں اُس کے کاموں کو دیکھ کر متعجب ہو گیا،
پیالہ کے بلبلوں کو گھما کر وہ مردلڑکوں کیساتھ کھیل کرتی ہے،

اور کہتے ہیں :-

شربنا ونجي الدياجي موقد
مصابيح من زهر النجوم الطوالع
عقارا رأت حين اقبل حالكا
فجاءت بمصفر من اللون فاقع
عجبت لما ترتاع منه وانها
هي البدر قد قرت بأسنى المواضع

ہم نے اس حال میں جام چڑھائے کہ تاریکی نے
طلوع ہونے والے ستاروں کے چراغ روشن کر رکھے تھے،
ہم نے ایسی شراب پی، کہ تاریکی کو آتے ہوئے دیکھ کر
یک بیک اس کا رنگ، بالکل زرد ہو گیا،
کس قدر تعجب کی بات ہے، کہ یہ شراب تاریکی سے ڈرتی ہے
حالانکہ یہ بدر کامل ہے جس کا مرتبہ بہت بلند ہے

اور کہتے ہیں :-

لاح كالدر والعقيق فحيا
أم مزاج اداه صرف المحيا
من بنات الكروم والروم بكر

موتی اور عقیق کی طرح ظاہر ہوئی اور خوش آمدید کہا،
یا ایسی ترکیب نمودار ہوئی، جو حسن صورت سے تیار ہوئی تھی
انگور کی بیٹیوں سے

Marfat.com

.....	
خلتها والحباب يطفو عليها	اُس پر بلبلے دیکھ کر میرا خیال ہوا ہے'
شفقا فوق نجوم الثريا	کہ شفق کے اوپر ثریا کے تارے ہیں
قهوة كالعروس تجلى الكاس تجلى	دلھن کی طرح' قہوہ پیالہ میں جلوہ آرا ہوا ہے
صاغ من لؤلؤ يها لمزاج حليا	جس نے بلبلوں کا زیور بنایا ہے'
اور کہتے ہیں:-	
ويوم أنس صقيل الجو من نظر	ایک خوشگوار دن' جبکہ آسمان صاف تھا'
كأنه من وميض برق قد خلقا	گویا بجلی کی چمک سے بنایا گیا تھا'
ما زلت فيه لشمس الطست مصطحبا	میں اس روز برابر آفتاب طشت (شراب) کا جلیس بنا رہا
وبالنجوم وبالأكواس معتنقا	اور پیالوں اور ستاروں سے گلے ملتا رہا'
صفراء كالعسجد المسبوك ان شربت	زر خالص کی طرح زرد ہے' اگر پی جائے
تبدى احمرارا على الخدين مؤتنقا	تو رخساروں پر سرخی کی صورت میں نمودار ہو'
كذلك الشمس في اخرى عشيتها	جیسے آفتاب شام کو
اذا توارت أثارت بعدها شفقا	روپوش ہونے کے بعد شفق چھوڑ جاتا ہے'
اور کہتے ہیں:-	
بابي وأبي أغن غزال نافر	اس غزال وحشی پر میرے باپ اور دوسرے بھی قربان ہوں
بين الجوانح يغتدي ويروح	جو میرے پہلوؤں میں برابر آیا جایا کرتا ہے'
مر تلألاء واستنار جبينه	چاند روشن ہوا اور اُس کی پیشانی منور ہو گئی'
غارت به بين الكواكب بوح	آفتاب نے ستاروں کیساتھ اُسے بھی چھپا دیا'
لو يرض غير القلب منزله فهل	دل کے سوا اور کسی کو وہ راحت کدہ بنانے پر راضی نہیں'
يا ليت شعري للعيون يلوح	نہ معلوم آنکھوں کیلئے وہ نمودار ہوگا یا نہیں'
ابو القاسم نے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ شعر سنائے:-	
ليل الشباب انجاب اول وهلة	جوانی کی تاریکی نے پہلی بار بڑھاپے کی
عن صبح شيب لست عنه براضي	صبح کو ظاہر کر دیا جس سے میں خوش نہیں'
ان سرني يوما سواد خضابه	اگر اُس کے خضاب کی سیاہی ایک روز خوش بھی کرے

فنصولہ من ساق ببیاض	تو پھر خضابوں کے دور ہونے کے بعد سپیدی اور بھی بری معلوم ہوتی ہے،
ھلا اختفی فھو الذی سرق الصبا والقطع فی السراق امر ماضی فعلیہ ما اسطاع الظھور بلمتی وعلی أن انصال بالمقراض	وہ کیوں نہیں چھپتا ہے کہ اُسی نے بچپن کی چوری کی ہے اور چوروں کا ہاتھ کاٹنا عام بات ہے، وہ جب چاہے میرے بالوں میں ظاہر ہوا کرے اور میں اُسے قینچی سے کاٹ دیا کروں
وفات	ابوالقاسم غرناطہ میں ۱۹ ربیع الآخر ۸۰۰ھ کو طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے، اور باب البیرہ میں دفن کیے گئے،

خدا اُن پر رحم کرے،

محمد بن محمد بن عبداللہ

نام و نسب محمد نام، کنیت ابوعبداللہ ہے، ابن اللوشی کے نام سے مشہور ہیں،

حالات (ص ۱۹۸) کتاب "عائد الصلہ" میں ہے، ابن اللوشی مرحوم شریف و باعزت خاندان سے تھے، حکومت نصریہ کی آغوش میں پھلے پھولے، شاعر تھے، اور حکومت کی مدح کیا کرتے، یہاں تک کہ تمام قصیدہ گویوں پر اُن کو ترجیح دی جاتی، پھر گوشہ نشین ہو گئے، اور بلا کسی سبب کے اہل دُنیا سے اعراض کر کے الگ تھلگ رہنے لگے، اپنی آمدنی سے کچھ زمین حاصل کی تھی، اسی پر قناعت کرنے لگے، جس کی آمدنی کے متعلق کسی فساد و کراہت کا شبہہ نہیں تھا، اور ریاضت و نفس کشی کے طور پر جائے سکونت اور لباس ہر چیز میں تقشف کو راہ دینے لگے، اہل حکومت سے الگ اور موردِ غضب شاہی سے کنارہ کش رہتے، ایک ہی دن ایک شخص سے کبھی ملتے کبھی اعراض کرتے، مگر یہ سب باتیں سادگی طبع، اور خشیت الٰہی کے ساتھ تھیں، بذلہ سنج اور فنون شعر سے بھی بہرہ ور تھے، تعریض سے دور بھاگتے،

"التاج المحلی" میں ان الفاظ میں ذکر آیا ہے:-

ابن اللوشی شاعر بنیظیر، اور آسمان بلاغت کے چمکدار ستارے تھے، اصناف کلام پر قابو حاصل تھا، اور چمنستان سخن میں ایسے گل بوٹے کھلائے جس کے مقابلے میں بادشاہوں کا انعام واکرام ہیچ تھا، حکومت نصریہ کے ظل عاطفت میں نہایت عزت واکرام سے پروان چڑھے، ان پر وہ خاص عنایتیں تھیں، جو اور دل کی دسترس سے باہر تھیں، اور ان پر وہ نگاہ کرم تھی، جو شاید ہی کسی کو میسر ہو، اور ان پر ایسی نعمتوں کی بارش ہوتی تھی، جو خاص وعام کو معلوم تھا، نہایت بلند ہمت اور شریف خصلت تھے، جس نے آخر میں گوشہ نشینی اور دنیا سے اعراض پر مجبور کر دیا، لیکن اس میں بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا، پھر کھیتی کے انتظام میں وقت صرف کرنے لگے، اور اسی میں اپنی کوششیں صرف کیں جن کا ثمرہ بھی انھیں خاطر خواہ ملا، ان کے نتائج فکر اب تک نظروں سے اوجھل ہیں، اور باوجود سعی وجستجو کے دستیاب نہیں ہوئے، اور ان سے نہایت دلچسپ وظریفانہ حکایتیں منقول ہیں، جن کے سامنے سوتے وقت کنیزوں سے چھیڑ چھاڑ اور شراب ارغوانی کے جام بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتے،

شاعری ص ۱۹۶

ابن اللوشی کا ادب نہایت پاکیزہ اور نفاست وملاحت کا علمبردار ہے، ایک قطعہ میں ہمارے استاذ قاضی ابوالبرکات ابن الحاج کو الوداع کہتے ہوئے فرماتے ہیں:-

رأوني وقد اغرقت في عبراتي	مجھ کو لوگوں نے اس حال میں دیکھا کہ میں اپنے آنسوؤں میں ڈوب گیا ہوں،
وأحرقت في ناري لدى زفراتي	اور آہوں کے باعث اپنی آگ میں جل چکا ہوں،
فقالوا سلوه تعلموا كنه حاله	لوگوں نے کہا، کہ اس سے حقیقت حال دریافت کرو،
فقلت سلوا عني أبا البركات	میں نے جواب دیا کہ میرے بارے میں ابوالبرکات سے پوچھو،
فمن قال اني بالرحيل محدث	پھر کسی نے کہا کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں،
رمت عنه أجفاني غريب ثبات	میری آنکھوں نے ان سے عجیب استقامت سیکھی ہے،
ونادى فؤادي ركبه فأجابه	اور میرے دل نے ان کے ساتھیوں کو پکارا،

Marfat.com

ترحل وکن فی الرکب بعد عداتی تو جواب ملا کہ کوچ کر، اور قافلہ میں میرے دشمنوں کے بعد رہو

ایک قصیدہ سے یہ نادر قطعہ درج کیا جاتا ہے:۔

سیخطب فتی العزم فی منبر السری ارادہ کا فتی (عرب کا مشہور خطیب) شب نوردی کے

وھل فی الدنا (ا) یوم السیر اطیق منبر پر خطبہ پڑھے گا،

ویقطع زند الھجر والقطع حقہ اور جدائی و مفارقت کی آگ کو پوری طرح سے بجھا دے گا

فما زال طیب العمر عنی یسبق اس لئے کہ اچھی زندگی برابر مجھ سے بھاگ جاتی ہے،

ولادت تقریباً ۵۸۶ھ میں پیدا ہوئے،

وفات ۲۰ ربیع الثانی ۶۵۲ھ کو وفات پائی،

محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن

نام و نسب محمد نام، کنیت ابوبکر ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن یحییٰ بن عبد الحکیم اللخمی،

خاندانی حالات ذوالوزارتین کے تذکرہ میں خاندانی حالات ملیں گے:۔

حالات کتاب عائد الصلہ میں مذکور ہے:۔ ابوبکر لخمی شرفا کی یادگار تھے، اور اُن کا وجہا میں شمار تھا، علم مجلسی، وفا میں مشہور تھے، نیز تمام علوم میں دخل تھا، حدیث، تاریخ داں، بلند پایہ انشا پرداز، خوشخط اور بذلہ سنج تھے دستخط کرنے میں ظرافت سے کام لیتے، اور کلام کو بے لاگ طریقے پر پرکھتے، شعر بھی کہتے تھے، معموں کے حل کرنے میں ممتاز تھے، قرآن کریم کے حافظ اور بلند پایہ قاری تھے، تاریخ و اخبار کے نکتے خوب بیان کرتے، حسن اخلاق، وقار، بے تکلفی، اور عیب چینی سے نفرت میں امتیاز حاصل تھا، حسن محبت، عتاب و معذرت اور غلطیوں سے درگزر کرنے میں مشہور تھے، دربار شاہی میں عہدۂ کتابت پر زندگی کا اکثر حصہ گزرا، اور اہم مواقع پر پیش پیش رہے، اس کے باوجود علمی و ادبی ذوق کے لحاظ سے عام طور پر نمایاں رہے، بہت کچھ لکھا، تالیف و تصنیف بھی کی، اور علماء کی بیشمار جماعت سے استفادہ کیا، اس دیار کے مشہور

Marfat.com

لوگوں میں باعث افتخار تھے، ان کے بعد ان کا ثانی نہیں ہوا،

التاج المحلی میں ان الفاظ میں آپ کا تذکرہ ہے:-

ابوبکر لخمی نے بزرگی کی نشانیوں کو مٹ جانے کے بعد از سر نو زندہ کیا، اور بزرگی کا حق ادا کر دیا، رندہ میں ان کا خاندان شرافت کے اعتبار سے امرالقیس کے خاندان سے زیادہ مشہور اور رضوی اور ابو قبیس جیسے پہاڑوں سے زیادہ مستحکم ہے، سخاوت میں ضرب المثل تھے اور طالبین خود ہر طرف سے اُن کے پاس آتے تھے، اور راتوں کو لوگ اُن کی آگ کا رخ کرتے تھے جس سے انھیں تقویٰ و ہدایت جیسی بیش بہا چیزیں ملتی تھیں، حکومت نصریہ کے وزیر ہوئے اور اُس کا حق ادا کر دیا، یہاں تک کہ اُن کے کارناموں نے یحییٰ بن خالد کے کارناموں کو زندہ کر دیا، اور جب زمانے نے مصیبتوں کا جام اُن کے سامنے پیش کیا، اور کتابوں اور فوجوں کے ذریعہ سے اُن کو پریشانیوں میں مبتلا ہونا پڑا، تو سخاوت و وقار کے اس سرچشمہ پر تمام آنکھیں اشکبار ہو گئیں ..... اور اگر زمانہ انھیں مہلت دیتا، تو ان لمحات کو لوٹا دیتے، وہ کتابت سے بلند مقام (المحل النبیہ) کو پہنچے اور یہ انھیں اپنے باپ سے ترکہ میں ملی تھی، پھر اور کارہائے نمایاں انجام دئے، نیز تالیفات بھی کیں، حدیث کی روایت میں مشہور ہوئے، ابھی وہ بچہ ہی تھے کہ اپنے والد ماجد کے سفر سے فائدہ اُٹھایا، اور گم شدہ آثار کو زندہ کیا اور اپنی کتاب (المواعظ والمستحسن بہ والمقاصد المنتجنہ) تالیف کی، آپ کا منظوم کلام پاکیزہ اور بلند اسلوب کا ہے، مجھ سے اور فاضل ممدوح سے انتہائی دوستی تھی اور اکثر ظرافت و بذلہ سنجی ہوا کرتی تھی، جس کا سبب محبت اور اعتماد کی فراوانی تھی، ان کے کلام کا کچھ انتخاب آئے گا، ص ۲۰۱

اساتذہ ابوبکر لخمی نے استاذ ابوجعفر حریری اور استاذ ابوالحسن قیجالمی اور اُستاذ ابواسحق بن ابی العاصی سے پڑھا، اور مشرق و مغرب کے علماء کی ایک بڑی جماعت سے استفادہ کیا، جن میں مشہور زاہد، فضل بن فضیلۃ المعافری اور اہل اُندلس کے علما میں ابوعبداللہ طنجالی، ابوجعفر الزیات، ابوعبداللہ بن الکمال جیسے صالحین شامل ہیں، ان کے علاوہ رندہ، مالقہ، غرناطہ کے

Marfat.com

علماء سے بھی حسب موقع استفادہ کیا'

تالیفات ابوبکر لخمی کی تالیفات کی فہرست یہ ہے:-

(۱) الفوائد المنتخبة والموارد المستعذبة

(۲) ابن رشیق کی تاریخ "میزان العمل" کا تکملہ کیا'

(۳) "بشارة القلوب بما تخبر به الرؤیا من الغیوب" یہ تعبیر خواب میں ہے۔

(۴) الاخبار المذهبة۔

(۵) الآثار الصوفیة۔

(۶) النکت الادبیه

اس کے علاوہ خطوط و اشارہ میں رسالے ہیں۔

شاعری و انشا پردازی تاریخ میں لکھتے ہیں:- ص ۲۰۲

اعلیٰ عہدوں پر اب تک منتقل ہوتے رہے اور اہم مرقعوں پر مامور ہوئے' ایک بار رندہ کے علاقہ قرطبہ میں والی بنا کر بھیجے گئے' اور اُن کی کوششوں کی آماجگاہ بنا اسی سرزمین کے حصول آبادی شاہی دورہ کے سلسلہ میں مالقہ اُترنے کا اتفاق ہوا' تو اُنھوں نے مختلف قسم کی چیزیں مجھے ہدیہ میں پیش کیں' میں نے رشک و محبت کے اصول پر بر سبیل ظرافت اُنھیں لکھا' اور اس انتظام و اکرام میں مبالغہ سے کام لینے پر اسطرح تنبیہ کی'

أُلام على أخذ القليل وانما	میں کم لینے پر ملامت کیا جاتا ہوں' حالانکہ میں ایسی قوموں سے
اعامل أقواما أقل من الذر	معاملہ کرتا ہوں' جو بالکل بے حقیقت ہیں'
فان أنا لم آخذه منهم بقوة	اگرچہ میں نے اُن سے بہ زور نہیں لیا'
فلا بد من شئ يعين على الدهر	تاہم کم از کم اتنا چاہیئے جو مصائب زمانہ کیلئے مددگار ہو

اے میرے سردار' اللہ تمھارے ہاتھ کھول دے' اور تمھاری بخشش بخل کو روک دے' ایسا نہ ہو' کہ اس کا خاتمہ ہو جائے' میں کچھ غافل تھا' اور خوف و اضطراب سے بچکچا رہا تھا' اور جیسا کہ تمھیں معلوم ہے' میرا

قرضخواہ بدخصلت ہے، اور قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہے اور اُس کی چڑیا میرے گھاٹ پر اُترنے سے بھاگتی ہے اتنے میں دروازہ کے کھٹکھٹانے کی آواز آئی، جس سے مجھے تکلیف کا پتہ چلا، اور ہمسایہ ہی غلطی پر پکڑا جاتا ہے، میں فوراً اُٹھ کھڑا ہوا، اور گھبرایا، اگرچہ شاید ہی کبھی مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوتی ہو، میں نے اس اضطراب کا سبب اندر ہی سے دریافت کیا، تو میری تسکین کے لئے ایک بدویہ نے کہا کہ اے قوم یہ قاصد خوشخبری لے کر آیا ہے، اور یہ کھٹکھٹاہٹ اطاعت سے ہے، ناز و غرور سے نہیں، غصہ تھوک دو اور جنگ کا خیال دور کرو، اُس نے کہا کہ تم نے مقصود کو پالیا، تو میں آگے بڑھنے سے رُک گیا، اور عمر بن ابی ربیعہ کی طرح تمام خدام کو ڈھال[1] بنا کر آگے بڑھا، معلوم ہوا کہ واقعہ امن و سکون کا ہے، اور کسی نے کچھ نہیں کہا، قرطبہ سا ایک شخص سامنے آیا، جو بہت خستہ حال تھا، سلام کرنے سے پہلے آہ سرد بھری اور گزری ہوئی جوانی پر آنسو بہانے لگا، یہ تو ایک پرانی عادت تھی جس کے لئے اہل قرطبہ مشہور ہیں، اور جناب نے اُس کے ساتھ بہت سی نیکیاں روا رکھی ہیں جن کی مسرت کا اندازہ نہیں ہو سکتا، چونکہ مونڈھے اور ہاتھ کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہیں تھا، اُس میں ایک وزنی ظرف لٹکا دیا گیا تھا، اور ایک زنبیل باندھ دی گئی تھی جس سے اُس کا بوجھ بڑھ گیا تھا اور قدم اُٹھانا دشوار ہو گیا تھا، اور راستہ میں شور و غل ہونے لگا تھا، اور جب اُس کے ساتھ ایک عورت گھبرائی اور دیوار کی آڑ میں چھپ گئی، اور امتحان سے ظاہر ہو گیا، تو کچھ مضمحل اور افسردہ ہو گئی، اور اُسکے پانی ملے ہوئے دودھ کی طرف دیکھا گیا، جو نہ گھر میں کام آتا ہے اور نہ بازار میں فروخت ہو سکتا ہے

ص ۲۰۳

[1] یہ ایک مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے، عمر بن ابی ربیعہ اپنے مشہور قصیدہ میں اس کا ذکر کرتا ہے، جس کا مطلع یہ ہے:-

أمن آل نعم انت غاد فمبکر الخ

اصل شعر یہ ہے:- فکان مجنی دون من کنت اتقی ؛ ثلاث شخوص کاعبان و معصر

Marfat.com

تو اس سے مجھے شاعر کا قول یاد آگیا،

تلک المکارم لاقعبان من لبن شیبت بماء فعادت بعد أبوالا	اصل خوبیاں یہ ہیں، دودھ کے ان چند ظرف میں برائی نہیں جن میں اگر پانی ملا دیا جائے، تو دودھ اور پیشاب میں فرق نہ رہے،

اس کا جھاگ تو ضائع ہوا، مگر اُس کے مکھن سے فائدہ اُٹھایا گیا، رہے آپ کے فرستادہ خدام تو وہ دھکے دے کر نکال دیئے گئے، اس کے بعد میں سلمیٰ ہوئی زنبیل کی طرف متوجہ ہوا، جو اُس بدنصیب کی گردن میں باندھ دی گئی تھی، اور اس میں کبوتر کے بچے دفن تھے، گویا وہ تعویذ کی طرح اُس کے گلے میں لٹکا دیئے گئے تھے، اُس کی رسی اُس کے گلے میں باندھ لی تھی، جیسے اُس نے اپنا نامۂ اعمال وقت سے پیشتر گردن میں ڈال لیا ہو، اگر آپ احتیاط سے کام لیتے تو اُن کے جسم گندگی سے محفوظ رہتے، جس طرح مقتولوں کی نعشیں محفوظ رہتی ہیں، اور میرا خیال ہے کہ آپ دنیاوی اسباب سے غافل نہیں، اور ان ارادوں کو خیر باد نہیں کہا جو طبیعت میں راسخ ہیں۔

اور جب میں نے اُنھیں زنبیل کے کفن سے باہر نکالا، اور اُس کی تدفین کے لئے اہل صفہ کو دعوت دی، تو ابو تمام حبیب کا یہ قول زبان پر تھا:۔

ھن الحمام فان کسرت عیافۃ	یہ کبوتر ہیں، اگر فال کے لئے تم اُن کی (ح) کو کسرہ دو (توڑ دو)
من حائھن فانھن حمام	تو یہ موت ہو جائیں گے،

اور اگر ایک مرغی پر کچھ راز کا اثر معلوم ہوتا، تو یہ بنی سُر کے مرغوں کی یادگار ہوتی اور تحفے میں کوئی چیز نہ قابل ذکر تھی اور نہ قابل انکار، ہم خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اگر صرف بینظیر ظرافت اور ابر باراں کے سوا، جو میری تمناؤں کی انتہا ہیں، کوئی تحفہ نہ ہوتا، تو بھی شکر ضروری ہوتا، اور ظاہر و پوشیدہ تمام تصریفیں اُسکے لئے وقف ہوتیں، اگرچہ کارناموں کا نسب بدل گیا، اور اُنکا انتساب نہیں معلوم مگر انکی نسبت آپ ہی کیطرف کیجاتی ہے، اور آپ ہی کے صحن میں اُنکا چشمہ بہتا ہے اور گھٹائیں آپ ہی کی وادی میں برستی ہیں، خدا آپکو بلند رتبہ کرے میرا انسان

Marfat.com

آپ کے تحفے کی قدر سے عاجز ہے اور اس کے شکریں نہ فرض ادا کر سکتا ہوں
اور نہ نفل، لیکن یہ ایک جانی پہچانی ظرافت ہے اور صرف محبت نے اس پر
آمادہ کیا ہے، اور یقین ہے کہ آپ محبت کے صلے میں میرے شکوہ سے درگزر
کریں گے، اور چشم پوشی سے کام لے کر شاعر کا شعر پڑھیں گے، اور جواب میں
لغت کے ایسے نکات سننے کی امید ہے، جن سے طبیعت خوش ہو جائے،
اگرچہ اس میں میرے نام سے گالیاں ہی کیوں نہ ہوں،

بعثت بشئ لا بالهناء وانما
بعثت بعذری کالمدل الی عذر

میں نے شکایت کے طور پر ایک چیز بھیجی ہے،
اور میں نے یہ معذرت نامہ بہانہ ڈھونڈنے والے
کی طرح لکھا ہے،

وقلت لنفسی لا تراعی فانہ
کما قیل شئ قد یعین علی الدہر

اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ خیال نہ کرو، اسلئے کہ
یہ ایسی چیز ہے، جو زمانہ کے مصائب کے خلاف
مدد دیتی ہے،

وما کان قدر الود والمجد مثلہ
فخذہ علی قدر الحوادث أو قدری
وان کنت لم احسن صنیعی فانتی
سأحسن فی حسن القبول لہ شکری
وقد رکب قدر النیل عندی وانتی
لدی قدرک العالی أدق من الذر
قنعت وحظی من زمانی وودکم
هباء ومثلی لیس یقنع بالنزر
أتانی کتاب منک باہ مبارک
لهیت به عن کل آمال یا بهجة الشعر
جلا من بنات الفکر بکرا وزفها
الی ناظری تختال فی حبر الحبر

اور محبت و بزرگی کی عزت آپ کے مثل نہیں،
تو اسے زمانہ یا میرے اعتبار سے قبول کیجئے،
اگر میں نے یہ کام اچھی طرح نہیں کیا، تو خیر،
مگر اس کی قبولیت کا شکریہ بہرحال اچھی طرح ادا کروں گا،
میرے نزدیک آپ کا مرتبہ دریائے نیل سے بڑھ کر ہے،
اور آپ کے مقابلے میں میری حیثیت ذرے کی بھی نہیں،
میں زمانے سے اپنی قسمت اور آپکی محبت پر قانع ہو گیا،
حالانکہ میرا سا آدمی معمولی چیز پر قانع نہیں ہوتا ہے،
میرے پاس تمہارا مبارک اور مزین خط آیا،
اے فخر دیار اس سے میری امیدیں بر آگئیں،
جس میں فکر کی بیٹیاں آراستہ و پیراستہ میری
آنکھوں کے سامنے
لائی گئی تھیں، اور وہ روشنائی کی چادروں میں

Marfat.com

جھوم رہی تھیں،

فالفاظها كالزهر والزهر يانع
وقد رالمعانی فی الاصالة كالزهر
نجوم معان فی سماء صحيفة
ولكنها تسری النجوم ولا تسری
تضمن من نوع الدعابة ما به
دجوت الذی قد قيل فی نشوة الخمر
رعی الله مسراها الكريم فجلّ ما
جلته من البشری وأبدت من البشر
لعمری لقد أذكرتنی دولة الصبا
وأهديت لی نوع الحلال من السحر
ولما أنت تلك الفكاهة غدوة
وجدت نشاطا سائر اليوم فی بشری
ولاسيما ان كان ملحم بردها
عميد أولی الالباب نادرة العصر
نشرت بها ما قد طويت بساطه
زمانا وبه طی الامور مع النشر
ونحن خليل الخير انت محافظا
على سنن الاخلاص فی السر والجهر
ودونكها تلهو بها وتديرها
سحيرية الانفاس طيبة النشر

اُن کے الفاظ شگفتہ کلیوں کی مانند ہیں،
اور معانی کا مرتبہ ذاتی طور پر کلیوں کے مثل ہے،
گویا معانی کے ستارے صفحات کے آسمان پر ہیں
مگر اتنا فرق ہے کہ ستارے چلتے ہیں، اور یہ ساکن ہیں
اس میں ظرافت کی ایسی چاشنی تھی،
جس سے میں نے شراب کا سرور محسوس کیا،
خدا ان کی رفتار کی نگہداشت کرے،
کہ اس کی خوشخبری مبارک اور اس کا چہرہ دیدہ زیب ہے،
میری جان کی قسم، تم نے بچپن کا زمانہ یاد دلا دیا، ص۲۰۵
اور سحر حلال کا تحفہ دیا،
چونکہ یہ ظرافت نامہ مجھے صبح کو ملا،
اس لئے میں نے دن بھر اس کی مسرت محسوس کی
خصوصاً جبکہ اُن کا نقش و نگار بنانے والا
یکتائے زمانہ اور اہل علم کا سردار ہے،
اس سے تم نے گزشتہ ذوق کو زندہ کر دیا،
اور یہ اپنی وسعت کے ساتھ بہت سی چیزوں پر مشتمل ہے،
تم کتنے اچھے نیکی کے دوست ہو، ظاہر اور پوشیدگی،
ہر حال میں طریق محبت کے نگہبان،
آپ کی خدمت میں یہ نظم حاضر ہے، جس سے تم
دلچسپی لے سکو،
جو معطر اور نسیم جانفزا میں لپٹی ہوئی ہے

ابوبکر لخمی نے مجھے جواب دیا۔

جناب کا جواب عجیب و غریب نکات پر مشتمل ملا، اس ظرافت کا
کیا کہنا، کوثر کی دھلی ہوئی خالص عربی زبان، اگر اس میں صرف ہموار قدار سیاہیاں

Marfat.com

روش کے قرطبی کی تصویر ہی ہوتی تو اس کی تعریف کے لیے کافی تھا آپ نے ظرافت کا میدان وسیع کر دیا، اور آپ کی تیز طبیعت نے اس میں خوب جولانی کی، جس کے مقابلہ سے بلاغت و بیان کے علما بھی عاجز ہیں، مجھ کج مج زبان، کا کیا ذکر، اور اسکا جناب مکرم امام والا شان، کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے کہ وہ صحیح فیصلہ کر سکیں، اور اس کے بارے میں انصاف سے کام لیں، اور میں بزدل کی طرح آپ کے جواب سے بھاگتا تھا، جیسے رذیل خچر شریف سواریوں کے مقابلہ سے گریز کرے، اور میں آپ کی طبیعت کے ابر باراں سے اسی طرح الگ رہنا چاہتا تھا، جیسے نہتا ہتھیار بند سے دور بھاگے، یہاں تک کہ مجھے آپ کی طرف سے معافی کا یقین ہو گیا اور جناب کی وسیع النظری اور چشم پوشی پر اعتماد کر کے راز اور عجائب کے ساتھ پھر بھیجا ہے، تاکہ تحفوں کا سلسلہ منقطع نہ ہو اور میں اس بذلہ سنجی سے جو طلب معذرت پر مجبور کرے، معافی چاہتا ہوں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے ایسی حمد کی توفیق چاہتے ہیں، جو انعام اور شکر کا مستوجب ہو، آپ کی عمر میں ترقی ہو، آرزوئیں بر آئیں، اور آپ کی خوبیوں کے سب ثنا خواں ہوں،

تقوی اور عبادت میں ابوبکر لخمی کے اشعار یہ ہیں:-

ایا من لہ الحکم فی خلقہ	اے وہ کہ جس کی حکومت تمام مخلوقات پر جاری ہے،
ویا من یکوبی لہ أشتکی	اے وہ کہ اپنے درد میں جس سے شکوہ کرتا ہوں،
تولّ امورِی ولا تسلمنی	میرا خیال کر، اور چھوڑ نہ دے،
فان انت أسلمتنی أهلك	اگر چھوڑ دیگا، تو ہلاک ہو جاؤں گا،
تعالیت من راحم منعم	اے رحمت و احسان کرنے والے تو بلند ہے،
ونزهت من طالب مدرك	اور ہر طالب کے ادراک سے منزہ ہے،

اسی میں سے جو اُن کی خود نوشت تحریر سے منقول ہے:-

تصبر اذا ما أدرکتك ملمة	جب تم پر مصیبت آئے، تو صبر کرو،
فصنع الله العالمین عجیب	اس لئے کہ پروردگار عالم کا طریقہ عجیب ہے
ومایدرك الانسان عار بنکبة	انسان کو ایسی مصیبت سے کوئی عار نہیں،

Marfat.com

ینکب فیھا صاحب وحبیب
ففی من مضی للمرء ذی العقل أسوۃ
وعیش کرام الناس لیس یطیب
ویوشک أن تھمی سحائب نعمۃ
فیخصب من ربع السرور جدیب

ہوتا، جس میں دوست وعزیز مبتلا ہوں،
گزشتہ لوگوں میں عاقل آدمی کے لئے نمونۂ عمل ہے،
اور شرفا کی زندگی کبھی آرام سے نہیں گزرتی،
اور قریب ہے کہ رحمت کی بدلیاں برسیں،
اور عسرت کی قحط زدہ منزل تر و تازہ ہو جائے،

پیدائش ابوبکر لخمی ۶۶۵ھ میں پیدا ہوئے،

وفات "عائد الصلہ" میں ہے:۔ ابوبکر لخمی کا خاتمہ خشوع و تہجد و وظائف جیسے مبارک اعمال پر ہوا، رندہ سے بغیر کسی تکلیف یا رنجش کے باہر تھے، کہ ایک شب میں ساعت مقررہ آگئی، اور وہیں اُن کا مدفن بنا، اُن کی وفات ۲۳ ربیع الآخر ۷۵۰ھ کو ہوئی،

محمد بن محمد

نام و نسب محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ محمد بن محمد بن علی العابد الانصاری، دربار شاہی میں کاتب تھے،

حالات "طرفۃ العصر" وغیرہ میں ہے کہ محمد انصاری مشہور ادیب و ذی علم بلیغ تھے، خطاطی میں فرید روزگار، باوقار اور شیریں کلام تھے، مگر خواہش نفسانی میں پست تھے، اعلیٰ مرتبہ کے باوجود ادب کو پیشہ بنا رکھا تھا، انشا مختصر اور اچھی ہوتی تھی

شاعری محمد انصاری کے والد کی طرح ان کا کلام بھی اچھا اور بہترین معانی سے پُر ہوتا، توشیح بہت اچھی ہوتی تھی، ملوک بنی نصر کے دوسرے بادشاہ کے زمانے میں "کتابت انشا" کے عہدہ پر مامور ہوئے، اور اس پر عرصہ تک قائم رہے، اگرچہ اُن کی مستی اور شراب نوشی کے باعث سلطان ناخوش رہتے، یہاں تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب ایک بار انھوں نے بادشاہ کے سامنے قے کر دی، تو وہ عہدے سے ہٹا دئے گئے، اور وزیر

Marfat.com

ابو عبداللہ بن الحکیم اُن کی جگہ مامور ہوئے۔ اسی واقعہ کے متعلق کہتے ہیں:۔

أمن عادة الانصاف والعدل أن أجفا کیا یہ انصاف وعدل کا طریقہ ہے کہ مجھ پر ظلم ہو
لأن زعموا أني تحسيتها صرفا وہ بھی صرف اسلئے کہ میں نے خالص شراب پی
باقی زندگی اعزاز ونعمت میں گزار دی

وفات محمد الفہری نے تقریباً ۶۹۰ھ میں وفات پائی ہمارے اُستاذ ابن الجیاب کے دوست تھے، اس لئے اپنی کتابیں اُنکو دے دیں، جو بہت اعلیٰ اور اُنکے والد ماجد کے دست خاص کی لکھی ہوئی تھیں،

محمد بن مالک الطفری

نام ونسب محمد نام ذی الینیۃ کے رہنے والے، اور وہاں کے معزز خاندان سے تھے، استاذ نے کتاب "الصلۃ" میں اور غافقی وغیرہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے،

حالات امیر عبداللہ بن بلکین بن باویس والی غرناطہ کے عہد میں ابن مالک ادب وشاعری میں ممتاز تھے، بیان کرتے تھے کہ پہلے وہ کاہل اور آرام پسند تھے، اس کے بعد خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور آرام وآسائش کو خیرباد کہہ کر سرگرم عمل ہوئے تا آنکہ اہل علم میں شمار ہوا، زراعت میں اُن کی کتابیں "زہرۃ البستان" و "نزہۃ الاذہان" بہت مشہور اور نفیس ہیں، ایک بار عبداللہ بن بلکین کے جانشین سماجہ کے ساتھ ایک ظرافت آمیز قصہ پیش آیا، اُس وقت اور لوگ بھی موجود تھے، جو اُنکی ادبی قابلیت سے ناواقف تھے، اتنے میں ابن مالک نے سماجہ کی سواری کی لگام ہاتھ میں لے کر یہ شعر سنائے:۔

۲۰۸ بینما نحن فی المصلی نساقی مصلی میں شراب نوشی ہو رہی تھی
وجناح العشی فیہ جنوح اور شام کے بازو تاریکی کی طرف مائل تھے
اذ أتانا سماجۃ یتلالا اتنے میں سماجہ چمکتا ہوا نمودار ہوا

Marfat.com

وضياء الشموس منه يلوح — اس حال میں کہ اُس سے آفتاب کی روشنی ظاہر ہو رہی تھی،
فطفقنا يقول بعض لبعض — تو ہم آپس میں کہنے لگے کہ،
أعبوق شرابنا أم صبوح — یہ صبح کی شراب ہے یا شام کی،

یہ سن کر وزیر سماجہ نے بربری زبان میں اپنے غلاموں سے کچھ کہا وہ فوراً واپس گئے، اور سماجہ ابن مالک اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ کھڑا رہا تا آنکہ اُس کے غلام دینار سے بھری ہوئی ایک تھیلی لے آئے، جس میں تین سو سے زیادہ اشرفیاں تھیں، سماجہ نے حکم دیا، کہ یہ ابن مالک کو دو، نیز غلام کھانے پینے کی چیزیں لے آئے، اس پر ابن مالک نے کہا کہ یہ میری پہلی کمائی ہے۔

شاعری

صب علی قلبی هوى لاذع — میرے دل پر ایک تکلیف دہ محبت ڈال دی گئی ہے،
ودب في جسمي ضنا دارج — اور میرے جسم میں بیماری آہستہ آہستہ پیوست ہو گئی ہے،
في شادن أحم مستأنس — یہ محبت ایک نازک اندام، مانوس طبع حسین کی ہے،
لسان تذكاري به لاهج — جس کی یاد میں میری زبان رطب اللسان ہے،
قده نعمان اذا ما مشى — اُس کا قد شقائق نعمان کی طرح ہے،
وما عسى يفعله عالج — ایک محبت کا مارا اُسے کیا کرے،
فقدّه من ورقة مائس — اُس کا قد پتی کی طرح لچکتا ہے،
ورده من ثقله مارج — اور بچھلا حصہ وزن سے حرکت کرتا ہے،
عنوان ما في ثوبه وجهه — پس پردہ چیزوں کا نمونہ اس کا چہرہ ہے،
تشابه الداخل والخارج — ظاہر و باطن سب ملتے جلتے ہیں،
فلا تقيسوه ببدر الدجا — اسے تاریکی کے چاند پر قیاس نہ کرو،
ذا معلم الوجه وذا ساذج — یہ چہرے کی دلیل ہے، وہ سادہ ہے،

بعضوں نے ان اشعار کی نسبت دوسروں کی طرف بھی کی ہے،

وفات

استاذ موصوف ۶۱۰ھ میں زندہ تھے، حکم دیا کہ میری قبر پر حسب ذیل اشعار لکھے جائیں:-

یا خلیلی عرج علی تجدنی — اے میرے دوست، میری قبر پر آکر پاؤ گے،

Marfat.com

اكلة التراب بين جنبي ضريح	کہ میں تربت کے آغوش میں مٹی کی خوراک ہوگیا ہوں،
خانت الصوت ان نطقت ولكن	بولنے میں آواز آہستہ ہوگئی لیکن
أي نطق ان اعتبرت فصيح	چشم عبرت وا ہو، تو یہی گفتگو بہت فصیح ہوگی،
ص۲۰۹ أبصرت عيني العجائب لما	میری آنکھوں نے عجیب وغریب چیزیں دیکھیں،
فرق الموت بين جسمي وروحي	جب موت نے میرے جسم کو روح سے جدا کر دیا،

محمد بن علی الاوسی

نام ونسب محمد نام، ابو عبداللہ کنیت، اور عقرب کے عرف سے مشہور تھے، اقلیم لاش کے رہنے والے تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔

محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ بن عبدالملک اوسی،

حالات ابو عبداللہ عقرب کی نظم ونثر اچھی تھی، علوم عربیہ اور ادب سے واقفیت تھی، ذکاوت، تیزی طبع، اور شرافت میں مشہور تھے،

ادب وشاعری ملاحی نے ذکر کیا ہے کہ مجھ سے غرناطہ کے قاضی احکام ابوالقاسم الحسن بن قاسم الہلالی نے بیان کیا، کہ استاذ ابو عبداللہ عقرب ہمارے پڑوسی تھے، ایک بار اُن میں اور اُن کی بیوی زہرۃ میں جو صاحب احکام ابوالحسن علی بن محمد کی بیٹی تھیں، تنازعہ ہوا، اُن کی بیوی نے قاضی غرناطہ ابو عبداللہ بن اسماک عاملی کے یہاں مقدمہ دائر کیا، اور میں اُس زمانے میں اُنکا کاتب تھا، جب قاضی نے اُن کی قوت گویائی اور اُن کی زوجہ کی کمزوری ملاحظہ کی، تو اُن کی بیوی کی حالت پر ترس آگیا، اور اُن کا خیال تھا، کہ عورتیں کمزور، اور مرد قوی ہوتے ہیں، اور اکثر اپنی مجلسوں میں کہا کرتے، کہ شیشے کی سی نازک عورتوں پر رحم کرنا، جب ابو عبداللہ عقرب نے قاضی کا یہ انداز دیکھا، جس سے انھیں کوئی خوشی نہ ہوئی، تو مجھ سے ایک کاغذ مانگا، اور قریب ہی بیٹھ کر برجستہ یہ شعر لکھے:۔

Marfat.com

باللہ حی یا أمیم وحاکی	خدا کی قسم اے امیمہ تو خوش رہ، اور بیان کر،
کحمائم فوق الفصول حواکی	جیسے کبوتر درختوں پر بیان کیا کرتے ہیں،
غنین حتی خلتهن عینني	انھوں نے اس طرح گایا، کہ میں سمجھا کہ وہ مجھی کو
بغنائهن فنحت فی مغناك	مرادلے رہے ہیں، تو میں نے بھی آہ وزاری کی،
ذکرنني ما کنت قد أنسیته	انھوں نے ان بھولی ہوئی مصیبتوں کو یاد دلا دیا،
بخطوب هذا الدهر من ذکراك	جو تمھاری یاد کے سلسلے میں برداشت کیا تھا
أشکو الزمان الی الزمان ومن شکا	میں زمانے کی شکایت زمانے سے کرتا ہوں، اور جس نے
صرف الزمان الی الزمان فشاکی	زمانے کی مصیبتوں کا شکوہ خود زمانے سے کیا، وہ ہمیشہ
	شکوہ سنج رہیگا،
یا ابن السماك المستظل برمحه	اے، ابن سماک، جو اُس کے نیزے کے سایہ میں آرام
	کرنے والا ہے،
والعزل ترهب ذا السلاح الشاکی	اور نہتے اس ہتھیار سے ڈرتے ہیں،
راع الجوار فبیننا لجوارنا	پڑوس کا خیال رکھ، کہ ہمارے درمیان
حق السری والسیر فی الافلاك	ہمسائگی کا حق ہے کہ سیر اور شب نوردی آسمانوں
	میں بھی ساتھ ہو،
وابسط لی الخلق المثیب ببسطه	اور میرے ساتھ
ظرف الکرام بعفة النساك	شرفا کے ظرف اور عابدوں کی دینداری کیساتھ احسان کر،

ص ۲۱۰

پھر اُسے قاضی کے سامنے پیش کیا، اُنھوں نے اُس کی پشت پر اپنے قلم سے لکھ دیا کہ "بہتر" پھر مجھے اشارہ کیا کہ عقرب اور اُن کی اہلیہ میں صلح کرادی جائے، اگر صلح میں ۵۰، اشرفیوں تک کی ضرورت ہو، تو میں عقرب کی جانب سے ادا کروں گا، چنانچہ میں نے ان دونوں کی رضامندی سے صلح کرادی،

محمد بن علی

نام ونسب محمد نام، غرناطہ کے رہنے والے تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے:-

محمد بن علی بن عبد اللہ القیسی العمرانی

حالات

محمد قیسی خوش رو نوجوان، اور سنجیدہ تھے، عفت و اخلاق نمایاں رکھتے تھے، اخلاق کے نرم، باتیں کم کرتے، بہت حیادار تھے، خط اچھا اور دیدہ زیب ہوتا تھا، شرافت ظاہر تھی، اُن کے والد اور دادا شہور تاجروں میں تھے، شعر کہنے لگے تو روانی سلاست، قدرت اور بلندی میں دور دور شہرہ ہوا، اور گوشۂ گمنامی سے نکل کر دربار شاہی میں پہنچ گئے، اور پھر اُن کی صلاحیت بڑھتی گئی، اگر عین شباب میں موت اپنا کلام نہ کر جاتی، تو تمام سیاہ و سپید کے مالک ہو جاتے، سچ تو یہ ہے کہ شاعری اُن کے مرنے کے بعد یتیم ہو گئی، اگر مدفع ملتا، تو یہ فضلائے روزگار میں ہوتے

ولادت ذی الحجہ ۳۱۰ھ میں پیدائش ہوئی،

وفات محمد قیسی کی بیس سال کی عمر ہو گی، کہ ۵۳۰ھ میں مرض استسقاء میں مبتلا ہو کر [illegible] کی اور ان کے والد امین العطارین تھے،

محمد بن [illegible] الانصاری

نام و نسب [illegible] نام، کنیت ابو عبد اللہ تھی، اصل میں فاس کے باشندہ تھے،

حالات قاضی ابو جعفر بن ابی سعدہ لکھتے ہیں:-

محمد انصاری حکومت نصریہ غالبیہ کے کاتبوں کے معلم تھے، جس کی روشنی سے سب راستہ پاتے ہیں، اور جس کی چمک اور نور سے سب ہدایت یاب ہوتے ہیں، علم و مدح کا جھنڈا بلند کیا، فہم اور بردباری کے لباس سے آراستہ ہوئے، انشاء ادب، لغت، نحو، تاریخ، فرائض، حساب اور اُن کی شاخوں میں امام تھے، شعر کے یاد کرنے اور ہر شعر کی صحیح نسبت کرنے کے باب میں مشہور علمائے فن سے بھی بازی لے گئے، قوت حافظہ بے نظیر تھی، عبد الحق اشبیلی کی کتاب "الاحکام" حفظ کی، اور مطول دواوین نقل کئے، اور لغت کی کتابیں محفوظ کیں، نیز حدیث کی کتابوں پر حواشی لکھے، زمخشری کی تفسیر

Marfat.com

اس طرح پر مختصر کی، کہ اس سے اعتزال کا اثر جاتا رہا، کبھی تعلیم و تعلم درس و نقل اور مطالعہ سے کنارہ کش نہیں ہوئے، اُس زمانے میں اُن کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا'

اساتذہ محمد انصاری نے فاس میں ابو العباس احمد بن ابو القاسم بن بقال اُصولی اور ابو عبد اللہ بن البیوت المقری اور زاہد ابو الحسن بن ابو الموالی وغیرہ سے استفادہ کیا'

شاعری محمد انصاری کے حسب ذیل اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں'

طرقت تاتیہ علی الصباح الابلج	وہ روشن صبح پر فخر کرتی ہوئی رات کو آئی'
حسنا وتختال اختیال تبرج	اور حُسن و آرائش کے باعث جھومتی ہوئی آئی'
فی لیلۃ قد ألبست بظلامھا	ایسی رات میں، جب کہ
فضضا من الاحلاک غیر مبلج	تہ بہ تہ تاریکی کے پردے پڑے ہوئے تھے'

اور ان کے شعر شائع شدہ بہت ہیں'

وفات محمد انصاری نے غرناطہ میں ۶۲۳ھ میں رحلت کی'

محمد بن ہانی الازدی

نام و نسب محمد نام ابو القاسم کنیت ہے، اندلسی کے عرف سے مشہور تھے، گویا اُن کا یہ عرف حکمی ابو نواس سے فرق کرنے کیلئے تھا' اور قریۂ سکون کے رہنے والے تھے'

سلسلۂ نسب یہ ہے:- محمد بن ہانی بن محمد بن سعدون الازدی الالبیری الغرناطی'

خاندانی حالات اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ ابن ہانی یزید بن حاتم بن قبیصۃ بن المہلب بن ابی صفرۃ کی اولاد سے ہیں' اور بعضوں کا خیال ہے کہ روح بن حاتم کی نسل سے ہیں'

حالات ابن ہانی مشہور شعرا سے تھے، نظم و بلاغت میں اپنی آپ مثال تھے، مختلف علوم میں دخل تھا، چیستاں حل کرنے میں

باکمال تھے، ان فنون میں اُن کی گرد کوئی نہیں پاسکتا، اندلس سے ۲۷ سال کی عمر میں نکلے مغرب میں جوہر سے ملاقات ہوئی اور اُن کی مدح کی، لیکن اُس نے بخل کے باعث صرف دوسو درہم اُنھیں دئے، جس سے یہ غضبناک ہو گئے، اور لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی اس سے بڑھکر ہے، یا نہیں، لوگوں نے جعفر بن علی بن فلاح بن ابی مروان اور ابوعلی بن حمدون کا پتہ دیا، تو ان دونوں کی تعریف کی، اور انھیں دونوں کے خاص شاعر ہو گئے، انعام واکرام سے اس قدر مالا مال ہوئے کہ اُن کے خیال میں بھی نہ آیا ہوگا، ان کے مدحیہ قصائد کا دور دورہ شہرہ ہوا، یہاں تک کہ معز عبدی کو خبر ملی، تو جعفر بن علی نے ان کو دیگر تحائف کے ساتھ بھیجا، گویا ابوالقاسم ابن ہانی سے بڑھ کر جعفر کے پاس کوئی چیز نہیں تھی، معز لدین اللہ کی تعریف بھی اُنھوں نے خوب کی، اور اُس نے بھی صلہ وبخشش میں دریغ نہ کیا، پھر افریقیہ لوٹ آئے اور اس کے بعد مصر آئے، اور برقہ میں وفات پائی، میری تالیف "تلخیص الذھب" میں انکا ذکر حسب ذیل الفاظ میں آیا ہے:-

ص ۲۱۳ ابن ہانی اندلسی بلند ہمت اور شمشیر بران کی طرح تھے، ان کی مثال اس نایاب چیز کی سی تھی، جو ایک ملک سے دوسرے ملک کو بطور تحفے کے منتقل ہوتی ہو، ان کے مقابلے سے بڑے بڑے شہسوار عاجز رہ جاتے، ابن شرف نے اپنے مقامات میں ان کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے:- ابن ہانی اندلسی کا کیا کہنا، انکا تمام کلام اعلیٰ اور بندش چست ہوتی ہے، مگر جب ان کے معانی مشکل الفاظ میں ہوتے ہیں، تو گویا اُسے منجنیق سے مارتے ہیں، ان کا تغزل بنو عذرہ کی طرح عشقی نہیں بلکہ "معدی" ہے، مہمان اُس پر قانع نہ ہو، اور تلوار کے بغیر وہ دور بھی نہ ہو، دینی حالت کے اعتبار سے وہ بہت پست تھے، اُس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جو دُنیا کی فلاح وبہبود کے لئے آخرت خراب کرنے میں دریغ نہ کرتا ہو، یہ سب صرف بددینی اور عقیدہ کی کمزوری کے باعث تھا، اگر فہم ہوتی، تو اُن پر معانی کا دائرہ اتنا تنگ نہ ہوتا، کہ کفریات سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی،

Marfat.com

شاعری

ابن ہانی اپنے ایک مشہور قصیدہ میں جعفر بن علی کی تعریف کرتے ہیں:-

أليلتنا اذ أرسلت وارداً وحفا
وبتنا نرى الجوزاء في أذنها شنفا
وبات لنا ساق يقوم على الدجا
بشمعة صبح لا تقط ولا تطفى
أغن غضيض خفف اللين قده
وأثقلت الصهباء اجفانه الوطفا
ولم يبق الا عاش المدام لبده
ولم يبق اعنات التثنى له عطفا
نزيف نضاه السكر الا ارتجاجه
اذا كل عنها الخصر حملها الردفا

يقولون حقف فوقه خيزرانة

أما يعرفون الخيزرانة والحقفا
جعلنا حشايا نا ثياب مدامنا
ومدت لنا الأزهار من جلدها لحفا

فمن كبد توحي الى كبد هوى
ومن شفة تؤوي الى شفة رشفا
بعيشك نبه كأسه وجفونه
فقد نبه الابريق من بعد ما أغفا
وقد فكت الظلماء بعض قيودها

اے ہماری رات جب تو نے کالے کالے بال کھول لئے،
اور ہم جوزا کے کان کو آراستہ و پیراستہ دیکھ رہے ہیں،
اور ساقی نے ایسی شمع سحر کے ساتھ شب باشی کی ہے،
جو نہ رکتی ہے، اور نہ بجھتی ہے،
اُس کی آواز گنگناتی ہوئی، نگاہیں نیچی اور قد ہلکا ہے،
اور شراب نے اسکی لمبی پلکوں کو بھاری کر دیا ہے،
اور دخت رز نے اُس کے ہاتھوں کو بے قابو کر دیا ہے،
اور لچکنے کی تکلیف سے اُس کی کمر بے بس ہو گئی ہے،
ایسی نحیف و کمزور، جسے نشے نے اور لاغر کر دیا ہے،
مگر اُس کی ایک حرکت باقی ہے، جب کمر تھک جاتی ہے،
تو سرین اُسے برداشت کرتی ہے،
لوگ اُسے بالو کے تودے اور بانس کے درخت سے تشبیہ دیتے ہیں،
کیا وہ بانس کے درخت اور بالو کے تودے سے واقف نہیں،
ہم نے اپنے دلوں کو شراب کا لباس بنا دیا ہے،
اور کلیوں نے اپنی پنکھڑیوں سے اُس کے لئے چادر بنا دی ہے،
پھر کیا تھا، دل سے دل کو محبت کے پیام مل رہے ہیں
اور لب سے لب کی پیاس بجھ رہی ہے،
تیری زندگی کی قسم، جام شراب اور اُس کی آنکھوں کو جگا دے،
کہ صراحی بھی غنودگی و خمار کے بعد بیدار ہو گئی ہے،
اور تاریکی نے بھی اپنی بعض بیڑیاں الگ کر دی ہیں،

Marfat.com

وقد قام جیش اللیل للھو فاصطفا
ومدت نجوم الثریا کانھا
خوانیم تبدو فی بنان یدٍ تخفی
وعلی اثارھا در انھا
کصاحب روع کمنت خیلہ خلفا

وأقبلت الشعری العبور ملیۃ ۲۱۴
بمرزمھا الیعبوب تجنبہ طرفا
وقد قبلتھا اختھا من ورائھا
لتخرق من ثنیا مجرتھا سجفا
تخال زئیر اللیث قدام ۳ نثرہ
ویزری الظلما وینسفھا نسفا
کان محلی قطبھا فارس لہ
لوا ان موکوزان قد کرہ الزحفا
کان السماکین اللذین تراھما
علی لبدیتہ ضامنان لہ الحتفا
قد ارامح یھوی الیہ سنانہ

وذا أعزل قد عض أنملہ لھفا
کان قدامی النسر والذنب واقع
قصصن فلم تسم الخوافی لہ ضعفا
کان أخاہ حین دب دوم طائرا
أتی دون نصف البدر فاختطف النصفا
کان رقیب اللیل أجدل مرقب

اور رات کا لشکر بھی کھیل کیلئے صف آرا ہو چکا ہے،
اور ثریا کے ستارے اس طرح متوجہ ہوئے ہیں
گویا چھپی ہوئی انگلیوں کی انگوٹھیاں ظاہر ہو رہی ہیں،
اور ان کے پیچھے پیچھے چاند کی منزل بھی چلی ہے،
جیسا کہ کسی نقاب پوش بدنیت نے اپنا گھوڑا
پیچھے چھپا لیا ہو،
پھر کچھ دیر کے بعد ستارۂ شعریٰ متوجہ ہوا،
جو اپنی بدلی کی رسی سے کھینچتا ہے،
اس کے پیچھے دوسرے ستارے متوجہ ہوئے،
تاکہ "مجرۃ" کے دانتوں سے پردہ چاک کر دے،

وہ تاریکی میں چنگھاڑتا ہے اور اسے دور کئے دیتا ہے،
گویا قطب کا بالائی حصہ اس کا شہسوار ہے،
جسنے جنگ سے نفرت کے باعث جھنڈے گاڑ دیئے ہیں،
گویا کہ سماکین (دو روشن ستارے) جو اسکی کمال
پر نظر آتے ہیں،
اس کی موت کے ضامن ہیں،
ادھر رامح (سماکین میں سے ایک کا نام) نیزہ
لئے تیار ہے،
ادھر اعزل تاثر سے انگلی کاٹے ڈالتا ہے،
گویا کہ گدھ کے گرتے وقت اس کے آگے کے پر
کٹ گئے ہیں تو پچھلے پر اسے باندھ لینے سے عاجز آ گئے،
گویا اس کا مثل ہوا میں اڑتا ہوا
نصف بدر کو اچک کر لے گیا،
گویا رات کا رقیب (ایک ستارہ) شکرا ہے،

لہ یہ مصرع اصل کتاب میں غلط معلوم ہوتا ہے، اسلئے اس کا ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

يقلب تحت الليل في رشيد طرفا
كان بني نعش ونعشا مطافل
بوجرة قد اضللن في مهمه خشفا

كان سهاها عاشق بين عوّد
فآونة تبدو وآونة تخفي
كان سهيلا في مطالع أفقه
مفارق ألف لم يجد بعده إلفا
كان الثريا لابنوسي موهنا
سرى بالدجى لخسروانيّ ملتفا
كأن ظلام الليل اذ مال ميله
صريع مدام بات يشربها صرفا

كان نجوم الصبح خاقان محشر
من الترك فادى بالنجاشي فاستخفى
كان لواء الشمس غرة جعفر
رأى القرن فازدادت طلاقة وجهه
وقد باشت الظلماء بيت صوارم
ومركوزة أو قضفاضة رعفت
وجاءت عناق الليل تردي كأنها
تخط لنا أقلام آذانها صحفا

هنالك نلقى جعفرا خير جعفر

بوجرة قد اضللن في مهمه خشفا

رات کوا پنے پروں کو غور سے دیکھ رہا ہے
گویا بنی نعش (ستارے) اور بچہ والی عورتوں
کی دو نعشیں اس حالت میں ہیں کہ اُن کا بچہ میدان
میں گم ہو گیا ہو'

گویا اُس کا سہا عیادت کرنے والوں کے درمیان
عاشق کی طرح ہے'

کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی چھپتا ہے'
گویا سہیل اپنے طلوع ہونے کی جگہ اس حالت میں ہے
کہ دوست سے جدائی کے بعد پھر کوئی غمگسار نہیں ملا'
گویا آبنوس کی سی تاریک رات
شب نوردی میں خسروی فرش لپیٹ کر لائی'
گویا رات کی تاریکی رات گزرنے کے بعد
اس طرح نشہ سے چور ہے جیسے رات بھر خالص شراب
پیتی رہی ہے'

گویا صبح کے ستارے ترکوں کی ایک جماعت ہیں'
جس نے نجاشی کے پاس پناہ طلب کی تو وہ چھپ گیا'
گویا آفتاب کا جھنڈا جعفر کی پیشانی کی چمک ہے'
اپنے ہم مثل کو دیکھ کر جس کی تابناکی بڑھ گئی ہے'
اور تاریکی حرکت میں آئی اس حال میں کہ تیز تلواریں
اور زرہیں جلد جلد اپنا کام کر رہی تھیں
اور رات کے عناق (ستارہ) اس طرح کھیلتے ہیں
گویا اُن کے کانوں کے قلم ہمارے لئے لکھنے میں
مشغول ہیں'

اس وقت ہم جعفر سے ملتے ہیں جو بحر زخار سے زیادہ
سخی ہیں'

Marfat.com

وقد بدلت یمناہ من لینہا عنفا	جس کے دست کرم نے سمندر کی سختی کو نرمی سے بدل دیا ہے'
کأن سراہ فی الکریہۃ صاحلا عزیمۃ برقا وصولتہ خطفا	گویا جنگ میں اُس کی فوری شب نوردی اُس کے ارادوں کی روانی اور اس کے حملوں کی تیزی ہے'

ابن ہانی کے شعر مشہور اور رواج عام پا چکے ہیں' جو کچھ لکھا گیا' بہت کافی ہے' اور وہ ایک شریف خاندان سے تھے'

وفات (ص ۲۱۵) کہا جاتا ہے کہ ابن ہانی نے مصر کے راستے میں برقہ میں شراب پی اور نشے کی حالت میں برہنہ ہو گئے' شدت سردی کے باعث فالج کے شکار ہو گئے' بیالیس سال کی عمر میں ۳۶۹ھ میں وفات پائی' معز لدین اللہ کو جب وفات کی خبر ملی تو فرمایا کہ سب چیزیں خدا ہی کی قدرت سے ہوتی ہیں' یہ شخص ایسا تھا' جس پر ہم اہل مشرق کے مقابلہ میں فخر کرتے تھے'

محمد بن یحییٰ الغرناطی

نام ونسب محمد نام' ابو القاسم کنیت ہے' غرناطہ کے رہنے والے تھے' سلسلۂ نسب یہ ہے :- محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن علی بن ابراہیم بن علی الغسانی البروجی'

حالات محمد غرناطی کے کمال پر سب کا اتفاق تھا' معزز خاندان کے فرد تھے' اور تربیت اچھی ہوئی تھی' عفت اور بھلائی نیکی کے کاموں میں آگے رہتے' ادب میں باکمال' کئی فنون میں دخل تھا' ذہن کے تیز اور حسن معاشرت میں ممتاز تھے' خط اچھا تھا' شاعری اور انشاء میں بھی امتیاز تھا' فطری طور پر اس کا ملکہ تھا' صنعت اور ایجاد میں بڑے باکمال تھے' بہت سے آلے اپنے ہاتھ سے بناتے قرآن پاک کی تفسیر اچھی کرتے' عدوہ کا سفر کیا' اور یہاں کے مشہور علما سے ملے اور اُس کے مشہور

Marfat.com

علم دوست بادشاہ ابو عامر تک پہنچے، جو شعرا اور ادبا کی خاطر و مدارات میں مشہور تھا، انھیں بھی انعام و اکرام سے نوازا، اور بڑھنے کا موقع دیا، جس سے یہ شہرت و نام کے علاوہ دولت جمع کرنے میں بھی کامیاب ہوئے سلطان کی عنایت کے باوجود کبیدہ خاطر ہو گئے تھے، جس کا انھوں نے عزالملک سے شکوہ کیا، آرام و آسائش کو ترجیح دی، پھر سفر حجاز کا خیال پیدا ہوا، تو تمام سامان راحت چھوڑ کے اس خیال میں رہنے لگے، بادشاہ نے انکی یہ تمنا بھی پوری کردی اور کافی عطیے دیئے، نیز دربار نبوت میں اُن کے ساتھ ایک قصیدہ اور عریضہ خود لکھ کر بھیجا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلوں میں یہ سلطان اپنے علم و کمال کے اعتبار سے خاص امتیاز کے مالک تھے، جیسا کہ کتاب "مساجلۃ البیان" میں مذکور ہے، سلطان کی وفات کے بعد انکے لڑکے بادشاہ ہوئے، تو انھوں نے بھی اُن کا اکرام کیا، اور اپنے پائے تخت [illegible] قاضی بنایا، اس کے بعد اُن کے چچا ابو سالم مسند آرائے حکومت ہوئے اُن کے عہد میں بھی نوازشوں میں کمی نہ ہوئی، اور ابتک دربار شاہی کے خاص قابل فخر لوگوں میں اُن کا شمار ہے، ص ۲۱۶

شاعری

ہماری کتاب "نفاضۃ الجواب" میں جہاں سلطان مغرب کے دربار میں محفل میلاد کا اور ان تمام شعرا کا ذکر ہے جنھوں نے اس میں حصہ لیا تھا، محمد غرناطی کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں آیا ہے:-

اس کے بعد مشہور انشا پرداز قاضی الحاج ابو القاسم بن ابی ذکریا البرجی کی باری آئی جو سادگی، شرافت و اخلاق، پاکی طبیعت میں ممتاز ہیں، اور گوشہ نشینی، عبادت، تلاوت قرآن میں مشہور ہیں، اور قمار بازی، دروغ گوئی، فضول کلامی سے نفرت، نیز عقل و خرد، شوق و ابتہاج، علم و ادب، صنعت و حرفت، تمام چیزوں میں مشہور ہیں، اُن کا یہ بے نظیر قصیدہ سنایا گیا:-

اصغی الی الوجد لما جد عاتبہ	جب عتاب کرنے والا حد سے گزر گیا تو اس عاشق زار نے محبت کی،
صب لہ شغل عمن یعاتبہ	طرف کان لگایا جو عتاب کرنے والوں کے عتاب سے

لم یحط للصبر من بعد الفراق یدا
فضل من ظل ارشادا یخاطبه
لولا النوی لحویت حسان مکتئبا
یغالب الوجد کتما وهو یغالبه
یستودع اللیل اسرار الغرام وما
تملیه اشجانه فالدمع کاتبه
لله عصر لبشرقی الحمی سمحت

بے پروا رہتا ہے'
جدائی کے بعد اُس نے اپنے کو صبر کے ہاتھ میں نہیں دیا'
اُسکی رہنمائی کا ارادہ کرنے والا غلطی پر ہے'
اگر جدائی نہ ہوتی تو یہ غمزدہ پریشان نہ رہتا'
محبت کو چھپانا چاہتا ہے اور وہ ظاہر ہونا چاہتی ہے'
محبت کے راز راتوں کے سپرد کر دیتا ہے'
اور آنسوؤں کو عشق کے غم لکھاتا ہے'
وہ کیا زمانہ تھا' جب مشرقی حصہ میں وصل کا
موقع نصیب ہوا'

یالیت أوقاتنا لو عاد ذاهبها
یا جنة أو دعوا ذو دعوا حرقا
یصلی بها من صمیم القلب ذائبه
یا هل تری تجمع الایام فرقتنا
کعهدنا أو یعود القلب سالیه
ویا أهیل ودادی والهوی قارف
والقرب قد ایهمت دونی مذاهبه
هل ناقض العهد بعد البعد حافظه
وصادع الشمل یوم الشعب شاعبه
ویا دبوع الحمی لازلت ناعمة
یبکی عهودک مضنی الجسم شاحبه
یا من لقلب مع الاهواء منعطف
فی کل أوب له شوق یجاذبه
یسمو الی طلب الباقی بهمته

کاش' وہ زمانہ پھر پلٹ آتا'
اے میرے غمخوارو' فراق کی ساعت سوزش و تپش
دے گئی'
جس سے پگھلا ہوا دل حرارت حاصل کرتا ہے'
کیا زمانۂ فراق کے بعد اجتماع کا موقع دے گا'
یا دل کا چھیننے والا پھر محبت کریگا'
اور اے اہل محبت ذرا بتانا کہ محبت دور ہے'
اور نزدیکی کے راستے دشوار ہو گئے'
ہاں ذرا بتانا کہ دوری کے بعد پیمان شکن عہد محبت
کو نباہیگا'؟
اور کیا اجتماع کو درہم و برہم کرنیوالا پھر جمع کرے گا؟
اے دیار جاناں کی منزلو' تم ہمیشہ آباد ہو'
عہد گزشتہ پر ایک نحیف الجثہ آنسو بہا رہا ہے'
خواہشوں کیساتھ پھرنیوالے دل کا کون مددگار ہوگا'
جسے ہمیشہ شوق کھینچتا رہتا ہے'
اپنی ہمت سے آخرت کا طالب ہے'

Marfat.com

والنفس بالميل للفانی تطالبه
وفتنة المرء بالمالوف معضلة

اور نفس دنیا کی طلب پر ابھارتا ہے،
اور انسانوں کی اپنی مانوس چیزوں سے آزمائش
بہت گراں ہوتی ہے،

والانس بالالف نحو الالف جاذبه
ابکی لعهد الصبا والشیب یضحکنی

اور محبوب کی محبت محبت کی طرف کھینچتی ہے،
میں بچپن کے زمانہ کا ماتم کرتا ہوں اور بڑھاپا
ہنستا ہے،

یا للرجال سبت جدی ملاعبه
ولن تری کالهوی اشجاه سالفه
ولا کوعد المنی احلا کاذبه

اب کیا کروں کہ لہو ولعب نے قسمت کو خراب کردیا،
محبت کی طرح کوئی گزشتہ چیز غمگین نہیں کرتی،
اور غلط وعدوں کی طرح کوئی جھوٹی چیز شیریں
نہیں ہوتی،

وهمة المرء تغلیه وترخصه
من عز نفسا لقد عزت مطالبه
ماهان کسب المعالی اوتناولها
بل هان فی ذاک مایلقاه طالبه
لولا سری الفلک السامی لما ظهرت
آثاره ولما لاحت کواکبه
فی ذمة الله رکب للعلا رکبوا
ظهر السری فاجابتهم نجائبه

انسان کی ہمت اُسے گراں اور ارزاں کرتی ہے،
شریف النفس انسان کے مقاصد بھی دشوار ہوتے ہیں،
بڑائیوں کا حاصل کرنا یا پالینا آسان نہیں،
مگر اس سلسلے میں دشواریوں کا برداشت کرلینا آسان ہے،
اگر بلند آسمان کی رفتار نہ ہوتی، تو اُس کی
نشانیاں ظاہر ہوتیں، اور نہ ستارے نمودار ہوتے،
بلندی کے شہسواروں کا خدا حافظ ہے،
جنھوں نے رہ نوردی اختیار کی اور سواریوں نے
اُنھیں خوش آمدید کہا

یرمون عرض الفلا بالسیر عن عرض
طی السجل اذا ما جدّ کاتبه
کانهم فی فؤاد اللیل سرهوی
لولا الغرام لما خفت جوانبه
شدوا علی لهب الرمضاء وطأتهم
فغاض فی لجة الظلماء راسبه

اپنے مقصد کے لئے راستے اس طرح طے کر رہے ہیں،
جیسے کہ تیز لکھنے والا ورق الٹتا ہے،
گویا کہ وہ رات کے دل میں محبت کے راز ہیں،
اگر محبت نہ ہوتی، تو اُس کے اطراف ہلکے نہ ہوتے،
گرمی کی تپش کے باوجود سفر کرتے رہے،
اُسکا ڈوبنے والا حصہ تاریکی کی موجوں میں غرق ہوگیا،

Marfat.com

وكلفوا الليل من طول السرى شططا
فخلفوه وقد شابت ذوائبه
حتى اذا ابصروا الاعلام ماثلة
جانب الحرم المحمى جانبه

اور طویل سیر سے انھوں نے رات کو مختلف تکلیفیں دیں
اور اُسے اس حال میں چھوڑا کہ اُسکی چوٹیاں سفید ہوگئی تھیں
یہاں تک کہ جب اُنھیں نشانیاں نظر آئیں
اُس حرم پاک کے آغوش میں جس کے اطراف
مقدس ہیں

بحيث يأمن من مولاه خايفه
من ذنبه وينال القصد راغبه

جہاں کہ اپنے آقا سے ڈرنے والا گناہوں سے
نجات ڈھونڈتا ہے اور حاجتمند ارادوں کو
پالیتا ہے

فيها وفي طيبة العزاء لي أمل
يصاحب القلب منه ما يصاحبه
لم أنس لا انس أيا ما يظلهما
جوان دونوں کے جوار میں بسر ہوئی

حرم پاک اور مدینے میں میری ایک آرزو ہے
جس کے سبب سے دل میں تمناؤں کا ایک ہجوم ہے
نہ بھولا ہوں اور نہ ان دنوں کی یاد بھول سکتی ہے

سقى ثراه عميم الغيث سالبه
شوقي اليها وان شط المزار بها
شوق المقيم وقد سارت حبائبه
ان ردها الدهر يوما ما بعد ما عبثت
في الشمل مناياه لا نعماته سلبه
معاهد شرفت بالمصطفى فلها

ان کی تربت پر اللہ کی رحمت بے پایاں کی بارش ہو
دوری مسافت کے باوجود میرا اشتیاق ویسا ہی ہے
جیسے اس عاشق کا اشتیاق جسکے محبوب جدا ہوگئے ہیں
اگر زمانہ اپنی تفرقہ انگیزی کے باوجود ان دونوں کو
واپس لادے تو ہم اس پر عتاب نہ کریں گے
وہ مقامات جو رسول کریم (ص) کے سبب مشرف
ہوگئے ہیں

من فضله شرفت تحلو مراتبه
محمد المجتبى الهادي الشفيع الى
رب العباد أمين الوحي عاقبه
اوفى الورى ذمما أسماهم همما
اعلاهم كرما جلت مناقبه

ان مقامات کے فیض و برکت کے بڑے مرتبے ہیں
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدہ پیغمبر خدا کی درگاہ
میں شفاعت کرنیوالے اور وحی ربانی کے امین ہیں
دنیا میں سب سے زیادہ حقوق کا خیال رکھنے والے
سب سے زیادہ بلند ہمت
سب سے زیادہ بلند اخلاق اور انکے فضائل بلند و برتر ہیں

Marfat.com

هو المكمّل فی خلق وفی خلق
زکت حلا لا کما طابت مناسبه
جاءت تبشرنا الرسل الکرام به
کالصبح تبدو تباشیرا کواکبه
اخبار لا سر علم الاولین وسل
بدیر تیماء ما ابداه راهبه

صورت و سیرت ہر اعتبار سے آپ مکمل تھے،
خاندان عالی کی طرح آپ کے اوصاف بھی پاکیزہ تھے
تمام پیغمبر آپ کی خوشخبری دیتے آئے،
جیسے صبح سے پیشتر ستارہ ظاہر ہوتا ہے
آپ کی خبریں پہلوں کے علم کا راز تھیں،
دیر تیماء میں پوچھو کہ اُس کے راہب نے کیا پیشین گوئی کی تھی،

تطابق الکون فی البشری بمولده
وطبق الارض اعلاما تجاوبه
فالجن تهتف اعلانا هواتفه
والجن تقذف احراقا ثواقبه
ولو تنزل عصمة التائید تکنفه
حتی انجلی الحق وانزاحت شوائبه
سری وجنح ظلام اللیل متسدل

تمام خلقت میں آپ کی ولادت مسعود کی خوش خبری کا غلغلہ بلند ہوا،
اور اس صدائے بازگشت سے دشت و جبل گونج اُٹھے،
جنات میں بھی پکارنے والے اعلان کر رہے تھے،
اور شیطان ستاروں کی آگ سے مارے جاتے تھے،
تائید ربانی برابر ان کی دستگیر رہی،
تا آنکہ حق ظاہر ہوا اور شک و شبہ کا بادل چھٹ گیا،
شب معراج اس حال میں چلے کہ رات کی تاریکی نے
پردے ڈال دئے تھے،

والنجم لا یهتدی فی الافق ساریه
یسمو لکل سماء منه منفرد
عن الانام وجبرائیل صاحبه
لمنتهی وقف الروح الامین به
وامتاز قربا فلا خلق یقاربه

تاریکی اتنی تھی کہ ستاروں کو افق میں راستہ نہیں ملتا تھا
تمام آسمانوں پر خاص رفعت و اعزاز کے ساتھ
تشریف لے گئے، صرف جبریل آپکے ہمرکاب تھے،
یہاں تک کہ ایک منزل پر روح الامین بھی رک گئے،
اور آپ نزدیکی سے سرفراز ہوئے، کوئی مخلوق آپکی
قربت کا ادعا نہیں کر سکتی،

لقاب قوسین أو أدنی فما علمت
نفس بمقدارما اولاه واهبه

قاب قوسین یا اس سے بھی قریب تر کون جانتا ہے
کہ رب کریم نے اپنے مقبول و برگزیدہ بندے پر
کیا انعامات کئے،

Marfat.com

وارا اسرار ما قد کان اودعه
فی الخلق والامر بادیه وغائبه
وآب والیل رفی عجز الدجی غرق

والصبح لما یؤب بالشرق آیبه
فاشرقت بنناء الارض وانّعت
سبل الحیاۃ بما ایلت مذاهبه
وانیل الرشد والتاحت زواهره
وانیب الغی فانجابت غیاهبه
وجاء بالذکر آیات مفصلة
یهدی بها من صراط الله لاحبه
نور من الحکم لا تخبو سواطعه
جوف الحلک لا تفنی عجائبه
لہ مقام الرضا الحمود شاهده
فی موقف الحشر اذ ما ثابت نوائبه
والرسل تحت لواء الحمد یقدمها
عهد اجل انبای من اتبه
له الشفاعات مقبولا وسائلها
واذ دعا الکرب شدات مصاعبه
والحوض یروی الصدی من ند موردہ
لا یشتکی غلة الظمآن شاربه
یا مادح المصطفی لا تبغ أبدا
تعداده اهل الارض طرا حاصبه
فذم تکفل بالدارین یوصفه
نعمی وربی فلا فضل یبارزه

مخلوقات کے تمام اسرار آپ پر منکشف کر دئے'
اور تمام ظاہر و غائب اشیاء سے پردہ اٹھ گیا'
اور واپس آئے اس حال میں کہ بدر تاریکی کے سمندر
میں غرق تھا'
اور مشرق سے ابھی صبح کے آثار نمودار نہیں ہوئے تھے'
زمین آپ کی چمک سے روشن ہوگئی' اور آپکے بنائے ہوئے
طریقہ پر نجات کا راستہ ڈھونڈنے لگی'
ہدایت ظاہر ہوئی اور اسکی نشانیاں چمکنے لگیں
تاریکی دور ہوئی اور اُس کا پردہ چاک ہوگیا'
اور قرآن کو آیات مفصل کی صورت میں لائے'
تاکہ اللہ کے راستے پر چلنے والا اُس سے ہدایت پائے'
دانائی کا ایک نور تھا جس کی روشنی نہیں بجھتی'
علم کا ایک سمندر تھا جس کے عجائب نہیں فنا ہوتے
آپ کے لئے رضا کا بلند مقام ہے جسے
حشر کے دن لاحظہ فرمائیں گے جبکہ مشکلات کا ہجوم ہوگا
اور تمام انبیاء حمد کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے'
جن کے آگے حضرت محمد (ﷺ) بلند مقام ہوں گے'
آپکی سفارشوں کے وسیلے مقبول ہوں گے'
جبکہ سخت دن ہوگا' اور دشواریاں بھی سخت ہوں گی'
اور آپ کے حوض کے شیریں پانی سے پیاس بجھا کر
اُس کا پینے والا پیاس کی شکایت نہیں کرے گا'
رسول اللہ کی تعریفیں بے شمار ہیں'
کیا ارض کے قطروں کو کوئی شمار کر سکتا ہے'
ایسی بزرگی جو دنیا و آخرت کی کفیل ہے جس کی
نعمت ربانی سے ہو سکتی ہے، پھر کون بزرگی

Marfat.com

	اس کی ہمسری کر سکتی ہے'
حسبی التوسل منها بالذی سمحت	اُن کی ذات سے توسل کے لئے میرے لئے
به القوافی وجلتها عن ابیه	یہ میری نظم جسکے قوافی نادر ہیں کافی ہے'
حیاه من صلوات الله صوب حیا	اللہ کی رحمتوں کی بارش ان پر ہو'
تحدی الی قبره الزاکی نجابته	اور رحمت کی سواریاں اُنکے روضۂ اقدس کا رخ کریں'
وخلد الله ملک المستعین به	اور اللہ اُن کی مدد چاہنے والے بادشاہ کو ہمیشہ رکھے'
موید الامر ومنصود کتائبه	قوی و باعزت' اس حال میں کہ اُنکی فوج فاتح و کامیاب ہے'
امام عدل ینفوی الله مشتمل	جو انصاف اور تقوی کے دامن کو مضبوط پکڑنے والا
فی الامر والنهی یرضیه یراقبه	اور امر و نہی میں رضائے دائمی کا خیال رکھنے والا ہے'
مسدد الحکم میمون نقیبته	اور جو فیصلہ کے صائب' شریف خصلت
مظفر العزم صدق الرای صائبه	ارادوں میں کامیاب اور صحیح الرائے ہیں'
مشمر للتقی أذیال مجتهد	تقوی کے لئے ہمہ دم کمربستہ
جواد اذیال سحب الجود ساحبه	اور سخاوت کی چادروں کو کھینچنے والے ہیں'
قد اوسعت أمل الراجی مکارمه	ان کی بخششوں نے امید کرنے والوں کی امیدیں
	وسیع کردی ہیں'
وأحسبت رغبةً العافی رغائبه	اور اُن کی عنایتوں نے معافی مانگنے والوں کی توجہ
	مبذول کرادی ہے'
وفاز بالامن محبور امسالمه	اور اُن سے صلح کرنے والا امن سے بہرہ ور ہوتا ہے
وباء بالخزی مقهور امحاربه	اور ان سے جنگ کرنے والا رسوا ہوتا ہے'
کم واقد آمل معهود نائله	کتنے اُس کی بخشش پر آس لگائے آئے
اثنی وأثنت بما اولی حقایبه	اور وہ انعام و اکرام سے مالا مال ہو کر واپس گئے'
ومستجیر بعزمن مثابته	اور اُس کی عزت و حشمت کی پناہ ڈھونڈھنے والے اٹھے
عزّت مرامیه وانقادت مآربه	تو اُن کی ضرورتیں پوری ہو گئیں اور کوئی انکی طرف
	نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا'
وجاءه الدهر یستر ضیه معتذرا	اور زمانہ اُن کے پاس عذر کرتے ہوئے

مستغفرا من وقوع الذنب تائبہ	اپنے گناہوں سے تائب ہوکر آیا
لولا الخلیفہ ابراھیم لانبھمت	اگر خلیفہ ابراہیم نہ ہوتا
طرق المعالی ونال الملک غاصبہ	تو بلندی کے راستے معدوم ہوجاتے اور ملک پر ظالم قابض ہوجاتے
سمت لنیل تراث المجد ھمتہ	بزرگی کی وراثت حاصل کرنے کیلئے انکی ہمت بلند ہوئی
والملک میراث مجد لا وھو عاصبہ	اور بادشاہی بڑائی کا ترکہ ہے جس کے وہ سب سے زیادہ مستحق ہیں،
ینمیہ للعز والعلیا أبو حسن	عزت اور بلندی کیلئے ابوالحسن کی نسبت انکی طرف ہوتی ہے
سمح الخلایق محمود ضرائبہ	جن کے اخلاق نرم اور شریفانہ ہیں،
من آل یعقوب حسب الملک مفتخرا	جو آل یعقوب سے ہیں، بادشاہی کے فخر کے لئے یہ بس کرتا ہے،
ببابہ عز ھو السامی تعاقبہ	کہ انھیں کے دربار میں بار بار آئے،
الطود حلم رسا با الارض محتدہ	وہ بردباری کے ایسے پہاڑ ہیں، جس کی بنیادیں زمین میں مستحکم ہیں،
من ۲۲ وزاحمت منکب الجوزا مناکبہ	اور جس کی بلندی جوزاء سے چشمک زنی کرتی ہے
تحفھا من مرین أبحر زخرت	مرین میں اس کے ارد گرد ایسے سمندر ہیں،
امواجھا وغمام ثارصبائبہ	جن کی موجیں بلند ہیں، اور ایسی بدلی ہے جو خوب برستی ہے،
یکل نجم لدی الھیجاء ملتھب	وہ ہر دہکتے ہوئے ستارے کو لیکر لڑائی میں گھس جاتا ہے،
ینقض وسط سماء النقع ثاقبہ	جس سے "ثاقبہ" ستاروں کے آسمان میں ٹوٹتے ہیں،
الکفھر فی دیاجیھا مطالعہ	ان کے ہاتھ اس کی تاریکی میں طلوع ہوتے ہیں،
وفی نحور اعادیھم مغاربہ	اور دشمنوں کے سینے میں غروب ہوتے ہیں،
یا خیر من خلصت للہ نیتہ	اے ان میں سے بہتر جن کی نیتیں اللہ کے لئے خالص ہوگئی ہیں،
فی الملک أو خطب العلیاء خاطبہ	اور جنھوں نے عزت و مرتبت حاصل کرنیکا ارادہ کیا ہے،

Marfat.com

جردت والفتنة الشوا ملبسة	فتنہ کی حالت میں تم نے ارادہ کی
سيفا من العزم لا تنبو مضاربه	ایسی تلوار نکالی جس کی دھار کند نہیں ہوتی
وخضتها غير هياب ولا وكل	اور تم اس میں بلا خوف یا جھجک کو دیڑے
وقلما أدرك المطلوب هائبه	اور ڈرنے والا بہت کم مقصد میں کامیاب ہوتا ہے
صبرت نفسا لعقبى الصبر حامدة	تم نے ایسے دل کیساتھ صبر کیا جو صبر کے انجام کو
	اچھا سمجھتا ہے
والصبر مذ كان محمود عواقبه	اور صبر کا خاتمہ ہمیشہ اچھا ہوتا آیا ہے
فليهن دين الهدى إذ كنت ناصره	دین ہدایت کو مبارک ہو کہ تم اُس کے ناصر ہو
أمن يواليه أو خوف يعاديه	جس سے امن مشارک اور خوف دور ہو گیا ہے
لا زال ملك والتائيد يخدمه	دعا ہے کہ تمہاری حکومت کی توفیق ربانی ہمیشہ خادم رہے
تقضي بخفض منا وير قواضبه	اور اُس کی تلواریں دشمنوں کو ہمیشہ نیچا دکھاتی رہیں
ودمت في نعم تصفو ملابسها	اور تم ہمیشہ بلا غم و الم کے آرام سے رہو
في ظل عز علا تصبو مشاريه	ایسی عزت و بلندی کے سایہ میں جس پر کوئی آنچ نہ آئے
ثم الصلاة على خير البرية ما	آخر میں خیر البشر پر درود و رحمت ہو
سارت اليه بمشتاق ركائبه	جب تک کہ سواریاں مشتاقان زیارت کو لیجایا کریں

اور دربار مرینیہ کے سرکاتب فقیہ کامل رئیس ابوزید بن خلدون نے انکے یہ شعر مجھے اپنے قلم سے لکھ کر دئے :-

صحا القلب عما تعلمين فاقلعا	دل اس چیز سے جسے تم خوب جانتے ہو کنارہ کش ہو گیا
وعطل من تلك المعاهد أربعا	اور ان منازل کو معطل کر دیا
وأصبح لا يلوي على حد منزل	اب یہ حال ہے کہ نہ کسی منزل کی طرف رخ کرتا ہے
ولا يتبع الطرف الجلي المودعا	اور نہ آنکھیں جدا ہونے والے دوست کا پیچھا کرتی ہیں
واضحى من السلوان في جزر معقل	اور تسلی و سکون کی وجہ سے اب امن و امان ہے
بعيدا من الايام ان يتضعضعا	اور اب زمانہ سے اُسکے پاؤں میں لغزش نہیں آسکتی
يرد الجفان النجل عن شرفاتر	اور تیز نگاہیں اس لئے اچٹ جاتی ہیں
وان محضت عن كل اجيد المعا	اگرچہ وہ کیسی ہی حسین اور روشن کیوں نہ ہوں

عزیز علی داعی الغرام انقیادہ	محبت کے داعی پر اس کی اطاعت گراں ہے
وکان اذا ناداہ للوجہ أسطعا	حالانکہ پہلے وہ ہر ندا پر لبیک کہنے کیلئے تیار رہتا تھا
اھاب بہ للشیب أنصح واعظ	پیری کے واعظ نے اُسے ڈرایا
أصاخ لہ قلبا منیبا ومسمعا	جس کی طرف اُس نے گوش دل سے توجہ کی
ورسا فی افق التفکر والحجا	اور غور و عقل کے میدان میں گھومنے لگا
زواھرہ لا یرتجی الدھر طلعا	جس کی کلیوں کے کھلنے کی امید عمر بھر نہیں
لعمری لقد انضیت عزمی تطلبا	اپنی عمر کی قسم میں نے اپنا ارادہ طلب کے مارے کمزور کر دیا
ص ۲۲۱ وقضیت عمری رقیۃ وتطلعا	اور عمر اسی نگرانی و تلاش میں کٹ گئی
وخضت عباب البحر أخضر مزبدا	سمندر کی خطرناک موجوں کو طے کیا
ودست أدیم الارض أغبر أسفعا	نیز زمین کے خاکی قطعوں کو بھی چھان ڈالا
دوسری نظم:-	
نھاہ النھی بعد طول التجارب	طویل تجربہ کے بعد اُسے عقل نے روک دیا
وقد لاح لہ منھج الرشد لاحبا	اور ہدایت کا راستہ صاف واضح ہو گیا
وخاطبہ دھرہ ناصحا	اور زمانہ نے نصیحت کرتے ہوئے
بألسنۃ الوعظ من کل جانب	واعظانہ انداز میں ہر طرف سے مخاطب کیا
فانحی الی نصحہ واعیا	تو اُس کی نصیحت کی نگہداشت کی
والفی حدیث الامانی الکواذب	اور آرزوؤں و تمناؤں کو غلط پایا
واصبح لا تثنیہ الغوانی	اور اب حسین چہروں کے دام سے نکل گیا
ولا تزدریہ حظوظ المناصب	اور منصب و جاہ کا شوق کبھی اسے رغبت نہیں دلا سکتا

محمد غرناطی کی نظم و نثر کی خوبیاں بہت ہیں، چھوٹی بڑی نظمیں سب کہتے ہیں، قشتالہ اور مصر کے سلاطین کے پاس سفیر ہو کر گئے۔ آج کل وہ فاس کے قاضی ہیں، سلامت روی، فضول چیزوں سے نفرت، نیز مہارت میں اپنی آپ مثال ہیں۔

Marfat.com

محمد بن یوسف

نام و نسب محمد نام، کنیت ابو عبداللہ، ابن زمرک سے مشہور تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے: محمد بن یوسف بن محمد بن احمد بن محمد بن یوسف بن محمد صریحی، اصل وطن مشرقی اندلس تھا، ان کے آباو اجداد غرناطہ کے "ربض البیازین" میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، ابن زمرک یہیں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے اور وطن کے لئے باعث فخر شمار کئے جاتے تھے،

حالات ابن زمرک کا اندلس کے مشہور اہل علم افراد میں شمار تھا، ہنس مکھ، بذلہ سنج، اور شیریں کلام تھے، اور اس وصف میں وہ مقبول عام تھے، توقیع اچھی لکھتے، طبیعت کے سبک اور حاضر دماغ تھے، علمی گفتگو اور مباحثوں کے حریص، اور حاضر جواب تھے، ذکاوت کے شعلۂ جوالہ تھے، معلوم ہوتا تھا کہ بدن سے آگ نکل رہی ہے، رقیق القلب شرم و وقار کے ساتھ تغزل سے بھی خاص مناسبت تھی، ملنسار اور سخی تھے، تربیت اچھی ہوئی تھی، طہارت نفس، عفت میں ممتاز اور مطالعہ، محنت، تیزیٔ حافظہ، شرافت، اور قوت فہم میں مشہور تھے، ان کی خوبی مشہور رہوئی اور خوشبو پھیل گئی، مختلف علوم و فنون میں اعلیٰ دستگاہ حاصل کی مباحثے میں گفتگو کا سہرا انھیں کے سر بندھتا، مجالس و محافل میں نمایاں اور فضل و کمال میں آگے رہتے، اس کے بعد معلومات میں اور ترقی ہوئی، حفظ میں کمال پیدا ہوا، حاشیہ، مسودہ، نقول، اپنے زور قلم سے تمام چیزوں کا انبار لگا دیا اور بڑی بڑی علمی مجلسوں میں بے تکان علمی مسائل پر گفتگو کرتے، اور علوم ادب، بیان، لغت اور ان کے متعلقات میں اپنے تبحر علمی کا ثبوت دیتے، علم اخبار اور تفسیر کی روایتیں بھی بہت کیں، تصوف کا بھی ذوق تھا، صوفیوں کی صحبت میں ریاضت و مجاہدہ کیا کرتے، آخر ذوق ادب غالب آیا، اور طلب علم کے لئے سفر اختیار کیا، تا آنکہ سلطان مغرب ابو الحسن علی بن عثمان

ص ۲۲۲

ابن یعقوب کے صاحبزادہ ابو سالم ابراہیم کے کاتب خاص مقرر ہوئے، پھر خود سلطان کے کاتب ہو گئے اور اس عہدہ پر بہت ممتاز رہے، اور جب سلطان اندلس حوادث کے شکار ہو کر مغرب میں قیام پذیر ہو گئے، تو یہ انھیں کے پاس رہنے لگے اور ان کے حق کی واپسی کے لئے رفقائے خاص کے ساتھ کوشش کرنے لگے، اس سلسلہ میں سلطان کے مزاج میں رسوخ پیدا کر لیا اور پرائیوٹ سکرٹری مقرر ہو گئے، پھر جب انقلاب ہوا اور سلطان کا زمانہ پلٹا تو یہ اپنے منصب پر نیکنامی اور شہرت کے ساتھ قائم رہے، حسن خط، انشا، زباں آوری، تمام چیزوں میں ممتاز تھے، اُن کی خوبی مشہور ہوئی، اور اُن کا علم ظاہر ہوا، اور اُن کے حسن اخلاق سے لوگ خوش رہنے لگے، نیز سلطان بھی ان کے اوصاف سے مسرور ہوئے، نظم و نثر کے میدان میں اُن کے اشہب فکر نے خوب جولانیاں دکھائیں اور بادشاہ کی تعریف میں اعلیٰ قصائد کہے اور اب تک یہ اپنے حال پر ہیں،

اساتذہ

ابن زمرک نے مغرب کے امام فن ابو عبداللہ بن الغمار سے علوم ادب میں استفادہ کیا پھر علوم ادب کے امام

ص ۲۲۳

قاضی ابو القاسم محمد بن احمد الحسنی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، فقہ و لغت میں مشہور عالم ابو سعید بن لب کے شاگرد ہوئے، نیز مشہور محدث و خطیب فقیہ ابو عبداللہ بن مرزوق کے فیض صحبت سے خاص طور پر مستفید ہوئے اور ان سے بہت کچھ روایت کی اور حافظ ابو عبداللہ مقری قاصد بن کر اندلس آئے تو ان سے ملے اور علمی مسائل پر مذاکرہ کیا، اصول فقہ میں ابو منصور الزواوی کے شاگرد ہوئے، مختلف علما سے روایت کی جن میں قاضی ابو البرکات بن الحاج اور ابو الحسین بن تلمسانی محدث اور خطیب ابو عبداللہ بن بیش خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اور بعض عقلی علوم مشہور عالم الشریف ابو عبداللہ التلمسانی سے فاس میں حاصل کئے، اور اُن کے ساتھ خاص طور پر رہنے لگے جس سے اُن کا ملکہ پختہ ہو گیا،

شاعری

ابن زمرک شعر ابن خفاجہ کے رنگ میں اچھا کہتے ہیں،

Marfat.com

نادر معانی اور اچھے رواں الفاظ کے عاشق تھے، ایک طویل قصیدہ میں اُنھوں نے مجھے بھی خطاب کیا تھا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:-

أما وانصداع النور من مطلع الفجر — روشنی کے ظہور کی قسم، کیا صبح نہیں ہوگی،

اور یہ ابن زمرک کی پہلی نظم تھی، ان کا ایک اور بہترین قصیدہ جس کی خوبی اویس قرنی کے زہد کی طرح ضرب المثل ہے اور جس کے مقابلہ کی تاب کوئی نہیں لا سکتا اور یہ بہترین قصیدہ ہے، جو ولی عہد سلطنت کی شان میں ہے اور اپنی صفائی و روانی نیز تغزل و مدح کے تناسب کے اعتبار سے بہت ممتاز ہے،

معاذ الهوىٰ ان أصحب القلب سالیا	محبت کی دہائی کہ میں غافل دل کو ساتھ رکھوں،
وان یشغل اللوم بالعذل بالیا	اور میرے دل پر ملامت کرنیوالوں کا کوئی اثر نہ ہو،
دعانی أعط الحب فضل مقادتی	مجھے چھوڑو، کہ میں اپنی قیادت محبت کے ہاتھ
	میں دے دوں،
ویقضی علی الوجد ما کان قاضیا	میرے ساتھ جو معاملہ وہ چاہے کرے،
ودون الذی رام العواذل صبوة	ملامت کرنے والوں کے مقصود کے راستے میں
	ایسی محبت حائل ہے،
رمت بی فی شعب العزام المرامیا	جس نے عشق کی گھاٹی میں مجھے بہت دور پھینک دیا ہے
وقلب اذا ما البرق أومض موهنا	اور ایسا دل حائل ہے کہ جب رات کو بجلی چمکتی ہے
قدحت برندا من الشوق واریا	تو اس سے میں اشتیاق کی بجھی ہوئی آگ سلگاتا ہوں،
خلیلی انی یوم طارفة النوىٰ	میرے دوست جدائی کے دن
شقیت بمن لو شاء الغر بالیا	مجھے اس ذات سے تکلیف پہنچتی ہے جس کی قدرت
	میں میرے دل کی مسرت تھی،
وبالخیف یوم النفر یا ام مالک	اور خیف میں اجتماع کے دن، اے ام مالک
تخلف قلبی فی حبالک عانیا	میرا دل تیرے دام گیسو میں اسیر ہو گیا،
وذی أشر عذب الثنایا محصر	اور آبدار دانتوں اور پتلی کمر کے ساتھ تبختر سے چل کر
یسقی به ماء النعیم الاقاحیا	عیش و آرام کے پانی سے (اقاح) کو سیراب کیا،

۲۲۴ھ

Marfat.com

أحوم عليه ما دجا الليل ساهرا	میں رات کی تاریکی میں بیدار اُس کے گھر کا چکر لگایا کرتا ہوں'
واصبح دون الورد ظمآن صاديا	اور گھاٹ کے اردگرد صبح کو پیاسا رہتا ہوں
يعني ظلام الليل ما بين أضلعي	رات کی تاریکی میری پسلیوں کے درمیان روشنی کر دیتی ہے'
اذا البارق النجدي هنا بدا ليا	جب نجد کی بجلی کچھ رات گزرنے کے بعد نمودار ہوتی ہے
اجيرتنا بالرمل والرمل منزل	اے میرے رمل کے ہمسایو رمل ہی وہ منزل ہے
معنى العيش فيه بالشبيبة حاليا	جہاں میری جوانی کے بہترین دن گزر رہے ہیں
ولم ار ربعا منه أقضى لبانة	اور میں نے کوئی ایسی منزل نہیں دیکھی جو حاجتوں
	کو اس سے زیادہ پورا کرنے والی ہو'
واشجى حمامات واحلى مجانيا	اور جس کے کبوتر زیادہ پر درد نغمے رکھتے
	ہوں اور جس کا پھل زیادہ میٹھا ہو'
سقت طلل الغر الغوادي ونظمت	چمکدار بدلیوں نے اس منزل کے ٹیلوں کو سیراب
	کیا ہے'
من القطر في جيد الغصون لآليا	اور بارش نے شاخوں کی گردن میں ہار پہنا دئے ہیں'
أبثكم أني على النأي حافظ	میں تم سے حال دل کہتا ہوں کہ دوری کے باوجود میں
ذمام الهوى لو تحفظون ذماميا	پیمان محبت پر قائم ہوں' کاش تم بھی میرے عہد کا
	خیال رکھتے'
أناشدكم والحر اوفى بعهده	میں تمھیں قسم دیتا ہوں اور شریف آدمی وعدہ پورا
	کرتا ہے'
ولن يعدم الاحسان والخير جازيا	اور نیکی اور بھلائی بدلے سے محروم نہیں رہتی'
هل الود الا ما تحاماه كاشح	محبت وہ چیز ہے جس سے بغض رکھنے والا الگ
	رہتا ہے'
وأخفق في مسعاه من جاء واشيا	اور جس کا چغل خور اپنی کوشش میں ناکام رہتا ہے
تأوبني والليل يذكي عيونه	اس نے میری زیارت کی' اس حال میں کہ رات اپنی

Marfat.com

	آنکھیں روشن کر رہی تھی'
ویسیب من ذیل الدجنة صافیا	اور تاریکی کے دامنوں کو کھینچ کر چمک پیدا کر رہی تھی'
وقد مثلت زهر النجوم بافقه	اور تابندہ ستارے افق پر ایسے معلوم ہوتے تھے'
حبابا علی نهر المجرة طافیا	کہ مجرۃ کی نہر پر بلبلے ہوں'
خیال علی بعد المزار أتی لی	اسی حالت میں بعد مسافت کے باوجود اسکا خیال آیا'
فاذکرنی من لم اکن عنه سالیا	تو اس کی یاد تازہ ہوگئی' جیسے بھولا نہیں تھا'
عجبت لہ کیف اهتدی نحو مضجعی	مجھے تعجب ہوا کہ وہ میرے بستر تک کس طرح پہنچا'
ولو یمق منی السقم والشوق باقیا	اور حال یہ ہے کہ بیماری اور محبت نے مجھے نیم جان کر دیا ہے'
رفعت لہ نار الصبابة فاهتدی	میں نے اس کے لئے محبت کی آگ بلند کی'
وخاض لها عرض الدجنة ساریا	اور اسی کی روشنی میں خیال نے تاریکی کا راستہ طے کیا'
وما اجدّ الوجد سرب علی النقا	اور محبت کو ہرنیوں کے ایک جھنڈ نے تیز کر دیا'
سواجح یبصقلن الطلا والتراقیا	جن کی گردنیں اور سینے چمک دار ہیں'
نزعن عن الالحاظ کل مسدد	انھوں نے اپنی آنکھوں سے تیز تیر پھینکے'
فقادرن أفلاذ القلوب دوامیا	اور دل کے ٹکڑوں کو خون آلود کر دیا'
ولما تراوی السرب قلت لصاحبی	جب یہ جھنڈ ظاہر ہوا' تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا'
وایقنت ان الحب ما عشت دائیا	کہ مجھے یقین تھا کہ محبت عمر بھر میرے ساتھ رہیگی'
حذارک من سقم القلوب فانه	دل کی بیماریوں سے بچتے رہنا'
سعیدی بما یعی الطبیب المداویا	اس کا علاج اطبا کو عاجز کر دیتا ہے'
وان امیر المسلمین محمدا	اور مسلمانوں کے امیر محمد کی سخاوت
لیعدی ندا ہ الساریات الهوامیا	رات کی برسنے والی بدلیوں کو بھی مات کر دیتی ہے'
تضی النجوم الزهرات خلالها	اس کے فضائل چمکدار ستاروں کو روشنی مستعار دیتے ہیں'
وینفث فی روع الزمان المعالیا	اور زمانے کے دل میں بلندی پیدا کرتے ہیں' ص ۲۲۵
یسابق علوی الریاح الی الندی	وہ سخاوت میں بلند ہواؤں سے اونچا رہتا ہے'
ویفضح جدوی راحتیه الغوادیا	اور اس کے ہاتھوں کی سخاوت بدلیوں کو رسوا کرتی ہے'

Marfat.com

ويغضي من الهيبة اغضاء قادر	اور بری باتوں سے ایک طاقت والے کی طرح چشم پوشی کرتی ہے'
ويرجح في الحلم الجبال الرواسيا	اور بردباری میں مضبوط پہاڑوں پر بھاری ہے'
هما يودع الاسد في حومة الوغى	وہ ایسا بہادر ہے جو میدان جنگ میں شیروں کو لرزا دے'
كما راعت الاسد الظباء الجواريا	جیسے کہ شیر ہرنوں کے دلوں میں لرزہ ڈال دیتے ہیں
مناقب تسمو للفخار كأنما	اسکی خصلتیں عزت وشرف کیلئے اسطرح بلند ہوتی ہیں
تجاري الى المجد النجوم الجماريا	گویا بزرگی میں ستاروں سے سبقت لیجانا چاہتی ہیں'
اذا استبق الاملاك يوما لغاية	جب کسی دن تمام دوسرے بادشاہ کسی مقصد کے حاصل کرنے میں ایکدوسرے سے
أبيت وذاك المجد الا التناهيا	بڑھنا چاہیں۔ صرف تو ایسا ہے کہ بغیر اس شرف کو حاصل کئے مطمئن نہیں ہوتا
بهرت فاخفيت الملوك وذكرها	تو نے سربلند ہو کر بادشاہوں کی شہرت کو مٹا دیا'
ولا عجب فالشمس تخفي الدراريا	اسمیں تعجب کیا ہے' آخر آفتاب ستاروں کو چھپا ہی دیتا ہے'
جلوت كلام الظلم من كل معتد	تو نے ہر ظالم سے ظلم کو دور کر دیا'
ولا غرو وأن تجلو الدياجيا	اور کوئی حیرت نہیں اسلئے کہ بدر کامل سے تاریکی دور ہو جاتی ہے'
هديت سبيل الله من ضل رشده	گمراہوں کو تو نے ہدایت کا راستہ بتایا'
فلا زلت مهديا اليه وهاديا	خدا کرے تو ہمیشہ ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنیوالا رہے'
أفدت وحي الملك مما أفدته	اپنے طرز عمل سے تو نے بادشاہوں کو حکمرانی سکھلائی'
وطوقت اشراف الملوك الايادیا	اور بڑے بڑے بادشاہوں کو اپنا ممنون کرم بنایا'
وقد عرفت منها مرين سوابقا	قوم مرین اس قسم کے احسان پیشتر سے جانتی ہے'
تقرلها بالفضل أخرى الليـاليا	زمانہ ان احسانات کا مقر ہے'
وكان ابو زيان جيدا معطلا	اور ابو زیان اس گلے کی طرح تھا، جس میں زیور نہ ہو'
فزينته حتى اعتدى بك حاليا	تو نے اُسے آراستہ کر دیا، گویا تو ہی اسکا زیور ہو گیا'
لك الخير لم تقصد بما أفدته	نیکی تیرے ہی لئے ہے، تو نے ان کارناموں سے
جزاء ولكن همة هي ماهيا	کسی بدلہ کا ارادہ نہیں کیا، لیکن یہ صرف تیری ہمت کی بنا پر ہے'

Marfat.com

فما ملك الاملاك غيرك آمرا
ولا ترهب الاشراف غيرك ناهيا
ولا تشكى الايام من داء فتنة
فقد عرفت منك الطبيب المداويا
وأندلسا اوليت ما انت اهله
واوردتها وردا من الامن صافيا
تلافيت هذا الثغر وهو على شفى
وأصبحت من داء الحوادث شافيا
ومن بعد ما ساءت ظنون باهلها
وحاموا على ورد الامانى صواديا

فما يأملون العيش الا تعللا

ولا يعرفون الامن الا امانيا
عطفت على الايام عطفة مراحم
واليتها ثوب امتنانك ضافيا
فآنس من تلقائك الملك رشده
ونال بك الاسلام ما كان راجيا
وقفت على الاسلام نفسا كريمة
تصد عداه من حماه وعاديا
فرأى كما انشق الصباح وعزمة
كما صقل العين الحسام اليمانيا
وكانت رماح الخط خصا ذوابلا
فانهلت منها فى الدماء صواديا
وأوردت صفح السيف ابيض ناصعا

اب سلاطین تیرے سوا کسی حکم دینے والے کو بڑا نہیں سمجھتے،
اور شرفا تیرے سوا کسی منع کرنیوالے سے نہیں ڈرتے
اور زمانہ اب کسی فتنے سے نہیں ڈرتا
اس لئے کہ وہ تجھے اپنا طبیب مان چکا ہے،
اور اندلس پر تو نے اپنے شایان شان احسان کئے،
اور وہاں امن وامان قائم کر دیا،
تو اس حصے میں اس حال میں آیا کہ یہ تباہی کے قریب تھا
اور تو نے اُسے حوادث کی بیماریوں سے شفا دی،
اور جبکہ اہل اندلس کیساتھ بدگمانیاں پیدا ہو چکی تھیں،
اور پیاس کے مارے لوگ آرزوؤں کے گھاٹ
کا چکر لگانے لگے تھے،
اور صرف دل بہلانے کے لئے وہ زندگی کی امید
رکھتے تھے،
اور امن وامان کی صرف آرزو ہی آرزو تھی،
تو نے مہربان کی طرح زمانے کے حال پر توجہ کی،
اور اپنے احسان کا عمدہ لباس اُسے پہنا دیا،
تیری وجہ سے حکومت کامیاب ہوئی،
اور اسلام کی امیدیں بھی تیری ذات سے پوری ہوگئیں،
تو نے اسلام کی خاطر ایسی شریف زندگی وقف کر دی، ص ۲۲۶
جو دشمنوں اور حملہ آوروں کو حملے سے روکتی ہے،
صبح کی روشنی کے مثل تیری رائے ہے اور
یمنی تلواروں کی طرح تیرا ارادہ ہے،
اور خطی نیزے مرجھائے ہوئے اور پیاسے تھے،
تو نے خون میں ڈوب کر اُن کی پیاس بجھا دی،
اور تو سفید چمکدار تلواریں لایا تھا،

Marfat.com

فاصدرته فی الروع أحمر قانیا	لڑائیوں کے بعد وہ سرخ ہوگئیں،
کلما العزم تستجلی الخطوب بصدیه	تیرے ارادوں کو دیکھ کر مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں،
ویلفی اذا تنبو الصوارم ماضیا	اگرچہ تیز تلواریں کند ہو جاتی ہیں، لیکن تیرے عزم کی تلوار ہمیشہ تیز رہتی ہے،
اذا انت لم تفخر بما انت اهله	اگر تو اپنی خوبیوں پر فخر نہ کرے
فما صبح وضاح المشارق عالیا	تو آفتاب کی روشنی بھی بلند نہ ہوگی،
وهنیاك دون العید، عید مشرعت	اور تجھے عید سے پہلے ایک عید مبارک ہو جسے تو نے بنائی ہے،
تبث به فی الخافقین التهانیا	ہم اس کی مبارکباد زمین و آسمان کو پہنچاتے ہیں،
اقمت بمن فطرة الدین سنة	تو نے اس سے دین فطرت کی سنت قائم کردی،
وجدت من رسم الهدایة عافیا	اور ہدایت کے مٹے ہوئے آثار کی تجدید کردی،
صنیع تولی الله تشیید فخره	ایسا کارنامہ جسکے فخر کا استحکام خود اللہ نے کیا ہے،
وکان لما اولیت فیه مجازیا	وہ تیری کوششوں کا بدلہ دے گا،
تود النجوم الزهر لو مثلت به	روشن ستارے تمنا رکھتے ہیں کہ اس میں حاضر ہوتے
وقضت من الزلفیٰ الیک الامانیا	اور تیری قربت کی آرزو پوری کرتے،
وما زال وجه الیوم بالشمس مشرقا	اور اسی مسرت کے سبب سے ہمیشہ دن کا چہرہ آفتاب کے باعث
سرور الیوم واللیل بالشهب حالیا	روشن ہے اور رات ستاروں سے آراستہ ہے،
علی مثله فلیعقد الفخر تاجه	فخر ایسے ہی لوگوں پر سہرا باندھتا ہے،
ولیسموبه فوق النجوم مراقیا	اور ستاروں کے اوپر اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے،
به تغمر الانواء کل مفوه	اور اسی کی وجہ سے تمام نیچے برستے ہیں،
ویخلد به من کان بالفقر ساریا	اور اسی کے بھروسہ پر راتوں کو فقیر منزلیں طے کرتے ہیں،
ویوسف فیه بالجمال مقنع	اور اس میں ایک یوسف اپنی خوبصورتی کی نقاب ڈالے ہوئے ہے،
کان لدن کل قلب مناجیا	گویا کہ تمام دلوں سے سرگوشیاں کرتا ہے،

Marfat.com

واقبل قد شاب الحیاء مهابة یقلب وجه البدر أزهر یاهیا	اس حال میں کہ اسکے چہرے پر شرم و رعب کی آمیزش تھی اپنی چمک سے چودھویں کے چاند کی روشنی میں اضافہ کرتا ہوا آیا،
واقدم لاهیا بزالحفل واجما ولاقاصراً فیه الخطا متوانیا	اور وہ سر جھکائے ہوئے بلا خوف اور جھجک کے آیا، اور نہ سستی سے اور نہ کاہلی سے آیا،
شمائل فیه من أبیه وجده تری العز فیها متکنا وبادیا	اُسے نیک خصلتیں باپ اور دادا سے ترکہ میں ملی ہیں، اس کی شان ظاہر اور پوشیدہ نظر آئے گی،
فیاعلقاً أشجی القلوب لوانا فدیناک بالاعلاق ماکنت غالیا	اے وہ مخلص جس نے دلوں کو غمگین کر دیا ہے، اگر ہم تجھ پر جواہر اور موتی نچھاور کریں جب بھی تو گراں نہیں ہے،
جریت فاجریت الدموع تعطفا واطلعت فیها للسرور فواشیا	تو چلا اور تیرے ساتھ آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوا، اور اس سے دلوں کی مسرت کا راز فاش ہو گیا،
وکم من ولی دون بابک مخلص یفدیه بالنفس النفیسة واقیا	تیرے دربار میں کتنے مخلص دوست ہیں، جو تیری حفاظت میں جان و مال سے دریغ نہیں کرتے،
وصید من الحیین ابناء قبیلة تکف الاعادی أوتبید الاعادیا	اور قبائل کے ایسے سردار ہیں، جو خاندانی شریف ہیں وہ دشمنوں کو روکتے ہیں، یا انھیں ہلاک کر دیتے ہیں،
بهالیل غران أعد والغارة أعاد واصباح الحی أظلم داجیا	وہ نام آور سردار ہیں، اگر جنگ کے لئے تیار ہوں، تو قبیلہ کی صبح کو تاریکی سے تبدیل کر دیں،
فوالله لولا ان توخیت سنة رضیت بها ان کان ربک راضیا	قسم خدا کی اگر تو ایسی سنت کی اتباع نہ کرتا، جس سے خدا کی خوشنودی کے سبب سے تو بھی مسرور ہو
لکان بها الأعوجیات جولة تشیب من الغلب الشباب التواصیا	تو وہاں نیزوں کے ایسے کرتب دکھائے جاتے جس کی دہشت سے جوان بوڑھے ہو جاتے،
وتترک أوصال الوشیج مقصدا وبیض الظباهم المتون دوامیا	اور نیزوں کی جڑ سیدھی ہو جاتی، اور تلوار کی آبدار دھار خون سے سرخ ہو جاتی،
ولما مضی من سنة الله ماقضیٰ	لیکن جب خدا کی سنت سے جو پورا ہونا تھا، پورا ہو گیا

ص ۲۲۷

Marfat.com

وقد حسدت منه النجوم المساعيا
أفضت اليك منك أكرم منعم
إلى العميم الجود الاتو اليا
فيهنى صفاح الهند والباس والذى
وسمر العوالى والعتاق المذاكيا
ويهنى البنود الخافقات فانها
ستعقدها فى ذمة النصر غازيا
كأنى به قد توج الملك يافعا
وجمع اشتات المكارم ناشيا
وقضى حقوق الفخر فى منعة الصبا

بیہاں تک کہ ستاروں نے ان کوششوں پر حسد کیا'
تو ہم نہ تجھ جیسے شریف اور سخی کو مبارکباد دے رہے ہیں
جس کی سخاوت ہمیشہ جاری رہتی ہے'
اور ہندی تلواریں' رعب' بہادری
گندم گوں نیزے' اور تیز گھوڑے سب مسرور ہوں'
اور لہرانے والے جھنڈوں کو بھی مسرور ہونا چاہئے'
اس لئے کہ ممدوح انھیں فتح کے وقت بلند کرے گا'
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کمسنی میں بادشاہ بنایا گیا تھا'
اور بچپن ہی میں تمام اوصاف کا جامع ہوگیا تھا'
شرافت وعزت کے حقوق اُس نے بچپن ہی میں ادا
کردئے تھے'

وأحسن من دين الكمال التقاضيا
وما هو الا السعد إن رمت مطلعا
وسددت سهما كان ربك راميا

اور دین کامل کے فرائض بھی پوری طرح انجام دئے تھے'
وہ خوش نصیبی ہی خوش نصیبی ہے اگر تو اسکا قصد کرے'
اور اگر اُس سے تیر اندازی کرنا چاہے تو اللہ تیری
مدد پر ہوگا'

فلا زلت يا فخر الخلافة كافلا
ولا زلت يا خير الامة كافيا
ودمت قرير العين منه بغبطة
وكان له رب البرية واقيا
نظمت له خير الكلام تمائما
جعلت مكان الدر فيها القوافيا
لآل بها تباهى الملوك نفاسة
وجلت لعمرى أن تكون لآليا
أرى المال يرميه الجديد ان بالى
وما ان أرى الا المحامد باقيا

اور ہمیشہ اپنی خلافت کے لئے باعث فخر اور کفیل رہ'
اور اے بہترین امام تو ہمیشہ نگہبان رہ'
اور اس سے ہمیشہ تیری آنکھیں ٹھنڈی رہیں'
اور پروردگار عالم تیرا محافظ رہے'
میں نے اُس کے لئے بہترین اشعار نظم کر دئے ہیں'
جن میں موتی کی جگہ قافیے رکھے ہیں'
ایسے موتی' جن پر سلاطین فخر کریں'
اور حاشا کہ یہ عام موتی سے بہت بلند ہیں'
ہمارا مشاہدہ ہے کہ زمانہ کی گردشوں سے مال ختم
ہوجاتا ہے' لیکن تعریفیں ہمیشہ قائم رہتی ہیں'

Marfat.com

اور سلطان مغرب ابو سالم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے شاہ سوڈان کی طرف سے حبشیوں کا ایک وفد کچھ تحفہ لے کر آیا، جس میں ایک عجیب وغریب حیوان بھی تھا، جس کا نام زرافہ تھا، سلطان نے تمام شعرا کو حکم دیا کہ اس حیوان کے وصف میں طبع آزمائی کریں، ممدوح نے بھی طبع آزمائی کی تھی، اور یہ ان کی بہترین نظم ہے:-

لولا تألق بارق التذکار	اگر یاد کی بجلی نہ چمکتی
ماصاب واکف دمعی المدرار	تو میرے اشکوں کا سیلاب نہ بہتا
لکنہ مہما تعرض خافقا	لیکن جب وہ لہراتی ہوئی سامنے آئی
قدحت ید الاشواق زند أواری	تو شوق نے آتش محبت تیز کر دی
وعلی المشوق اذا تذکر معہدا	اور دیار محبوب کی یاد کے وقت عاشق کا فرض ہے
أن یغری الاجفان باستعبار	کہ آنکھوں سے آنسو بہائے
أمذکری غرناطۃ حلت بہا	اے غرناطہ کی یاد دلانے والے
أیدی السحاب أزرۃ النوار	وہاں بدلی کی کارفرمائیوں سے پھول بوٹے اگے ہیں
کیف التخلص للحدیث وبیننا	باتوں کا سوقع کس طرح لے، جب کہ
عرض الفلاۃ وطامح زخار	درمیان میں میدان اور سمندر حائل ہیں
ہذا علی أن التغرب مرکبی	حالانکہ سفر میری سواری ہے
وتوالج الفیح العساج شعاری	اور چٹیل میدانوں کا طے کرنا میرے شعار میں داخل ہے
فلکم أقمت غداۃ زمت علیہم	ان سواریوں کی روانگی کے وقت میں بہت ٹھہرا
البغی القرار ولات حین قرار	اور صبر کرنا چاہتا تھا، مگر حیف کہ صبر کا وقت کہاں تھا
وطفقت أستقری المنازل بعدہم	میں ان کے بعد منزلوں کی جستجو کرتا رہا
یمحو البکاء مواقع الآثار	مگر آنسو قدموں کے نشان مٹا دیتے تھے
انا بنی الآمال تخدعنا المنی	ہم امیدوں کے بندے ہیں، ہمیں آرزوئیں دھوکہ
فنخادع الآمال بالتسیار	دیتی ہیں
نتجشم الاہوال فی طلب العلا	اور ہم امیدوں کو سفر سے دھوکہ دینا چاہتے ہیں
	ہم بلندی کی تلاش میں مصیبتیں برداشت کرتے ہیں

Marfat.com

ونزوع سرب النوم بالافكار	اور نیند کے جھونکوں کو افکار سے ڈراتے ہیں،
لا يحرز المجد الخطير سوى امرئ	بڑا مرتبہ صرف وہی شخص حاصل کر سکتا ہے،
يعطي العزائم صهوة الاخطار	جو بلند ارادوں کے ساتھ مشکلات میں کود پڑنے سے دریغ نہ کرتا ہو،
اما يفاخر بالعتاد ففخره	اگر ذخیرہ پر فخر کیا جا سکتا ہے، تو صرف
بالمشرفية والقنا الخطار	مشرقی تلوار اور تیز نیزوں پر فخر کیا جا سکتا ہے،
مستبصر مرمى العواقب واصل	صاحب بصیرت انجام پر نظر رکھتا ہے، اور حملوں میں
في حلمه الايراد بالاصدار	ایک سرے کو دوسرے سرے سے ملا دیتا ہے،
فأشد ما قاد الجهول الى الردى	جاہل زیادہ تر ہلاکت کی طرف فقدان بصیرت کے سبب
عمه البصائر لا عمى الابصار	جاتے ہیں، نہ کہ عدم بصارت کے باعث،
ولرب مرتبد الجوانح مزبد[1]	.....
سبح الهلال بلجة الزخار	.....
فنتقت كائم جنحه عن أنجم	اُن کی تاریکی کے شگوفوں سے ستارے پیدا ہوئے،
سفرت زواهرهن عن ازهار	اور ان کی چمک سے کلیاں نمودار ہوئیں،
مثلت على شاطي المجرة نرجسا	کہکشاں کے ساحل پر نرگس کا منظر پیش کیا،
تصطف منه على خليج جارى	جیسے وہ کسی خلیج کے کنارے صف آرا ہو،
وكانما بدر التمام بجنحه	اور اس تاریکی میں بدر کامل امام کے چہرے سے
	ملتا جلتا تھا،
وجه الامام بمحفل جرار	جب وہ فوج کے درمیان کھڑے ہوں،
وكأنما خمس الثريا راحته	گویا ثریا کا پانچواں حصہ ہتھیلی کی مانند ہے،
ذرعت مسير الليل بالاشبار	جس نے رات کی مسافت کی پیمائش بالشت سے کی،
أسرجت من عزمي مصابيحا بها	تم نے اپنے ارادوں کا چراغ ان میں روشن کر دیا ہے،
تهدي السراة لها من الاقصار	جس سے دور دراز کے چلنے والے راستہ پاتے ہیں،
وارتاح من بازي الصباح غرابه	اور صبح کے باز کی آمد سے رات کا کوا
لما أطل فطار مستهل مطار	مسرور ہوا، اور خدا جانے کدھر پرواز کر گیا،

[1] اس شعر کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا اس لئے ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

وعزيبة قطعت اليك على الونى	اور ایک عجب سواری جس نے تمہارے لئے
بيدا تبيد بهاهموم السارى	میدانوں کو آہستہ آہستہ طے کیا ہے'
تنسيه طيبته التى قد أمها	جہاں چلنے والے اپنے ارادے فراموش کرجاتے ہیں
	ایسا میدان جس کا چلنے والا اپنا مقصود سفر تک
	فراموش کرجائے'
والوكب ينهامية الاخبار	اور سواروں کا پتہ نہ معلوم ہوسکے' ص۲۲۹
يقتادها من كل مشتمل الدجى	ایسی تاریکی میں وہ ہانکتا ہوا آیا'
وكأنما عيناه جذوة نار	گویا اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں'
تشدو بمد المستغين حداتها	اس کے حدی خواں مستغین کی تعریف کا راگ گاکر
يتعللون به على الاكوار	سواریوں پر دل بہلاتے ہیں'
ان مسهم لفح الهجير أبلهم	اگر کہیں انھیں دوپہر کی لو لگ جائے'
منه نسيم ثنائك المعطار	تو تیری تعریف کی معطر ہوا آرام دینے کیلئے
	کافی ہے'
خاضوا بها لجج الفلا فتخلصت	انھوں نے اس سواری کے ساتھ میدانوں کو قطع کیا
منها خلوص البدر بعد سرار	اور اس سے اس طرح نکلے جیسے بدر چھپنے کے بعد
	جلوہ گستر ہوتا ہے'
سلمت بسعدك من غوائل مثلها	تیرے اقبال کے طفیل مصیبتوں سے بچ گئے'
وكفى بسعدك حاميا لذمار	اور تیرا حسن اقبال حفاظت کیلئے کافی ہے'
وأتتك يا ملك الزمان غريبة	اے زمانے کے بادشاہ تیرے پاس یہ عجیب وغریب
	چیز آئی'
قيد النواظر نزهة الابصار	جو نگاہوں کے لئے تفریح اور باعث اعجاب ہے'
موشية الاعطاف رائقة الحلى	جس کی پسلیاں آراستہ ومزین ہیں'
رقمت بدائعها يد الاقدار	جس کے نقش ونگار خود دست قدرت نے
	بنائے ہیں'
راق العيون اديمها فكانه	اس کی جلد آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے

Marfat.com

من روض تفتتح من شقيق بهار	جیسے باغ میں بہار کے پھول نکل آئے ہوں،
ما بين مبيض و أصفر فاقع	سپیدی تیز زردی کے ساتھ ملی ہوئی ہے،
سال اللجين به خلال نضار	گویا سونے کے درمیان چاندی پگھلائی گئی ہے،
يحكي حدائق نرجس ني شاهق	حسن و ندرت کے اعتبار سے نرگس کی آنکھیں معلوم
	ہوتی ہیں،
تنساب فيه أرا قم الأنهار	جیسے اُس پر نہروں کے سانپ رینگ رہے ہوں
تغد وقوائم كالجذوع وفوقها	شاخوں کی طرح پاؤں کھڑے ہیں اور اُن کے اوپر
جبل أشم بنوره متواري	ایک بلند پہاڑ اُس کی روشنی میں چھپا ہوا ہے،
وسمت بجيد مثل جذع مائل	اور صراحی دار گردن کے ساتھ گردن اونچا کرتا ہے،
سهل التعطف لين خوار	جو نرم و نازک ہے،
تستشرف الجلراتا مندتر ائبا	اُس کا سینہ دیواروں تک آتا ہے،
فكأنما هو قائم بسنا س	گویا کہ وہ ایک روشنی کی لاٹ لئے کھڑا ہے،
تاهت بكلكلها وأتلع جيدها	اپنے سینے پر فخر کرتا ہے اور گردن بلند کر کے
ومشى بها الاعجاب مشي وقار	وقار اور تبختر کے ساتھ چلتا ہے،
خرجوا اليها الجم الغفير وكلهم	اس کے دیکھنے کے لئے بڑا مجمع نکلا،
متعجب من لطف صنع الباري	اور سب کے سب صنعت باری سے متعجب ہیں،
كل يقول لصحبه قوموا انظروا	ہر شخص اپنے ساتھی سے کہتا نظر آتا ہے،
كيف الجبال تقادبا الأسيار	دیکھو پہاڑ کس طرح لگام سے ہانکے جاتے ہیں،
ألقت بباب رحلها ولطالما	تیرے دربار میں اُس نے اپنا سامان سفر ڈال دیا ہے،
ألقى الغريب به عصا التسيار	اور مسافر تو ہمیشہ تیرے دربار میں قیام کرتے ہیں،
علمت ملوك الارض انك فخرها	دُنیا کے بادشاہ جانتے ہیں کہ تو اُنکے لئے باعث فخر ہے،
فتسابقت لرضاك في مضمار	تیری خوشنودی حاصل کرنے میں وہ ایکدوسرے سے
	آگے بڑھنا چاہتے ہیں،
يتبوّؤن به وان بعد المدى	دوری مسافت کے باوجود تیرے بلند مرتبہ کے باعث
من جاهك الاعلى أعز جوار	بہترین جگہ ٹھہرتے ہیں،

Marfat.com

فارفع لواء الفخر غير مدافع
واسحب ذيول العسكر الجرار
واهنأ بأعياد الفتوح مخولا
ما شئت من نصر ومن انصار

تو فخر کا علم بلند کر کہ کوئی مقابل نہیں
اور لشکر جرار کے ساتھ فوج کشی کر
اور فتوح کی عید سے مسرور ہو
اس حال میں جتنی مدد یا مددگاروں کی ضرورت ہو
تجھے حاصل ہو

ص ۲۳

وإليكها من روض فكري نفحة
شف الثناء بها على الأزهار

اور گلستان فکر کے چند گلدستے حاضر خدمت ہیں
ان میں ایسی تعریفیں ہیں جو کلیوں سے چٹک کر
کرتی ہیں

في فصل منطقها ودائق رسمها
مستمتع الأسماع والأبصار
وقليل من أصغى لها فكأنما
غاطيته منها كؤس عقار

جو اپنی زبان اور بندش کی خوبی میں
کان اور نگاہوں کے لئے باعث طرب ہیں
جن کا سننے والا فرط مسرت سے جھومنے لگتا ہے
جیسے کہ میں نے شعر کے بدلے شراب ارغوانی کے
جام دئے ہوں

اور شب میلاد کو جب سلطان اپنے دربار کی مجلس سے فارغ ہوئے تو انھوں نے سلطان کو ایک قصیدہ سنایا جس کے دو شعر یہ ہیں:-

تأمل أطلال الهوى فتألما
وسيما الجوى والسقم منها تعلما
أخو ذفرة هاجت له منه ذكره
فأنجد في شعب الغرام وأتهما

محبت کی نشانیاں دیکھ کر وہ ملول ہوا
اور درد و آزار کے آثار اس پر نمایاں ہوئے
وہ عاشق زار جسے یاد نے برانگیختہ کر دیا ہے
محبت کی گھاٹیوں میں چکر لگانے لگا

یہ قصیدہ طویل ہے اور تقریباً نوے اشعار پر مشتمل ہے،

اور ایک شکار کے سلسلہ میں سلطان کے سامنے یہ نظم گزاری جس میں اُن کے اشہب فکر نے خوب خوب جولانیاں دکھائی ہیں، کہتے ہیں:-

حياك يا دار الهوى من دار
نوء السماك بديمة مدرار
وأعاد وجه رباك طلقا مشرقا

اے منزل محبوب تو بھی کس قدر محبوب ہے
آسمان کی بدلیاں تجھ پر برسا کریں
اور تیری منزل کا چہرہ پھر سرسبز

Marfat.com

فتضاحکا بمباسم النوار	اور کلیوں کی کثرت سے ہنستا ہوا معلوم ہوا،
أمذکری دار الصبا بتروالهوی	اے محبت و عشق کی یاد دلانے والی
حیث الشباب یروق عن نضار	جہاں کہ جوانی پھوٹی پڑتی تھی،
عاطیتنی عنها الحدیث کانما	تو نے مجھے محبت کی باتیں کیا سنائیں
عاطیتنی عنها کؤس عقار	یا وہ انگبین کا ایک جام عطا کر دیا،
ایه وان أذکیت نار صبابتی	پھر سنا، اگر تو نے عشق کی آگ بھڑکا دی،
وقدحت زند الشوق بالتذکار	اور یاد سے تیری آتش فراق تیز کر دی،
یازاجرالاظعان وهی مشوقة	اے کوچ کرنے والوں کو متنبہ کرنے والے
اشبهتها فی زفرتی وأواری	میں بھی اپنے عشق اور درد محبت میں اس سے مشابہ ہوں
حنّت الی نجد ولیست دارها	محبوبہ نے نجد کا اشتیاق ظاہر کیا حالانکہ وہ اُس کا گھر نہیں،
وصبت الی هند یة والقفار	اور ہندیہ اور القفار کی طرف مائل ہوئی،
شاقت بهبرق الحمی واعتادها	دیار محبوب کی بجلیوں نے اُسے پُر شوق کر دیا،
طیف الکری وبمثلها المزوار	اور خواب میں خیال محبوب نے حسب دستور زیارت کی،
هل تبلغ الحاجات ان همتها	کیا وہ ہماری ضرورتوں کو پورا کرے گی
ان الوفاء سجیة الاحرار	اُسے کرنا چاہئے، کیونکہ ایفائے عہد شرفا کا شعار ہے،
عرض بذکری فی الخیام وقل اذا	خیموں میں ضمناً میرا ذکر کرنا اور عقیق پہنچ کر
جئت العقیق مبلغ الاوطار	حاجتوں کے پورا کرنے والے سے کہنا،
عاریة وهک یا ابنة الحیین ان	اے دو قبیلوں کی بیٹی، تیرے لئے باعث عار ہے،
تلوی الدیون وأنت ذات یسار	کہ ادائے فرض میں تاخیر کرے حالانکہ تو صاحب حیثیت ہے،
أمنعت میسور الکلام أخا الهوی	اُس نے عاشق کو معمولی گفتگو سے بھی محروم کر دیا،
وبخلت حتی بالخیال السامری	اور رات کو آنے والے خیال سے بھی بخل کرنے لگی،
وأبان جاری الدموع عذرهیامه	اُس کی محبت نے اشکوں کا سیلاب جاری کر رکھا ہے،
لکن اضعت لرحقوق الجیاد	لیکن تو نے ہمسائگی کے حقوق کا خیال نہ کیا،
هذا وقومک ما علمت خلالهم	حالانکہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے، تیری قوم

ص ۲۳۱

اوفی الکرام بذمۃ وجوار	عہد وحقوق جوار کا خیال رکھنے میں سب سے آگے ہے
اللہ فی نفس شعاع تکلما	اس قلب پریشان کا خدا حافظ
ھبت النسیم تطیر کل مطار	جو نسیم کے چلتے ہی خدا جانے کہاں پرواز کر جاتا ہے
باللہ یالمیاء ما منع الصبا	اے لمیاء تجھے خدا کا واسطہ، ذرا بتانا
ان لا تھب بعرفک المعطار	کہ یا دصبا تیرے زلفوں کی لپٹ لیکر کیوں نہیں آئی
یابنت من تشدو الحداۃ بذکرہ	اے اُسکی بیٹی جس کی یاد کا نغمہ
متعللین بہ علی الاکوار	حدی خوان سواریوں پر دل بہلانے کیلئے گاتے ہیں
ماضر نسمۃ حاجر لو أنھا	حاجر کی ہوا کا کوئی نقصان نہیں، اگر
اھدت لنا خبرا من الاخبار	ہمیں کوئی خبر پہنچاتی
ھل بانر من بعدنا متأود	کیا اس کی بان اب تک
متجاوب ملزم الاطیار	ترنم خیز آواز کے ساتھ لچکتی ہے
وھل الظباء الآنسات کعھدنا	اور کیا پہلے کی طرح اب بھی نازک ہرنیاں
یصرعن أسد الغاب وھی ضواری	جنگل کے شیروں پر غالب آتی ہیں
یفتکن من قاماتھا ولحاظھا	کیا اب تک اپنے قد وقامت اور نگاہوں سے
بالمشرفیۃ والقنا الخطار	مشرقی تلواروں اور تیز نیزوں کیطرح قتل کرتی ہیں
اشعرت قلبی حبھن صبابۃ	میں نے اپنے دل میں ان کی محبت داخل کرلی
فرمیننی من لوعتی بجمار	تو انھوں نے درد محبت کی آگ سے مجھے جلا مارا
وعلی الکثیب سوانح من الحلی	اور بالو کے ٹیلے پر سرخ زیور والیاں ہیں
بیض الوجوہ یصدن بالافکار	جن کے چہرے خوبصورت ہیں اور افکار سے
	شکار کرتی ہیں
لکن یوم النفر جدن لنا بما	لیکن اجتماع کے دن انھوں نے
عودننا من جفوۃ ونفار	حسب عادت تر شروئی اور نفرت کا اظہار کیا
یاابن الالی قد احرزوا خصل العلا	اگر ان لوگوں کے بیٹے! جنھوں نے بلند خصائل حاصل کئے
وسموا بطیب اروۃ ونجار	اور حسب ونسب کے اعتبار سے سربلند ہوئے
وتنوب عن صوب الغمام اکفھم	جن کی ہتھیلیاں بارش کی

Marfat.com

وتنوب اوجههم عن الاقمار
من آل سعد رافعی علم الهدیٰ
والمصطفین لنصرة المختار
اصبحت وارث مجدهم وفخارهم
ومشرف الاعصار والامصار
وجد کما حسن الصباح نقابه
ویدا تمد انامل بحار
جدت دون الدین عزمة اروع
جددت منها سنة الانصار
حطت البلاد ومن حوته ثغورها
وکفی بسعدک حامیا الذمار
لله رحلتک التی نلنا بها

اجر الجهاد ونزهة الابصار
اوردتنا فیها الجود مورد ا
مستعذب الایراد والاصدار
وافقت فینا من ندا ک مواهبا
حسنت مواقعها علی التکرار
اضحکت ثغر الثغر لما جئته
وخصصته بخصایص الایثار
حتی الفلاة نقیم یوم وردتها
سنن القری بتلالؤ الانوار
وسرات عقاب الجو تهدیک الذی
تصطاد من وحش ومن اطیار
والارض تعلو انک الغوث الذی

اور چہرہ چاند کی قائم مقامی کرتی ہیں،
جو کہ سعد کی اولاد سے ہیں، اور علم بلند کرنیوالے ہیں،
اور رسول اللہ کی مدد کے لئے انتخاب کرلئے گئے ہیں،
تم ان کی بزرگی اور فخر کے وارث ہوئے،
اور زمانہ اور ملکوں کے لئے باعث عزت ہوئے،
چہرہ ایسا روشن معلوم ہو کہ صبح نے اپنا برقع اٹھا دیا،
سخاوت میں ہاتھ سمندروں کا مقابلہ کرتے ہیں،
دین کی حفاظت کیلئے تم نے ارادہ مستحکم کرلیا،
اس طرح تم نے انصار کی سنت کی تجدید کی،
ملکوں اور اُن کے باشندوں کے محافظ ہوئے،
اور تمھاری خوش اقبالی حفاظت کیلئے بہت کافی ہے،
تمھارا وہ اقدام بھی کیا اچھا تھا، جس سے ہم نے
سیر و تفریح کے
علاوہ جہاد کا ثواب بھی حاصل کیا،
تم نے ہمیں اپنی سخاوت کے گھاٹ پر اُتارا،
جس کا آغاز و انجام سب شیریں ہے،
اور تم نے اپنی سخاوت کے اتنے عطیے دئے
کہ تکرار کے باوجود نہایت خوش آئند تھے،
تم نے اپنی آمد سے اس حصہ کو خنداں بنا دیا،
اور خاص عنایت سے اُسے نوازا،
تمھارے ورود کے استقبال میں،
میدان بھی انوار کی چمک کیساتھ ضیافت کرتے ہیں،
اور فضا کے عقاب بھی اپنے شکار کردہ
پرندوں کا تحفہ لانے لگے
زمین بھی جانتی ہے کہ تمھیں وہ بدلی ہو

تضفی علیها واقی الاستار
ولوب ممتد الاباطح موحش
عالی الربا متباعد الاقطار
هل المسارح لایراع قنیصه
الا لنبأة فارس مغوار
سرحت عنان الریح فیه وربما
القت بساحته عصا التسیار
باکرته والافق قد خلع الدجی
مسحا لیلبس حلة الاسفار

وجری به نهر النهار کمثل ما
سکب النسیم سلافة من قار
عرضت به المستنفرات کانها
خیل عراب جلن فی مضمار
اتبعتها غرر الجیاد کواکبا
تنقض رجمانی سماء غبار
والهادیات یومها عبل الشوی
مستدفق کتدفق التیار
ازجیتها شقراء رائقه الحلی
فرمیته منها بشعلة نار
اثبتّ فیه الرمح ثم ترکته
خضب الجوانح بالدم المتوار

جو اپنی بارش سے اُس کی پردہ پوشی کرتی ہے،
اور کتنے چٹیل وحشت خیز میدان تھے،
جن کے ٹیلے اونچے اور منزلیں دور تھیں،
جس کی چراگاہیں عام، اور وہاں شکاروں پر
بہادر جنگجو کے سوا کوئی قابو نہیں پاسکتا،
ہوا بھی وہاں آزاد تھی اور کبھی
وہاں ٹھہر جایا کرتی تھی،
ایسے جنگل میں تم صبح کو گئے، اس حال میں کہ
روشنی کا لباس پہنانے کے لئے تاریکی اپنا لباس
اتار رہی تھی،
اور وہاں صبح کا چشمہ اس طرح جاری تھا،
جیسے بادِ نسیم نے شراب کا جام لنڈھا دیا ہو،
اس میں وحشی جانور اس طرح سامنے آئے،
کہ معلوم ہوتے تھے کہ عربی گھوڑے میدان میں
چکر لگا رہے ہیں،
تم نے اُن کے پیچھے ستاروں کی طرح شریف
گھوڑے دوڑائے،
جو گرد و غبار کے آسمان میں ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے تھے،
ان تیز رفتار گھوڑوں کے آگے ایک مضبوط
گھوڑا تھا،
جو موجوں کی طرح اچھلتا کودتا تھا،
تم نے ایک راستہ چتلے رنگ کا گھوڑا پکڑا،
اور اُس سے شکاروں پر آگ کا شعلہ پھینکا،
اس میں تم نے نیزہ پیوست کیا،
جس نے پسلیوں کو بہتے خون سے رنگین کر دیا،

حامت علیہ الذابلات کانھا
طیراوت منہ الی أوکار
طفقت اراینہ غداۃ اثرتھا
تبغی الفرار ولات حین فرار
بمل ینفح الباع الطویل وقد غدت
یوم الطراد قصیرۃ الاعمار
من کل منخفز بلحتہ مبارق
فاتت خطاہ مدارک الابصار
وجوارح سبقت الید طلابھا
فکانما طالبنہ بالثار

سود وبیض فی الطراد تتابعت
کاللیل طاردہ بیاض نھار
تزجی بھا وھی الحنایا ضمرا
مثل السھام نزعن عن اوتار
وبکل فتخاء الجناح اذا رنت
ذکرتھا نجم السماء الساری
زجل الجناح مصفق کمن الردی
فی مخلب منہ وفی منقار
اجلی الطریدین الوحوش وان رمی
طیرا أتاک بہ علی مقدار
واریتنا الکسب الذی اعدادہ
ملأت جلا اعین النظار
بیض وصفر خلت مطرح سرحھا

نیزہ اُس پر اس طرح منڈلا رہا تھا،
جیسے پرندے گھونسلوں میں جانا چاہتے ہیں،
جس صبح کو تم نے سب کو بھڑکایا، خرگوش
بھاگنا چاہتے تھے مگر بھاگنے کا موقع کہاں تھا
لانبے ہاتھ کیا کام دے سکتے ہیں جب کہ
لڑائی کے دن ان کی عمر کم ہو چکی تھی،
ایسے شکار تھے جو بجلی کی کوند کی طرح اچھلتے تھے،
جن کے قدم نگاہوں کی رفتار سے زیادہ تیز تھے،
اور ایسے شکاری جانور جو اپنے مطلوب سے پہلے
اُس کے پاس آگئے گویا کہ وہ اُسے دیت میں
طلب کرتے تھے،

سیاہ وسپید ہر قسم کے جانور مقابلہ میں آگے پیچھے آئے،
جس طرح کہ رات کے بعد دن کی سپیدی آتی ہے،
دُبلے جھکے ہوئے ہونے کے باوجود اپنے کو دور
پھینکتے تھے،
جیسے تیر کمان سے گھبرا گیا ہو،
اور جب جوڑ سے بازوؤں والی گرتی ہے،
معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کا شب نورد ستارہ ہے،
بازو مضبوط اور شکار کرنے والے ہیں، جن کے
پنجوں اور چونچ میں موت چھپی ہوتی ہے،
تیز بھاگنے والے جانوروں کو دور نکال دیا اور جب
پرندے کا شکار کرتا ہے تو انھیں وقت پر لے آتا ہے،
اور تم نے وہ کارنامہ دکھایا جس کے نمونے
دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتے ہیں،
ایسے سفید اور زرد جن سے کرنے کی جگہ

Marfat.com

روضا تفتح من شقیق بهار من کل موشی الادیم مفوق رقمت بد ائعه ید الاقدار	اس باغ سے مشابہت رکھتی ہیں، جس میں بہار کے پھول کھلے ہوں، جن کی بالائی سطح منقوش اور نفیس ہو، جس کی نقش و نگاری کلیوں نے کی ہے،
خلط البیاض بصفرۃ فی لونه فتری اللجین یشوب ذوب نضار او اشعل راق العیون کانه غلس تخالطه سدفة بنهار	اس کے رنگ میں سپیدی زردی سے مل گئی، جیسے سونے پر چاندی کا کام ہو، یا آگ کے مثل روشن و نظر فریب ہے، معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی تاریکی یک بیک روشنی سے مل گئی،
سرحت بمخضر الجوانب یانع تنساب فیه اراقم الانهار قدار ضعتر الساریات لیاتها وحلان فیه ازرّة النوار اخذت سعودک حذرها فلحکمة اغرت جفون المزن باستعبار	ایسے سرسبز چراگاہوں میں چھوڑ دی گئی ہیں جہاں نہریں سانپ کی شکل میں رینگتی نظر آتی ہیں، جنھیں رات کو برسنے والی بدلیوں نے اپنا دودھ پلایا ہے جس سے کلیاں کھل گئیں، تمھاری خوش اقبالی نے اُس سے احتیاط کیا، آخر کسی حکمتہ ہی کے سبب بدلیوں کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہوا،
لما ارتک الشمس صفرۃ حاسد بجبینک المتالق الانوار	جب آفتاب نے تمھیں وہ زردی دکھائی جو تمھارے روشن، چمکدار چہرہ سے حسد کے بار سے اس پر آگئی تھیں،
نفثت علیک السحب نفثة معوذ من عینها المتوقع الاضرار فارفع لواء الفخر غیر مدافع واسحب ذیول العسکر الجرار	بدلیوں نے تعویذ کے طور پر تمھیں پھونک دیا، تاکہ آفتاب کی نظر بد کا اثر نہ پڑے) پھر کیا ہے، فخر کا جھنڈا بلند کرو، تمھارا کوئی مقابل نہیں اور بڑی فوجوں کے ساتھ حملہ کرو،
واهنأ بمقدمک السعید مخولا	اور اپنی مبارک آمد سے مسرور ہو،

Marfat.com

ماشئت من عز ومن انصار	اس لئے کہ تم بے پایاں عزت اور مددگاروں کے مستحق ہو،
قد جئت دارک محسنا ومؤملا	میں تمہارے دربار میں امید لے کر حاضر
متعت بالحسنی وعقبی الدار	ہوا ہوں خدا تمہیں نیکی اور آخرت میں مرتبہ عطا کرے،
واليكها من روض فكري نفحة	اور یہ میرے باغ فکر کی لپٹ تحفہ میں پیش ہے،
شفّ اثناء بها على الازهار	جس کی تعریفیں پھولوں کی غمازی کریں گی،
تغزل میں کہتے ہیں :-	
رضيت بما تقضي علي وتحكم	تمہارے فیصلے اور حکم پر میں راضی ہوں،
اهات فأقصى ام أعز فأكرم	خواہ ذلت کی انتہا ہو یا عزت کی سربلندیاں ہوں،
اذا كان قلبي في يديك قياده	جب میرے دل کی باگ تمہارے ہاتھوں میں ہے
فما لي عليه في الهوى أتحكم	پھر میں محبت میں بڑھ بڑھ کر کیوں بول رہا ہوں
على ان روحي في يديك بقائها	مگر یہ کہ میری روح تمہارے اختیار میں ہے،
بوصلك تحيي او بهجرك تحدم	اُسے وصل سے زندگی عطا کرو، یا فراق سے مار دو،
وانت الى المشتاق نار وجنة	تم عاشق کے لئے جنت بھی ہو جہنم بھی ہو،
ببعدك تشقى وبقربك ينعم	وہ تمہاری نزدیکی سے شاد کام ہوتا ہے اور دوری سے مبتلائے محن،
وفي كبدي نار اذا ما ذكرتهم	تم جب یاد کرتے ہو تو میرا جگر پھر اک اُٹھتا ہے،
وقلبي بنيران الهوى يتضرم	اور دل محبت کی آگ سے جلنے لگتا ہے،
ولو كان سالي منك بالبرق ما سرى	اگر بجلی کو میری سی محبت ہوتی، تو وہ نہ چلتی،
ولا استصحب الانواء تبكي وتبسم	اور نہ پھر کے ساتھ ہنستی مسکراتی،
واراعي نجوم الافق في الليل ما دجا	رات کی تاریکی میں افق کے تارے گنتا رہتا ہوں،
واقرب من عيني للنوم انجم	اور رات بھر جاگتا ہوں،
وما زلت اخفي الحب عن كل عاذل	اور میں ہمیشہ محبت کو ملامت کرنیوالوں سے چھپاتا رہتا ہوں،
وتبدي دموع الصب ما هو يكتم	اور محبت کے آنسو اُسے ظاہر کرتے رہے،

ص ۲۳۳

Marfat.com

کسانی الھوی ثوب السقام وانما	محبت نے مجھے بیمار ہی کا لباس پہنایا'
متی صح حب المرء لاشیئ یسقم	اور جب محبت صحیح ہو تو پھر کوئی چیز بیمار نہیں ہوتی'
فیامن لہ الفعل الجمیل سجیۃ	اے وہ' کہ اچھا کام اُسکی خصلت میں داخل ہے'
ومن جودیمناہ الحیا یتعلم	اور اُس کی سخاوت سے بدلی برسنا سیکھتی ہے'
وعندیروی الناس کل غریبۃ	اور لوگ اس سے ایسی روایتیں کرتے ہیں'
تخط علی اصفح الزمان وترسم	جو لوح زبان پر ہمیشہ ثبت رہیں گی'
اذا انت لم ترحم خضوعی فی الھوی	اگر محبت میں میری نیازمندی پر تم
فمن ذا الذی یحنی علیّ ویرحم	رحم نہیں کروگے تو پھر کون مجھ پر شفقت کرے گا'
ووالله ما فی الحی حی ولا بیل	قسم خدا کی' قبیلے میں کوئی ایسا شخص نہیں'
رضاک وعمتہ ایادوانعم	جو ممنون کرم ہونیکے باوجود تمھاری بخشش سے
	فیضیاب نہ ہوا ہو'
ومن قبل ما ھو قلتنی کل نعمۃ	اور میں تو تمھارا پرانا ممنون کرم ہوں'
کانی وایاھا سوار ومعصم	گویا کہ میرے اور تمھارے احسانات کی مثل
	کنگن اور کلائی کی ہے'
وفتحت لی باب القبول مع الرضا	اور رضامندی کے ساتھ تم نے قبولیت کا دروازہ
	کھول دیا تھا پھر کیا بات ہے کہ
فمابال ذاک الباب عنی مبھم	دروازے کا پتہ نہیں چلتا'
ولوکان لی نفس تخونک فی الھوی	اگر میرا دل تمھاری محبت میں خیانت کرسکتا
لفارقتھا طوعا وما کنت آندم	تو میں بلا ندامت اُسے چھوڑ دیتا'
واترک اھلی فی رضاک الی الاسی	اور اپنے اہل وعیال کو تمھاری رضا پر
واسلم نفسی فی یدیک واسلم	چھوڑ دیتا اور اپنی جان تمھارے سپرد کردیتا'
اما والذی اشقی فوادی وقادنی	اسکی قسم جس نے دل کو درد وکرب میں مبتلا کیا ہے'
وان کان فی تلک الشقاوۃ تنعم	اگرچہ اس تکلیف میں بھی راحت ہے'
لانت منی قلبی ونزھۃ خاطری	تم دل کی تمنا اور قلب کی راحت ہو'
ومورد آمالی وان کنت احرم	اور مایوسی کے باوجود امیدوں کا منبع ہو'

Marfat.com

اور ایک مختصر قطعہ ہے :-

لقد زادنی وجدا واغری بی الجوی	میری محبت اور درد فراق میں اس فتیلے نے
ذبال باذیال الظلام قد التفا	زیادتی کردی جو تاریکی کے دامن میں لپٹا ہوا ہے'
تلوح سنا ناحین لا تنفخ الصبا	نیزے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جب باد صبا
وتبدی سوارا حین حثنی لہ العطفا	تھمتی ہے اور جب ہوا رخ پھیرتی ہے تو کنگن کی
	شکل میں چمکتا ہے'
قطعت بہ لیلا یطارحنی الجوی	میں نے فراق ورنج کی رات اسی سے طے کی'
فآونۃ یبدو وآونۃ یخفی	کبھی ظاہر ہوتا تھا اور کبھی پوشیدہ'
اذا قلت لا یبدو اشال لسانہ	جب میں کہوں کہ نہیں ظاہر ہوتا ہے تو اپنی زبان
	نکالتا ہے'
وان قلت لا یخبو ایضیاء یدکفا	اور جب کہوں کہ بجھتا نہیں تو فوراً روشنی رک جاتی'
الی ان افاق الصبح من غمرۃ الدجا	تا آنکہ صبح نے تاریکی کے بھنور سے نجات دی'
واھدی نسیم الروض من طیبہ عرفا	اور باغ کی ہوا نے اپنی خوشبو کی لپٹ بھیجی
لک اللہ یا اصباح اشبہت مہجتی	اے صبح اللہ تجھے قائم رکھے تو میرے دل سے
وقد شفہا من لوعۃ الحب ما شفی	مشابہ ہوگئی اس حال میں کہ سوز محبت نے اسے
	کم زور کر دیا'

اور ایک خط کے آغاز میں یہ شعر لکھے ہوئے تھے :-

ازور بقلبی معہد الانس والھوی	میں اپنے دل میں دیار انس ومحبت کی زیارت کرتا ہوں'
واسلب من ایدی النسیم رسائلا	اور ہوا کے ہاتھوں سے خطوط چھین لیتا ہوں'
وھم سالت البرق یھفو من الحمی	اور جب میں نے دیار محبوب سے نکلتے وقت بجلی سے پوچھا تو
یبادرہ دمعی مجیبا وسائلا	جواب وسوال کیلئے آنسو فوراً پیشقدمی کرتے تھے'
فیالیت شعری والامانی تعلل	اگرچہ آرزوئیں بہلاتی ہیں کاش مجھے علم ہوتا'
ایوعی لی الحی الکرام انو سائلا	کہ کیا ہمارے اہل قبیلہ وسائل کی پرواہ کریں گے'
وھل جیرتی الاولی کما قد عہدتم	اور کیا میرے پرانے ہمسائے دستور محبت کے مطابق
یوالون بالاحسان من جاء سائلا	سوال کرنے والے کے ساتھ نیکی کریں گے' یا نہیں'

Marfat.com

ان کے عشقیہ اشعار میں سے یہ ہیں:-

فيادى قد تملكه الغرام	عشق محبت پر حاکم ہے،
ووجدى لايطاق ولايرام	اور میری محبت ناقابل برداشت ہے،
ودمعى دونه صوب الغوادى	میرے آنسو بدلیوں کی بارش سے بڑھ کر ہیں،
وشجوى فوق مايشدو الحمام	اور میری آہ کبوتروں کے نغموں سے کہیں زیادہ ہے
اذا ما الوجد لم يعرج فؤادى	اگر عشق میرے دل کو نہیں چھوڑتا
على الدنيا وساكنها السلام	تو دنیا اور اہل دنیا کو میرا سلام

اور کہتے ہیں موضوع خود اشعار سے ظاہر ہوگا:-

ومشتمل بالحسن احوى مهفهف	ایک حسین نازک اندام
قضى رجع طرفى من محاسنه الوطر	جس کے محاسن کو میری آنکھوں نے خوب جی بھر کر دیکھا
فابصرت اشباه الرياض محاسنا	تو نے خوبیوں کو باغ کے مثل دکھایا،
وفى خده جرح بدا منه لى اثر	اور اُس کے رخسار پر ایک زخم تھا، جس کا اثر مجھ پر ہوا،
فقلت لجلاسى خذوا الحذر انما	میں نے ساتھیوں سے کہا کہ احتیاط کرو
بدا وصب من اسهم الغنج والحور	کہ اُسے شوخی اور آنکھوں کی تیر اندازی کی بیماری ہے
ويا وجنة قد جاورت سيف لحظه	اے وہ رخسار جو نگاہوں کی تلوار کے ساتھ ہے،
ومن شانها ان تدمى من اللمح والبصر	حالانکہ وہ دیکھنے سے زخمی ہو جاتا ہے،
تخيل للعينين جرحا وانما	دونوں آنکھوں کو زخم معلوم ہوا،
بدا لمحلف منه على صفحة القمر	حالانکہ اسی کا داغ چاند پر نمایاں ہو گیا ہے

اور فخر میں کیا اچھا کہتے ہیں:- ص ۲۱۴

الا ئمتى فى الجود والجود شيمتى	اے بخشش پر مجھے ملامت کرنے والو،
جبلت على آثارها يوم مولدى	سخاوت میری پیدائشی خصلت ہے
ذرينى فلو انى أخلد بالغنى	مجھے چھوڑ دو، اگر تونگری سے میں ہمیشہ
لكنت ضنينا بالذى ملكت يدى	رہ سکتا تو میں اپنی مملوکہ چیزوں کے دینے میں بخل کرتا،

Marfat.com

ایک قطعہ ہے:-

لقد علم اللہ انی امرؤ
أجرّ ذیل العفاف القشیب
فکم غمض الدھر اجفانہ
وفازت قداحی بوصل الحبیب
وقیل رقیبک فی غفلۃ
فقلت أخاف الالہ الرقیب

خدا جانتا ہے کہ میں ایسا شخص ہوں،
جو عفت کا دامن نہیں چھوڑتا،
زمانہ نے بارہا چشم پوشی کی،
اور وصل حبیب کے مواقع میسر ہوئے،
اور لوگوں نے کہا کہ تیرا رقیب غافل ہے،
میں نے کہا کہ میں صرف اللہ سے ڈرتا ہوں جو نگہبان ہے

فقیہ ابو عبداللہ بن فرزدق نے کتاب "الشفاء" کی شرح کا آغاز کیا، تو ان سے کتاب طلب کی، اس سلسلہ میں انھوں نے یہ شعر کہے:-

ومسری رکاب للونی قد ونت بہ
بخائب سحب للتراب نزوعھا
تسلّ سیوف البرق أیدی حداتھا
فتنھلّ خوفا من سطاھا دموعھا
تعرضن غربیا یبتغین معرّسا
فقلت لھا مراکش وربوعھا

اور ایسی سست سواریوں کی گزرگاہ
جہاں ایسی بدلیاں ٹھہریں، جو زمین کی مشتاق تھیں،
اُس کے ہانکنے والے بجلی کی تلواریں کھینچتے ہیں،
اور اُس کے خوف سے اُن کے آنسو بہنے لگتے ہیں،
انھوں نے شب کو اقامت کیلئے پچھم کا رخ کیا،
تو میں نے اُس سے کہا کہ مراکش اور اُسکے مکانات
زیادہ مستحق ہیں،

لتستقی أجد اثابھا وضرائحا
عیاض الی یوم المعاد ضجیعھا
واجدر من تبکی علیہ اعتر
بصفحۃ طرس والمداد نجیعھا

وہاں قبروں اور تربتوں کی سیرابی کا ارادہ تھا،
جن میں قیامت تک عیاض آرام کرتے رہیں گے،
وہ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں کہ ان پر قلم
صفحۂ قرطاس پر روشنائی کے خون کے ساتھ
اشک افشانی کریں،

فکم من ید فی الدین قد سلفت لہ
یرضّی رسول اللہ عند صنیعھا
ولا شل تعریف الشفا بحقوقہ
فقد بان فیہ للعقول جمیعھا

دین پر ان کا کتنا احسان ہے، وہ اعمال
رسول اللہ کو خوش کرنے والے ہیں
اور شفا جیسی کتاب کی تعریف کسی کی نہیں ہوسکتی،
اسمیں کمال عقل کی بہترین مثالیں نمایاں ہوگئیں،

بمرآۃ حسن قد جلتہا ید النہی	ایسے حُسن کے آئینہ میں جسے عقل کے ہاتھ میں صاف کیا ہے'
فاوصافہ یلتاح فیہ بدیعہا	اس میں اُن کے بہترین اوصاف ظاہر ہوتے ہیں'
نجوم اہتداء والمداد یجنہا	ہدایت کے ستارے اور روشنائی اُنھیں چھپاتی ہے'
واسرار غیب والیراع یذیعہا	غیب کے اسرار قلم انھیں ظاہر کرتا ہے'
لقد حزت فضلا یا ابا الفضل شاملا	اے ابو الفضل' تونے بہترین فضل حاصل کیا'
فیجزیک عن نصح البرایا شفیعہا	شافع محشر تمہارے اس کام کا بدلہ دے'
وللہ ممن قد تصدی لشرحہ	اس کے شارح کی نیت بھی خدا کے لئے ہے'
فلباہ من غر المعانی سطیعہا	اس لئے کہ بہترین معانی نے ان کی ہدایت کی'
فکم مجمل فصلت منہ وحکمۃ	کتنی مجمل باتوں کی اس میں تفصیل ہوگئی'
اذا کتم الاد ماج منہ تشیعہا	اور کتنی پوشیدہ حکمتوں کے چہرے سے نقاب اُٹھ گیا'
محاسن والاحسان یبد وخلالہا	ایسی خوبیاں جن سے نیکی ظاہر ہوتی ہے'
کما افتر عن زہر البطاح ربیعہا	جیسے فصل بہار میں کلیاں کھل جاتی ہیں'
اذا ما اجلت العین فیہا تخالہا	اور اس میں نظر دوڑاؤ تو معلوم ہو'
نجوما بافاق الطروس طلوعہا	کہ کاغذ کے افق پر ستارے طلوع ہوگئے ہیں'
معانیہ کالماء الزلال الذی صفے	اس کے مطالب جمے ہوئے خالص پانی کی طرح ہیں'
والفاظہ در یروی نصیعہا	اور الفاظ موتی کے مانند'
ریاض سقاہا الفکر صوب ذکائہ	ایسا باغ جسے فکر کی بدلی نے سیراب کیا ہے'
فاخصب للوراد منہا مریعہا	اور آنے والوں کے لئے اُس کا منظر شاداب ہوگیا'
تفجر عن عین الیقین زلالہا	یقین کے چشمے سے اس کا پانی آتا ہے'
فلذ لارباب الخصوص شروعہا	اس لئے کہ مخلصین تلذذ کے ساتھ اس سے پیاس بجھاتے ہیں'
الا یا ابن جار اللہ یا ابن ولیہ	اللہ کے دوست کے بیٹے بزرگوں کی
لانت اذا عد الکرام رفیعہا	گنتی میں تم سب سے بڑھ کر ہو'
اذا ما اصول المرء طابت ارومۃ	جب انسان کے آباء واجداد اچھے ہوں تو

Marfat.com

فلا عجب اشبہتھا فی وعھا
بقیت لاعلام الزمان تنیلھا
ھدی ولاحداث الخطوب تروعھا

پھر جانشینوں کا ان کے مشابہ ہونا کوئی تعجب انگیز نہیں،
تم زمانے کو ہدایت کے راستے بتلانے کے لئے
اور زمانہ کی مصیبتوں کو مرعوب کرنے کیلئے سلامت رہو،

اور ان کی نظم و نثر کا ایک بہترین مجموعہ میرے پاس آیا تھا، اور اصل میں میرے یہ خط کا جواب تھا، جو میں نے بچوں کو لکھا تھا، جب کہ وہ سلطان کے ساتھ منکب میں تھے، لکھتے ہیں:۔

مالی بحمل الھوی یدان
من بعد ما اعوز التدانی
اصبحت اشکو الی زمان
مابت منہ علی امان
مابال عینیک تسجمان
والدامع یرفض کالجمان
ناداک والالف عنک وان
والبعد من بعدہ کوانی
یا شقۃ النفس من ھوان
فی لجج من اجر الھوان
لم یثنی عن ھواک ثان
یا بغیہ القلب قد کفانی

مجھے محبت برداشت کرنے کی طاقت نہیں،
جبکہ قربت دشوار ہو گئی،
میں زمانے کی شکایت کرنے لگا کہ کبھی اُس کی جانب
سے مامون نہیں رہا،
تمہاری آنکھیں کیوں اشکباری کر رہی ہیں،
اور یہ آنسو کیوں موتی کی طرح پھوٹ رہے ہیں،
تمھیں پکارا اس حال میں کہ دوست تم سے الگ ہے،
اور اس کے بعد دوری کی مثال بھی متکاسل کی ہے،
دل کو اس ذلت سے کتنی تکلیف ہوتی ہے جب
مصیبت کے سمندر میں غوطہ زنی سے ہو،
مجھے تیری محبت سے کبھی پھیرنے والے نے
نہیں پھیرا، اے دل کی آرزو وہ مجھے کافی ہے،

اے شام کو منھ پھیرنے والے، تیرا سنہری ٹکڑا کہاں جاتا ہے، حالانکہ عاشق پر راستہ تنگ ہے، محبت کے آفتاب میری آنکھوں سے چھپ گئے، اور دوری نے میرے اور اُس کے درمیان پردہ ڈال دیا ہے، اور اقامت و سفر کسی حال میں بھی تیری جگہ میرے دل میں اور میں تیرے چہرہ کی تشبیہ اور تخیل پر قانع ہونے والا نہیں تھا، اور آخر یہ تشبیہ کے ہار، تجھے کہاں سے مل گئے، جبکہ تو جبل سازی کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہے، اور تاریکی کا پردہ تیرے جسم پر صبح تک پڑا رہتا ہے، اور غروب کے بعد تیرے انتظار میں

۲۳۸ھ

قرضخواہ رہتے ہیں، جنکے ہاتھوں میں مطالبات ہوتے ہیں، اور اے بدلی کی بجلی تو کس پر دے سے مسکراتی ہے اور کس صبح کی نقالی کرتی ہے اور بدلی کے کس چہرے کی علامت رکھتی ہے، کیا دانتوں کی مسکراہٹ میرے اطراف نہیں کھیلتی، حالانکہ تیری مسکراہٹ برابر کام کرتی رہتی ہے، کبھی ہنستی ہے تو بدلیوں کو رلا دیتی ہے اور صبح و شام کی ہوا کو روک دیتی ہے جن کی آوازیں دور دور تک پہنچتی ہیں، انھیں نے بلند و پست مسافتوں کو طے کیا ہے، اور صبح کی تلوار سے بدلی کی نیام اور بجلیوں کا پرتلا بنایا ہے، کاش یہ مجھے ان لوگوں کی خبر دیتیں، جنھیں میں دل سے محبوب رکھتا ہوں، شاید کہ یہ آرزو پوری ہو اور اللہ ملاقات کی زمین میں ان کی سیرابی کو ملائے اور اس کی صحت بخش ہوا سے شوق کی پیاس بجھائے، اور ہماری آگ کو خلیل کی آگ سے بدل دے، اور جب میں مجاز کے لئے حقیقت ترک کرنے پر تیار نہ ہوں، بلکہ ملاقات کے پرانے قرض کی جلد ادائی پر اصرار کروں، تو ہوا سے دل بہلانے کا موقع بہت کم ہے، بہترین طبیب تو وہ ہے، جو بیمار ہونیکے باوجود لوگوں کا علاج کرے، میں صرف اللہ سے گلہ کرتا ہوں، اور کسی سے نہیں، وہ صرف ایک انسان ہے، جس کے فتیلہ پر شوق کی ہواؤں کا غلبہ رہتا ہے، حالانکہ شوق عرصہ کے بعد آزاد ہوا ہے، اور اجتماع پر فراق کو ترجیح دی ہے، اور ذوق کے بدلے صرف مشاہدہ اور بیان حال پر قانع نہیں ہوا، اور ایسا دل جس کے ٹکڑوں کو محبت نے تقسیم کر لیا ہے، اور جس کے حصے ہر جگہ ہیں، اور ایسے غم و آلام جو دل میں جگہ پا جانے کے بعد پھر الگ نہیں ہوتے، تو حکم اللہ ہی کا ہے۔ میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اے میرے وہ سردار جس کی ملاقات میرے افکار کو روشن کرتی ہے، اور قبولیت کی ہوائیں اُس کی جانب سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں، اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ان کی زندگی دراز کرے، تاکہ میری امیدیں بھی باقی رہیں، اگر وہ دور ہوتا ہے تو اُس کے احسانات نزدیک ہوتے ہیں، اور اگر نزدیکی نہ حاصل ہو سکی، تو اس کی بخشش کا فیض پہنچ ہی جاتا ہے، اور اُس کی سخاوت کی بدلیاں اُس کے روشن ادب کے پھل پیش کرتی ہیں، اگر اُس کی انگلیاں دستگیری نہ کر سکیں، تو

Marfat.com

اُس کی ہدایت مجسم خود مہربان ہو جاتی ہے' اے میرے سردار' جس کی بڑائیاں مشہور اور میرے ساتھ خاص طور پر بھی ہیں' اور جس کی تعریف کی خبریں خدام میں ہمیشہ بیان کی جاتی ہیں اور ایسی مدح وثنا جو سب کو حیرت میں ڈال دیتی ہے، اور ہر ایک اُس کے دیدار اور اس کی خوشہ چینی سے مراد پالیتا ہے، اور جس کے فرزندوں میں داخل ہونے کا شرف مجھے بھی حاصل ہے' اور اُن کی عنایت سے خاکسار بھی خدام خاص میں شمار ہوتا ہے' تیری بھلائی کی اللہ نگہبانی کرے' جو تمام نیکو کاروں کی خبرگیری کرتا ہے' رہا' آپ نے جو دور رس اور شیریں معانی بیان کئے ہیں' آپ کے نایاب معانی نیز بہترین اسلوب بیان کی تعریف سے زبان وقلم عاجز ہے' اور بڑے بڑے فصحا اور بدیع وبیان کے علما بھی اسکا مثل پیش نہیں کرسکتے' تو میں نے برجستہ گوئی کا گھوڑا عجلت کے میدان میں چھوڑا ہے' طبیعت اس میں جولانی دکھانے سے عاجز آگئی تھی' تو معلوم ہوا کہ اس خط کے پڑھنے والے کا فرض ہے کہ اس میدان میں پیروی کا قصد نہ کرے' اور حضور کے قلم کو مرد میدان مان لے اور پرانے اخلاق کو ترک کر کے حضور کے اخلاق کی اتباع کرے' جو سراسر نور ہدایت ہے' اس لئے کہ وہ خدا کی قسم اُسے باقی رکھیں گے' اور مہلکات ایام سے بچائیں گے' جبکہ شکایت کی حد ہوچکی' اور دوری کی دست درازیاں بہت ہوچکیں' اور مجرموں سے عتاب کا حکم اُٹھالیا' اور اس واسطہ کی نگہداشت کی' جس کا ذکر کتاب اللہ میں آیا ہے' اور جسے چاہا اپنے انعام سے سرفراز کیا' اور اپنا ارادہ خدا کی رضامندی پر مرکوز کردیا' اس لئے آپ کو علم ہے کہ کامیابی کی صورتیں انھیں کی رائے کے مطابق نمایاں کی جاتی ہیں' اور اُن کے پاکیزہ فکر کے نتائج عام ہوتے ہیں' اللہ اُن کی بہترین نعمتوں کا بدلہ دیگا' اور اُن کے بلند مرتبوں کی نگہداشت کرے گا' جس کے وہ زیادہ مستحق ہیں' اور گفتگو طویل ہوئی' اور قلم رک گئے' اور ہمارے سردار — خدا اُن کو حیات دے — کے لئے فضل اور برکت ہے اور دونوں جہاں میں اُن کا مرتبہ بلند کرے' اور اُنکے خادم ابن زمرک کا سلام خصوصی قبول ہو اور ان پر خدا کی رحمت اور برکتیں

نازل ہوں، نوشتۂ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۶۶۹ھ اور اسی طرح ایک رواں عبارت میں مجھے اس طرح خطاب کیا۔ "میرے علوم کے مالک اور ان کا فائدہ پہنچانے والے اور میرے ولی نعمت اور احسانات کو بار بار دہرانے والے، اور میرے مرتبہ کو بلند کرنے والے، میری امیدوں کے منبع، جن کی نعمتیں مجھ پر پے در پے ہوتی ہیں، اور اُن کے احسانات مجھ پر بہت ہوتے ہیں، ان کے احسانات کے شکریہ سے عجز کا اقرار کرتا ہوں، جنھوں نے دل اور ہتھیلیوں کو بھر دیا ہے، اور زبان تو زبان، آنکھیں اُن کی تعریف میں زبان کا کام کر رہی ہیں، اور ان کے وہ مختلف احسانات، اور بار بار ہونے والی نوازشیں، تو اب میں اس شخص کی تعریف میں کیا کہوں، جس نے مجھے آگے بڑھایا اور مجھے اپنی طرف منسوب ہونے کے بہترین مواقع دئے، اے، اللہ، اس ذات بابرکات کو ہمیشہ قائم رکھ، جس کی خدمت میرے لئے باعث فخر ہے اور جن کے احسانات کا بار گردن پر ہے،

من ۲۴

خلیلی ھل ابصرتما وسمعتما — اے میرے دوستو، کیا تم نے ان لوگوں میں سب سے زیادہ شریف آدمی کو

باکوم من تمشی الیھا عبیدھا — دیکھا ہے، جن کے غلام اُن کا رخ کرتے ہیں،

اے اللہ، مجھے اس کرم گستر کے شکریہ کی طاقت دے، جس کی عنایتوں نے شکر کی پٹھ بھی گراں بار کر دی ہے، اور انتہائے تعریف کی حوصلہ افزائی کی ہے، اے خدا، ان کی زندگی ہمیشہ قائم رکھ، اور ان کی درازیٔ عمر سے اسلام اور غلاموں کو شاد کام کر، اور ان کے علم کی برکت سے جہاد کا نام باقی رکھ، اے بہترین مددگار اور اشرف ترین انسان جس کے سامنے دست سوال دراز کیا جائے، اے میرے سردار؟

ایسی تعریف جو مشتاق دیدار آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے اور اشتیاق کی پیاس بجھا دے، ہم جس طرح حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، اس طرح پر غلام زیارت کے آداب کا لحاظ کرتے ہوئے حال نہیں پوچھا کرتے تھے، لیکن میں خود حال دیکھتا ہوں، اور انشاء اللہ اسی کے مطابق عمل ہوگا، اور

Marfat.com

اگر میرے مالک اللہ ان کی عنایت اور خیال کو قائم رکھے ۔ غلاموں کے سفر اور راستہ کی تکالیف کا حال دریافت کریں، تو خدا کے فضل سے یہ زیادہ نہیں، اور ہم لوگ امن و امان کے ساتھ منکب پہنچے، اس حال میں رکاب والا کی ہمراہی کا شرف برابر حاصل رہا، اور ہم لوگ نہایت آرام وسکون کے ساتھ قصبے میں مقیم ہوئے، اللہ آپ کی ملاقات سے جلد بہرہ ور فرمائے، اور جناب کی جانب سے مسرت بخش خبریں سننے میں آئیں، اور جب مقیم ہو گئے اور یہ غرض پوری ہو گئی تو ادائے واجب کے لئے فوراً یہ عریضہ حاضر خدمت کیا، اور حضور کے خطاب سے اسکا آغاز کیا، والسلام،

پیدائش ۱۴ رشوال ۳۳۳ھ کو ولادت ہوئی،

محمد بن احمد

نام ونسب محمد نام کنیت ابو عبداللہ ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد استجی ۔ مالقہ کے رہنے والے تھے، اگرچہ اصلی وطن استجہ تھا، ان کے آباو اجداد مالقہ کو منتقل ہو گئے تھے،

حالات محمد استجی کا علماء میں شمار تھا، ادب میں زیادہ شہرت تھی، مگر باوقار تھے، انکا خاندان علم و دینداری میں ممتاز تھا، اپنے شہر ہی میں تعلیم دیا کرتے تھے، پھر جامع کبیر میں صحیح بخاری کا درس دینے لگے، اور آخر میں غرناطہ آگئے تھے، استاذ فرماتے ہیں، کہ یہ اپنے زمانہ کے بہترین باوقار ادبا میں تھے، ان کا خاندان علم و وجاہت میں ممتاز تھا، نظم و نثر دونوں ان سے منقول ہے،

شاعری وزیر ابو محمد عبدالمنعم بن سماک کی تحریر سے منقول ہے، وزیر ابو محمد استجی کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ استجی ادیب بے مثال اور شاعر باکمال تھے، انھوں نے اپنے اساتذہ سے تعلیم حاصل کر کے بیس سال کی عمر میں مسند تدریس کو زینت دی، مشہور عالم

Marfat.com

استاذ ابو العباس الوزعی سے انھیں قرابت تھی، اُن کا ایک قصیدہ ہے جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:-

"مما للنسیم لدی الاصیل علیلا" | آخر ہوا شام کو بیمار کیوں معلوم ہوتی ہے'

اسی قصیدہ کا ایک شعر ہے:-

حتی النسیم اذا الم بارضھم | ہوا بھی ان کی زمین سے گزرتی ہے'
خلعوا علیہ رقۃ ونحولا | تو اُسے وہ کمزوری اور نزاکت کا لباس پہنا دیتے ہیں'

اور استجی فرماتے تھے، کہ استاذ ابو العباس بار بار اس شعر کے پڑھنے کی فرمائش کرتے اور فرماتے، کہ بیشک تم میرے عزیز ہو' استجی ۶۳۹ھ میں غرناطہ آئے'

مصیبت | میرے استاذ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ یوں ہوا کہ کتاب اللہ کے بعض ادبی استشہادات استجی نے لکھے، اس پر کچھ لوگوں نے نقد کیا' جس کا اُنھوں نے برا اثر لیا' اور ایسی باتیں بیان کیں' جس سے فہم وعقل متنفر ہوتے ہیں' اور ہر موقع کی گفتگو اسی کے مناسب ہونی چاہیئے' اور غلطیوں سے سلامتی کا ادعا کون کر سکتا ہے' اسی وجہ سے وہ گوشہ نشین ہو گئے، حالانکہ اس سے اُن کی کم علمی نہیں ثابت ہوتی تھی' اور غرناطہ میں گوشہ نشین ہو گئے، جس کے بعد آخرت کی راہ لی'

اشعار | محمد استجی کی ایک نظم درج کی جاتی ہے' موضوع خود اشعار سے معلوم ہوگا:-

قفوا فی ربا نجد ففی القلب منزلہ	نجد میں ٹھہرو، اس لئے کہ دل میں اُس کی بنیاد مستحکم ہے'
وغنوا اذا الیصرتم تھم مغنا لہ	اور جب اُس کی منزلیں نظر آئیں تو نغمہ سرائی کرو'
اما ھذہ نجد اما ذا ھو الحمی	کیا یہی نجد نہیں ہے' کیا یہی دیار جاناں نہیں ہے'
فھل عمیت عیناہ ام صم اذناہ	کیا اُس کی آنکھیں بے نور ہو گئی ہیں' یا کان پھوٹ گئے ہیں'
دعوہ یوفی ذکرہ بلسانہ	اسے چھوڑ دو، کہ اُس کی زبانی یاد ملنے سے پیشتر محبت کے
دیون ھواہ قبل ان یتوفاہ	قرض ادا کرے'

Marfat.com

ولا تسألوه سلوة في لزومه
مريا ضنت من قد شاب في الحب فوده
ايحسب من أبلى فؤادي بحبه
بانى اسلو عنه حاشا له حاشاه
متى عذر الصب السكئيب وفي له
فان معناه احق بمعناه
ويا سائقا عيس الغرام بلومه
وكل اذا يغشاه في الحب يخشاه

ارحها فقد ذابت من الوجد والسرى
ولم يبق الا عظمها وبقاياه
ويا صاحبي عج بي على الخيف من منى
ويا ذا التقى من لي بانى ألقاه
وعرّج على واد العقيق فانني
اسائل عمن كان بالامس سكناه
وقل للليالي قد سلفن بعيشه
وعمر على رغم العذول قطعناه
هل العود ارجوه ام العمر ينقضي
فاقضي ولا يقضي الذي اتمناه

اور اسی حال میں محبت میں اُسے تسکین نہ دو،
اُس شخص کی طرح جو محبت ہی میں بوڑھا ہو گیا ہو
کیا مجھے مبتلائے محبت کرنے والا خیال کرتا ہے،
کہ میں اُس سے غافل ہو جاؤں گا، ہرگز نہیں ہرگز نہیں،
اس لئے کہ اس کا مبتلا اُس کی سزا کا زیادہ مستحق ہے،
اے محبت کی سواری کو ملامت سے ہانکنے والے
جب آدمی محبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس سے ڈرتا ہے،
اسے چھوڑ دو، اسلئے کہ وہ محبت اور شب نوردی کے باعث گھل گئی ہے
اور ہڈی اور پوست کے سوا اُس میں کچھ نہیں رہ گیا،
اے میرے دوست منیٰ کے قریب خیف میں ذرا ٹھہرنا،
اور کون ذمہ لے سکتا ہے کہ میں اُس سے ملوں گا،
تو وادی عقیق پر ذرا ٹھہر جانا کیونکہ میں ان لوگوں
کا حال دریافت کروں گا جو کل وہاں مقیم تھے،
گزرے ہوئے زمانہ اور اُس زندگی سے پوچھو جسے ملامت
و دشنام کے باوجود ہم نے طے کیا ہے،
کیا وہ زمانہ واپس آئے گا، یا زندگی ختم ہو جائیگی،
اور میں مر جاؤں گا، لیکن تمنا پوری نہ ہوگی،

اساتذہ محمد ابتی کے اساتذہ کے نام اور تبحر علمی کا بہترین نمونہ اس اجازت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے جسے انھوں نے ابوالولید اسمٰعیل ایادی کو عطا کیا تھا، اُسے اجازت نامہ میں لکھتے ہیں:-

لاح لي عند نحت بستان من الورد ومن الياسمين
نظرة والتفاتة اتمنى ان تكون حلت فيما يليني

باغ کے گلاب و یاسمین کی خوشبو
اور ایک ایسی نگاہ اور توجہ کے ساتھ وہ ظاہر ہوئی
کہ میری تمنا تھی کہ وہ میرے دل میں پیوست ہو جاتی،

لہ اس شعر کا مفہوم سمجھ میں نہیں آیا، لہذا اس کا ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

Marfat.com

صد ۲۴۳

یہ روشن نور کیسے ہیں، اور یہ خوشبو کیسی ہے، سچ تو یہ ہے کہ مجھے علم کی بو آتی ہے، اور نعمت ربانی کی نوازش ہو رہی ہے، جس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے، کیا میرے گھر کا مشک لٹایا جا رہا ہے، یا آگ میں صندل ڈال دیا گیا ہے، ایسا تو نہیں، کہ جنت کے دروازے کھل گئے ہیں اور وہیں سے یہ معطر ہوا آرہی ہے، اور احسان الٰہی کا نمونہ ظاہر ہو رہا ہے،

محیاک ام نور الصباح تبسما	تمہارا چہرہ یا صبح کی روشنی مسکرائی
وریاک ام نور الاقاح تنسما	تمہاری خوشبو یا اقاح کی لپٹ آئی،
فمن شم من ذا نفحۃ ورق شمہ	جس نے اس کی بو سونگھی اس کی قوت شامہ لطیف ہو گئی،
ومن شام من ذا لمحۃ راق میسما	جو ایک جلوہ سے سرفراز ہوا، اس کا چہرہ تابناک ہو گیا،

ہاں انسان عجلت پسند کہا گیا ہے، لوگوں کو علم کے سمجھنے اور اس کے سننے کی ترغیب دیتے ہوئے رسول اکرم (ص)، نے فرمایا کہ جنت کے باغ دیکھو، تو اس میں چرو، اس سے مراد وعظ و پند کی مجلسیں، نظر و فکر کی محفلیں، مناظرے کا میدان، اور خطبوں کے کمرے ہیں، چنانچہ اس وقت یہی ہو رہا ہے، اور جواہر نبویہ ایک ہار میں پروئے گئے ہیں جس سے اس وقت روشنائی کے مشک اور کاغذ کے کافور کے درمیان خوشبو پھیل رہی ہے، اے یگانۂ روزگار، علم اور ایسا علم، جس کی امانت کی ناشکری نہیں ہو سکتی، تو نے بادشاہوں کے علم کو جمع کر لیا ہے اور علم و دانش کا واضح راستہ اختیار کیا ہے، اس لئے کہ اور علماء کے سوا کسی کو فائدہ نہیں ہوا، اسی لئے عالم دانائے روزگار اور عالم بے بدل نے فرمایا ہے کہ امرا کی خدمت میں لطف اور مہربانی طلب کرتے ہوئے علوم اور نوازشوں کے ثمرے، حاصل کرتے رہو، اور انھیں اسطرح سیکھاؤ، گویا کہ تم ان کی دست بوسی کرنا چاہتے ہو، بلکہ ایسا معلوم ہو کہ تم ہی انکے شاگرد بننا چاہتے ہو، اور جب سعی و تلاش کے بعد کچھ علم حاصل ہو چکے تو دور نہ ہو جاؤ، جیسا کہ نحویوں نے "یکرم" اور "یعد" میں کیا ہے، اور اگر تم اپنے سے کم سے پڑھو، اور ایسے لوگوں سے اجازت طلب کرو، جو خود تمہاری خدمت سے فیض یاب ہونا چاہتے ہیں، تو کوئی تعجب نہیں، اس لئے کہ رسول اللہ (م)

Marfat.com

سے حضرت جبریل نے فرمایا تھا کہ حضرت ابی ابن کعب کو قرآن سنائیں تو حضرت ابی ابن کعب نے کہا کہ کیا حضور کو حکم ہوا ہے کہ خادم کو قرآن سنائیں، اور کیا نوازش خداوندی اپنی طرف مجھے پکارتی ہے؟ تو اگر مجھے "کوئی مخدوم" کے لفظ سے یاد کرے، اور اپنی زینت کے لئے میرا لباس مستعار لینا چاہے تو دوستوں پر کوئی اعتراض نہیں، اور طبیب کو اپنے مریضوں کے بارے میں پورا اختیار حاصل ہوتا ہے، کبھی انسان حصول مقصد کے لئے سفر
ص ۲۳۲ کرتا ہے اور مشقت سے کام لیتا ہے، پس اگر تم نے عاجزی سے یہاں قیام مناسب سمجھا، تو تم نے برا نہیں کیا، اور اپنے علم بے پایاں میں چند قطروں کے اضافے طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے، اسے ظاہر کرنا جائز نہیں، اور یہ اس کی خدائی کے اسرار ہیں، وہ جسے چاہے اپنی عنایت سے سرفراز کرے، اگرچہ تم نے عاجزی کا لباس زیب تن کر لیا ہے، اور اس عاجزی پر ظاہری ترفع کا پردہ ڈال لیا ہے، تو یہ ثریا بھی عجائب سے ہے، اپنی انتہائی اوج و بلندی میں نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے، جہاں کہ اسکے وجود حسی کی انتہا عدم کے برابر ہے اور شکل و صورت میں آثار قدم سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں رہتی، اور جب جھکتی ہے اور مغرب میں گرتی ہے، پھر بھی وہ سربلند ہی رہتی ہے، اتنا ضرور ہوتا ہے کہ نگاہیں اس کے دیدار سے محروم نہیں رہتیں،

فی الشرق کاس وفی مغربها	مشرق میں پیالہ ہے، اور مغرب میں ساقی
قرط وفی وسط السماء قدم	اور آسمان کے وسط میں قدم ہے،

یہ عاجزی کی مشہور اور عام نشانیاں ہیں، بعض لوگ خیرات اس طرح دیا کرتے تھے کہ دینے والوں کے ہاتھ مانگنے والوں سے نیچے ہوتے، اسیطرح تمام مانگنوں کی چیزوں میں جب زبان نبوی سے ارشاد ہوا کہ (الید العلیا خیر من ید السفلی) بالائی ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے افضل ہے، تو بلند مرتبہ کے حصول کو ترجیح دی، اور جب حضرت ابوبکر نے اپنا تمام مال حاضر کر دیا، تو حضرت عمر نے صرف نصف مال کچھ مال کی محبت کی وجہ سے نہیں لائے، بلکہ اس لئے کہ

Marfat.com

حضرت ابوبکر کے مرتبۂ کمال کے مقابلہ میں اپنے کو کوتاہ دکھلائیں، تاکہ اہل دل واصحاب احساس کی تنبیہ ہو جائے، اور دیکھا گیا ہے کہ مشہور محدث دارقطنی کے والد اُن کی رکاب تھامے ہوئے ہیں، لوگوں نے اُنسے سبب دریافت کیا، جواب دیا کہ وہ ایک فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو میں اس کی مخالفت کیوں کروں،

فوق السماء وفوق الزهر ما طلبوا	آسمان اور ستاروں کی بلندی پر نہیں طلب کیا،
حتی اذا ما ارادوا غایة نزلوا	بلکہ مقصود تک پہنچنے کے لئے نیچے اُتر پڑے،

اور اللہ اس حد تک تمہاری نگہبانی کرے، اور نیکیوں سے بہرہ ور کرے، میرے پاس مبارک کاغذات آئے، جو آپ کے بحر علمی وعلم دوستی کا پتہ دیتے ہیں، اجازت کی عبارتیں بھی نظر سے گزریں، گویا میرے پاس ایک معزز خط آیا ہے، جو ابوالولید کی جانب سے ہے اور جس کا آغاز اللہ کے نام سے کیا گیا ہے، تو میں متحیر رہا، گویا کہ مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے، اور میں بول اُٹھا، کہ دو جادوگر جمع ہو گئے ہیں حالانکہ ایک ہی میرا کام تمام کرنے کیلئے کافی ہے:- ص ۲۴۵

فلو کان رمحا واحدا لاتقیته	اگر ایک نیزہ ہوتا، تو میں اس سے ڈرتا
ولکن رمح وثان وثالث	لیکن وہاں تو دوسرا اور تیسرا بھی ہے،

اور جو راگ ونغمہ کا شائق ہو، اُس کا کیا پوچھنا، ادب وبلاغت دیکھ کر روح وجد میں آگئی، اور اپنی فکر کا آسمان، مجھے پھٹتا ہوا معلوم ہوا، ایسا نظر آتا تھا کہ ہوا سے مل جاؤں گا،

کانت جواهرنا اوائل قبل ذان	ہمارے جوہر؟
فالان صارت بالتحول جواهن	اب انقلاب وتغیر سے پاک ہو گئے،
وجدت وراء الحسن وهی کثیفة	کثیف ہونے کے باوجود [illegible]
فوجودها الآن فی الاذهان	تو اب اس کا وجود ذہن میں ہے

اور تم نے صرف اس ادیب دل نواز کے عطیہ پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ مجھ سے اس کے معارضہ کی فرمائش کی، بھلا میں متنبی یا ابوتمام کی نظموں کے مقابلہ میں

Marfat.com

کیا کہہ سکتا ہوں، یا حارث ابن اسد کے مثل تصوف کی چاشنی کہاں سے لاؤں، میدان حدیث کے راہرو تو امام مالک ہیں، مگر یہ کہ اس میں خلیل کے سوا کوئی راہبر نہیں، لیکن دین کے اصول اپنے قواعد پر جاری ہیں، اور ایسی عجلت کے باعث جو تمام خوبیوں کی جامع ہے،

اور خوبی کو ترک کرنے سے اس کا انکار نہیں ہو سکتا،.....

اور تمام خوبیاں اسی میں ہیں، سمندر میں کودنے والے کے لئے ڈوبنا ضروری ہے اور درخت پر چڑھنے والے کے لئے بلند ہونا لازمی ہے، کیا توحید کا مقابلہ عمل سے یا بجلی کا اونٹ سے ہو سکتا ہے، اور یہ "سدرۃ المنتہیٰ" تک پہنچ سکتا ہے، اور کیا زمین پر گرنے کے لئے اس نے ایسا کیا ہے،

بادشاہوں کا لوہاروں سے اور فلاسفۂ یونان کا معمولی پیشہ وروں سے کونسا مقابلہ ہے، کل اور آج اور تاریکی و آفتاب کا کیا مقابلہ؟ اگر تمہاری خوبیوں کی بارش عام نہ ہوتی تو میں متنبی کا یہ شعر پڑھتا:- ص ۲۴۶

اذا شاء ان یلھو بلحیۃ احمق	جب وہ کسی بیوقوف کو بنانا چاہتا ہے
اراہ غباری ثم قال لہ الحق	تو اسے وہ میرا پتہ بتا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے ملو،

کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں لنگڑے گھوڑے سے خراب زمین میں مقابلہ کروں گا،..... کہ اس تاریکی میں وہ روشنی ظاہر ہوئی، اور چیزیں اپنی ضد ہی سے پہچانی جاتی ہیں:-

ومایزکو بیاض العاج حتی	ہاتھی کے دانتوں کی سفیدی نہیں ظاہر ہوتی
یضاف الی بیاض الابنوس	جبتک اُسے آبنوس کی سیاہی سے نہ ملایا جائے،

آپ کے الفاظ نہایت نرم اور موثر ہیں اور ایسے معانی پر مشتمل ہیں جو شریف آدمی کے دل پر قبضہ کر لیں اور آپ کے بیان میں آب و تاب اور زبان میں خوبیاں ہیں،

وقالوا ذاک سحر باھلی	لوگوں نے کہا کہ یہ باہلی جادو ہے،
فقلت وفی مکان الھاء یاء	میں نے کہا کہ ہ کی جگہ ب ہے،

Marfat.com

رہے، ابو الولید کے کمالات، تو ان سے ابو تمام اور بحتری بھی عاجز ہیں:۔

معان لبسن ثیاب الجمال	ایسے معانی جنھوں نے خوبصورتی کا لباس پہن لیا ہے
وھزت لھا الغانیات القدودا	جن کو دیکھ کر حسین عورتیں بھی جھوم جاتی ہیں،
کسون عبید اثیاب عبید	جیسے عبید بن الابرص (مشہور شاعر) کو غلاموں
	کا لباس پہنا دیا ہو،
وامنحی لبید لدیھا بلیدا	اور لبید اُن کے سامنے بیوقوف ہو گیا ہو،

اور تمھارے راہوار طبع کی اس جولانی سے مجھے کچھ تعجب نہیں ہوا، جبکہ تم کو یہ کمالات بنوایاد سے ترکہ میں ملے ہیں، اور یہ قدرت قس بن ساعدہ سے ملی ہے، کیا تم ہی، اپنے دادا کی جگہ تھے، جس کے بارے میں رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں گویا اُسے سوق عکاظ میں خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار دیکھ رہا ہوں، اس حال میں کہ وہ اپنی مشہور تقریر کر رہا ہے، جس کے ابتدائی جملے یہ ہیں:۔ "مطرونیات و اباء و امھات"، تا آنکہ یہ شعر پڑھے:۔

فی الذاھبین الاولین	پہلے مرنے والوں میں
الی القبور لنا بصائر	ہمارے لئے عبرت ہے،
لما رأیت مسیرھم	جب میں نے انھیں جاتے ہوئے دیکھا
والرکب فی الفلوات سائر	اس حال میں کہ قافلہ میدانوں میں چل رہا ہے
ایقنت انی لا محا	میں نے یقین کیا کہ ایک دن میرا بھی یہی
لة حیث صار القوم صائر	انجام ہونے والا ہے

خیر آمدم بر سر مطلب جناب مکرم نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں خامہ فرسائی کروں تا آنکہ قلم خون آلود ہو جائے، اور یہ کہ قلم کی روشنائی سے کاغذ کی پلکوں میں سرمہ لگاؤں اور کاغذ اور سیاہی سے تاریکی و روشنی کا اجتماع کروں اور سوسن کی سپیدی پر اُس کی سبزی کا نقش و نگار بناؤں، اور بنو عباس کے جھنڈے کے نیچے سپید علم بلند کروں، تو میں ناچار تعمیل ارشاد کے لئے اٹھا، ص ۴۷

لبیک لبیک اضعافا مضاعفة	ایک بار نہیں، ہمیشہ خدمت کے لئے میں نے
انی اجبت لکن داعی الکرم	لبیک کہا، مگر اے داعیٔ شرف!

Marfat.com

انی من المجد امر لامر دلـه	جناب کا ایسا حکم ملا ہے جس کی تعمیل میں
امشی علی الراس فیہ لا علی القدم	قدم کے بجائے سر کے بل چلوں گا'

اور ایسی دعا کروں گا جو اللہ کی درگاہ میں مقبول ہوگی' اور ایسی پکار ہوگی جو ضرور سنی جائے گی'

کتبت ولو انی استطیع لاجلال	میں نے لکھا، اور اگر
قدرک بین البشر	میں انسانوں میں تیرا رتبہ
قدرت الیراعۃ من انملی	بلند کرنے کے لئے کچھ کر سکتا تو اپنی انگلیوں کو
	قلم بناتا'
وکان المداد سواد البصر	اور آنکھوں کی سیاہی روشنائی کا کام دیتی'

ہاں! فقیہ جلیل، خطیب شہرۂ آفاق عالم بے نظیر صاحب حسب خاندان ابو الولید بن فقیہ اکرم مرحوم ابو زکریا یحییٰ بن سعید قرمی ایادی غرناطی اور انکے بلند اقبال صاحبزادے جمان ابو القاسم احمد اور ابو الحسن علی کو اجازت دی' اللہ ان سے بزرگی کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے' اور خوش اقبالی کے آسمان پر وہ بدر کامل بن کر چمکیں' اور ہمیشہ شرف و عزت کی برکات حاصل کرتے رہیں' اور عنایت ربانی ان کے لئے حوض کوثر کا چشمہ جاری کر دے' میں نے انھیں اپنے تمام روایتی علوم کی سماعت و قرأت کی اجازت دی' تمام علوم و فنون کی روایت اور نقل کی جس طرح پر وہ چاہیں اُن کو اجازت دی' اسیطرح میں نے اپنے تمام کلام نظم و نثر اور تمام مصنفات کی روایت کی اجازت دی جس میں یہ کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں:-

(۱) قصائد روحانیات و معشرات الی المحسنات'

(۲) منظومات و تالیات'

(۳) ظہور الاعجاز بین الصدور و الاعجاز شرح دیوان متنبی

(۴) شمس البیان فی لمس البنیان' ص ۲۴۸

(۵) الزہرۃ الفائحۃ فی الزہرۃ الاقحۃ'

(۶) نفح الکمامات فی شرح المقامات'

Marfat.com

(۷) اقتراح المتعلمین فی اصطلاح المتکلمین
(۸) کتاب التصور والتصدیق فی التوطئۃ لعلم التحقیق
(۹) رقم الحلل فی نظم الدول
(۱۰) مفتاح الاحسان فی اصطلاح الاحسان

اس کے علاوہ ان تمام منظومات اور فتاویٰ کی اجازت دی جو سلطان کی شان میں کہے گئے ہیں اور اللہ عزوجل سے التجا ہے کہ اپنی عنایت سے ہمارے اعمال کو خالص بنائے، اور فقیہ محترم اور ان کے صاحبزادوں کو اجازت ہے، کہ وہ "انباءنا" "اخبرنا" "حدثنا" یا اور کسی لفظ سے روایت کریں، مگر یہ کہ اسناد کے شروط کا خیال ضروری ہے، اللہ تعالیٰ انکے کمال کو قائم رکھے، اور دونوں جہاں میں سرخرو کرے ۔۔۔ اور ممکن ہے کہ وہ میرے اساتذہ کا نام جاننا چاہتے ہوں، اللہ ان کی روحوں کو پاک کرے اور آگ سے ان کی شبیہوں کو دور کرے، اس لئے اساتذہ کا بھی ذکر کیا جاتا ہے :- ان میں عالم مشہور اور فاضل بے بدل، خطیب ابوجعفر احمد بن یحییٰ بن ابراہیم حمیری، ساکن قرطبہ ہیں، جو سلف کی یادگار اور سلسلۂ علما کی آخری کڑی شمار کئے جاتے تھے، میں نے ان سے قرطبہ میں ابوطیب متنبی کا کلام پڑھا اس طرح پر کہ وہ معانی کی تشریح، الفاظ ولغت کی تحقیق، اور بدائع کی توضیح کیا کرتے تھے، اسی طرح ابوتمام کا کافی کلام ان سے پڑھا، اور ان سے ابوالعباس المبرد کی "الکامل" سنی، اور وہ "مقامات حریری" کی روایت خود مصنف سے کرتے تھے، ان کے پاس ابوطاہر کے قلم سے لکھا ہوا تھا، نیز ان سے "ضمری" کی کتاب "تبصرہ" بھی پڑھی، بڑھاپے کے باوجود ذہانت، تیزی طبع، اور حفظ لغت میں مشہور تھے :-

یروع مکانتہ وین وہب ظرفا	وقار کے اعتبار سے پارعب اور ظرافت میں لطیف
فما تدری أشیخ أم غلام	یہ پتہ لگانا دشوار ہوجاتا تھا کہ یہ بوڑھا ہے یا کوئی نوجوان

ہم ان کے پاس شعر لکھ کر لایا کرتے تھے، وہ اس میں اصلاح دیا کرتے تھے، اور صاف کرنے کے بعد وہ پھر دیکھا کرتے تھے، اس میں ہمیں معلوم ہوتا تھا

Marfat.com

کہ وہ ہم سے زیادہ اچھی طرح یاد رکھتے تھے۔ ایک جوان کی بائیں آنکھ جاتی رہی اُس پر میں یہ دو شعر لکھ کر لایا:۔

لم تذو احدی زہرتیہ ولا انثنت
عن نورہا ببدیع ما تحویہ
لکنہ قدر رام تغلق جفنہ
لیصیب بالسہم الذی یرمیہ

اُس کی ایک کلی نہیں مرجھاتی، اور اُس نے
اپنی نیرنگیوں کو شگوفے سے الگ نہیں کیا،
لیکن وہ اپنی پلک بند کرنا چاہتا ہے
تاکہ اس کا نشانہ ٹھیک بیٹھے

ص ۲۴۹ تو انھوں نے بار بار پڑھا اور یاد کر لیا، اور جب میرا ذکر ہوتا، تو بطور تعریف کے یہ شعر ضرور پڑھتے، انھیں امام مازری سے روایت کی اجازت تھی، نیز قاضی ابو مروان بن مسرہ، استاذ عباس اور ابو عبد اللہ بن ابی الخصال سے روایت کرتے تھے، انھیں میں عالم جلیل، قاضی ابو محمد بن حوط اللہ بھی ہیں، جو فقہ، حدیث، اور خطابت میں سرمایۂ نازش تھے، میں نے اُن سے مالقہ میں بہت سی کتابیں سنی ہیں، جس میں کہ فقیہ ابو العباس بن غالب قاری ہوا کرتے تھے، قرطبہ میں وہ قاضی تھے، میں اُن سے ملا اور انھوں نے میرے دادا اور مختلف اساتذہ سے روایت کی، اور اُن کا حلقہ بہت بڑا ہے، انھیں میں عالم بے بدل، فقیہ اور مشہور نحوی اور ادیب ابو علی عمر بن عبد المجید ازدی بھی ہیں، ان سے میں نے قرآن کریم، اور کتاب الجمل اور ایضاح، اور سیبویہ کی "الکتاب" اچھی طرح سمجھ کر پڑھی، میں اُن کی خدمت میں برابر حاضر رہا، تا آنکہ انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا، وہ اپنے زمانہ میں ذکاوت میں بے مثال تھے، ابو زید سہیلی کے شاگردوں میں ان سے زیادہ ذکی کوئی نہیں تھا، استاذ ابو القاسم سہیلی نے امام منصور سے کہا، کہ وہ اُن سے اچھی طرح سیبویہ کی "الکتاب" کا حق ادا کرتے ہیں، مجھے ایک روز مخاطب کیا، اس حال میں کہ وہ ایک طالب علم کو دیکھ رہے تھے اور میں بالکل دوسری طرف متوجہ تھا، میں نے کہا کہ "کیا"؟ تو انھوں نے کہا کہ بعض چیزوں کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے، تو میں نے کہا کہ تاریکی صبح کو ٹالتی ہے، اس پر بہت خوش ہوئے۔

Marfat.com

اور انھیں میں فقیہ و ادیب، اور مشہور لغوی ابو علی بن سیرین بھی ہیں، ابو القاسم سہیلی کے شاگردوں میں تھے، کم سنی ہی میں کمال حاصل کرلیا تھا، اور نوعمری ہی میں سید ابو اسحٰق الکبیر کو اشبیلیہ میں وہ قصیدہ سنایا، جسکا مطلع یہ تھا:-

قسم بمحمص وانه لعظیم
لهی المقام وانت ابراهیم

میں نے حمص کی قسم کھائی تھی اور بہت مقدس قسم یہی مقام ہے، اور تم اس کے لئے ابراہیم ہو،

مجمع میں استاذ ابو القاسم سہیلی بھی تھے، قصیدہ تمام کرنے کے بعد اُٹھے، اور فرمایا کہ اسی دن کے لئے میں نے تمھاری تربیت میں سعی کی تھی، اور کبھی وقت کا خیال نہ کیا،- اور فقیہ نے امیر المومنین ابو یعقوب کے سامنے یہ شعر پڑھے:-

ھ ۵۹۰

أمعشر اهل الارض فی الطول والعرض
بهذا انادی فی القیامة والعرض
وایاک یعنی ذو الجلال بقوله

اے طول و عرض میں زمین کے باشندو
میں اسی آواز سے قیامت میں پکاروں گا،
معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنے اس قول سے تمھیں کو مراد لیا ہے،

کذلک مکنا لیوسف فی الارض

"کہ ہم نے اسی طرح یوسف کو زمین میں قوت عطا کی"

اور انھیں میں مشہور عالم، فقیہ و محدث، حافظ سید ابو محمد قرطبی بھی ہیں، میں نے اُن سے قرآن کریم روایات کے ساتھ پڑھا، اسی کے ساتھ مفردات کی تعلیم بھی ہوتی گئی، جمل اور اشعار میں بھی انھیں کی شاگردی اختیار کی، اور مقدم الذکر اساتذہ کی طرح انھوں نے بھی تمام مرویات کی اجازت دی، اور مرحوم پاکیزگی اخلاق و علم، خوش خلقی، وجاہت، وقار اور قوت حافظہ کے اعتبار سے نہایت ممتاز اور یادگار سلف تھے،

اور انھیں میں الحاج ابو عبد اللہ بن حسین بن صاحب الصلات انصاری بھی ہیں، جو ایک مشہور فاضل اور محدث، نیز زہد و ورع میں اپنی آپ مثال تھے، میں نے انھیں سے تعلیم کا آغاز کیا، اور موصوف منکسر المزاج تھے، اچھی طرح سمجھاتے اور ان کی تعلیم میں برکت ہوتی،

Marfat.com

اور انھیں میں فقیہ جلیل المیمون النقیبۃ الاواب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، یہ مشہور عالم و محدث تھے، حج سے شرف یاب ہوئے، بردبار تھے، خدا رسیدہ لوگوں میں ان کا شمار تھا،

تحریر کردہ بندۂ پر معاصی طالب رحمت حق محمد بن عبداللہ حمیری ثم السبتی، مورخہ وسط شعبان سنہ ۶۴۱ھ

وفات

وزیر ابو محمد عبدالمنعم بن سماک کی تحریر سے منقول ہے کہ وہ غالباً سنہ ۶۳۹ھ میں غرناطہ آئے، اور آٹھ ماہ تک مرض شکم میں میرے والد کے گھر پر مبتلا رہے، تا آنکہ وفات پائی، فقیہ سہیل بن مالک کے روضہ میں مدفون ہوئے،

محمد بن احمد بن الحداد الوادی آشی

نام و نسب

محمد نام، ابوعبداللہ کنیت، وادی آش کے رہنے والے ہیں، جیسا کہ نسبت سے معلوم ہوتا ہے،

حالات

ابوعبداللہ بے مثال شاعر اور چیستان حل کرنے میں ماہر تھے، مریۃ میں سکونت پذیر ہوئے اور اس کے رؤسا بنی صمادح کی تعریف میں مشہور ہوئے،

ابن بسام کہتے ہیں کہ یہ ابوعبداللہ دوپہر کے آفتاب اور بھلائی کی خبر دینے والے ہیں، مشہور علوم کے لئے دفتر کی مثال تھے، علوم کے راستہ میں صبح خنداں کی طرح چمکے، تمام فنون میں مہارت تامہ حاصل کی، ان کے اشعار میں گریز اور خاتمہ نہایت اچھا ہوتا ہے، اور ان کا قلم گہربار شعر و شاعری کے میدان میں خوب گل بوٹے کھلاتا ہے،

تالیفات

ابوعبداللہ کی تالیفات میں شعر کا ایک مشہور دیوان اور فن عروض میں ایک کتاب ہے،

دیگر حالات

بعض مورخین ابوعبداللہ کے حسن مذاق کا ایک قصہ

بیان کرتے ہیں کہ اُن کے ایک عزیز قضا کر گئے تھے، اور اُنھیں تسلی کی ضرورت تھی، جب ہمنشیں آ گئے، اور اتفاقاً چاند میں گہن کا آغاز ہو گیا، اور انھیں اس کا یقین ہو گیا تو ستار اُٹھا کر یہ شعر گانے لگے،

شقیقک غیب فی لحدہ	تیرا بھائی قبر میں دفن کر دیا گیا ہے،
وتشرق یا بدر من بعدہ	اے بدر کامل، تو اب تک چمک رہا ہے،
فھلا خسفت وکان الخسو	تجھے کیوں نہیں گہن لگا؟
ف حداداً لبست علی فقدہ	یہ اُس کی گم شدگی کا ماتم ہو جاتا،

چاند کو خطاب کر کے بار بار یہ شعر پڑھتے رہے، یہاں تک کہ گہن نمایاں ہو گیا، اس سے لوگوں کو بہت تعجب ہوا، بیان کیا گیا ہے کہ بچپن میں اُنھیں روم کی ایک عیسائی لڑکی نویرہ سے عشق ہو گیا تھا جس سے اُن کا ہوش و حواس جاتا رہا، اسی میں کہتے ہیں:-

حدیثک ما احلی فزیدی وحدثی	تمھاری گفتگو کس قدر شیریں ہے، تم اس
عن الرشاء الفرد المثنی المثلث	نازک اندام لچکنے والی کے اوصاف بیان کرو،
ولا تنس من ذکراہ بالقلب مؤنسی	اور اُس کی یاد کو نہ بھولنا، جو میری مونس خاطر ہے،
وان بعث الشعراء من کل مبعث	اگرچہ شعرا ہر طرف سے اُٹھیں،
واقسم بالانجیل انی لشائق	انجیل کی قسم، میں عاشق ہوں، ص ۲۵۲
وناھیک من صب محق محنث	اور تیرے لئے ایک سچا، اور قسم نہ توڑنے والا کافی ہے،
ولا بد من قصی علی القیس قصۃ	قیس سے یہ فسانہ ضرور بیان کرنا چاہیئے،
عساہ یغیث المدنف المتغوث	ممکن ہے وہ بیمار الم کی دوا دریافت کر سکے،
ولم یاتھم عیسی بدین قساوۃ	اس لئے کہ ان کے پاس عیسیٰ علیہ السلام سخت دین نہیں لائے،
فیقسو علی شیئ ویلھو لمکرث	کہ وہ سختی سے کام لے اور غفلت کو دور کرے،
وقلبی من حلی التجلد عاطل	اور میرا دل صبر کے زیور سے محروم ہے،
ھوی فی الغزال ذی نفار مرعث	جو ایک نازک اندام کج خلق کی محبت میں گرفتار ہے،
فیصبح سری کالصباح مشھراً	اس لئے میرا راز صبح کی طرح عام ہو جاتا ہے،
ویمسی حدیثی عرضۃ المتحدث	اور میری باتیں گفتگو کا موضوع ہو جاتی ہیں،

ویغد ویذکری بین کأس ورو ضتہ ویشد ویلتقی بین مثنی ومثلث

باغوں میں، دور جام میں، میرا ذکر آتا ہے، راگنیوں میں میرے شعر سنائے جاتے ہیں،

بنو صماوح کی تعریف کرتے ہیں :۔

لعلک بالوادی المقدس شاطئ وکالعنبر الہندی ما انت واطی وانی ارانی واجداً عرف ریحہم وروح الجوی بین الجوانح شاطی

شاید تم وادیٔ مقدس میں اُترنے والے ہو، اور ہندی عنبر کی طرح روندنے والے نہیں ہو، اور میں ان کی خوشبو محسوس کرتا ہوں، اس حال میں کہ پہلو میں درد و کرب کی روح متفرق ہو رہی ہیں،

محمد بن ادریس

نام و نسب محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، اور ابن مرج الکحل کے لقب سے مشہور تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے :۔ محمد بن ادریس بن علی بن ابراہیم بن قاسم، جزیرہ کے رہنے والے تھے،

حالات ابن ادریس خوش گو شاعر تھے، غزل اچھی ہوتی تھی، استاذ ابو جعفر کہتے ہیں، کہ ابن ادریس فطری شاعر تھے، انشا اچھی ہوتی تھی، فنون ادب سے دلچسپی تھی، ابن عبد الملک بیان کرتے ہیں کہ ابن ادریس اور اُن کے ہمعصر ادبا اور اُن میں سلسلۂ نامہ و پیام جاری رہا، جس سے اُن کی قابلیت آشکارا ہوئی، دیہاتیوں کی طرح بہت سادہ لباس پہنتے تھے، کہا جاتا ہے کہ بالکل ان پڑھ تھے،

شاگرد ابو جعفر بن عثمان الورد، ابو الربیع بن سالم، ابو عبد اللہ بن الابار، ابن عسکر ابن ابی الفار، ابو محمد عبد الرحمن بن برہلۃ، اور ابو الحسن رعینی نے ابن ادریس سے روایت کی،

شاعری اور غرناطہ میں ورود شہر کے باہر، لوشہ میں، نہر غنداق کے کنارے شام کا وقت تھا، کہ مندرجۂ ذیل شعر کہے، اور خیال کیا جاتا ہے کہ لوشہ میں داخل ہونے والا البیرہ کے حدود میں آجاتا ہے، اور بعضوں کا

Marfat.com

خیال ہے کہ نہر غنداق و برجتہ کے حدود میں ہے، اسی اختلاف کے باعث اسکا ذکر آیا،

عرّج بمنعرج الکثیب الاعفر
بین الفرات وبین شط الکوثر
ولتختبقها قهوة ذهبية
من راحتی اوی المراشف احور
وعشية قد کنت ارقب وقتها
سمحت بها الایام بعد تعذر
قلنا بهذا ما لنا فی روضة
تهدی لنا شقها شمیم العنبر
والدهر من قدم یسنّه رائه
بما مضی فیه بغیر تکدّر
والطیر تشدو والاراکة تنثنی
والشمس ترقص فی قمیص اصفر
والروض بین مذهب ومفضض
والزهر بین مدرهم ومدنّر
وکانه وکان خضرة شطه
سیف لیسل علی بساط اخضر
وکانما ذاک الحباب فرندة
مما طفا فی صفحة کالجوهر
وکانه وجهاته محفوفة
بالآس والنعمان خد معذر
نهر یمیم بحسنه من لم یهم
ویجید فیه الشعر من لم یشعر
ما اصفر وجه الشمس عند غروبها
الا لفرقة حسن ذاک المنظر

بالو کے تودہ کے موڑ پر ٹھہرو،
فرات اور ساحل کوثر کے درمیان،
اور وہاں سنہری قہوہ ایک حسین اور
بہترین آنکھوں والی کے ہاتھوں سے نوش کرو،
اور وہ شام جس کا میں انتظار کر رہا تھا،
آخر زمانے نے مشکلوں کے بعد اس کا موقع دیا،
میں نے کہا، کہ ہم لوگ ایسے باغ میں کیوں ہیں،
جس کے سونگھنے والے کو عنبر کی خوشبو معلوم ہوتی ہے،
اور زمانہ ہمیشہ سے اُس کی رائے کو
بلا وجہ کمزور ثابت کرتا رہتا ہے،
پرندے چہچہا رہے ہیں، شاخیں جھوم رہی ہیں،
اور آفتاب زرد قمیص میں رقص کر رہا ہے،
اور باغ خاموش اور چاند کے رنگوں کے درمیان ہے،
اور کلیاں درہم و دینار کے مانند معلوم ہوتی ہیں،
ساحل کی سبزی میں اس کی مثال
اس تلوار کی ہے، جو سبز فرش پر کھینچی ہوئی ہو،
اور گویا بلبلے تلوار کی آب ہیں،
جو جوہر کی طرح اس پر نمودار ہوتے ہیں،
گویا وہ اور اُس کے اطراف سے گھرے ہوئے ہیں،
اور رخسارہ شقائق نعمان کی طرح ہے،
ایسی نہر کہ جس پر ناآشنائے محبت بھی محو ہو جائے،
اور غیر شاعر بھی اس پر شعر کہنے لگے،
غروب کے وقت آفتاب کا چہرہ صرف اس منظر کی
خوبی سے ڈر کر زرد ہو گیا ہے۔

Marfat.com

اس نظم کی خوبیوں کا کیا کہنا، اور کہتے ہیں :—

أرتك حسنوك مثله من منظر	تری آنکھوں نے ایسا منظر دکھایا۔
ظل وشمس مثل خد معذر	جو آفتاب اور سایہ اور سبزہ اعذار رخسار کی مانند ہے۔
وجداول كالرقم حصباؤها	اور ایسی نہروں کی مانند ہے جن کے سنگریزے سانپوں کے
لبطونها وحبابها كالاظهر	اندرونی حصے کی مثل اور انکے بلبلے مالائی حصے کی مانند ہیں۔

یہ عجیب معنی آفرینی ہے، اور یہ اس میں منفرد ہیں، پھر کہتے ہیں :—

وقراءة كالعشر بين خميلة[1]	گویا اس میں صندل سے اعراب لگایا گیا ہے،
سالت مذانبها بها كالاسطر	پختہ یا رعفرانی کلیوں کے ساتھ
فكانها مشكولة بمصندل	ایک امید پر جو اسی باغ میں پوری ہوئی۔
مع يانع الازهار او بمعصفر	جسے بادل کے ہاتھوں نے آراستہ کیا تھا،
امل بلغنا بالمنى حل يقة	گویا وہ اس حال میں کہ پھولوں کا تاج اسکے اوپر ہو،
قد طرزت بيدالغمام الممطر	اُس بادشاہ کی طرح ہے، جو سبز فرش پر جلوہ آرا ہو،
فكانه والزهر تاج فوقه	اُس کا منظر آنکھوں کو بھلا معلوم ہوا،
ملك تجلى فى بساط اخضر	معلوم ہوتا ہے وہ باغ کوثر کی تازگی اڑا لائی ہے،
راق النواظر منه رائق منظر	اس سے جذبات قلب میں ہیجان ہوا،
يصف النضارة عن جنان الكوثر	اور آنکھیں کس قدر پر شوق ہوئیں،
كم قاد خاطر خاطرا مستوفزا	اگر یہ پہلے ظاہر ہو جاتا تو میں نہ کہتا،
وكم استفز جالدا من مبصر	بالو کے تودہ کے موڑ پر ٹھہرو
لولاح لى فيما تقدم لم اقل	
عرج بمنعرج الكثيب الاعفر	

ابوالحسن علیزی کہتے ہیں کہ ابن ادریس نے مجھے اپنے یہ شعر سنائے :—

وعشية كانت قضية فتية	ایک شام جو چند ایسے نوجوانوں کے دام میں آگئی تھی،
الفوا من الادب الصريح شيوخا	جو اپنے ادب کے اعتبار سے بوڑھوں کا ہم پلہ ہو رہے تھے،
فكانما العنقاء قد نصبوا لها	گویا انھوں نے عنقا کو پھانسنے کے لئے
من الاخفاء لى الوقوع فخوخا	ہر ممکن دام پھیلا رکھے تھے،

[1] اس شعر کا مفہوم غیر واضح ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مترجم۔

Marfat.com

شملتهم اذا بهم فتخا ذبوا	ان پر اونی ذوق غالب تھا' اُنھوں نے
سر السرور محدثا ومصيخا	مسرت انگیز باتیں خوب کھل کر کیں'
والورق تقرأ سورة الطرب التی	اور خاکی کبوتر سورۂ طرب تلاوت کر رہے تھے'
ينسيك منها ناسخا منسوخا	جو ناسخ و منسوخ کو فراموش کرنے کیلئے کافی تھے
والنهر قد صفحت له نا رنجه	اور نہر پر نارنگی نمایاں تھی جس سے
فتيممت من كان فيه مينخا	بیٹھنے والوں نے فائدہ اُٹھایا'
فتخالهم خلل السماء كواكبا	گویا وہ آسمان میں ان ستاروں کی مثل تھے
قد قارنت بسعودها المريخا	جو سعد میں مریخ سے مل گئے تھے'
خرق العوائد فی السرور نهارهم	ان کی اس طرب انگیزیوں نے خوشی کے قصوں کو
فجعلت ابياتی له تاريخا	مات کر دیا اسلئے یادگار کے طور پر میں نے یہ
	شعر کہے'

ان کے کچھ برجستہ اشعار درج ذیل ہیں'

وعندی من مراشفها حديث	اس کے لبوں کی گفتگو میرے پاس ہے'
يخبران ريقتها مدام	جو خبر دیتی ہے کہ اس کا لعاب دہن شراب کی
	مانند ہے'
وفی اجفانها السكری دليل	اور اُس کی مخمور آنکھوں میں بھی دلیل ہے'
وما ذقنا ولا نزعم الهمام	نہ ہم نے چکھا اور نہ کسی نے خیال کیا'
تعالی الله ما اجری دموعی	اللہ کی شان میرے اس سیلاب اشک کا کیا کہنا
اذا عنّت لمقلتی الخيام	جو محبوب کی خوبیوں کو دیکھتے ہی آنکھوں سے
	جاری ہوا'
واشجانی اذا لاحت بروق	اور بجلی کی چمک نے مجھے غمگین کیا'
واطربنی اذا غنت حمام	اور کبوتر کے نغموں نے مجھے مسرور کیا

اور ایک قصیدہ میں کہتے ہیں:-

عذيری من الآمال خابت قصودها	میں ان تمناؤں سے پناہ مانگتا ہوں جو ناکام ہیں'
ونالت جزيل الحظ منها الاخابث	اور بدطینت لوگوں کو اس سے وافر حصہ عطا ہوا'

ص ۲۵۵

وقالوا ذکرنا بالغنی فأجبتهم
خمولا وما ذکر مع الخبث مالکث

لوگوں نے کہا کہ ہم ثروت کے سبب سے یاد کیے گئے،
تو ہم نے آہستگی سے جواب دیا اور کبھی خبث کیساتھ
کوئی یاد نہیں کیا گیا،

یہون علینا ان یبید اثاثنا

(ہم نے جواب دیا) کہ ہمارے لئے مال کی تباہی
معمولی چیز ہے،

وتبقی علینا المکرمات الاثایث
وماضر اصلا طیبا عدم الغنی
اذا لم یغیرہ من الدھر حادث

اگر غیرت و شرف سلامت رہ جائے،
کسی شریف آدمی کے لئے غربت مضر نہیں،
اگر حوادث زمانہ اُسے نہ بدل ڈالیں،

اور ابو عمرو ابن ابو غیاث سے اشتیاق ملاقات ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

اباعمرو متی تقضی اللیالی
بلقیاکم وھن قصصن ریثی
ابت نفسی سوی الاشریشا
ویا بعد الجزیرۃ من شریش

اے ابو عمرو زمانہ کب ملاقات کا
موقع عطا کرے گا جبکہ میں شکستہ پر ہوں،
میرے دل نے شریش کے سوا کسی کی خواہش نہیں کی
مگر جزیرہ اور شریش کے بعد مسافت کو کیا کیا جائے،

ایک قصیدہ میں کہتے ہیں:-

طفل المساء وللنسیم تضوع
والانس ینظم شملنا ویجمع
والزھر یضحک من بکاء غمامۃ
رمیت لشیم سیف برق تلمع
والنھر من طرب یصفق موجہ
والغصن یرقص والحمامۃ تسجع
فانعم اباعمران وألہ بروضۃ
حسن المصیف بہا وطاب المربع
یا شادن البان الذی دون التقا
حیث التقی وادی الحمی والاجرع

شام قریب آگئی اور نسیم چل رہی ہے،
اور محبت ہمیں جمع کر رہی ہے،
اور کلیاں اس بدلی کے رونے سے ہنس رہی ہیں،
جو بجلی کی تلواروں کی چمک سے سہمی ہوئی ہے،
خوشی کے مارے نہر کی موجیں سیٹیاں بجا رہی ہیں،
شاخ لچک رہی ہے اور کبوتر خوش الحانی کر رہے ہیں،
اے ابو عمران خوش ہو اور اُس باغ میں دل
بہلاؤ جہاں گرمی خوشگوار اور بہار دلاویز ہے،
اے اس شجربان کی نازک اندام ہرنی
جو بالو کے تودہ سے ذرا نیچے ہے جہاں کہ وادی
حمی اور خشک زمین دونوں ملتے ہیں۔

Marfat.com

الشمس یغرب نورها ولربما	آفتاب کا نور غائب ہو رہا ہے اور بسا اوقات
کسفت ونورک کل حین یسطع	اس میں گہن لگ جاتا ہے اور تیری روشنی ہمیشہ چمکتی ہے،
ان غاب نور الشمس لستانتقی	اگر آفتاب کا نور غائب ہو گیا، تو ہمیں ڈر نہیں،
بسناک لیل تفرق یتطلع	جدائی کی شب تیری روشنی کام آئے گی،
افلت فغاب سناک عن اشراقها	آفتاب غروب ہوا، تو تیری جمال آرائی اسکی قائم مقام ہو گئی،
وجلا من الظلماء ما یتوقع	اور تاریکیوں کا پردہ اس نے زائل کر دیا،
فأمنت یا موسی الغروب ولم اقل	اے موسیٰ، تم غروب سے بچے رہو، اور میں نے یہ نہیں
ووددت یا موسی لو انک یوشع	کہا کہ اے موسیٰ میری خواہش تھی کہ تم یوشع ہوتے،
اور کہتے ہیں:-	
الا بشروا بالصبح من کان باکیا	رونے والے کو صبح کی خوشخبری دے دو،
اضر به اللیل الطویل مع البکا	جسپر رونے کیساتھ درازیٔ شب نے بہت ظلم کیا ہے
ففی الصبح للمصب المیتم راحة	اسلئے کہ عاشق بیمار کو صبح کے وقت آرام ہوتا ہے،
اذا اللیل اجری دمعه واذا شکا	اسلئے کہ اس وقت رات اشکباری اور شکوہ کرتی ہے،
ولا عجب ان یمسک الصبح عبرتی	اور کوئی تعجب نہیں اگر صبح میری اشک شوئی کرے،
ولم یزل الکافور للدم ممسکا	اس لئے کہ کافور خون کو روکتا ہی ہے،
آپ کا یہ قطعہ نادر ہے:-	
مثل الورق الذی تطلبه	مقررہ روزی کی مثال اس
مثل الظل الذی لا یمشی معک	سایہ کی ہے جو ساتھ رہتا ہے،
انت لا تدرکه متبعا	جب تک اس کی تلاش میں رہو گے نہیں
	پاؤ گے،
فاذا ولت عنه تبعک	اس سے اعراض کرتے ہی وہ خود قدموں پر
	آگرے گی
دیگر:-	
دخلتم فافسدتم قلوبا بملکها	تم نے آکر دلوں کی دنیا تباہ کر ڈالی،
فانتم علی ما جاء فی السورة النمل	تمہاری مثال ایسی ہے جیسا سورۂ نمل میں آیا ہے،

Marfat.com

والعدل والاحسان لم تتخلقوا	اور انصاف و احسان تمہارے اخلاق میں داخل نہیں
وانتم علما جاء فی سورۃ النحل	اسمیں تمہاری مثال سورۂ نحل کی آیت کی ہے،

ابو بکر بن محمد بن محمد بن جمہور کہتے ہیں، کہ میں نے ابن مرج الکحل کی ایک سرخ چراگاہ دیکھی جس پر انھوں نے بہت محنت کی تھی، مگر لاحاصل، تو میں نے کہا:۔

ماحمرۃ الارض من طیب ومن کرم	زمین کی سرخی شرف یا اچھائی کے سبب سے نہیں،
فلاتکن طمعا فی سرقہا العجل	اس میں نفع عاجل کا لالچ نہ کرو،
فان من شأنہا اخلاف آملہا	اس لئے کہ امید کرنے والوں کو دھوکہ دینا اسکی عادت ہے،
فما تقارقہا کیئبۃ الخجل	اس لئے شرمندگی اس کے چہرے سے کبھی الگ نہیں ہوتی

انھوں نے جواب میں یہ شعر لکھے:۔

یا قائلا اذ رأی مرجی وحمرتہ	میری چراگاہ اور اُس کی سرخی دیکھ کر
ماکان احوج المرج للکحل	یہ کہنے والے "ماکان احوج المرج للکحل"
ھو احمرار دماء الروم سیّلہا	یہ رومیوں کے خون کی سرخی ہے، جسے
بالبیض من مرّ من آبائی الاول	میرے آباء اجداد نے تلواروں سے بہایا تھا
اجبتہ ان حکی من قد فتنت بہ	میں نے اُسلئے پسند کیا کہ وہ وعدہ خلافی
فی حمرۃ الخد او اخلافہ املی	اور رخساروں کی سرخی میں میری محبوبہ کی شبیہہ پیش کرتی ہے،

وفات دوشنبہ ۲ ربیع الاول ۶۳۴ھ کو اپنے وطن میں وفات پائی اور دوسرے روز دفن ہوئے،

محمد بن محمد بن احمد انصاری

نام و نسب محمد نام، کنیت ابو عبداللہ اور ابن الجنان سے مشہور اور مرسیہ کے باشندہ تھے،

Marfat.com

حالات ابن الجنان محدث، راوی، حفظ میں ممتاز تھے، ادیب، شاعر، خوش خط، دیندار اور ذی علم و ہنر بلند اخلاق تھے،

بعض امرائے اندلس نے آپ کو عہدۂ کتابت پیش کیا، اس میں متردد رہے، پھر رہائی حاصل ہو گئی، آپ اس قدر پست قد تھے کہ عجائب زمانہ میں شمار کئے جاتے تھے، اعضا متناسب، بلند خصلت، اور باوقار تھے، قفصہ پر جب ۶۵۰ھ میں دشمنوں کا تسلط ہو گیا، تو وطن کو خیرباد کہکر اریولہ میں مقیم ہو گئے، تا آنکہ سبتہ میں رئیس ابو علی بن خلاص نے انھیں بلایا، تو اُن کے پاس آئے اور خوب خاطر و مدارات ہوئی، انعام و اکرام سے مالامال ہوئے، پھر افریقہ کا رخ کیا، اور بجایہ میں اقامت اختیار کی، معاصرین ادبا سے خط و کتابت تھی، جس میں اُن کی استعداد و اہلیت کا جوہر چمکا۔

اساتذہ ابن الجنان نے اپنے وطن اور دوسرے شہروں میں ابوبکر بن خطاب، ابوالحسن سہل بن مالک، ابن قطرال، ابوالربیع بن سالم، ابوعلیٰ بن ابوالسداد، ابوعلی شلوبین اور دیگر علما سے روایت کی،

تلامذہ ابن الجنان سے اُن کے داماد ابوالقاسم بن نبیل اور ابوالحسن نے روایت کی،

شاعری قاضی ابوعبداللہ بن عبدالملک کہتے ہیں کہ زہد اور نعت میں اُن کے بہترین اشعار ہیں، واعظوں کیلئے بھی انھوں نے بہت نظمیں کہی ہیں، اسی سلسلہ میں رمضان المبارک اور شب قدر کو "وداع" کہتے ہوئے لکھتے ہیں،

مضی رمضان وکانی بہ قد مضی — رمضان المبارک گزر گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ (گویا) میں گزر گیا،

وغاب سناہ بعد ان کان اومضا — اور چمک دکھانے کے بعد اسکی روشنی غائب ہو گئی،

فیاعہدہ قد کان اکرم من مضی — افسوس کہ وہ بہترین زمانہ تھا

ویاعصرہ اعزز بہ علی ان انقضی — اور اُس کے گزر جانے سے سخت تکلیف ہوئی،

Marfat.com

الم ينا كالضيف في الطيف نائما	اُس نے خیال میں مہمان کی طرح زیارت کی،
فخيم فينا ساعة ثم تونما	ایک گھنٹہ کے لئے خیمہ انداز ہوا پھر چلا گیا،
فيا ليت شعري اذ نوى عن تراالنوى	خدا معلوم جدا ہوتے وقت
ايا لسخط عنا قد تولى ام الرضا	یہ غصہ سے الگ ہوا یا رضامندی سے،
قضى الحق فينا بالفضيلة جاهدا	خدا نے ہمارے لئے ایک بزرگی مقرر کی تھی
فاى فتى فينا له الحق قد قضى	مگر کس نے اُس سے فائدہ اٹھایا،
وكم من يد بيضاء اسدى لذى التقى	متقی لوگوں پر کتنے احسانات کئے،
بتوب وفيما للصحائف بيّضا	اور کتنے نامۂ اعمال روشن کر دیئے،
وكم حسنا قد زاد حسنا وكم ردى	کتنی حسین چیزوں کو زیادہ حسین کر دیا،
محا وبالاحسان والحسن عوّضا	کتنی برائیوں کو مٹا دیا اور کتنوں کو بدلہ اچھا دیا،
ولله من شهر كريم تعرضت	کتنا اچھا مہینہ تھا جس کی خوبیاں رخصت
مكارمه الا لمن كان اعرضا	ہوگئیں مگر توجہ کرنے والوں کے لئے۔
فيا لعبد اظهر شجونك معلنا	اُس کی موت پر اپنا غم ظاہر کرو،
وفى اثره ارسل جفونك فيضا	اور اُس کیلئے آنکھوں کو اشکباری کا حکم دو،
وقف بثنيات الوداع فانها	اور ثنیات وداع میں کھڑے رہو اس لئے کہ
تخصص مشتاقا اليها تحضا	وہ مشتاقوں کو اس طرف رغبت دلاتی ہے،
وان قضيت قبل التفرق وقفة	اگر جدائی سے پیشتر ایک وقفہ پورا ہو چکا ہے،
فقضيها من ليلة القدر ما قضا	تو جو کچھ جی چاہے شب قدر سے پورا کیجئے،
فيا حسنها من ليلة جل قدرها	کتنی اچھی رات ہے جس کا مرتبہ بلند ہے،
وحض عليها الهاشمى وحرّضا	اور جسکی نبی ہاشمی (ص) نے ترغیب دی ہے،
لعل بقايا الشهر وهى كريمة	معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ کے آخری حصے
تبين سرا فى الاواخر اغمضا	آخر میں کوئی پوشیدہ راز بیان کرنا چاہتے ہیں،
وقال اطلبوها تسعدوا بطلابها	اور یہ فرما کر کہ اُسے طلب کرو تاکہ کامران ہو جاؤ،
فحرك ارباب القلوب وانهضا	اہل دل کو جوش دلایا،
جزاه الله العرش خير جزائه	خدائے عرش اُسے بہترین بدلہ دے،

Marfat.com

واکرمنا بالعفو منہ بالرضا
وصلی علیہ من نبی مبارک
رؤف رحیم للرسالۃ مرتضی
لہ غرۃ اعلی من الشمس منزلا
وعزمتہ امضی من السیف منتضا
لہ الذکر یحمی فضہ مسک خامہ
تارج من ریا فضائلہ الفضا
علیہ سلام اللہ ما اہمل سالب
وذہب موشی الریاض وفضضا

اور ہمیں معافی اور رضامندی سے نوازے
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ہو
جو کہ مہربان اور رحم دل اور [illegible]
ان کا مرتبہ آفتاب سے بلند تر ہے
اور اُن کا ارادہ تلوار سے زیادہ [illegible]
اُن کی یاد کے آغاز سے بدبوؤں کی بارش ہوتی ہے
جن کے فضائل کی خوشبو سے فضا معطر ہو جاتی ہے
اُن پر اللہ کا سلام ہو جب تک بدلی برستی ہے
اور باغوں کو سنہری اور روپہلے رنگوں سے
منقش کیا کرے

انشا

ابن الجنان کی انشا ضرب المثل ہے، جب امیر المومنین عبداللہ بن یوسف نے اپنے لڑکے ابوالحق کے لئے امارت کی بیعت لی، انھوں نے بیعت نامہ لکھا اور حاء مہملہ الف کے ساتھ جمع رکھا جیسے "صباحا وصلاحا" وغیرہ، اسی طرح چالیس جملے اسی جمع میں لگاتار آئے، جس سے لوگ نہایت محظوظ ہوئے، اس پر ابوالحسن علی بن عمیر نے انھیں تفریحاً ایک مشہور خط لکھا جس کا آغاز یہ ہے:—

"قلم کرسئ کی طرح تمھیں سلام عرض کرتا ہے اور سمجھ تمھارے علم کے سامنے حیران ہے اور یہ کہ تم نے "روح" پر ڈاکہ ڈال دیا اور اسے [illegible] چن لیا اور اُن کے پیچھے گھوڑے دوڑائے، فکر اور [illegible] سے اقتباس کیا، یہاں تک کہ اصل علم نے [illegible] ہٹ گئی ہے، حالانکہ وہ حلق میں متواتر آتی ہے، اگر [illegible] تمھارے گھوڑے اس پر قابو پاتے اور قلم دوات [illegible] اس کا جواب انھوں نے حسب ذیل دیا:— "کرسی کا سلام کیا چیز ہے، اور یہ رائے اور تدبیر کیوں، کیا قلم سے تکلیف پہنچتی ہے، یا لوگوں سے خاموش ہو گئے (؟) آیا وہ کام کرنا چاہئے" اور وہی حق ہے، جو اپنے سامنے کی

Marfat.com

چیزوں کی تصدیق کرنے والا ہے، ورنہ قلم کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ اپنے خلاف سے متنفر ہوتا ہے اور خود دور کی کوڑی لانا چاہتا ہے، جب وہ گونگوں کا مطیع ہو چکا اور اُس کے اسالیب بیان عجمیوں کے قابو میں آ چکے، پھر فصیح کیوں گونگا بن جائے، اور قول و عمل میں اختلاف ہو، آخر قصیر نے کس غرض سے اپنی ناک کٹوائی تھی، اور اعمیٰ ابو بصیر اُلٹے پاؤں واپس آیا تھا، کل اُس کی بدی سے سیر الی طلب کرنے پر محروم رہنا پڑا اور اُس کے ناموں سے شفا طلب کرنے پر شفا بھی میسر نہیں، اور آج نوشروان کی طرح میری خاطر ہو رہی ہے، اور میرے ایسے ہی شاکی ہیں جیسے زیدیہ بنو مروان کے شاکی تھے، اور اس کا خیال ہے کہ میں نے اُس کے دانت کھٹے کر دیئے، اور وہ بات چھپاتا ہے، جسے اللہ ظاہر کر رہا ہے، اور اس چیز کا عطیہ طلب کرتا ہے جو اُسی سے طلب کرنیوالوں کے پاس موجود ہے، یہ طریقہ کہاں سے آیا اور اس بدعت کا رواج کب سے ہوا؟ کیا اس کا خیال ہے کہ یہ چیستان حل نہیں ہوگا، اور یہ شک دور نہیں ہوگا، کیا یہ صرف لہو و لعب کی شراب کا نشہ ہے، یا اس حکم کا تکبر ہے، جو اب تک معزول نہ ہوا ہو، قسم خدا کی اگر قسم ربانی کی وجہ سے اس کا مرتبہ نہ بڑھ گیا ہوتا اور انسان کی تعلیم کا اُسے فخر نہ حاصل ہوتا، میں اُسے ایسی باتیں سناتا، جس سے اُس کا تکبر ختم ہو جاتا اور اُس کا اعراض ختم ہو جاتا ہے، اور صرف تلواروں کی دھار سے باتیں کرتا لیکن وہ پہلا علم ہے اس لئے اُس کے ہر قول کی اچھی تاویل ہونی چاہئے اور اُس کی زبان سے اگر لغو بات بھی نکلے تو مہذب کہلاتی ہے اور صرف شیطان کے بہلانے سے میں نے اسکے احسانات نہیں ذکر کئے، صرف یہ کہتا ہوں، کہ کاش میرے پاس مناسب الفاظ ہوتے تو اسکا شکر ادا کرتا، اور اگر عنایت ہے تو (ح) پر جو حلق سے پھینکی جا رہی ہے، اس کی وجہ سے مجلسوں میں مجھ پر مصیبت آ گئی اور اُس نے دست تعدی دراز کیا، ظالم ہونے کے باوجود مظلوم بنتی ہے، اور زہر میں بجھی ہوئی

Marfat.com

باتیں نرمی سے کرتی ہے، قلم اور اُس کے شیر خوار بچوں کی قسم، فصاحت اور اُس کے کارناموں کی قسم، کاش، مجھے اُس کی محبت نہ ہوئی ہوتی اور میں اُسکا نہ ہوگیا ہوتا، اُس نے اپنے کو میرے سامنے بارہا پیش کیا، مگر میں نے ہمیشہ اعراض کیا، اور نرمی و سختی، ہر طرح سے اُسے دفع کرنے کی کوشش کی اور اُس سے اُکتانے لگا، تو اس سے کہا، کہ اسامہ سے نکاح کرلو مگر ابوجہل اور اُس کی بداخلاقی اور ابن ابی سفیان اور اُس کی محتاجی کے ہوتے ہوئے مجھ ہی سے راضی ہوئی اور نکاح کرنے میں ام خارجیہ سے بھی زیادہ تیز نکلی، لیکن رشتہ کو نباہنے میں سجاح سے بھی زیادہ کج خلق، میں اس کی صحبت میں دن گزارنے سے اور اُس کی اولاد کے ساتھ بسر کرنے سے ڈرتا تھا، اور یہ نہایت مہمل بات معلوم ہوتی تھی کہ منہ اور ہونٹ کی بیٹیوں (وہ حروف مراد ہیں، جن کا مخرج منہ یا لب ہے) کو چھوڑ کر اُسے اختیار کروں، حالانکہ اُنھیں میں آسانی تھی، لیکن مجھے اس سے غلط فہمی ہوئی کہ وہ ایسی منزل میں تھی، جہاں آفتاب سے چھپی تھی اور پردہ پوش خواتین کی طرح کانا پھوسی کے سوا کچھ نہیں بولتی تھی اور اُس کو اتنا قدر مطیع پایا کہ انگلیاں، ہتھیلیوں کے اور معنی لفظ کے مکانات کھنڈر کے اور سایہ آدمی کے اور فقہا نصوص شرعیہ کے اتنے مطیع نہیں ہوں گے تو مجھے اس سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں معلوم ہوا اور اسے ان میں شمار کیا، جو پوشیدہ باتوں کو ظاہر نہیں کرتیں، تو مجھے تعجب ہوا کہ اس سے لغزش کس طرح ہوئی اور شوہر کی اطاعت کے بعد پھر کیوں الگ ہوئی اور اپنی رائے میں مختار ابوعبیرہ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگی اور مجھ پر طرح طرح کے ڈورے ڈالنے لگی اور اس کا خیال تھا، کہ حرف جیم، نے اُسے دھوکا دیا اور اُس کا تکبر دور کردیا اور اُسے دھمکی دی، کہ اُس کی خبر خابور تک پہنچ جائے گی اور اُسے اُس کے رفیق کے پاس اس طرح ص ۲۶۱
لیجایا جائیگا جس طرح سابور قیصر کے پاس حاضر کیا گیا حالانکہ اُس سے جھوٹ کہا اور اُس کی مثال اس کمان کی تھی جس کی آواز نے شکاری کو بہرا کردیا، اور اس عورت (زلیخا) کی طرح جس نے "ماجزاء" کہا، حالانکہ اُسی نے قمیص کا

Marfat.com

دامن چاک کیا تھا، اور ممکن ہے کہ اس پر گمان سچ کیا جائے اور غائبانہ گمان غلط ہوتے ہیں اور کہا جائے کہ (ح) اس سخت امر کی وجہ سے جھک گئی ہے اور اس کی مدد کے لئے وہ کھڑی ہو، جو نرگس اور ریحانہ کے درمیان روپوش ہے اور جس نے سورہ کو ایسے نام پر ختم کیا ہے جس کا دوسرا حصہ ایک بہت بڑے نبی کا نام ہے اور اس مکملہ سے وہ رنجیدہ ہو جس کا ذکر آچکا ہے تو میں اس کے انصاف سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کی بزرگی کا دامن پکڑتا ہوں اور اس سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے حسب خواہش فیصلہ کرے اور اس آیت پر عمل کرے :-

فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا (عورت اور مرد دونوں کیطرف سے ایک ایک ثالث بھیجو) علاوہ بریں اگر حکم یہ فیصلہ کریں کہ زیادتی اس کی جانب سے ہوئی ہے جس نے اپنا جھوٹا ظاہر کیا، مجھ میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں تو وہ فوراً "حروریہ" (خارجیہ) بن جائے گی اور کہے گی کہ اللہ کے دین میں تحکیم جائز نہیں اس وقت آشکارا ہو جائے گا اور معلوم ہو گا کہ کون فیصلہ کا زیادہ مستحق ہے'

اور افسوس کہ اس نے مجھ پر ظلم کرنا چاہا تو میری حمایت ہو گئی، اور میرے لئے کامرانی کی سواری تیار کی۔ حالانکہ اس نے مجھے نقصان پہنچانا چاہا تھا فائدہ کے ساتھ بھلائی آئی اور اس نقصان کے راستہ سے نفع کی چیزیں جان گئی کہ اس کی کجی سے کیا نقصان ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے فائدہ دیا اور بہترین نایاب موتی جمع کئے اور وہ اس سے انکار نہیں کرتی کہ وہ اسباب میں سے ہے اور صرف جنگ و مقابلہ میں اس کی یاد ہوتی ہے' اور شکر و کامل اور تعریف کی مستحق وہ ذات ہے جس نے اپنی جوانی طبیعت سے اسے باعزت کر دیا' اور اس بری (ح) کا قصہ بتایا اسلئے

ص ۲۶۲ اس نے اگرچہ ظرافت کے طور پر برجستہ لکھایا ہے اور اس کا نام خاموش آگے بڑھنے والا رکھا گیا ہے، اور اس کی تفریح اس طرح پر ہوئی ہے اور صفت کے ساتھ اس طرح اٹھکھیلیاں کی ہیں، جیسے بادصبا" بان" کی شاخ کے ساتھ یا محبت عاشق بیقرار کے ساتھ، گو اس نے اپنے فنون میں عجیب

Marfat.com

کمالات دکھائے ہیں اور دلوں کو اپنا شیدا بنا لیا ہے اور ذرد دیدہ نگاہوں سے
کام لیا ہے، اور ٹوٹے پھوٹے جملوں میں گل کھلائے ہیں اور فصاحت
و نظم کلام کے طریقے آشکار کر دئے ہیں تو مجھ پر اُس کے احسانات کا شکریہ ادا
کرنا ضروری ہے، حالانکہ اُسی کے لفظ کے اعتبار سے یہ معنی اسے معلوم ہوتے ہیں،
قسم خدا کی اے امام اکبر اور بڑھنے والی بدی اور وہ ذی علم شخص جس کا ساحل
معلوم ہو اور سمندر کے ساحل کا پتہ نہیں چلتا، اس مسلک سے میرا مقصود
نہیں، اور آخر اس تاریکی میں روشنی کہاں سے آئی اور معمولی پیشہ ور اور بادشاہ
میں فرق کرنا ممکن ہوا، یہ بڑے لوگوں کی عاجزی ہے اور شرفا کی فراخ دلی ہے
جیسے اُستاد شاگرد کو آمادہ کرے اور نیند سے وضو کی اجازت دے اور وہ اُس
جس کے تابع مغرب کی بلاغت ہے اور اس صنعت کے بدائع اور خوبیوں سے
خوش ہو، اور اچھے قافیوں کی طرح اس کی اطاعت کرے اور رات میں اُسکی
پیروی کرے اور وہ بھی اُسکی طرح اطاعت کرے اور اسکی طرح حسن و خوبی سے دور ہٹ جائے اور
قطرہ کو فرات سے کیا نسبت؟ اور معمولی مالدار آدمی اس سے کیا فخر کر سکتا ہے؟
جس کے خزانہ کی کنجیاں اُٹھانے سے ایک جماعت بھی عاجز ہو اور کلالہ"
کا مال میں کیا حصہ؟ حالانکہ جب کہ نسبی وارث موجود ہیں افسوس ہے کہ مقصود
دور ہے، اور موتی ..... میں بہت فرق ہے جبکہ ظلیم سے روکر پکارا گیا
ہو، اور لوٹنے پر مجبور ہونا پڑا، اگر ہم اُن لوگوں میں تھے جو پیاس کے باعث
گھاٹ کی طرف بڑھے تھے، اس ذات گرامی کی طرح جو سیرابی سے انتفاع
کے بعد تیوک کی طرف بڑھی تھی، اس کے بعد کھلم کھلا معجزہ ظاہر ہوا اور تمام
باغ بغیر بھر گئے اور ہم بے ادبی و ملامت پر تنبیہ کرنے والے ہوتے، کیونکہ علم
تھا کہ ساقی آخر میں پیاسا کرتا ہے، اور اگر ہم نے عراق کا رخ کیا، تو ہمارے لئے جائز
نہ پاسکے اور اگر ہم نے عراق کا رخ کیا، تو ہمارے لئے جائز
اور تمہارے لئے پردہ نشین عورتیں ہیں اور ہمارے لئے اس میدان میں
چھوٹے چھوٹے قدم ہیں اور ہماری زیادتی بھی کمی کے برابر ہے جبکہ ہمارا
ہمسایہ محتاجی کے سبب سے ذلت میں ہے، اور ہمیں کہاں سے وہ ملے

جس کی روشنی جمال آرا ہو اور جس کے حسن سے ستارے شرم کے مارے منہ چھپائیں، اگر وہ جھانکتی نہیں تو اس لئے کہ یہ فروع کے لئے اصل کے مثل ہے، اور جماعتوں میں شب وصل کی طرح ہے اگر اس کی چمکدار کلی کھلتی اور وہ روشنی بلند ہوتی جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، تو آگ اس یوسف کے لئے سربسجدہ ہوتی اور اس کی بو کی لپیٹ شمالی وجنوبی ہواؤں میں پائی جاتی اور اس طرف قصد کرنے میں لوگ اس طرح جلدی کرتے، جیسے مسافر سفر کے وقت بیتاب رہتے ہیں، اور میں اُسے جلوہ فروش جادوگرنی سمجھتا تھا اس لئے کہ وہ اسی کی پروردہ بلکہ جاسوس تھی جو مجھ سے بڑھ گئی، جس نے کہ مجھے اپنے "معین" سے سیراب کیا، اور میں نے اس کی بو اسی وقت محسوس کر لی تھی جب اُس کا قافلہ مصر سے الگ ہوا، اور جب پہنچی تو اس کی شب نوردی کی خبر صرف اُس کی خوشبو نے دی اور اُس نے بہت چاہا کہ اپنی روشنائی کی راہ میں مجھ سے چھپ جائے تو مجھے اُس کی آرائش نے فریفتہ کر دیا اور ہر عاشق الفاظ اور معانی کی صبیح جمال کا فریفتہ ہوتا ہے اور عبقت کی پکار کے سامنے چادروں میں لپٹنا اُس کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے، اے "سودہ" ہم نے تجھے پہچان لیا تو میں اُسکی بو اور اس کی سطر اور حروف کو چومنے لگا اور اُس کی خوب تعریف کی، اور اُسے پڑھ کر محفلوں کو زینت دی اور جواب کا ارادہ کیا تو بہت دشوار نظر آیا، لیکن یہ رقعہ لکھا جو میری کوتاہی کا نمونہ ہے اور جو شرم وحیا سے تمہاری خدمت میں جا رہا ہے — امید ہے کہ خامیوں کے باوجود اُسے شرف قبولیت عطا فرمائیں گے اور اپنی اعلیٰ ظرفی کے پانی سے اُس کی پیاس بجھائیں گے، اور یہ [illegible] جن کا دل آپ کے پاس ہے اور [illegible] کی طرح خوشہ چین ہیں، اے میرے [illegible] لئے زندہ رہو، اور ابن کریم کی پیشانی کا نور [illegible] اور ہمیشہ کامرانی کو طلب کرتے رہو، اور اُن کی خوبیاں بہت ہیں اور مراتب بلند ہیں،

Marfat.com

غرناطہ میں ورود	غرناطہ میں اپنے مخدوم متوکل کے ساتھ آئے، یا وہیں انھیں پایا،
اساتذہ	سہل بن مالک سے روایت کی،
وفات	اُستاذ صلہ میں لکھتے ہیں:— بجایہ کو منتقل ہو گئے، اور وہیں ۶۱۱ھ میں وفات پائی،

محمد بن مسعود بن خالصہ

نام ونسب	محمد نام، کنیت ابو عبداللہ، سلسلہ نسب یہ ہے:— محمد بن مسعود بن خالصہ بن فرج بن عابد بن ابو الخصال الغافقی
حالات	اصل میں کورۂ جیان علاقہ شقورہ میں غرناطہ کے رہنے والے تھے، قرطبہ اور غرناطہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، بلاغت اور حدیث میں امام اور سند مانے جاتے تھے، ابن الزبیر نے ذوالوزارتین کے ذکر میں لکھا ہے:— ابو عبداللہ مشہور علماء میں تھے، رجال، غریب حدیث اور حدیث کے دیگر شعبوں میں بے نظیر عالم تھے، علوم عربیہ، لغت، تاریخ، تمام علوم کے ماہر تھے، انشاء پردازی اور نظم میں [illegible] زہد کے اعتبار سے اپنے زمانہ میں [illegible] وسمط الجمان میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے [illegible] ابر وباراں تھے، جن کا مثیل مشکل سے دستیاب ہو سکتا ہے، باغ اور بلند پہاڑوں کی تھی جن کی شان وشکوہ کی وجہ سے [illegible] مختلف خوبیوں کے جامع اور کمالات پر حاوی تھے [illegible] کے باعث فصاحت اُن کے ہمراہ رکاب رہتی تھی، [illegible] کے لئے صرف اُن کی طرف انتساب باعث فخر تھا، اس لئے کہ انھوں نے

ان فنون میں اپنی معجز بیانیوں سے چار چاند لگا دئے تھے اور نکات کو عام کر دیا تھا، ایک عالم کامل کے لئے کافی تھا، کہ نظم و نثر میں اُن کے نقش قدم پر چلے اور اُن کی روشنی سے کسب فیض کرے کہ معلوم ہو کہ خبر و انشا کا استعمال کس طرح ہوتا ہے اور خدا کے کلام کی تصدیق کرے، کہ "ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء" (خوبیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہے دے)

اساتذہ استاذ ابوجعفر بن الزبیر نے الصلۃ میں لکھا ہے کہ:۔ ابوعبداللہ نے غسانی، صدیقی، ابوالحسن بن الباذش، ابوعمران ابن تلید، ابوبحر اسدی اور ابوعبداللہ نفزی مالقی اور انکے علاوہ ایک جماعت سے روایت کی،

اُستاذ مذکور نے لکھا ہے کہ اُن کی کتابیں اور ادبی تالیفیں سب مشہور اور مقبول عام ہیں، ان کے بعد یہ قبولیت اور علم کسی کے حصہ میں نہیں آیا،

شاگرد ابوعبداللہ سے ابن بشکوال، ابن جبیش، ابن مضاء وغیرہ نے روایت کی ہے، جس کا ذکر انھوں نے اپنے رجال میں کیا ہے،

شاعری ابوعبداللہ کے اشعار بکثرت ہیں، منجملہ یہ اشعار لکھے جاتے ہیں:۔

یاحبذا لیلۃ لنا سلفت	وہ ہماری گزری ہوئی رات بھی کیا چیز تھی جس نے
اغرت بفسی الھوی فما عزفت	محبت کو ایسا ابھارا کہ جانے کا نام نہیں لیتی
دارت بظلمائھا المدام فکم	اُس کی تاریکی میں شراب کا دور چلا،
نرجسۃ من بنفسج قطفت	تو بنفشہ سے کتنے نرگس توڑے گئے،

ص ۲۶۶ اور ایک شناسا کے بارے میں کہتے ہیں جن سے مدت کے بعد ملاقات ہوئی تھی:۔

وافی وقد عظمت علی ذنوبہ	وہ آیا، اس حال میں کہ اُس کے گناہ بہت
فی غیبۃ خطبت بھا اثامرہ	ہو چکے تھے جبکہ غیب میں اُسکی نشانیوں سے گفتگو کی

Marfat.com

فمحا اساءته لنا احسانه
واستغفرت لذنوبه انوارہ

اور ایک مخمس ہے جسے اس حال میں لکھا تھا کہ وہ مراکش میں قرطبہ کے لئے سراپا اشتیاق تھے:-

بدت لهم بالغور والشمل جامع
بروق باعلام العذيب لوامع
فباحت باسرار الضمير المدامع
وهب غرام لم تنله المسامع
ودام بها من فيضها المتصوب

اجتماع کی حالت میں اُنھیں دور سے عذیب کی گھاٹیوں میں بجلیاں چمکتی نظر آئیں،
آنسوؤں نے دل کے راز فاش کر دئے اور کتنی محبت ایسی ہوتی ہے جس کی کانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی،
اور اس کا سرچشمۂ فیض برابر جاری رہا،

انشا

ابو عبداللہ ذوالوزارتین کی انشا آفتاب کی طرح مشہور اور بارش کی طرح سے بہت ہے، ہم یہاں کچھ درج کرتے ہیں، تاکہ کتاب اُن کے بدائع سے خالی نہ ہو، وزیر ابوبکر بن عبدالعزیز کو ایک خط کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں جو اُنھیں ایک فال نکالنے والے شخص کے ساتھ ملا تھا:-

اللہ میرے دوست کو جن کی میں عزت کرتا ہوں، اور اُنکا خوشہ چیں ہوں، خوبیوں کا جامع اور محاسن میں کامل ہمیشہ قائم رکھے، اور وہ ہمیشہ عجائب اور غرائب تحفہ میں بھیجتے رہیں، عراف یمامہ آپ کا ایک خط لیکر آیا جو نجد و تہامہ کا جاننے والا ہے، ظاہری و باطنی حالتیں اُسے نمایاں کرتی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد کا قاصد ہے، یا مسیح دجال کا مخالف ہے، معائنہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے پاس سیپیاں ہیں، اور اگر سچی نظر ہوتی، تو میں کہتا وہ تمام بیان کرنے والوں سے ظاہر ہے، اور میں ابھی آپ کو خبر دیتا ہوں، اللہ آپ کی تائید کرے کہ کیا پیش آیا، اور اُس نے کیا کیا حرکات کیں، اور عزت کا مستحق ہوا تو اُسکی طرف نگاہیں اُٹھ گئیں، اور ہر غائب و حاضر نے اُسے دیکھا اور ہر گمنام اور معروف شخص نے اُس کی طرف توجہ کی، یہ زیادتی کا طالب، وہ الگ نئی چیز کا تلاشی، کوئی رائے طلب کرتا کوئی اپنے مقصود برآری

کام دیکھنا تلاش کرتا ہے ..... خوب کھلا اور اس کی پذیرائی ہوئی،
اور میں دوستوں کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا، یہاں تک کہ اس کے حال
سے واقف ہو گیا، جب یہ جماعت مطمئن ہو گئی، تو ہم نے اسے امتحان
کیلئے بلایا اور آزمائش کیلئے بٹھایا اور صحیح حالات سے واقفیت کی خواہش کی تو میر
اور آٹا طلب کیا اور اس کی وحشت دور کی اور اس سے کہا کہ اپنی مزدوری لو لیکن ہمیں
دھوکہ نہ دو اس لئے کہ ہم میں کوئی دیوانہ نہیں بلکہ سب کے سب تجربہ کار اور آزمودہ ہیں
جنہیں غم والم نہیں کرتے، تو وہ خوب مطمئن ہوا اور اپنی ڈاڑھی سے سینہ ملایا
پھر نگاہ اٹھائی اور یکبیک چیخ کر بولنے لگا کہ میں دوستی کا نکھان نہ آنکھیں چرانے والا
ہوں اور نہ سوال کرنے سے گھبرانے والا اور نہ کسی خطا کار کی حمایت کرنے والا اور نہ
[illegible]
مجھے نہ سوال اور نہ بیکری کا پیشہ نہ انواع و اقسام کے کھانے، کوئی چیز نہیں
اچھا سکتی، یہ تو ایک تصویر اور نقطہ ہے اور آثار اور چھاؤں حبس اور سعد
اوضاع اور نقد آج اور کل ہے، ہم نے کہا کہ آج مہمانداری پوری ہو گئی اور
زیادتی متعین ہو گئی، پھر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا، اور تیروں کو کھینچا، اور آٹا
نکالا [illegible] گھمایا یہاں تک کہ اسے بارہ ہوا، پھر کہنے لگا، اے اہل جماعت
یہ تو آٹا ہے تم میں سے کون شروع کرتا ہے، لوگوں نے میری طرف دیکھا،
اور کہا کہ [illegible] خاموش رہے تو میں نے ہاتھ بڑھا کے
[illegible] اس چیز کا سوال
[illegible] کا سوال نہیں کیا جاتا، اللہ پر اعتماد کیا اور شیطان سے
[illegible] قبول کی اور اپنی کمائی سے کھایا اور شیطان کے بیٹھنے کی جگہ سے
گریز کیا اور اس عادت نے مجھے ترک کر دیا، میں نے بھی انہیں خیرباد
کہا اور اپنے نفس کو مطمئن ہونے کی امید کی اور امید ہے کہ میں نجات پا گیا اور
اپنی امیدیں کامیاب ہوں گی، اس پر اس نے مجھے گھور کر دیکھا اور اس کی
سچائی اور [illegible] نے مجھے مرعوب کر دیا، پھر جماعت نے مشہور سرکش،
ابن رد میر کا ذکر کیا، اس لئے کہ اس کی جانب سے سب کے دلوں میں

Marfat.com

کدورت تھی، اور بعضوں نے کہا کہ اس سے دریافت کیا جائے، اگر اُسنے بتا دیا تو ہمیں اطمینان ہو جائے گا اور اُس کی خوبی ظاہر ہو جائے گی، اور اگر نہ بتا سکا، تو اس کا دعویٰ بالکل غلط ثابت ہوگا، اس پر لوگوں نے کہا، کہ کیا خوب، اور سبھوں نے سری تائید کی، جب ہم نے دیکھا کہ وہ امتحان کے لئے تیار ہے اور [illegible] طیار کرے اور اپنی تسبیح آٹا میں رکھ کر [illegible] اپنی انگلی بڑھائی اور تیغ برّاں کی طرح چمکنا، کبھی سیدھا ہو جائے اور کبھی تاج کی طرح گھوم جائے اور کبھی آسمان اور ستاروں کو اپنا ہم جماعت بنا لے، تو وہاں بنات النعش اور ثریا کا اجتماع ہو گیا اور پرندے جھنڈ کے جھنڈ جمع ہو گئے، جب اُن کی عدد پوری ہو گئی اور حد کو پہنچ گئی اور اُس نے اپنے کرتب پورے کر لئے اور اصول اور فروع میں مطالبہ دی اور متفرق اور مجموعہ میں غور کیا، وہ کچھ مطمئن اور کچھ متعجب نظر آیا اور گھنٹی سانس لینے لگا اور مختلف قسم کی آوازیں نکالنے اور [illegible] کو ملایا اور سانس اوپر نیچے کی، اور کہا کہ میں اسی سے ڈرا ہوا تھا، مسلمانو چھپا رہنے اور جھوٹوں پوشیدہ رکھیں، تم نے سرکش شیطان کے بارے میں دریافت کیا ہو چشم زدن میں کہاں سے کہاں جاتا ہے نہ کسی گھوڑے پر سوار ہے نہ کہیں پناہ لیتا ہے، اور بہت کم سوتا ہے لیکن میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں، وہ چھپا ہوا ملحد ہے اور کفر کے ستاروں میں ایک ستارہ ہے، پھر نگاہ پلٹ کر حساب کرنے لگا اور ادھر اُدھر دیکھ کر کہنے لگا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، خدا کی پناہ یہ آفت کب تک رہیگی مجھے کوئی شک نہیں اگر میں قتل کرتا تو لمبے موچھوں والا، لحیانی مجھ سے دور نہ ہوتا اور نہ مجھ سے [illegible] مقابلہ کرتا جیسے حسان نے پیار کیا۔ اس روح پر [illegible]

..... پھر سرخی کی طرف اشارہ کیا [illegible] چنگاری پر رکھ دیا اور کہا ..... اور سرد یا [illegible] صاف ہے اور ملانا اور ٹھوکر اکرنا ہے اور جماعت اور تفریق ہے [illegible]

۲۲۵

نکلی ہوئی اور شکست مضطرب ہے، پھر اُس نے اپنا عمامہ رکھا اور اپنا ہنر ظاہر کیا اور اپنا بشاش چہرہ نکالا، پھر اُسے جھکی ہوئی ڈھال کی طرح کر دیا اور اپنی انگلیوں کو بستہ کیا اور توڑ دیا اور اپنی زبان نکالی، ہم نے کہا کہ یہ کسی شر یا شیطان کے قبضہ میں ہے یا کوئی ساتھی ہے جو اُسے پریشان کرتا ہے یا کوئی منظر ہے جو اُسے اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے، پھر اُس نے نگاہیں تیز کیں اور اپنے کو موٹا اور دبلا ظاہر کیا، اور کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے ..... اور جسے ہوا پر قابو حاصل ہے اور تمام اشیا اُس کی اطاعت میں سربسجود ہیں اور تسبیح سے کام لیتی ہیں، کہ وہ عیسائی ہے اور میرے گمان سے وہ حرکت میں آسکتا ہے اور نہ میرے کسی حملہ سے وہ مطیع ہو سکتا ہے، اور میں ان فنون سے کسی فن میں نہیں جھگڑتا، میں مضطرب سمندوں پر سوار ہوا، اور میدانوں اور جنگلوں کو قطع کیا اور حرم اور بیت اللہ نے مجھ سے گفتگو کی اور مجھ سے ہر قسم کے گھوڑوں نے مصافحہ کیا، اور میں نے احرام باندھا اور لبیک کہا، طواف کیا اور عرفہ میں وقوف کیا، رسول اللہؐ کی زیارت کی، اور کامل مومن ہوا، پھر یمن ہوتا ہوا عدن آیا، اور عائدۃ کے سرمہ سے شفا حاصل کی اور ہر قاعدہ کو ثابت کیا، اور صاحب جمل قُس بن ساعدہ کو دیکھا اور عکاظ میں اترا اور ڈنڈ کو رسی سے کھینچا، اور اونٹنیوں کو پانچ بار اور نو بار پونچھا اور میں کھڑا ہوا، جب حکم کھڑے ہوئے، اور ترکوں کی یلغار دیکھی، اور رومیوں کو غالب آتے بھی دیکھا، تو ہم لوگوں نے کہا کہ اللہ کے لئے تیری خوبی ہے، تو نے اپنے شبہات کو دور کر دیا اور تیرا حال پہلے سے اچھا پایا اور تیری تعریف ٹھیک کی گئی ہے، ہماری بصیرت تیرے بارے میں ناکام نہیں رہی، اب تم 'لوح' سے کیا سمجھتے ہو، اور اس 'روح' کے بارے میں کیا علم رکھتے ہو، تیری جان کی قسم، مجھ پر راز آشکارا کر دو، پھر وہ غور کرنے لگا اور ستاروں اور برجوں کا معاینہ کرنے لگا اور (ضحی) کے مادہ پر دیر تک اُلٹ پھیر کرنے کے بعد مسکرا کر کہنے لگا، قسم کھاتا ہوں کہ سب ٹھیک اتر آیا،

Marfat.com

اور اُس کا حال ایسا ہی ہے، جو میں بیان کرتا ہوں اور میں اُسے مغلوب اور عاجز پاتا ہوں، اور چند مہینوں سے زیادہ نہیں ٹھہریگا، اُس کی قسمت کا ستارہ غروب ہو چکا وہ بچہ ہی تھا کہ اُس کا باپ، اُس کے دادا کا وارث نہیں ہوا، ہم نے کہا، کہ تو نے تصریح کی اور خوب واضح بیان کیا، اور اس مستور الحال کی خوب رسوائی کی، اگر حالات مساعدت کریں اور اسکا انجام معلوم ہو سکے تو تمہاری قسمت جاگ جائے گی اور تیری نظر بالغ ثابت ہوگی، اُس نے کہا کہ ابھی تمھیں خبر ملیگی، اس کا وقت آگیا، ہم نے الگ ہو کر جو نہیں کان لگایا کہ شور سنائی دیا، ہم لوگ اس کے بارے میں بہت حیرت زدہ ہوئے، اور ہم صرف اُس کے تیر کے خوف سے واپس آئے، دیکھا ابھی اُسے خبر نہیں ہوئی ہے، گویا کہ اس کی مثال اُس چڑیا کی تھی جو بچوں کے پاس چلی گئی تھی، فوراً وہ ہماری طرف متوجہ ہوا اور اس طرح ہماری طرف مائل ہوا، جیسے جوزا ستاروں کے سامنے آتا ہے اور اس طرح ٹوٹ پڑا جیسے سرکش شیطانوں پر ستاروں کی بارش ہو رہی ہے اور کہا کہ اب بھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ میری اطاعت کرو اور یقین کرو کہ میں بڑا آدمی ہوں، ہم نے کہا کہ ہاں تم بہترین کلام و اخلاق کے مالک ہو اور جہاں بھی جاؤ، کامیابی رکاب تھامے ہوئے ساتھ جائے گی، تو شان سے سر جھکا کر کچھ دیر غافل رہا اور کہنے لگا اگر قرعہ ناکام ہوتا اور ٹھیک ٹھیک خبر نہ دیتا تو میں اُسے چاک کر دیتا اور اُس کے ذرے اڑا دیتا اور مجھ میں اور زیادہ گنجائش ہوتی اور آگ لگانے کے لئے بہترین چقماق ثابت ہوتا، تمہیں آفتاب کی بلندیوں سے کیا سروکار؟ میں موج کے اضطراب اور اوج کی بلندیوں میں ہوں اور فردوز و زوج کے علم کا ماہر ہوں، سرطان، اور دیران میں کارفرما مشتری کو میزان کے بدلے بیچنے والا ہوں اور حساب عمل کے دن ثور اور حمل پر پورا قابو ہوگا اور عقرب کے تیر سے قریب اور بعید کو رام کروں گا، اور اس کے وحوش کو..... سے شکار کروں گا اور یہاں سے اضطراب پر

صفحہ ۲۷۱

مجبور ہوں گا اور تنگ گھاٹی میں اُن سے ملوں گا، میں نے تاجروں کے گھر میں تولد کی خوشی اور تنزل کا ماتم محسوس کیا اور اقلیدس سے پتہ لگایا اور مجسطی سے کچھ مشورہ کیا اور منحلیں کی گرہ کشائی کی اور زحل کا معائنہ کیا جبکہ وہ اپنی سواری پر روانہ ہو چکا تھا اور اسی کے صحن میں اس کو گھیرا اور اُس نے قران کا معائنہ کیا اور اُس کی تربیع کا بھی اچھی طرح مطالعہ کیا تو اس نے مجھے چپکے سے بڑھاپے کی وفاداری کا پتہ دیا اور یہ جو الاصغر کے بادشاہ اور ملک بطلینہ کی تباہی کے راز بتائے اور اس طرح اُس نے فتح قسطنطنیہ میں ایفائے وعدہ سے کام لیا، پھر میں نے دلو کی رسی باندھی اور اُس کی لغو باتوں کو دور کیا، پھر میں نے اُس کے جوتے کا سراغ لگایا تو وہ پوشیدگی کے بعد ظاہر ہوا اور ہلال کو اُس کی خفیہ جگہ سے نکال لیا اور وہ مجھے تنظر آگیا اور شجر صوم کے پرندہ کو اُس کے درخت کا پتہ دیا اور اُس کے ملخ پھل توڑے اور کل کو آغاز ہی میں حالیا ..... میں نے آفتاب میں آگ لگا دی وہ جلنے لگا ..... جلنے لگا تو وہ لڑھکنے لگا، میں نے خالص جوانی اور ..... اور ..... سے ..... اور مرنے (دو درختوں کے نام جو چقماق ..... کام آتے ہیں) میں آگ پیدا کر دی یہاں تک کہ وہ اپنی جنگوں کے فتنہ اور ظلم و عدوبیہ کے حوادث میں فنا ہو گیا چونکہ اُسے خون سے محبت اور بہادر جوانوں کے دلوں میں گھسنے کا شوق تھا، میں جنون سے پناہ مانگتا ہوں اور پھر اُن سے شفا طلب کرتا ہوں اور پست ناک کو بلند بنا دیتا ہوں، ہم نے کہا تمہاری پہلی باتیں ہم نے سب مان لیں مگر یہ آخری تین تمہاری قدرت سے باہر ہیں، اُس نے کہا کہ تم کیوں عاجز سمجھتے ہو اور اُسے طلب نہیں کرتے، ہم نے کہا جس کا کوئی علاج ہو گا وہ اپنے ہاتھ سے ہلاک ہو گا اور اس کے لئے اور کوئی چارہ کار نہ ہو گا اُس نے کہا کہ جو ماہر ہو، اس کی مہارت میری مہارت ہے، جو میرے دل میں ہے وہی اُس کے دل میں ودیعت ہے، اس کی مثال تلوار کی مثال سے ہے جس کا حسن اُس کے جوہر میں ہے نہ نیام میں اور اُس کی خوبصورتی

دھار میں ہے نہ رخسار میں، اور انسان کا اعتبار زبان و دل سے ہے جیسا مشہور ہے نہ دو گلپھڑوں سے اور شان سینہ میں نہ کہ سونڈ میں، اور اور شہر گاہوں میں ہے نہ خصیتین میں، بہر حال یہ تو ایسی گفتگو تھی جس کے ظاہر میں شان ہے اور باطن میں احتمال، اور میں عنقریب تمہیں اس کی موجوں کی روانی دکھاؤں گا نہ کہ راست کی صحیح رہا پست ناک والا تو وہ اپنی تھیلی بڑھائیگا اور آل جنتہ میں شادی کرے گا، اور اگر لڑکا ہوا تو وہ نہایت سجیلا جوان ہوگا اور اگر ناقص خیال کا اثر آیا تو اپنے حال پر رہیگا، اور رہا بہرا، تو وہ اونٹ اور اونٹنیوں سے دور نکل جائیگا اور بنو سمیہ میں نام اور فال کی برکت تلاش کرے گا، اگر اللہ کو منظور ہوا تو کامیاب ہوگا اور لڑکے کی قوت سامعہ فراد سے بھی زیادہ ہوگی، اس نے بعض حاضرین کے دلوں میں شک محسوس کیا تو کچھ کبیدہ خاطر ہوا اور لوگوں کو خوف دلایا اور کہا کہ شارع علیہ السلام نے ان کا نام بنو سمرہ رکھا ہے، اے بنو الکیعہ اٹھو کہ تم نے مجھے پریشان کیا اور میرا راستہ چھپا دیا اور میری نگاہ کو ذلیل کیا اور میرے گلے کو سخت باندھ دیا اور میرے افق پر غرب و شرق کو مسلط کر دیا پھر وہ ایک طرف ثابت نقش کو دامن کی طرح گھسیٹتے ہوئے چلا جبکہ وہ اپنی برکتوں سے مستفید کر چکا اور اس نے ہم لوگوں کو اپنی نیت اور نہ اپنے سفر کے مقصد سے مطلع کیا، اس کے جانے کے بعد مجھے گفتگو کا موقع ملا اور اس سے یک بیک ملاقات ہوگئی، میں نے کہا کہ میرے خیال میں دھوکہ باز معلوم ہوتے [illegible] نے کہا کہ میں چھوٹے بچوں کو کھیلتے چھوڑ گیا تھا اور عزیزوں کی محبت [illegible] میں نے کہا کہ آؤ چلیں اور فائدہ اٹھائیں، اس نے جواب دیا کہ [illegible] کے زندہ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں کبھی خیر کا رخ نہ کرنا اور نہ اپنے بچوں [illegible] سے کہا کہ غرناطہ میں میرے بچے ہیں، ان کی ماں نے آہ و زاری سے کسب معاش کے لئے مجبور کیا، اس کے بعد میں اس سے الگ ہوا اور مجھے اس کا پورا پتہ نہ چل سکا اور اس کے سفر [illegible]

Marfat.com

کچھ دنوں ٹھہرا مگر وہ بالکل بے پتہ رہا، اور اُس کی نقل و حرکت کا کوئی سراغ نہ مل سکا پھر کچھ دنوں کے بعد جب اُس کی تلاش کا شوق ختم ہو چکا تھا یک بیک جوان رعنا کی صورت میں ظاہر ہوا، تجھ سے خدا سمجھے یہ ماں اور اُس کے بچے کیا ہوئے؟ اور وہ کیا ہوئی جس کی آہ و زاری نے تجھے سفر پر مجبور کیا تھا اُس نے جواب میں کہا کہ اگر زمانہ ساز آدمی کے تمام داؤ پیچ آشکار ہو جائیں تو وہ اپنی کامیابی سے محروم ہو جائیگا، اور باجی کی یہ دعا بار بار پڑھنے لگا، تجھے اور مردوں سے کیا تعلق؟ اللہ اُس پر رحم کرے جس کا تو نے نام لیا، اُس نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کی مرضی سے میری آفرینش مکمل ہوئی اور میں عالم وجود میں آیا، اسراف کا عمامہ باندھا اور شعبدہ بازی کو اپنا شعار بنایا اور تنگی و بدحالی کے شکنجے سے باہر نکل آیا اور خوش اقبالی نے مدینہ کے کھجوروں سے متبرک کیا اور زمزم محترم کے پانی سے سیراب کیا اور اچھے تعویذ کے ذریعہ آفتاب سے بچایا، اب جیسا کہ دیکھتے ہو میں چلتا ہوں اور گھومتا ہوں اور اچھی باتیں کرتا ہوں، ہم نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بڑا فضل ہے اور بناوٹ نہیں ہوتی بہترین غایت ہے اُسنے کہا کہ اس مصنوعی گفتگو کو چھوڑو اور اپنے مہمل کلام کو ختم کرو، اونٹ بدصورت ہی ہوتا ہے اور شیر وجیہ ہی ہوگا، پھر اُس نے برجستہ کہا اور خوب کہا:۔

ص ۲۶۳

عیشنا کله خلع	ہماری زندگی سراسر مکر ہے،
فاترک اللوم عنک و دع	ملامت کو ترک کرو
انا کاللیث و اللیوث	میں شیر کے مانند ہوں اور شیر کے حملوں سے
باسا تهاب ترع	لوگ ڈرتے ہیں،
انا کالسیف حده	میں تلوار کی طرح ہوں اور اُس کی دھار روانی
لا یبالی بما وقع	میں یہ خیال نہیں کرتی کہ کون سامنے ہے،
انا کالحسن للمهماة	اے کمینہ میں بقر وحش یا ہرنی کیلئے حسن کی
والظبی یالکع	حیثیت رکھتا ہوں،

Marfat.com

میں نے کہا کہ خدا تمھیں بدحال رکھے، کہ تم تیر تیز کرتے ہو اور قطع کرتے ہو، کبھی سختی سے اور کبھی نرمی سے کام لیتے ہو، جھگڑا کرتے ہو اور سخت کلامی سے پیش آتے ہو، اور مقابلہ کرتے ہو اور اس کے باوجود تم متکبر ہو، اور تمھارا بدلہ ناکامی کے سوائے کچھ نہیں، ابھی میں نے آنکھیں جھپکائی تھیں کہ وہ بجلی کی طرح نکل گیا اور مجھے یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ وہ کھڑا رہا یا بیٹھا:۔

اور اُن کی خوبیاں بارش کی طرح بے شمار اور بے حد ہیں اور یہ خط اُن کی عظمت اور شان اور طبع رواں کی جولانی کی کافی شاہد ہیں، اس کی بلاغت اور فصاحت عیاں ہے اور وصف منظر کشی اور مختلف علوم جو اس میں آگئے ہیں وہ الگ ہیں:۔

اللہ اُن پر رحمت کی تجدید کرے اور احسان و اکرام سے مالا مال کرے

وفات

حافظ و محدث ابوالقاسم بن بشکوال کی تحریر سے منقول ہے:۔

جن لوگوں کو قرطبہ کے اضطراب میں زیادہ صدمہ پہنچا اُن میں فقیہ معروف اور ادیب کامل ذوالوزارتین بھی ہیں، جو بلاغت اور انشا میں بہترین فرد اور یگانۂ روزگار تھے، بہترین اور اعلیٰ اوصاف و عادات سے متصف، جن کی ذکاوت اور بلند اخلاق و فصاحت پر سب کا اتفاق ہے جن کا کوئی نظیر نہیں اور کوئی اُن کی گرد کو نہیں پا سکتا، اپنے زمانے میں نثر و نظم میں فرمانے جاتے تھے، اسم گرامی ابوعبداللہ بن ابوالخصال تھا، اللہ اُن پر رحمت کرے اور اپنی خوشنودی سے سرفراز کرے، شہر میں اپنے گھر کے قریب مقتول پائے گئے اور اس کے بعد تمام ساز و سامان، مال و نقد، سب لوگوں نے لوٹ لیا اور یہ حادثہ روز شنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۵۴۰ھ کو ہوا، جمعۃ آل [illegible] میں ربض شرقی میں لائے گئے، اور وہیں غسل اور تکفین ہوئی اور انوار کی شب کو مقبرۂ بنی عباس میں مدفون ہوئے، اور لوگوں کو اس کی خبر ایسے وقت ملی جب وہ فتنہ کے باعث پریشان حال تھے، لوگوں کو ان کی رحلت کا بہت افسوس ہوا اس لئے کہ مرحوم علمائے اندلس میں علم و بردباری، فہم و ذکاوت، بیدار مغزی

Marfat.com

اور دور بینی، وقار و تیزی طبع ہر اعتبار سے سلف کی یادگار تھے، مرحوم کو علوم سے بہت زیادہ شغف تھا اور ان کے سیکھنے کا بہت شوق تھا، اور مرحوم لغت و تاریخ رجال کے ماہر، ایام عرب اور نثر و نظم میں باکمال تھے، باتیں اچھی کرتے، الفاظ اچھے ہوتے، ظریف الطبع تھے، زبان کے فصیح اور خط پاکیزہ اور نفیس ہوتا، ان تمام امور میں اپنی آپ نظیر تھے، سب ان کی شخصیت کے معترف تھے، وجاہت و شیرینی، ہمدردی اور حسن مجلس میں بھی ممتاز تھے، اور ان تمام اوصاف کے باوجود منکسر المزاج اور اہل علم کا اکرام کرتے، انکی تکلیفوں کو دور کرتے اور ان کے تعلقات کو نباہتے، وسیع القلب اور باتیں اچھی کرتے اور لوگوں کو مستفید کرتے، ان کی تصنیفات نہایت اعلیٰ ہیں جن سے انکے علم و فہم کا پتہ چلتا ہے، اس کے علاوہ اپنے اساتذہ سے بہت کچھ حاصل کیا اور ان سے روایت کی،

۲۷۵ بعضوں کا بیان ہے کہ دربار فرعون میں باب عبدالجبار سے قریب قرطبہ کے داخل ہونے کی جگہ قریب رحبہ میں مقتول ہوئے اور یہ حادثہ ۱۳ ذی الحجہ ۵۴۲ھ کو پیش آیا، اسی روز ہوا جب نصاریٰ شاہ طلیطلہ کے ساتھ وہاں داخل ہوئے، جبکہ ابن محمد بن یحییٰ بن غانیہ سوتی (جو میرا ماموں تھا) کے قتال کے لئے اٹھا تھا، ان کو مصامدہ کی بربری فوج نے اچھے لباس میں ملبوس دیکھ کر مار ڈالا، حالانکہ وہ انھیں پہچانتے نہیں تھے، اور ان کے ساتھ ان کے داماد محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن مسعود بھی قتل کر دئے گئے اور یہ بہترین نوجوانوں میں تھے،

محمد بن عبیداللہ بن داؤد بن خطاب

نام و نسب محمد نام، سلسلۂ نسب یہ ہے: محمد بن عبیداللہ بن داؤد بن خطاب،

ابن زبیر کی کتاب الصلہ میں ہے: ابن عبیداللہ ادیب اور مشہور شاعر تھے، فقہ اور کلام اور دیگر علوم سے مناسبت تھی، سمجھدار اور ذکی نیز وجیہ تھے،

Marfat.com

غرناطہ آئے اور شاہی کاتبوں کے سلسلہ میں منسلک ہو گئے، بلند مرتبت اور مقبول عام تھے، پھر مریہ لوٹ آئے حالانکہ اُس کی حالت خراب ہو چکی تھی کچھ دنوں قیام کے بعد وہاں سے چلے آئے، اور رنج و محن برداشت کرنے کے بعد عدوۃ میں مقیم ہو گئے،

مجھ سے استاذ ابوالحسن بن الجیاب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ابن عبید اللہ کج خلق اور خشک تھے، ایک روز ایک خط لکھنے لگے جس کا آغاز خطبہ سے کر رہے تھے، اُس میں صحابۂ رسول (ص) کی تعریف کر رہے تھے (صفوۃ الصفوۃ) لکھا، پھر بعض وجوہ سے اُسے مؤخر کر دیا، اُسے کاتب شاہی ابوعمر لوشی نے دیکھا وہ اپنی کم علمی کے باعث سمجھے کہ یہ وہم ہے اور [illegible] سمجھے اور اصلاح کر دی، جب اُنھوں نے دیکھا تو اُسے کاٹ دیا اور قلم اٹھا دیا اور کہا کہ میں ایسی جگہ قیام نہیں کرتا، جہاں جہالت اس حد تک پہنچ چکی ہو، اور ایک بے بنیاد آدمی کا قلم بھی اصلاح و ترمیم کے ہاتھوں محفوظ نہ رہے، اور الگ ہو کر تلمسان کے بادشاہ ابو یحییٰ یغمراسن بن زیان کی کتابت قبول کر لی اور لوگوں کا خیال ہے کہ ابو عبید اللہ بن امیر ابوزکریا مستنصر نے اور مشہور ادبا کی طرح اُنھیں بھی بلایا تھا اور خالص سونے کی ہزار اشرفیاں بھیجیں مگر اُنھوں نے عذر کیا اور عطیہ واپس کر دیا، اس سے مستنصر کو ایسی تکلیف ہوئی کہ اُسے کبھی نہیں ہوئی ہوگی اور اُن کی بلند ہمتی کا ثبوت انھیں مل گیا ص ۲۷۶

اساتذہ

ابن عبید اللہ نے قاضی ابو یحییٰ بن ابوالسوداد اور قاضی ابوبکر بن محرز اور استاد ابوبکر محمد بن محمد قریشی سے روایت کی ہے اور اُن سے اپنے شہر میں حدیثیں سنیں اور استفادہ کیا:-

شاعری

حسب ذیل اشعار ابن عبید اللہ کے ہیں:-

اقنع بما اوتیته تنل الغنی	اپنی آمدنی پر قناعت کرو تو امیری پاؤ گے
واذا دهتك مصيبة فتصبر	اور جب کوئی مصیبت آ جائے تو صبر کرو
واعلم بان الرزق مقسوم فلو	اور یاد رکھو کہ روزی مقسوم ہے اگر ہم
رمتا زیادة ذرة لم تفعل	ایک ذرہ کی زیادتی بھی چاہیں تو نہیں ہو سکتی

واللّٰہ ارحم بالعباد فلا تسئل	اللہ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے کسی کے سامنے
احداً تعش عیش الکرام وتؤجر	دست سوال دراز نہ کرو اور شریفوں کیطرح بسر کرو،
واذا سخطت لبؤس حالک مرۃ	اور اگر اپنی تنگ حالی پر کبھی رنج ہو
ورأیت نفسک قد نبت فاستغفر	اور اپنے دل کو آزردہ پاؤ تو استغفار کرو،
وانظر الی من دون حالک تذکر	اور اپنے سے زراختہ حال لوگوں کو دیکھو تاکہ اللہ کی
لعظیم نعمتہ علیک وتشکر	نعمت یاد آئے اور شکر ادا کرو،

اور اپنی وفات کے وقت اُنھوں نے مندرجۂ ذیل شعر کہے جن کی نسبت اوروں کی طرف کی جاتی ہے:-

ربّ انت الحلیم فاغفر ذنوبی	اے اللہ تو بردبار ہے، میرے گناہ بخش دے،
لیس یعفو عن الذنوب سواکا	تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو نہیں بخش سکتا،
ربّ ثبت عند السوال لسانی	اے اللہ سوال کے وقت میری زبان درست رکھ اور
واقمنی علی طریق هداکا	مجھے اپنی ہدایت کے راستہ پر قائم رکھ
ربّ کن لی اذا وقفت ذلیلا	اے اللہ تو میرا مددگار ہو جب میں عاجزی سے
ناکس الرأس استحی ان اماکا	سر جھکائے ہوئے کھڑا ہوتا ہوں اور شرم سے
	نگاہیں نہیں اُٹھتیں،
ربّ من لی والنار قد قربت لی	اے اللہ جب آگ نزدیک ہوگی تو میرا کون ہوگا اور میں
وانا تحت احمد وحماکا	تیری اور رسول اللہ کی حمایت میں ہوں گا،
ربّ مالی من عدۃ لمسالی	اے اللہ امیدوں کے پورا کرنے کا میرے پاس
	کوئی سامان نہیں،
غیر انی اعددت صدق رجاکا	سوائے اس کے کہ میں نے تیری سچی امیدوں کو شمار
	کر لیا ہے،
ربّ اقررت انی عبد سوء	اے پروردگار میں اقرار کرتا ہوں کہ گنہگار ہوں،
حلمک الحتم غرّہ فعصاکا	تیری رحمت سے دھوکہ کھا کر میں نے نافرمانی کی،
ربّ انت الجواد بالخیر دوما	اے اللہ ہمیشہ تو ہی بھلائیوں کا عطا کرنے والا ہے،
لم یزل راحما فهب لی رضاکا	تو ہمیشہ رحم دل رہا مجھے اپنی خوشنودی سے سرفراز فرما،

ھ ۳۷۷

رب ان لم اکن لفضلک اھلا اے اللہ اگر میں تیرے کرم کا اہل نہیں ہوں تو۔ تو
باجترائی فانت اھل لذ اکا کرم کا اہل ہے'

نثر

ابن عبید اللہ اشبیلیہ سے مرسیہ کے دو دوستوں کو لکھتے ہیں:۔
میں نے یہ اشبیلیہ سے لکھا ہے۔ اللہ تمھیں نیکیوں سے سرفراز کرے اور تمھیں اپنی عنایات کے بہترین پھل عطا کرے۔ میں اچھے حال میں ہوں اور دل تم دونوں سے ملنے کا آرزو مند ہے اور مجھے تم دونوں کی فطری شرافت اور حسن خلق پر پورا یقین ہے' تمھاری اس محبت سے جو میری ہمدم و رفیق اور مونس ہے خبیر التعلق غیر متزلزل ہے' اس لئے اس کے ذکر کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی' بلکہ اور اس کے اخلاق اور اس سے سکون قلب کے لئے جو کچھ ہو سکا اس سے فائدہ حاصل کیا' اور ہم مقام قنب میں شہر سے باہر خیموں میں اترے' جہاں چشمے رواں ہیں' اور آب و ہوا بہت عمدہ ہے' ہم سے اندرون شہر قیام کے لئے کہا گیا مگر ہم نے قنب کا قیام صحت کے لئے مناسب خیال کیا' غبار اور گرمی کی شدت کے سبب سے شہر سے الگ رہنا اچھا معلوم ہوا' اور جب تکان دور ہو گئی اور مطمئن ہو گئے تو شہر کی خوب سیر کی اور مشہور عمارتوں کا معائنہ کیا' اور اس کے نقش و نگار اور پرانے آثار و نقوش کو دیکھا' پرانی عمارتوں اور نئے مکانوں میں ایسی چیزیں دیکھیں جو آنکھوں کو متوجہ کرتی ہیں اور جن کو دیکھ کر عبرت ہوتی ہے' مگر یہ کہ میں نے تباہی کے بعد دیکھا' جب کہ اس کے رہنے والے الگ ہو چکے اور نگاہیں اسے دیکھ کر اچٹ جاتی ہیں' اب وہاں پرانے کھنڈر اور مرجھائے ہوئے چہروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن دیکھنے والا جب اس کے پہلے حال کا اندازہ لگائے اور تخیل میں اس کے سابق جمال اور آرائش کا نقشہ کھینچے تو اسے ایسا حسن نظر آئے گا' جو جنون کا پیش خیمہ ہو' اور غم واندوہ کو کافور کر دے اور اسکی بہترین تعریف تو یہ ہے کہ وہ شہروں میں ایسا ہے جیسے موسموں میں فصل بہار' اگر میرا دل افسردہ اور طبیعت کبھی ہوئی نہ ہوتی تو میں خوب طویل لکھتا' اور تمام جزئیات کی تفصیل کرتا'

۲۷۸ھ

محمد بن عبد الرحمن اللخمی

نام و نسب و خاندان

محمد نام، کنیت ابو عبداللہ لقب ذوالوزارتین ہے سلسلۂ نسب یہ ہے:- محمد بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن فتوح بن محمد بن الحکیم، رندہ میں نشو ونما پائی اگرچہ وطن اصلی اشبیلیہ ہے، بنو حجاج، بنو عباد اور یہ ایک خاندان سے ہیں، ان کے اسلاف بنو عباد کے عہد میں رندہ کو منتقل ہو گئے تھے، انھیں میں ان کے والد کے دادا یحییٰ معروف بہ حکم لطبہ بھی تھے، اور ذوالوزارتین، سلطان ابو عبداللہ محمد بن نصر کے دور میں غرناطہ آئے، جبکہ وہ حج سے واپسی میں علامہ ابو عبداللہ بن رشید مہری کے ساتھ سفر کر رہے تھے، سلطان نے زمرۂ کتاب میں داخل کر لیا، اور سلطان کے انتقال تک یہ دیوان الانشا میں کام کرتے رہے، اور جب اُن کے ولی عہد ابو عبداللہ معزول مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو یہ کتابت و وزارت دونوں عہدوں پر سرفراز کیے گئے، اور وزارت میں ابو سلطان عبدالعزیز سلطان الدانی بھی شریک رہے، اور ابو سلطان کی وفات کے بعد یہ قلمدان وزارت کے مستقل مالک ہو گئے اور ذوالوزارتین کے لقب سے ممتاز ہوئے، تا آنکہ غرناطہ میں یکم شوال ۷۹۳ھ کو عید کی صبح شہید کر دیے گئے، وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے سلطان کو معزول کر کے امیر المسلمین ابو الجیوش کو اُن کی جگہ بادشاہ بنایا، ص ۲۷۹

حالات

مرحوم بزرگی، اور سرداری، حسن اخلاق، اور شرافت نفس میں مشہور تھے، ایثار پیشہ، متین، بلند ہمت تھے، بہترین انشا پرداز ادیب اور شاعر تھے، اور نیز حسن خط میں بھی ممتاز تھے، مختلف قسم کے عمدہ خط لکھتے، خطابت اور قلم کی قلمرو کے بادشاہ، اہل علم و ادب سے محبت رکھتے، خاندانی لوگوں سے اچھا سلوک کرتے، اُن کے زمانہ میں لڑائیوں کا بازار چمک گیا اور خوبیوں کے اطراف واکناف لہلہا اُٹھے، عائدۃ الصلہ میں ہے:-

Marfat.com

"مرحوم رواداری اور بشاشت اور تیزی اور طباعی میں بےمثیل تھے، طبیعت کے نرم مگر ارادہ کے پکے تھے، تعریف سے پھڑک اُٹھتے، وابستگان کرم کو خوب بھرپور انعام دیتے، دسترخوان میں اہل برامکہ کا نمونہ اور ضیافت میں آل مہلب کی مثال تھے، ادب و روایت سے بہرہ ور اور علوم میں ممتاز تھے، فقہی مسئلوں میں اعلیٰ وسنگاہ تھی اور علمی مذاکروں میں لوگوں سے بڑھ چڑھ کر رہتے، روایت حدیث کے علمبردار اور تحصیل علم کے شائق تھے اور ادب کی مٹی ہوئی نشانیوں کو زندہ کیا، علم اور اہل علم کا اکرام کرتے، کتابوں کے حریص تھے، یہاں تک کہ ان کا ذاتی کتب خانہ مکان میں نہیں سما سکتا تھا اور ان کی مجلسیں ان سے بھر گئی تھیں، زمانہ ان کا خدمت گزار تھا اور اعلیٰ عہدوں کی خدمت کا موقع انھیں حاصل تھا اور دور دراز سے ان کی طلبی ہوتی۔

سفر اور شہرت

ابھی جوان ہی تھے کہ ۶۳۳ھ میں حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا، حج و زیارت سے مشرف ہوئے، مشہور علماء و شیوخ سے روایت و استفادہ کرتے ہوئے دیار مشرق کی سیاحت کی، طرب انگیز قصیدے اور نظمیں نوٹ کرتے رہے اور مکۂ مکرمہ میں رمضان سے آخر ایام حج تک قیام پذیر رہے، اور وہاں علما کی ایک جماعت سے استفادہ کیا، جن کا ذکر ابھی اساتذہ کی فہرست میں آتا ہے، پھر مدینۂ منورہ واپس آئے اور شامی قافلے کے ساتھ دمشق آئے پھر علمی مجلسوں میں مذاکرہ کرتے ہوئے اور اہل علم سے افادہ و استفادہ کرتے ہوئے مغرب واپس آئے، اور زندہ ۶۸۵ھ میں اترے اور وہاں اپنے ایک عزیز صاحب شرف قربت کے یہاں قیام کیا، تا آں کہ سلطان نے وزرائے نبی جیب کے ساتھ برامکہ کا معاملہ کیا، یہ زندہ اسی اثناء میں آئے، اور ایک قصیدہ میں اُن کی مدح کی جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

هل الى رد عشيات الوصال — کیا وصل کی راتوں کا لوٹانا
سبب ام ذاك من ضرب المحال — ممکن ہے یا بالکل محال ہے

قصیدہ سن کر سلطان محظوظ ہوئے اور ان کے حسن خط اور وسیع النظری سے بہت مسرور ہوئے، اُن کی تعریف کی اور باریابی سے مشرف کیا، یہ ۶۸۶ھ میں

Marfat.com

دربار میں حاضر ہوئے اور درباریوں میں اُن کا شمار ہونے لگا، یہاں تک کہ شاہی دیوانخانہ میں کاتب مقرر ہو گئے، اور بنی نصر کے دوسرے بادشاہ کی وفات تک یہ اسی طرح معزز اور مکرم رہے، اور جب ان کے ولی عہد ابو عبداللہ بادشاہ ہوئے تو اور بھی انعام واکرام کی بارش ہوئی اور کتابت و وزارت دونوں عہدوں سے سرفراز ہوئے۔ ذوالوزارتین کا خصوصی لقب عطا ہوا اس طرح ان کی دور دور شہرت ہوتی رہی تا آنکہ وہ انجام ہوا جس کا ذکر آتا ہے،

اساتذہ رندہ میں ابوالحسن علی بن یوسف عبدری السفاح نحوی سے قرآن کریم ساتوں روایتوں کے ساتھ پڑھا اور علوم عربیہ کی تحصیل کی، اور رندہ کے خطیب ابوالقاسم الابیر سے بھی تحصیل کی، اور اپنے والد سے تمام مرویات کی اجازت لی، اور کمنسی ہی میں اکابر علما نے اجازت دی اور اثنائے سفر میں علمائے کبار کی ایک بڑی تعداد سے استفادہ کیا، جن کا حصر دشوار ہے (صرف مشہور علماء کا ذکر کیا جاتا ہے)،-

(۱) ابوالیمن جاء اللہ بن عساکر ان سے حرم شریف میں نیاز حاصل ہوا اور ان سے بہت روایت کی،

صلہ ۲ (۲) شیخ مکرم ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن عمر بن معطی بن امام جزائری، بغداد میں قیام پذیر تھے،

(۳) شیخ ابوالعز عبدالعزیز بن عبدالمنعم الحرانی جو ابن ہبتہ اللہ الحرانی کے نام سے مشہور ہیں،

(۴) شیخ ابوالصفا خلیل بن ابوبکر بن محمد مرادی حنبلی، ان سے قاہرہ میں نیاز حاصل ہوا

(۵) شیخ شرف الدین حافظ ابو محمد عبدالمومن بن خلف دمیاطی، حدیث و تاریخ، اور حفظ حدیث میں مصر میں امام مانے جاتے تھے،

(۶) عبدالمنعم بن محمد بن یوسف احمد خیمی، شہاب الدین ابو عبداللہ حضرت حسین بن علیؓ کے روضہ پر مقیم تھے، وہاں اپنا قصیدہ بائیہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہے،-

یامطلبا لیس لی فی غیرہ ارب	اے وہ مطلوب جس کے سوا کسی سے مجھے کوئی غرض نہیں،
الیک آل التقصی وانتہی الطلب	طلب وجستجو کی انتہا تمھارے دربار میں آکر ہوئی

اور اسی قصیدہ میں وہ مشہور شعر ہے، جن میں اختلاف ہوا ہے۔

یابارقا باعالی الوقمتین بدا	جس میں رقمتین کے بالائی حصوں میں اپنی چمک
لقد حکیت ولکن فاتک الشنب	دکھائی تو نے تقل تو کی مگر تیری نہ ہوئی،

(۸) عبدالولی بن یحیی بن حماد بسطلی ۶۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔

(۹) شیخ ابوالفضل جمال الدین بن ابوالخیر بن علی بن عبداللہ رو حہٗ مشہور ادیب،

(۱۰) محمد بن ابوبکر بن خلف بن ابوالقاسم الصفار

(۱۱) محمد بن یحیٰی بن عبداللہ قریشی، جمال الدین ابوصادق ؛ مصری ہندوی، سے حدیث اربعین کی تخریج انھوں نے کی ہے، اور ابن عماد حرانی اور شیخ ابوالفضل عبدالرحیم خطیب جزیرہ سے صبیات کی روایت کی، پیدائش ۵۹۰ھ میں ہوئی،

(۱۲) شیخ عبداللہ بن محمد بن عباس شعری تقی الدین حافظ ابوالقاسم،

(۱۳) شیخ محمد اسمٰعیل بن عبداللہ بن عبدالمجید نماطی،

(۱۴) ابوالبدر بن عبداللہ بن ابوالزبیر، مصری ادیب،

(۱۵) شیخ عبدالرحیم بن عبدالمنعم بن خلف تدمیری،

(۱۶) شیخ محی الدین ابوالفضل، مشہور اساتذہ میں تھے،

(۱۷) زینب بنت امام ابومحمد عبداللطیف بن یوسف بغدادی، جن کی کنیت ام فضل تھی، اور انھوں نے اپنے باپ سے حدیث سنی،

(۱۸) محمد بن احمد بن ابراہیم بن احمد خراسانی ابوعبداللہ موقر الدین جن سے خرقۂ تصوف بھی ملا،

(۱۹) شیخ محمد بن یحیٰی بن ہبیرۃ شیبانی شرف الدین،

(۲۰) شیخ شہاب الدین احمد بن عیسٰی بن عیسٰی بن یوسف بن ابراہیم بن اسمٰعیل سلفی،

Marfat.com

(۲۱) شیخ علی بن عبدالکریم بن عبداللہ دمشقی ابوالحسن، ۵۹۷ھ میں ولادت ہوئی،

(۲۲) شیخ غازی بن ابوالفضل بن عبدالوہاب جلادی،

(۲۳) شیخ نورالدین علی بن محمد ابوالبرکات انصاری، یہ حرم خلیل میں قاری تھے، ابوالحسن علی بن شجاع سے حدیث سنی،

(۲۴) سلطان یعقوب بن سلطان الناصر صلاح الدین داؤد بن سلطان عیسیٰ بن مالک عادل ابوبکر بن ایوب،

(۲۵) عبدالمنعم بن یحییٰ بن ابراہیم بن علی بن جعفر قرشی زہری، بیت المقدس میں خطیب تھے،

(۲۶) شیخ عبدالحفیظ بن بردان، علی الدین کے لقب سے بھی مشہور تھے، یافا میں کے رہنے والے تھے، ابن صیصری سے حدیث سنی،

(۲۷) شیخ علی بن الرحمٰن بن عبدالمنعم مقدسی،

(۲۸) شیخ محمد بن محمد بن سالم بن یوسف بن اسلم قرشی جمال الدین،

(۲۹) عبدالواسع بن عبدالکافی شمس الدین،

(۳۰) شیخ احمد بن شیبان ابن ثعلبہ،

(۳۱) شیخ احمد بن فرح بن احمد بن محمد بن احمد بن احمد زجاجی،

(۳۲) فاطمہ بنت ابراہیم بن محمد بن محمود بن جوہر بعلبکی، کنیت ام الخیر تھی ضعیفہ اور انشاپرداز تھیں،

(۳۳) شیخ یوسف بن ابوناصر سفاوی،

(۳۴) شیخ عبدالسلام بن محمد ابومحمد عفیف الدین، ص۳۰۸

(۳۵) شیخ احمد بن عثمان بن محمد شافعی بخاری شمس الدین،

(۳۶) شیخ عبداللہ بن خیر بن ابومحمد بن خلف قریشی،

(۳۷) شیخ علی محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالباقی بن علی صداق شرف الدین،

(۳۸) شیخ علی بن محمد بن ابوالقاسم بن محمد بن ابوبکر زرزبق کاتب،

Marfat.com

تونس میں ان سے شرف ملاقات حاصل ہوا'

(۳۹) شیخ سلیمان بن علی بن عبداللہ کاتب تلمسانی' عفیف الدین' صوفی اور ادیب تھے' دمشق میں مقیم تھے' جائے ولادت تلمسان ہے:۔

(۴۰) شیخ محمد بن علی بن احمد بن علی بن محمد بن الحسن بن عبداللہ بن احمد میمونی البتی قسطلانی' قطب الدین مفتی اور امام تھے' قاہرہ میں دارالحدیث کاملیہ مغربیہ میں مسند درس کو زینت دیتے رہے'

(۴۱) شیخ احمد بن محمد بن عبدالظاہر جمال الدین'

(۴۲) محمد بن محمد بن ابراہیم سنجاشی'

(۴۳) شیخ عبداللہ بن محمد بن محمد بن ابوبکر طبری' پہلے روضۂ نبویہ پھر صخرۂ قدسیہ کے امام تھے'

(۴۴) شیخ فخرالدین عثمان بن ابومحمد بن اسمٰعیل بن جندرہ'

(۴۵) شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن عبدالعلی بن اسکرت فخرالدین'

(۴۶) شیخ ثابت بن علی بن عبدالعزیز بن قاسم بن عبدالرزاق علی بن نیر بغدادی سے سماعت حدیث کی'

(۴۷) شیخ امین الدین ابوالہامات جبریل بن اسمٰعیل بن سید الاہل'

(۴۸) شیخ محمد بن احمد بن عبداللہ شرف الدین' ان کا اصلی وطن اندلس ہے' علم الدین سنجوتی وغیرہ سے حدیث سنی'

(۴۹) شیخ محمد بن محمد شامی شافعی' دمشقی' حضرت ابوبکر کی مسجد میں امام تھے' شمس الدین کے نام سے مشہور تھے' زبیدی سے سماع حاصل ہے'

(۵۰) شیخ یحییٰ ابن خضر بن حاتم انصاری' ابن عزالدولہ کے نام سے مشہور ہیں' اور علما کی ایک بڑی جماعت نے انھیں اجازت دی' جن میں یہ قابل ذکر ہیں:۔

(۱) ابن عماد الحرانی'

(۲) ابن یحییٰ بن محمد بن محمد ہمدانی کمال الدین' انھیں ابن الزجاج اور ابن رواح سے اجازت حاصل ہے:۔

Marfat.com

*(۳) شیخ عبدالملک ابوالمعانی بن مغفل واسطی معروف بہ ابن جوزی، شعیب زعفرانی اور دیگر علما سے سماعت کی،
(۴) شیخ محمد بن احمد بن یاسر بن شاکر عاکمی،
(۵) امام مفتی المسلمین رضی اللہ عنہ،
(۶) ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر بن خلیل عسقلانی مکی،
(۷) خطیب ابوعبداللہ محمد بن ابوصالح بن احمد بن محمد بن رحیمہ کنانی، یہ بجایہ میں خطیب تھے،
(۸) ابوالعباس بن العفاز بلنسی، افریقہ کے قاضی القضاۃ تھے، ان سے تونس میں فیضیاب ہوئے،
(۹) علامہ فقیہ، وزیر ابوالقاسم محمد بن عبداللہ یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن یوسف بن جزی کلبی،
(۱۰) شیخ ابومحمد عبداللہ بن یوسف خلالی،
(۱۱) ابومحمد الحجاج یوسف بن ابراہیم بن عقاب، مغرب کے مشہور عالم تھے ان سے نیاز حاصل ہوا،
(۱۲) شیخ فقیہ ابوبکر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن یربوع سبتی،
(۱۳) ابوالحسن عبید اللہ بن احمد بن عبید اللہ بن احمد بن عبید اللہ بن ابوالربیع قرشی، مشہور نحو کے امام تھے،
(۱۴) امام ابوعلی ناصرالدین منصور بن احمد بن عبدالحق زداوی مشدالی، بجایہ کے رہنے والے تھے،
(۱۵) ابوعمرو اسحٰق بن ابواسحٰق بن عبدالوہاب رندی، قاضی وخطیب تھے، ان کے علاوہ مشرق ومغرب کے علماء کی ایک بڑی جماعت سے اجازت حاصل ہے،

مصیبت بعض امور کے باعث ان سے ولی عہد حکومت رنجیدہ ہوگئے تھے انھیں میں ان کے چند شعر تھے، جو حکومت نصریہ کی ہجو میں کہے گئے تھے، خدا معلوم کے وہ واقعی ان کے تھے بھی یا نہیں، اس بنا پر انھیں

Marfat.com

بہت اذیت دی گئی، جس سے آسانی سے بچ کر نکل گئے اور مدتوں تک چھپے رہے، تا آنکہ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

۲۸۵ھ

تلامذہ

وزیر ابو عبداللہ، ان سے ابو اسحٰق بن ابو العاص اور ابو عبداللہ بن رشید اور دیگر علما نے استفادہ کیا، ان کی شان میں لوگوں نے مدحیہ قصائد بھی کہے، جن میں رئیس ابو محمد ابن عبدالمہیمن حضرمی اور رئیس ابو الحسن بن جیاب جیسے افاضل بھی شامل ہیں، ابن الجیاب ایک نفیس رائیہ قصیدہ میں انھیں عید کی مبارک باد دیتے ہوئے کہتے ہیں:۔

یا قادما عمت الدنیا بشائرہ	اے آنے والی تیری خوشخبری دنیا میں عام ہو چکی ہے،
اھلاً بمقدمک المیمون طائرہ	تیرا آنا مبارک ہو،
ومرحبا بک من عید تحف بہ	اے عید تجھے خوش آمدید کہتا ہوں کہ سعادت
من السعادۃ اجناد تظافرہ	و کامرانی کا لشکر تجھے گھیرے ہوئے ہے،
قدمت فالخلق فی نعمی وفی جذل	تیرے آنے سے خلقت مسرور ہے،
ابدی بک البشر بادیہ وحاضرہ	شہر و دیہات ہر جگہ کے باشندے تیرے آنے پر اظہار مسرت کر رہے ہیں،
والارض قد لبست اثواب سندسھا	زمین نے سندس کا لباس زیب تن کیا ہے،
والروض قد بسمت منہ ازاھرہ	باغ کی کلیاں بھی مسکرا رہی ہیں،
حاکت ید الغیث فی سلجاتہ حللا	بارش نے میدان کو نیا جامہ پہنا دیا ہے،
لما سقاھا درا کامنک باکرہ	جب صبح سویرے اس نے زمین کو سیراب کیا،
فلاح فیھا من الانوار باھرھا	بہترین چمک دمک اس میں ظاہر ہو رہی ہے،
وفاح فیھا من النوار عاطرھا	اور خوشبودار کلیاں عطر بیزی کر رہی ہیں،
وقام فیھا خطیب الطیر مرتجلا	پرندے برجستہ خطبہ دے رہے ہیں،
والزھر قد رصعت منہ منابرہ	کلیوں نے ان کے لئے منبر سجائے ہیں،
موشی ثوب طواہ الدھر ونتہ	ایک منقش کپڑا، جسے زمانے نے تہ کر دیا تھا،
فھا ھو الیوم للابصار ناشرہ	آج پھر وہ نگاہوں کے سامنے ہے،
فالغصن من نشوۃ یثنی معاطفہ	شاخیں نشے سے مست ہو کر جھوم رہی ہیں،
والطیر من طرب تشدو ومزھرہ	پرندے بھی مسرت سے چہچہا رہے ہیں،

Marfat.com

وللكمال انشقاق عن ازاهرها
كما بدت لك من خل ضمائره
لله يومك ملاء ذكى فضائله
قامت لدين الهدى فيه شعائره
فكم سريرة فضل فيك قد خبئت
وكم جمال بدا للناس ظاهره
فافخر بحق على الايام قاطبة
فما لفضلك من ند يظاهره
فانت فى عصرنا كابن الحكيم اذا
قيست بفخر وفى العليا مفاخره

صـ۳۸۶ يلتاح منه بافق الملك نور هدى
تضاءل الشمس مما لاح زاهره
بحد صميم على عرش السماك سما
طالت مبانيه واستعلت مظاهره
وزارة الدين والعلم الذين رفعت
اعلامه والندى الفياض زاخره
وليس هذا ببدع من مكارمه
ساوت اوائله فيه اواخره
يلقى الامور بصدر منه منشرح
بحر واللؤلؤ العظمى جواهره
راعى امور الرعايا معملا نظرا
كمثل عليا معدوما نظائره
والملك سير فى تدبيره حكما
تنال ما عجزت عنه عساكره

کلیاں شگوفوں سے نکلنے کے لئے بیقرار ہیں جیسے کہ
تمھیں دوست کے راز معلوم ہو رہے ہوں،
تمھارے عہد کی خوبیاں بھی اللہ کے لئے ہیں،
جس میں دین ربانی کے شعائر زندہ ہوتے ہیں،
تمھاری کتنی خوبیاں پوشیدہ ہیں،
اور کتنے محاسن لوگوں پر ظاہر ہو رہے ہیں،
تم بجا طور سے زمانے پر فخر کر سکتے ہو،
تمھاری برتری کا کوئی مقابل نہیں ہے،
ہمارے زمانے میں تو تم ابن حکیم کی طرح ہو،
جب بڑے لوگوں کے ساتھ اس کے مفاخر کا موازنہ
کیا جائے۔
بادشاہت کے افق میں وہ ہدایت کا نور ہے،
اس کی چمک دیکھ کر آفتاب کا رنگ زرد پڑ گیا،
اس کی خاندانی بزرگی کا مرتبہ عرش سے بلند تر ہے،
جس کی عمارت اعلیٰ اور مظاہر بلند ہیں،
جس نے علم اور دین کی نصرت کا علم بلند کیا ہے،
اور جس کی سخاوت کا دریا موجیں مارتا ہے،
اس کی یہ بڑائیاں کوئی نئی چیز نہیں ہیں،
اس کی پہلی اور پچھلی نیکیاں سب یکساں ہیں،
کشادہ دلی کے ساتھ معاملات کی پرتال کرتا ہے،
وہ دریا ہے اور اس کی رائیں موتی کی مانند ہیں،
رعایا کے معاملات کا نگہبان اور محافظ ہے،
اس بارے میں وہ صدیم النظیر ہے،
بادشاہت کا انتظام اس نے اتنا اچھا کیا ہے،
فوجیں بھی اس کے کمالات کا احاطہ نہیں کر سکتیں،

سياسة للحلم لا بطش يكدرها
فهو المهيب وما تخشى بوادره
لا يصدر الملك الا عن اشارته
فالرشد لا تتعدا مصائره
تجرى الامور على اقصى ارادته
كانما دهر لا فيه يشاوره
وكل مقاوله فى كل مكرمة
انست موارده فيها مصادره
ففضلها الحق الافاق اجمعها
كانه مثل قد سار سائره
فليس يجحده الا اخو حسد
يرى الصباح فيعشى منه ناظره
لا ملك اكبر من ملك يدبره
لا ملك أسعد من ملك يوازره
يا عزما به اشتدت مضاربه
يا حسن ملك به ازدانت محاضره
تثنى البلاد واهلوها بما عرفوا
ويشهد الدهر آتيه وغابره
بشرى لامة الموصول مامله
تعسا لحاسده المقطوع دابره
فالعلم قد اشرقت نورا مطالعه
والجود قد اسبلت سحا مواطره
والناس فى بشر والملك فى ظفر
عال على كل عالى القدر قاهره
والارض قد ملئت امنا جوانبها
بيمن من خصلت فيها سرائره

یہ بردباری کی سیاست ہے جسے سختی مکدر نہیں کرتی،
وہ بارعب ہے مگر اس کے غصہ سے کسی کو نقصان نہیں پہنچتا،
تمام امور اس کے ایما سے انجام پاتے ہیں،
اس کے کام ہدایت کے حدود سے تجاوز نہیں کرتے،
تمام معاملات اس کے ارادے کے مطابق چلتے ہیں،
گویا اس کا زمانہ اس بارے میں اس سے مشورہ لیتا ہے،
ہر بڑائی میں اس کے ایسے موقف ہیں جس میں،
ہر ایک دوسرے سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے،
اس کا کمال تمام ملکوں پر چھا گیا ہے،
گویا کہ وہ کہاوت ہے جو دور دور مشہور ہو گئی ہے۔
اس کے حاسد کے سوا اس کے کمالات کا کوئی منکر نہیں،
صبح کی روشنی دیکھ کر جس کی بصارت زائل ہو جاتی ہے،
اس کے مقبوضہ ملک سے کوئی ملک بڑا نہیں،
اس کے محکوم علاقوں سے کوئی علاقہ زیادہ خوش نصیب نہیں،
معاملات کی مضبوطی سے اس کی عادت مشہور ہوئی،
اور حسن تدبیر سے اس کے شہر آراستہ ہوئے،
ملک اور اس کے باشندے اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں،
اور ماضی و مستقبل زمانے دونوں اسکی خوبیوں کی شہادت دینے میں،
اس کے وابستہ امید کی خوش نصیبی ہے کہ وہ امید کو پہنچ گیا،
اور اس کے حاسد کی بدبختی ہے کہ وہ ہمیشہ بدنصیب رہیگا،
اس کے علم کے مطالع نور سے جگمگا اٹھے،
اور اس کی سخاوت کی بدلیاں موسلا دھار برسنے لگیں،
اس کے عہد میں لوگ خوش ہیں اور ملک خوشحال ہیں،
اور اس کی دھاک عالی قدر لوگوں پر بھی بیٹھی ہوئی ہے،
زمین کے اطراف امن و امان سے مالا مال ہیں،
یہ اس کی برکت ہے جس کا دل پاک ہے،

Marfat.com

وانی ایادیہ من مثنی و واحدۃ
تساجل البحر ان فاضت زواخرہ
فکل یوم تلقاھوا رفد
کساہ اموالہ الطولی دفاترہ
فمن یودی لما اولاہ من نعم
تشکر ولوان سحبانا یظاھرہ
یا ایھا العبد ابادر لثم راحتہ
فلیس اخیر مامول تبادرہ
وافخر بیان قد لقیت ابن الحکیم علی
عسر ہا بریک اودھر تفاخرہ
ولی الصیام وقد عظمت حرمتہ
فاجزہ اکمل واف وواف اجرہ
واقبل العید فاستقبل بہ جذلا
وابشر بہ قادما عمت بشائرہ

اس کے تنہا اور مکرر احسانات بہت ہیں۔
اور اس کی سخاوت میں دریا اس سے مسابقت کرنا چاہتے ہیں،
ہم روز اس کے انعامات پاکر اس کے مال و نعمت کے
رہین منت ہوتے ہیں،
اس کی نعمتوں کا شکر کون ادا کرسکتا ہے،
سحبان ہی کیوں نہ ہو وہ بھی عاجز آجائے،
اے عبد اس کے ہاتھوں کو جلد بوسہ دے،
اس سے بڑھ کر بھلا کام اور کوئی نہیں ہوسکتا،
اور فخر کر کہ تو ابن الحکیم کی ملاقات کے باعث،
زمانے سے فخر کرنے کے باعث ہوئی،
رمضان ختم ہوگیا اور تم نے اس کا پورا احترام کیا،
جس کا کامل ثواب تمہارے لئے ہے،
اب عید آئی ہے مسرت سے اس کا استقبال کرو،
اور اس خوش آیند مہمان کی آمد سے مسرور ہو،

آپ ابو محمد عبدالمہیمن حضرمی ان کی مدح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ترا ہی سحیرا والنسیم علیل
وللنجم طرف الصباح کلیل
وللفجر نھر خاضہ الخیل فاعتلت
شوی ادھم الظلماء مدھم صھول
بریق یغشی المقلتین کانہ
لمعلائع شیب فی السماء تجول
تمزق ساج اللیل منہ شعاعہ
وخرق ستر الغیہم منہ نصول
تبسم ثغر الروض عنہ ابتسامہ
فاضت عیون للغمام ھمول

صبح کا وقت ہے نسیم بیمار معلوم ہوتی ہے،
ستاروں کی آنکھیں بھی صبح کو کام نہیں کررہی ہیں،
صبح کی نہر کو اس نے عبور کیا تو ایسی سواری برآئی،
جس میں تاریکی گھوڑے کی پیدی کے قایم مقام ہے،
لالئی رشتین میں چمک ہے گویا،
آسمان میں ستارے چکر لگارہے ہیں،
اس کی چنگاری نے رات کی تاریکی کا پردہ چاک کردیا،
اور اس کی چمک نے بادلوں کا پردہ دور کردیا،
اس کی مسکراہٹ سے باغ بھی مسکرائے،
اور بدلی کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہوا،

Marfat.com

ومالت غصون البان نشوی کانما	اور وہاں کی شاخیں مستی میں جھومنے لگیں،
یدار علیہا من صباح شمول	گویا باد صبا کی ہوائیں اس پہ بار بار آ رہی ہیں،
وغنت علی تلک الغصون حمائر	اور ان شاخوں پر کبوتروں نے نغمہ سرائی کی،
لہن حفیف قوقہا وہدیل	جو طرح طرح کے راگ گا رہے ہیں،
اذا سجعت فی لحنہا ثم قرقرت	جب اُن کے نغموں میں زیر و بم ہوتا ہے،
بطیء خفیف دونہا وثقیل	تو موسیقی کے خفیف و ثقیل سُر معلوم ہوتے ہیں،
سقی اللہ ربعًا لا یزال یشوقنی	اللہ اس کو سیراب کرے، جس کے کھنڈر،
الیہ رسوم دونہا وطلول	اور آثار برابر مجھے کھینچتے رہتے ہیں،
وجادر بالا کلما ذر شارق	اور طلوع آفتاب کے وقت برابر اس کے ٹیلوں پر
من الودق ہتان اجش ہطول	برسنے والی بدلیوں کی بارش ہو،
ومالی استسقی الغمام ودمعی	اور یہ مجھے کیا ہو گیا ہے، کہ بدلیوں سے سیرابی طلب کرتا ہوں،
سفوح علی تلک العراص ہمول	حالانکہ اُن کے حصول پر خود میرے آنسو جاری رہا کرتے ہیں،
وعاذلۃ باتت تلوم علی السری	ایک ملامت کرنے والی جو شب بھر ملامت کرتی رہی،
وتکثر من تعذالہا وتطیل	اور ملامت میں خوب تصنع و بناوٹ سے کام لیتی تھی،
تقول اذا کررنا فراق وغربۃ	اور کہتی تھی کہ یہ فراق و جدائی کب تک؟
ونائی علی ما خیلت ورحیل	اور اس بُعد و فراق کی حد کہاں تک؟
ذریني اسعی للتی تکسب العلا	مجھے چھوڑ دے کہ عزت و سربلندی میں چار چاند
سناء وتبقی الذکر وہو جمیل	لگا دوں، اور اپنا نام لوح ہستی پر ثبت کر دوں،
فاما ترنی من ممارسۃ الہوی	اگر محبت کے باعث تو مجھے نحیف دیکھتی ہے،
نحیلا فحد المشرفی نحیل	تو آخر مشرقی تلواروں کی دھار بھی باریک ہوتی ہے،
وفوق انابیب الیراعۃ صعوۃ	اور قلم کا بالائی حصہ بھی باریک ہوتا ہے،
تزبن وفی قد القناۃ ذبول	اور نیزے کا قد بھی نحیف اور لاغر ہوتا ہے،
ولولا السری لم یجتل البدر کاملا	اگر شب نوردی نہ ہوتی، تو بدر کامل نہ ہوتا،
ولا بات منہ للسعود منزل	اور نہ وہ کامرانی سے ہمکنار ہوتا،
ولولا اغتراب المرء فی طلب العلا	اگر انسان بلندی کی تلاش میں دوری اختیار کرے،
لما کان نحو المجد منہ وصول	تو کبھی وہ بزرگی تک نہیں پہنچ سکتا،

۲۸۵

لولا نوال ابن الحكيم محمد	اور اگر محمد ابن الحکیم کا عطیہ نہ ہوتا،
لاصبح ربع المجد وهو يحيل	تو عزت کی منزل ویران ہوتی،
وزير سما فوق السماك جلاله	ایسا وزیر جو مرتبہ میں آسمان سے بلند ہے،
وليس له الا النجوم قبيل	ستاروں کے سوا ان کا کوئی ہمسر نہیں،
من القوم اما في الندى فانهر	قوم کی محفلوں میں وہ سر بلند ہیں،
هضاب واما في الندى فسيول	اور سخاوت میں سیلاب کی مثال ہیں،
حووا اشرف العليا ارثا ومكسبا	انھوں نے بلندی وراثت اور کوشش سے حاصل کی ہے،
وطابت فروع منهم واصول	اور ان کے اصل و فروع دونوں اچھے ہیں،
وما حونة هطلاء ذات هيدب	سیاہ خوب برسنے والی بدلی،
مرتها شمول مرجف وقبول	جس پر شمالی اور مغربی ہواؤں نے خوب اثر کیا ہو،
لها زجل من رعدها ولوامع	جس کی کڑک سے آواز ہوتی ہو، اور جس کی،
من البرق عنها للعيون كلول	بجلیوں کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو جائیں،
كما هدرت وسط الملاص وارسلت	جیسا کہ نر اونٹ اونٹنیوں کو دیکھ کر آواز،
شقاشقها عند الصياح فتول	بلند کریں اور فرط جوش سے جھاگ نکلے،
بأجود من كف الوزير محمد	ایسی بدلی بھی وزیر محمد کے ہاتھوں سے زیادہ سخی نہیں،
اذا ما توالت للسنين محول	جب قحط پے در پے آتا ہو،
ولا روضة الحسن لحيت الشذا	اور ایسا باغ جس کی خوشبو پھیلتی ہو،
يمم حليها اذخر وجليل	جہاں اذخر و جلیل بھی ہوں،
تدا ذليت للزهر فيها مجار	جس میں کلیوں کی انگیٹھیاں سلگ رہی ہوں،
تعطر منها للنسيم ذيول	اور ان پر سے ہوا گزر رہی ہو،
وفي مقل النوار للطل عبرة	اور کلیوں کی آنکھوں میں شبنم کے قطرے ہوں،
تردد ها اجفانها وتحيل	جو اُن کی پلکوں میں گردش کر رہے ہوں،
باطيب من اخلاقه العذ كلما	ایسا باغ بھی اس کے اعلیٰ اخلاق سے زیادہ پاکیزہ نہیں،
تفاقم خطب للزمان يهول	جب زمانہ کی مصیبتیں سخت ہو جائیں،
حويت اباعبد الله مناقبا	اے ابو عبد اللہ تم نے ایسی خوبیوں کو جمع کر لیا ہے،

Marfat.com

تفوت یدی من رامها وتطول
فغرناطة مصر وانت خصیبها
ونائل یمناک الکریمة نیل
فلاک رجال حاولوا درک العلا
بنجل وهل نال العلا بخمیل
تخیرک المولی وزیراً وناصحاً
فکان له مما اراد حصول
والقی مقالید الامور مفوضاً
الیک فلم یعدل یمینک سول
وقام یحفظ الملک منك مؤیداً
نهوض بما اعیا سواک کفیل
وساس الرعایا منک اشوس باسل
مبید العدا للمتقین مقیل
وابلج وقاد الجبین کانما
علی وجنتیه للنضار مسیل
تمیم به العلیا حتی کانما
شغیفة فی الحب او هو جمیل
له عزمات لو اُعیر مضاءها
حسام لما نالت ظبا الافلون
سری ذکرہ فی الخافقین فاصبحت
الیه قلوب العالمین تمیل
واعدی قریضی جوده وثناؤه

جو طلب کرنے والوں کی کوششوں سے بلند تر ہیں،
غرناطہ کی مثال مصر کی ہے اور تم اس کے آباد کرنے والے ہو،
اور تمہاری سخاوت کا مظہر دریائے نیل ہے،
تم پر وہ لوگ قربان ہوں جنھوں نے بخل سے بلندی
حاصل کرنے کی سعی کی،
اور کیا بخل بلندی حاصل کر سکتا ہے،
آقا نے تمھیں وزیر اور ناصح مقرر کیا ہے،
اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہے،
اور تمام امور کی باگ تمھارے ہاتھ میں دیدی ہے،
کوئی چیز تمھارے دست قدرت سے باہر نہیں،
اور تم نے بادشاہت کی حفاظت کے لئے تائید کرتے ہوئے
ایسے فرائض انجام دئے جن سے اور لوگ عاجز ہیں،
اور تم نے بہادروں کی طرح رعیتوں کا انتظام کیا، ص ۲۸۹
دشمنوں کو ہلاک کرنے والے اور سائلوں پر کرم کرنے
والے ہو،
اور وجیہہ خوبصورت پیشانی والے ہو،
گویا تمھارے رخساروں پر سونا بہتا ہے،
تم پر سربلندی عاشق ہے گویا کہ وہ محبت میں،
مبتلا ہے، اور تم جمیل ہو،
تمھارے ایسے ارادے ہیں کہ اگر ان کی روانی تلواروں
کو مستعار دے دی جائے تو ان کی دھاریں کند نہ ہوں،
تمھارا نام زمین و آسمان میں مشہور ہے اس لئے
دونوں جہاں کے دل تمھاری طرف مائل ہیں،
اور تمھاری بخشش کی تعریف تک میرے شعر نہیں
پہنچ سکتے،

Marfat.com

اصبحت فی اقصی البلاد بمنزل	اس لئے دور دراز حصوں میں معروف ہے،
الیک ایا فخر الوزارۃ ارقلت	اے فخر وزارت تمہارے دروازے پر ایک
برحلی هوجاء النجاء ذلول	نحیف بدن سواری نے میرا کچاوا ڈالدیا ہے،
فلیت الی لقیاک ناصیۃ الفلا	اور تمہاری ملاقات کے لئے میدانوں کو طے کیا ہے،
یاوین فی رکاب سیرهن ذمیل	ایسی سواریوں پر جو تیز رفتار ہیں،
تسدی لی سهما لکل تشنیۃ	مجھے ہر موڑ پر تیر بناتی تھیں،
ضوامر اشبہ القسی نحول	ایسی نحیف سواریاں، جو لاغری سے کمانوں کے مثل ہوگئی تھیں،
قد لفظتنی الارض حتی مهدت الی	مجھے زمین نے دور پھینک دیا، تاآنکہ،
ذراک برحلی هوجل وهجول	مجھے سواری تیرے دربار میں لے آئی،
فقصرت افراسی به وکرکبی	میں نے گھوڑے اور سواریاں وہیں باندھ دیں،
ولذ مقامی لی به وحلول	اور یہ مقام مجھے خوشگوار معلوم ہوا،
وقد لذت ذا نفس غروف وهمۃ	میں خوددار اور ایسی ہمت والا تھا،
علیها الاحداث الزمان تدول	جو زمانے کے حوادث کا مقابلہ کرسکے،
وتهوی العلا حظی وتغزی بضدہ	اور میری قسمت برتری کو دوست رکھتی ہے،
لذاک اعترته سرهۃ وخمول	اسی لئے اس پر لاغری آگئی ہے،
وتأبی لی الایام الا اراله	اور زمانہ مجھے صرف مصیبتوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے،
فصونک لی ان الزمان مدیل	مجھے زمانے کے انقلابات سے بچا،
فکل خضوع فی جنابک عزۃ	اس لئے کہ بہترین دربار میں جھکنا عزت ہے،
وکل اعتزاز قد علاک ذلول	اور تیرے سوا کوئی عزت گنوا می ہے،

شاعری ان کی شاعری معمولی ہے، اگرچہ یہ شعر کے بڑے نقاد تھے، اور صنعت تضاد کے استعمال کرنے میں بہت ہوشیار تھے، اسی صنعت میں ان کا وہ قصیدہ ہے، جو سلطان کی خدمت میں رندہ میں گزرانا تھا، اور اس وقت یہ جوان رعنا تھے، اور یہ نظم ان کی خود نوشت تحریر سے منقول ہے :—

هل الی رد عشیات الوصال	کیا وصال کی راتیں پلٹ سکتی ہیں،

Marfat.com

سبب امر ذاك من ضرب المحال
حالة يسري بها الوهم الى
انها تثبت برأ باعتلال
وليال ما تبقى بعدها
غير اشواقي الى تلك الليال
اذ امجال الليل فيما مسرحي
ونعيمي آمر فيها ووال
ولحالات الترضي حولة
مرحت بين قبول واقتبال
قبوادي الحنيف خوفي مسعد
وبأكناف منى اسنى موال
لست انسى الانس فيها ابدا
لا ولا بالعذل في ذاك أبال
وغزال قد بدا لي وجهه
فرأيت البدر في حال الكمال
ما أمال التيه من اعطافه
لم يكن الا على فضل اعتدال
خص بالحسن فما انت ترى
بعده للناس حظا في الجمال
من تسلى عن هواها فانا
بسواه عن هواه غير سال
فلئن اتعبني حبي له
فلكم متعت به انعم حال
ازلا لي جيده من قبلي

یا یہ بالکل محال ہے،
ایسی حالت جس میں وہم سے معلوم ہوتا ہے،
کہ بیماری کے بدلے شفا ہو رہی ہے،
ایسی راتیں کہ ان کہ گزرنے کے بعد، ص۲۹
ان کے اشتیاق کے سوا اور کچھ باقی نہ رہ جائے گا،
اس لئے کے ان راتوں میں رات کی گردش میرا چلنا تھا،
اور میری ان میں حاکم و مختار تھی،
اور رضامندی کے حالات کی ایسی گردش ہے،
جس کے قبول و توجہ سے میں خوش ہوا،
وادی خیف میں میرا خوف خوش نصیب ہے،
اور منی کے اطراف میں بہترین دوست ہے،
میں اس کے انس کو کبھی بھولنے والا نہیں،
اور نہ اس میں ملامت کی پروا کروں گا۔
اور ایسی ہرنی جس کا چہرہ ظاہر ہوا،
تو گویا میں نے بدر کامل کو دیکھا،
تکبر نے اس کو جنبش نہیں دی تھی،
جو بالکل اعتدال کے ساتھ تھی،
جو حسن کے ساتھ خاص ہے، اس کے بعد
لوگوں میں حسن کا حصہ نہیں پائے گے،
کوئی اس کی محبت سے غافل ہو تو ہو،
میں اس کی محبت چھوڑ کر دوسرے سے
دل نہیں لگا سکتا،
اگر مجھے اس کی محبت نے تھکایا ہے،
تو میں بارہا اس کی نوازشوں سے لطف اٹھایا ہے،
جبکہ اس کی گردن کے موتی میرے سامنے ہیں،

Marfat.com

وشملاه يميني وشمال	اور اس کے ہار میرے دائیں اور بائیں ہیں،
خلف النوم لي السهد به	نیند نے میرے لئے بیداری چھوڑ دی ہے،
وترامى الشخص لاطيف الخيال	اور جسم دور ہو گیا، صرف خیال باقی ہے،
اوانشادات بناء الملك الا	یا اس بادشاہ کی عمارت کے استحکامات ہیں،
وجد الاسمى انهمام المتعال	جو منفرد اور برتر اور بلند ہے،
ملك ان قلت فيه مدكا	ایسا بادشاہ کہ اگر اسے فرشتہ کہوں تو،
لم تكن الا محقا في المقال	غلط نہ ہوگا،
ايد الاسلام بالعدل فما	جس نے انصاف سے اسلام کی تائید کی،
ان ترى رسما لاصحاب الضلال	اب گمراہوں کا کوئی اثر نہ پاؤ گے،
ذ ايا وتبلت كل الورى	اس کے احسانات تمام خلقت پر عام ہیں،
ومعال بانها خير معال	اور وہ بلندیاں بھی کیسی بلندیاں ہیں،
همة همت باحوال التقى	ایسی ہمت جو تقویٰ کے اوصاف کی عاشق ہے،
وصفات بالجلالات حوال	اور ایسے صفات جو شان و شکوہ سے پر ہیں،
وقف النفس على اجهادها	اس نے نفس کو اس کی تکمیل کے لئے وقف کر دیا ہے،
بين صوم وصلاة ونوال	روزہ نماز اور عطایا کے ذریعہ،

اس قصیدہ میں اس قوم کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں جسے سرکشی کی سزا مل چکی تھی:-

وفريق من عناد عاندوا	ایسی جماعت جس نے عناد کے باعث اس کے
امره فاستوجبوا سوء نكال	حکم کو نہ مانا اس لئے بدترین عذاب کے مستحق ہوئی۔
خرهم طول التجافي عنهم	اسے طول اعراض نے دھوکا دیا،
مع شيطان لهم وال موال	جبکہ وہ ایک شیطان کے ہاتھ میں تھی،
ولقد كانت بهم رمدة أف	اس کی وجہ سے زندہ اور اس کے
اهلها في سوء تدبير وحال	ہمنشین بدترین حالت میں تھے،
ولقد كان النفاق مذهبا	نفاق عام شیوہ تھا،
فاشيا ما بين هاتيك التلال	جو ان علاقوں میں رائج تھا،

مایعود الیوم الا بادرہ	ابھی دن گذرنے بھی نہیں پاتا کہ
بدواہٍ و نکیرات ثقال	مصیبتوں اور بری باتوں سے سابقہ پڑتا
طوّقوا النّعمی فلما انکروا	ان لوگوں کے ساتھ احسان کیا گیا مگر جب انھوں نے اجنبیت ظاہر کی
طوقوا العدل بذی البیض العوال	تو چمکدار تلواروں کے ذریعہ انصاف کیا گیا،
اعقبوا جزاء ما قد اسلفوا	اور انھیں اعمال کا بدلہ دیا گیا،
فی الدنا ویعقبوہ فی المآل	اور پھر وہ آخرت میں مزہ چکھیں گے،

یہ قصیدہ طویل ہے، اسی میں ہے :-

ایھا المولی الذی نعماؤہ	اے وہ مالک جس کی نعمتوں کے
اعجزت عن شکرھا کنہ المقال	شکریہ سے زبان عاجز ہے،
ھا انا انشدکم منشأ	میں تمھاری مبارکباد میں
من بدیع النظم بالسحر الحلال	ایک نادر طراز نظم لکھتا ہوں،
فلانا العبد الذی حبکم	میں وہ غلام ہوں، جس کے دل میں
لم یزل واللہ فی قلبی وبال	تمھاری محبت ہمیشہ قائم رہی ہے،
اورقت روضۃ آمالی لکم	میری امیدوں کا باغ سرسبز ہو گیا ہے،
وتولاھا الکبیر المتعال	اور خدا اُس کا نگہبان ہے،

اسی میں یہ شعر بھی ہیں :-

یا امیر المسلمین ھذہ	اے مسلمانوں کے بادشاہ، یہ
خدمۃ تنبئ عن اصدق حال	ایسی خدمت ہے جو سچائی ظاہر کرتی ہے،
ھی بنت ساعۃ او لیلۃ	ایک گھنٹہ یا ایک رات میں یہ شعر کہے گئے ہیں،
سھلت بالحب فی ذاک الجلال	جو محبت کو اس دربار میں لے گئے ہیں،
ما علیھا اذ أجادت مال حھا	اگر اُس نے تعریف اچھی کی
من بعید الفھم یلغیھا وقال	تو پھر کسی کج فہم کے اعتراضات کا خوف نہیں،
فھی فی تادیۃ الشکر لکم	اس لئے کہ یہ تمھارا شکریہ ادا کرنے ہیں،
ابدا بین اختفاء و اختفال	برابر چست اور کوشاں رہتے ہیں،

موصوف تونس میں اپنے متعلقین کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

حيّ حيّ بالله يا ريح نجد	اے نجد کی ہوا، خدا تیری عمر میں برکت دے
وتحمل عظيم شوقي ووجدي	تو میرے شوق و محبت کی حامل بن،
واذا ابثثت حالي فبلغ	جب میرا حال کہنا تو اُن سے
من سلامي لهم على قدر ودي	میری محبت کے انداز سے سلام کہدینا،
ما تناسيتهم وهل لي مغيبي	میں انھیں نہیں بھولا کیا معلوم کہ جدائی
هم نسوني على تطاول بعدي	اور بُعد مسافت میں وہ مجھے بھول گئے ہوں،
بي شوق اليهم ليس يعزى	مجھے اُن سے ملنے کا اتنا اشتیاق ہے جسکے سامنے
لجميل ولا لسكان نجد	جمیل اور اہل نجد کا جذبۂ شوق بھی ہیچ ہے،
ص ۲۹۳ يا نسيم الصبا اذا جئت قوما	اے بادِ صبا، جب تو ایسی قوم سے گزرے،
ملئت ارضهم بشيح ورند	جن کا مسکن شیح اور رند پر ہے،
فلتطف عند المرور عليهم	اُن پر گزرتے ہوئے اُن کا طواف کرنا
وحقوقاً لهم علي فأدّ	اور میرے حقوق ادا کرنا،
قل لهم قد غدوت من وجدهم في	اور ان سے کہنا کہ میں ان کی محبت میں
حال شوق لكل رند ورند	الگ ہوا، اس حال میں کہ سراپا اشتیاق تھا
وان استفسروا حديثي فاني	اور اگر میرا حال پوچھیں
باعتناء الاله بلغت قصدي	تو بعد اللہ مقصود کو میں پہنچ گیا،
فله الحمد اذ حباني بلطف	خدا کا شکر ہے، کہ اُس نے نوازش سے سرفراز کیا،
منه لا قل كل شكر وحمد	جس کے مقابلہ میں ہر شکر کم ہے،

اور اپنے بڑے بھائی ابو اسحٰق ابراہیم کو ایک قصیدہ میں خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

ذكر اللوى شوقا الى اقمارها	لوی کے مسینوں کے اشتیاق میں اس کی یاد آئی
فقضى اسى اوكاد من تذكارها	جس کی یاد میں انتہائی غم کو پہنچ چکا تھا،
وعلا زفير حريق نار ضلوعه	اور اُس کی پسلیوں کی آگ کی سوزش بلند ہوئی
فرمى على وجناته بشرارها	جس کی چنگاریاں رخساروں پر نمودار ہوئیں،

Marfat.com

لوکنت تبصر خطه فی خده ۱۲	اگر تم اُس کے رخسار کے خطوط دیکھتے،
لقرأت سر الوجد من اسطاره	تو ان میں تمھیں رازِ محبت نظر آتا'
یا عاذلیه اقصرا فلربما	اے ملامت کرنے والو ذرا ٹھہرو،
افضی عتابکم الی اضراره	ممکن ہے کہ تمھارا عتاب نقصان رساں ہو،
ان لم تعینوه علی برحائه	اگر تم اُس کی سوزش میں اس کی مدد نہ کرو،
لاتنکروا بالله خلع عذاره	تو کم از کم اُس کی رندی و سرمستی کا گلہ نہ کرو،
ماکان اکتمه لاسرار الهوی	رازِ محبت کو وہ خوب نہاں رکھتا'
لوان جند الصبر من انصاره	اگر صبر کا لشکر اس کی امداد کرتا'
ماذنبه والبین قطع قلبه	اس کا کیا قصور ہے، جب جدائی نے اُس کے دل کے
	ٹکڑے کر دئے،
اسفا واذکی النار فی اعشاره	اور دل کے اندر آگ سلگا دی،
بخل اللوی بالساکنیه وطیفهم	لوی نے صرف اپنے باشندوں کے ساتھ بخل کیا
وحدیثه ونسیمه ومزاره	بلکہ گفتگو، ہوا، ملاقات، سب سے بخل کیا'
یا برق خذ دمعی وعرج باللوی	اے بجلی میرے آنسو لے کر لوی میں اتر
فاسفحه فی بانا ته وعراره	اور اُسے وہاں کے بان اور عرار پر چھڑک،
واذا لقیت بها الذی باخائه	اور اگر وہاں اُس سے ملاقات ہو جائے جس کی
القی خطوب الدهر وبجواره	محبت کے طفیل مصائب برداشت کر رہا ہوں،
فاقرا السلام علیه قدر محبتی	تو میری محبت کے انداز سے اسے سلام کہنا
فیه وترفیعی الی مقداره	نیز جذبات احترام کا بھی لحاظ رہے،
وللم بسائر اخوتی وقرابتی	اور میرے عزیزوں، دوستوں کے پاس بھی جانا'
من لم اکن لجوارهم بالکاره	جن کی ہمسایگی کا میں شاکی نہیں تھا'
ما منهم الا اخ او سید	وہ سب کے سب شریف اور دوست ہیں،
ابدا اری دأبی علی اکباره	ان کی تعظیم میں اپنا فرض خیال کرتا ہوں،
فاثبت لذاک الحی ان اخاهم	خلاصہ یہ کہ تمام قبیلہ سے کہہ دینا کہ
فی حفظ عهدهم علی استبصاره	انکا بھائی پریشان حالی کے باوجود عہدِ محبت کا پاس رکھتا ہے،

Marfat.com

صـ ۲۹۳

سلطان کی فرمائش سے ایک بار موصوف نے کہا:-

الا واصل سواصلة العقار ... کیا کوئی شراب کی طرح ملانے والا نہیں
ودع عنك التخلق بالوقار ... وقار اور متانت کو خیرباد کہہ
وقم واخلع عذارك فی غزال ... اُٹھ اور کسی حسین کے پیچھے سرمست ہو،
یحق لمثله خلع العذار ... اور اُس جیسے حسین کے لئے ہوش وحواس سے گزر جانا درست ہے،

قضیب مائس من فوق دعص ... بالو کے تودے پر ایک شاخ لچک رہی ہے،
تعمم بالدجی فوق النهار ... جس نے دن کے اوپر تاریکی کا جامہ پہن لیا ہے
ولاح بخده الف ولام ... اُس کے رخسار میں الف ولام ظاہر ہوئے،
فصار معرفا بین الدراری ... اس لئے تمام موتیوں میں وہ ممتاز ہے،
رمانی قاسم والسین صاد ... مجھے قاسم نے مارا گویا کہ "سین" کے بجائے "صاد" ہے،
باشفار تنوب عن الشفار ... اور "ہونٹ" دھار کا کام کرتے ہیں،
وقد قسمت محاسن وجنتیه ... اور اُس کے رخساروں کے محاسن
علی ضدین من ماء ونار ... گ اور پانی ضدین میں منقسم ہیں،
فذاك الماء من دمعی علیه ... پانی میرے آنسوؤں کے سبب سے ہے،
وتلك النار من فرط استعاری ... اور آگ زیادتی سوزش کے باعث ہے،
عجبت له اقام بربع قلبی ... اس پر تعجب ہے کہ اُس نے میرے دل کی منزل میں قیام کیا،
علی ماشب فیه من الاوار ... باوجودیکہ اس میں پیاس کی آگ سلگ رہی ہے،
الفت الحب حتی صار طبعا ... میں محبت سے اس قدر مانوس ہوا کہ فطرت میں داخل ہوگئی
فما احتاج فیه الی ادکار ... اب اس میں کسی فکر کی ضرورت نہیں،
فما لی عن مذاهبه ذهاب ... اب اس سے رستگاری نہیں ہے،
وهذا فیه اشعاری شعاری ... اور یہ اشعار شاہد ہیں کہ محبت میرا شعار ہے،

علامہ ابن رشید نے ملء العیبہ میں لکھا ہے، کہ جب ہم ۶۸۴ھ میں مدینہ آئے اور ہمارے ساتھ وزیر ابوعبداللہ ابن ابوالقاسم الحکیم تھے، اور انکی آنکھیں خراب تھیں، جب ہم ذوالحلیفہ کے قریب پہنچے، تو سواریوں سے اُتر گئے، اور

Marfat.com

قرب مکان کے باعث آتش شوق تیز ہوتی گئی، تو وہ بھی اُتر گئے، اور اُن آثار مقدسہ اور صاحب طیبہ کے احترام و اجلال کے خیال سے پاپیادہ چلنے لگے، پیدل چلنا تھا کہ آنکھیں شفایاب معلوم ہونے لگیں، اس موقع پر اُنھوں نے یہ شعر سنائے:-

ولما رأينا من ربوع حبيبنا — جب ہم نے دیار محبوب کے
بيثرب اعلاما اثرن لنا الحبا — آثار ثیرب دیکھے تو جذبات برانگیختہ ہو گئے،
وبالترب منها اذ كحلنا جفوننا — اور جب ہم نے اُس خاک پاک کا سرمہ لگایا تو
شفينا فلا باسا نخاف ولا كربا — شفا پا گئے، اور کوئی خوف نہیں رہا،
وحين تبدى للعيون جمالها — اور جب آنکھوں کو اُس کا جمال نظر آیا،
ومن بُعدها عنا اديلت لنا قربا — اور دوری کے بعد قربت معلوم ہوئی،
نزلنا عن الاكوار تمشي كرامة[1] — تو ہم سواریوں سے اُتر پڑے اور احترام
ولمن حل فيها ان نلوبه ركبا — کے خیال سے پاپیادہ چلنے لگے، ایسا نہ ہو کہ اُسکے
رہنے والے سے سوار ملیں،
نسح سجال الدمع في عرصاتها — ہم اُس کے میدانوں میں آنسو بہاتے تھے، صـ ۲۹۴
ونلثم من حب لواطئ الثربا — اور اُس پر چلنے والے کی محبت میں خاک کو
بوسہ دیتے تھے،
وان بقائي دونه لخسارة — اور ہمارا اُس سے الگ رہنا نقصان تھا،
ولو أن كفي تملأ الشرق والغربا — اگرچہ مشرق و مغرب کی دولت کیوں نہ ہاتھ آجاتی،
فيا عجبا ممن يحب بزعمه — اُس شخص سے کس قدر تعجب ہے جو ادعائے محبت
رکھتا ہے،
يقيم مع الدعوى ويستعمل الكتبا — پھر دعا و خطوط پر اکتفا کرتا ہے،
وزلات مثلي لا تعد كثيرة — اور میرے گناہ کثرت کے باعث شمار نہیں ہو سکتے،
وبعدي عن المختار اعظمها ذنبا — اور سب سے بڑا گناہ سرور عالم سے دور رہنا ہے،

اور اُن کے منظومات سے یہ شعر بھی ہیں:-

[1] یہ متنبی کا مشہور شعر ہے،

Marfat.com

ما حسن العقل و آثارہ
و لازم الانسان ایثارہ
یصون بالعقل الفتی نفسہ
کما یصون الحر اسرارہ
لاسیما ان کان فی غربۃ
یحتاج ان یعرف مقدارہ

عقل اور اُس کے علامات کس قدر اچھے ہیں،
اگر انسان ایثار کو اختیار کرے،
جو ان عقل سے نفس کی حفاظت کرتا ہے،
جس طرح شریف آدمی اپنے راز کی حفاظت کرتا ہے،
خصوصاً اگر سفر میں ہو،
تو اپنا مرتبہ جاننے کا محتاج ہوتا ہے،

نیز مرحوم کے منظومات سے یہ شعر بھی ہیں:۔

انی لاعسر احیاناً فیلحقنی
بیسر من اللہ ان العسر قد زالا

میں کبھی پریشان ہوتا ہوں تو مجھے
اللہ کی جانب سے آرام مل جاتا ہے اور مصیبت
زائل ہو جاتی ہے،

یقول خیر الوری فی سنۃ ثبتت
انفق ولا تخش من ذی العرش اقلالا

خیر البشر ایک مستند حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں،
خرچ کرو اور خدا کی جانب سے کمی کا خوف نہ کرو،

یہ اُن کا بہترین شعر ہے، اور کہتے ہیں:۔

فقد ذہبت حیاتی بالعراق و من عذا
بحال لو بہ عن محبوب تقل تقلا
و من اجل بعدی عن دیار الفت بہا
تحجم فؤادی قد الیم و قد و قد

میں نے اپنی زندگی عراق میں گم کر دی، اور جو
اپنے محبوب سے جدا ہوا، وہ گم ہو گیا،
اور دیار محبوب سے دوری کے باعث
میرے دل کی دوزخ سلگ اٹھی،

اور بیان کیا جاتا ہے کہ ذوالوزارتین موصوف فقیہ، ادیب ابن ابی یدین سے
ملے، تو ابن یدین نے انھیں یہ شعر سنائے:۔

عشقتکمو بالسمع قبل لقاکمو
و سمع الفتی بھوی لعمری کطرفہ

ملنے سے پیشتر میں صرف سن کر تمھارا عاشق ہو گیا،
اور سچ تو یہ ہے کہ انسان کی قوت سامعہ بھی آنکھوں کی طرح
محبت کرتی ہے،

و حببنی ذکر الجلیس الیکمو
و لما التقینا کنتم فوق وصفہ

اور ہمنشین کی یاد نے مجھے تمھارا مشتاق بنا دیا،
اور ملنے کے بعد تمھیں پہلے سے بڑھ کر پایا،

تو ذوالوزارتین ابن الحکیم نے یہ شعر پڑھے:۔

Marfat.com

ما زلت اسمع عن علیاک کل سنی	میں تمہاری بڑائی کے متعلق ہر تعریف سنتا رہا'
ابھی من الشمس او اجلی من القمر	میں نے تم کو آفتاب سے زیادہ باوقار اور چاند سے زیادہ روشن پایا'
حتی رای بصری فوق الذی سمعت	یہاں تک کہ میری آنکھوں نے اس سے زیادہ دیکھا' ص ۲۹
اذنی فوفق بین السمع والبصر	جتنا کانوں نے سنا تھا' کان اور آنکھوں میں تو اذن ہو گیا'

اور اُن کی نظم سے یہ چند شعر بھی ہیں جو کانوں پر لکھے جاتے ہیں :-

انا عدۃ للدین فی ید من غدا	میں اُس کے ہاتھ میں دین کا آلہ ہوں'
للہ منتصرا علی اعدائہ	جو اللہ کے لئے دشمنوں کا مقابلہ کرتا ہے'
احکی الھلال واسھمی فی رجمھا	میں ہلال کے مشابہ ہوں اور میرے تیر
لمن اعتدی تحکی نجوم سمائہ	دشمنوں کے مارنے میں آسمان کے ستاروں کے مثل ہیں'
قد جاء فی القرآن انی عدۃ	قرآن میں آیا ہے کہ میں دشمنوں کے مقابلہ کا سامان ہوں'
اذ نص خیر الخلق محکم آیہ	جبکہ خیر البشر (ص) نے آیت کی یہی تفسیر کی'
واذا العدو اصابہ سھمی فقد	اور جب دشمن کو میرا تیر لگتا ہے تو قضا
سبق القضا بھلکہ وفنائہ	اُس کی ہلاکت کا پہلے فیصلہ کر لیتی ہے'

اور اُن کی توقیع کا ایک نمونہ اُن کے صاحبزادے کی کتاب "الموارد المستعذبۃ" سے منقول ہے' "وادیٔ آش" میں فقیہ طریفی تھے' انھوں نے میرے والد ابو جعفر ابن داؤد کے معتمد خاص کے پاس "س" کے قافیہ پر ایک قصیدہ لکھ کر بھیجا جس میں انھوں نے اپنے شہر کے حاکم ابو القاسم بن حسان کی شکایت کی' اسی قصیدہ میں یہ شعر بھی تھے :-

یا صفی ابی العباس کیف تری	اے ابو العباس کے دوست تمہارا کیا خیال ہے'
وانت کیس من فیھا من اکیاس	حالانکہ تم بہت ہوشیار اور عقلمند ہو'
ولوہ ان کان ممن ترتضون بہ	اسے والی بناؤ اگر وہ تمہارے مقرب بارگاہ لوگوں
	میں سے ہو'
فقد دنا الفتح للاشراف فی فاس	اس لئے کہ فاس میں اشراف کی فتح عنقریب ہونیوالی ہے'

اور اسی قصیدہ میں "ذوالوزارتین" کا ذکر بھی اس شعر میں ہے :-

Marfat.com

للشرق فضلٌ فمنہ اشراقت شہب	مشرق کا فضل ہے کہ اُسی سے ستارے چمکے،
من نورہم اقتبسوا کل مقباس	جن کے نور سے ہمیں یہ چنگاریاں ملی ہیں،

تو مرحوم نے اس پر ان اشعار میں توقیع کی :-

ان افرطت بابن حسان عوائدہ	اگر ابن حسان کی زیادتیاں حد سے بڑھ گئی ہیں
فالامر یکسوہ ثوب الذل والباس	تو یہ برتاؤ اُسے ذلت اور رعب کا لباس پہنائے گا،
وان تزل بہ فی جورہ قدم	اور اگر ظلم اُس کا قدم ڈگمگا دے
کان الجزاء لہ ضربا علی الراس	تو اس کا بدلنا اُس کی سزا ہوگی
فقد اقامنی المولیٰ بنعمتہ	اس لئے کہ آقا نے اپنی عنایت سے
لبث احکامہ بالعدل فی الناس	مجھے لوگوں میں انصاف پھیلانے کیلئے مقرر کیا ہے،

انشاء

وزیر ابوعبداللہ کی انشا شعر سے بلند ہے، اُن کا ایک خط درج کیا جاتا ہے، جو اُنھوں نے شہر قیجاطہ کی فتح پر لکھا تھا۔

ص ۳۹۶

امیر کی جانب سے اللہ اُس کی تائید اور مدد کرے، اور اپنی مرضی پر عمل کی توفیق دے، تاکہ جہاد کا علم بلند کریں، اُس کے فرزند کی طرف سے جسے ہم محبت اور خوشنودی سے سرفراز کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اُسے اچھے خصائل اور اعلیٰ عادات سے آراستہ کرے، فرزند شریف، بہادر، نیک بخت محمد کی طرف، اللہ اُس کی سعادتمندی کی تکمیل کرے اور توفیق سے اُس کی ہدایت کرے، اور اُسے فتح کی خوشخبری دے، تاکہ دین الٰہی کی مدد کی آرزو بر آئے،

اُس اللہ کی حمد کے بعد جس نے جہاد فی سبیل اللہ کو بہترین اعمال سے شمار کیا اور ثواب و اجر کے وعدوں سے اس کی ترغیب دی اور فرمایا کہ (یاایہا النبی حرض المومنین علی القتال) "اے نبی مسلمانوں کو قتال پر آمادہ کرو" تاکہ یقین دلائے کہ اُس کے دوستوں کی چھوٹی جماعت دشمنوں کی بڑی تعداد پر غالب آئیگی اور اپنے اس قول (ولینصرن اللہ من ینصرہ) میں اپنے وعدوں کی تکمیل کر کے دین اسلام کی حمایت کی، مخالفین کے اس گمان کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لشکر کو رسوا کر کے انھیں رسوا کیا،

اور درود و سلام ہو اُس کے برگزیدہ نبی اور رسولؐ برحق پر جو مخلوق کو راہ حق کی

Marfat.com

ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "قاتلوا الذین یلونکم من الکفار" (اپنے آس پاس کے کفار کو قتل کرو) اس بات پر آمادہ کرنے کیلئے کہ نور ہدایت سے گمراہی کی تاریکی کافور ہو جائے، اور اللہ کی رحمت آل اطہار اور صحابۂ کرام پر ہو جو کفار پر سخت تھے، اور جنھوں نے دین کی خاطر عزم کی تلوار بے نیام کر دی اور مشرق و مغرب کے کنارے فتح کر لئے، یہاں تک کہ اسلام تمام روئے زمین پر پھیل گیا، ہم نے یہ تمھیں لکھا۔ اللہ تمھیں ایسی خوشخبریاں سنائے جن سے حالات بدل جائیں، اور تمھیں فتح کی ایسی خبریں ملیں جن سے امید کے اطراف سعادت و اقبال سے چمک اٹھیں، ہم نے تمھیں یہ خط قبجاطہ سے لکھا ہے، اس حال میں کہ توکل علی اللہ کے برکات کرشمۂ ربانی کے عجیب مظاہر دکھا رہے ہیں، اور فتح و نصرت کے پختہ پھل مل رہے ہیں، اور فتح کے گھاٹ ہمارے قبضہ میں آ رہے ہیں ہم انکے شیریں چشموں پر اترتے ہیں، اور اس اللہ کی تعریف جس نے ہمیں اسکی ہدایت کی، کہ ہم اس کا پرتلہ پہنیں، اور اس کے گھوڑے پر سوار ہوں، اور گم شدہ حاجتوں کی مطلب برآری کریں، تا آنکہ دین حنیفی اس اندلسی جزیرہ کے ہر حصہ میں پھیل گیا، اور ہر خاص و عام مسلمانوں کو معلوم ہو گیا، اور تمام اطراف میں صبح درخشاں کی طرح نمایاں ہو گیا، کہ ہم اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے برابر کوششیں کرتے رہے ہیں، اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے جان و مال کی بازی لگاتے رہے ہیں، اور ہم نے مدد اور کوشش میں کوتاہی نہیں کی، اور ہر ممکن مدد سے بھی دریغ نہ کیا، اور صرف خطوط اور زبانی خرچ پر اکتفا نہیں کیا، اور اسلام کی فتح کی امیدیں مال اور زمین سے بخل نہیں کیا اور اللہ کی عنایت سے ہم نے فریضۂ جہاد کی ذمہ داری اپنے سر لے لی، پھر دعوت پر لبیک کہنے میں اتنی تاخیر بھی نہیں ہوئی جتنی پرندہ کے پانی پینے میں، اور خدا کی مرضی یہی تھی کہ جزیرہ کی فتح کا سہرا کسی اور کے سر نہ بندھے، اور اسکے تمام مفاخر اسی کے لئے ہوں جس نے اپنا ظاہر اور خفی اللہ کے لئے وقف کر دیا اور جبکہ اسلام اس معزلی جزیرے میں دشمنوں کے سامنے سرنگوں ہو گیا تھا، اور مسلمان کسی سخت حادثہ کا انتظار کرنے لگے تھے، ہم نے اللہ کے اعتماد پر عزم کیا اور بت پرستوں کے مقابلہ میں کمر ہمت باندھ لی اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (وانفقوا فی سبیل اللہ)

ص ۲۹

Marfat.com

پورے طور سے عمل پیرا ہو گئے، تو اللہ نے پے در پے خوشخبریوں سے مدد کی، اور ایسی کامیابیاں میسر آئیں جن میں خلوص نیت کے بدلے کسی سپاہ کی ضرورت نہیں تھی، اور ہم نے سپہ سالار اور افسروں کو اتنا مال غنیمت دیا کہ اُس کا شہرہ دور دور پھیل گیا، اور اگر اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو تم شمار نہ کر سکو گے پھر کس طرح کوئی اُسے شمار کر سکتا ہے؟ اور جبکہ عنایت خداوندی سے شاہد کامیابی کا چہرہ نمودار ہوا اور کامرانی کی لپٹ ہم تک آئی ہم نے اللہ سے خود جہاد کرنے کے لئے استخارہ کیا اور اسی سے رائے طلب کی جا سکتی ہے اور ہم نے اپنے قریب عاملوں کو جہاد پر آمادہ کیا، اور جب لشکر اور رضاکار جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے اور خدا کی اطاعت کی خاطر سب مجتمع ہو گئے، تو ہم اُن کو لے کر نکلے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد بہترین رہنما تھی اور تائید ایزدی موہوم امیدوں کو پورا کرنے کی امید دلا رہی تھی اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ ہمیں رضا اور مقبولیت کے راستہ پر چلائے اور ایسا راستہ دکھائے جس سے ہماری آرزوئیں بر آئیں یہاں تک کہ دوسرے روز اتوار کی شام کو مقبرہ حصن اللعرب میں اُترے اور تمام قابل اعتماد مشیروں سے جنگ کے لئے مشورہ کیا تو قرین صواب و کامرانی یہ رائے معلوم ہوئی کہ فتح کی آسانی کے خیال سے قبجاطہ کا قصد کیا جائے کہ وہیں آرزوؤں کی صبح سعادت نمودار ہو، چنانچہ ہم ایسی فوج کے ساتھ چلے جس کا غبار آسمان تک پہنچتا تھا، اور جس کی کثرت کے باعث بڑے بڑے میدان تنگ معلوم ہوتے تھے اور اُس کے حامیوں اور مددگاروں کو دیکھ کر اسلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی تھیں، اور اُن کا استقلال عزم کے بازو پر سوار ہو کر کفار کی روحیں قبض کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا، جب ہم وادیٔ بانہ کے قریب پہنچے تو وہاں اُتر پڑے تاکہ گھوڑے سستالیں اور جنگ کی تیاری کی جائے اور مسلمانوں نے راتیں اس حال میں بسر کیں کہ اللہ سے فتح و کامرانی کی دعائیں کرتے تھے، اور جب صبح ظاہر ہوئی اور شہ غاور بلند ہوا، ہم سوار ہوئے اس شان سے کہ فوجیں صف آرا تھیں، اور تلواریں نیاموں سے نکلنے کے لئے بیقرار تھیں، اور مجاہد دوستوں کا منظر نظر آنے لگا، جب وہاں پہنچے، دیکھا کہ ہمارے آدمی سبقت کر چکے ہیں اور دشمنوں کی عزت و برتری کا پردہ تار تار ہو چکا ہے اور اُن کے جان و مال کو فنا کا پیغام دے چکے ہیں،

۳۹۸ھ

Marfat.com

دوستوں نے قتال کی طرف سبقت کی اور نیزوں کے پھلوں کے ذریعہ انھیں تحفہ میں موت دی اور اُن کے لشکروں کو تیروں سے مارا اور موت کے درختوں کو کاٹ ڈالا جب انھوں نے ایسا عظیم الشان لشکر دیکھا جس کے مقابلہ کی تاب اُن میں نہیں تھی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور ملک اور اُس کی نشانیوں کو الوداع کہہ دیا اور مسلمان پہلے شہر کے مالک ہو گئے، اور پھر مسلمان یلغار کرتے ہوئے دوسرے شہر
تک جا پہنچے، اس حال میں کہ دشمنوں کی شہر پناہ منتخب بہادروں سے آراستہ تھی، ص۲۹۹
اور اس میں قابل اعتماد سپاہ جمع تھی، مسلمانوں نے ایسا حملہ کیا جس سے انھیں جنگ کا مزا مل گیا ہوگا، اور اُن کی روحوں کو بدبختی کے گڑھے میں گرا دیا، اور مال غنیمت سے ایسی بے اعتنائی برتی جس سے دشمن سمجھے کہ اسلام کے نام لیوا دفاع اور جہاد کے موقعوں پر جان و مال کی پروا نہیں کرتے، اور خدا کی رضامندی اور اطاعت کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، اور مسلمانوں کی ایک جماعت شہر کے دروازہ کو نذر آتش کرنے کے لئے آگے بڑھی، اور غباروں کے آسمان کے زیر سایہ دھوؤں کا آسمان آباد کر دیا، اور عیسائی شیطانوں کو ان آسمانوں کے شہاب سے مارنے لگے، اللہ نے عیسائیوں کو شکست دی، اور انھوں نے راہ فرار اختیار کی، اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا، تو انھوں نے شہر پناہ اور برجیوں کو خالی کر دیا، اور مسلمان شعار اسلام کا اعلان کرتے ہوئے اُن پر چڑھ گئے اور اُن پر سرخ جھنڈے نصب کر دئے، ایسا معلوم ہوا کہ کامرانی کے آسمان میں ستارے نکل آئے ہوں، جو مقصد بر آری کی خوشخبری دیا کرتے ہیں، شہر میں داخل ہونے کے بعد مجاہدین کو سامان حرب اور بیشمار سامان ملا، پھر کیا تھا، جیب و دامن کو پُر کیا اور آرزوئیں بر آئیں، اور تمام گمراہ اور کجرو باشندے تلوار کے گھاٹ اتار دئے گئے، اور عیسائیوں نے قلعہ میں پناہ لی، اور اُس کے استحکام و بلندی کی وجہ سے اُن کا خیال تھا کہ ہدایت کا نور اُن کے ہاں نہیں پہنچ سکتا، ہم نے طے کیا کہ لوگ شہر پناہ اور برجیوں پر چڑھ جائیں، اور پناہ گزینوں کا سخت محاصرہ کیا جائے اور رات بھر نہایت سختی کے ساتھ اُن کی نگرانی کی جائے، اور ہم فتحیاب لشکر کے ساتھ آرام و آسائش کے ساتھ رہے، جب صبح کی روشنی بلند ہوئی،

Marfat.com

اور شہ خاور اپنی تابناکیوں کے ساتھ افق پر نمودار ہوا، ہم نے محاصرہ کے لئے
صف آرائی کا حکم دیا اور ہر جماعت کے لئے حلقہ معین کر دیا کہ سب اپنی سمت میں
ٹوٹ کر حملہ کریں، اس تدبیر سے مسلمان غالب آئے جو کافروں کے حاشیۂ خیال میں
بھی نہیں آیا تھا، اور انھیں موت کے تلخ گھونٹ پینے پر مجبور کیا، مگر کفار اسکے باوجود
صابر نظر آئے، اس خیال سے کہ صلیب کے سامنے عذر کر سکیں، مگر جب
اُنھوں نے ہمارے جوش وخروش کا یہ انداز دیکھا، اور مسلمان جنگ میں
آگے بڑھ بڑھ کر اپنی بہادری اور صبر کا ثبوت دیتے رہے تو ان کے قدم اُکھڑ گئے
اور تیزوں کی چمک نے انھیں مرعوب کر دیا، اور اپنے کو ہلاکت میں دیکھ کر پناہ
مانگنے لگے، جیسے کہ ڈوبنے والا ہلاکت کے خوف سے ساحل کا رخ کرے، اور
ان کا سردار جان خطرہ میں ڈال کر اس طرح التجا کرنے لگا کہ ہلاکت کے بعد اُسے
زندگی کی آس ہو گئی ہو، اور شرط کی کہ قلعہ پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا، اور اپنے
تمام ملکوں کے ساتھ مطیع رہیگا، پہلے ہم نے منظوری میں ٹال مٹول کیا، اور
اُس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشنے کا موقع نہیں دیا، بالآخر نقشۂ جنگ
نے اُسے اطاعت پر مجبور کیا اور امن کی شرط پر ہمارے تمام مطالبات پورا
کرنے کا وعدہ کیا، تو ہم نے اُس کا مطالبہ ان شرائط کے ساتھ منظور کیا،
جواب مسلمانوں کو نصیب نہیں، اور خدا عزوجل کی عنایت کے کرشمے ہر جگہ
کارفرما رہے، اور جب اُس کی شرطیں پوری ہو گئیں اور وفاداری اطاعت کی
نشانیاں ظاہر ہوئیں، تو ہم قلعہ میں داخل ہوئے (اللہ اُس کی حفاظت کرے)
اس حال میں کہ ہتھیار کی ضرورت نہیں تھی، جیسے صبح کی روشنی میں چراغ کی ضرورت
نہیں ہوتی، اور اُس کی برجیوں پر سرخ جھنڈے بلند کر دئے گئے جو اطاعت
وانقیاد کی دلیل تھے، اور اسی وقت ہم نے با اعتماد لوگوں کو قلعہ پر قبضہ کرنے کیلئے
بھیجا جو وہاں سے شرک کی برائیاں زائل کر دیں، اللہ کا شکر ہے، اس نعمت پر،
جس نے دلوں کو مسرت سے لبریز کر دیا ہے، اور جس کی عنایت سے تثلیث
کا جھنڈا سرنگوں اور توحید کا علم سربلند ہو گیا، اور دین حنیفی کو دشمنوں پر غلبہ
عطا کیا، اور اس عظیم الشان اور نمایاں فتح کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی، اور

۳۰

اللہ سے دعا ہے کہ اس کے بعد اس سے زیادہ کامیابیاں نصیب کرے، اور ہمیں اسلام کی عزت و شان نمایاں کرنے کی توفیق دے کہ مخالفین سر اطاعت خم کرنے پر مجبور رہوں، تم اس مبارک فتح سے مسرور ہو کر لوگوں کو خوشخبری دو، اور اللہ کا شکر ادا کرو، ہم نے یہ تمہیں اس حال میں لکھا، کہ ہم کفار سے جہاد کے ارادہ پر قائم ہیں، اور انھیں ضرر اور تکلیف پہنچانے کا عزم باقی ہے، اور مسلمان (خدا انھیں غالب کرے) بلاد کفر میں حملے کر رہے ہیں، اور پست و بلند کو فتح کر رہے ہیں، قتل و حبس کا سلسلہ بھی جاری ہے، جہاں اترتے ہیں تلوار اور آگ کی کارفرمائیاں بھی ہوتی ہیں،

وزیر ابو عبداللہ کی نثر کا نمونہ جو ایک اجازت نامہ کا آخری حصہ ہے، درج کیا جاتا ہے :-

"میں اس کے حسن عقیدت پر چلتا ہوں، اور اس باب میں اس کی تمنائے دلی پوری کرتا ہوں، اس طرح پر کہ اسے اور اس کے دونوں بیٹوں (اللہ ان سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے) کو اپنے تمام منقولات اور علم کی اجازت دی، اور وہ اپنے بہترین علم سے مجملات کی تفصیل خود کر لیں گے، میں نے انھیں سب کی اجازت دی، اور اللہ بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ ہمارے اعمال اپنی رضا کے لئے خالص اور اپنی رضامندی کے لئے وقف کرے، یہ محمد بن عبدالرحمن بن الحکیم نے لکھا ہے، اس حال میں کہ اللہ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام اس کی زبان پر ہیں"۔

وفات

وزیر ابو عبداللہ ۸۸۸ھ کی صبح کو قتل کئے گئے، اور یہ جب کہ اُن کے سلطان معزول ہوئے، اور اُن کے گھر پر خلائق کا ہجوم تھا، فتنہ پردازوں نے یہ ترکیب اس لئے کی تھی کہ کہیں کام تمام کرنے سے پہلے نہ پکڑ لئے جائیں، اس طرح ان کا بے شمار مال و اسباب تلف ہوا جس میں قیمتی کتابیں، سامان آرائش، فرش، برتن، ہتھیار وغیرہ سب چیزیں شامل تھیں، اور ان کے دشمنوں نے حقوق کا بھی خیال نہ کیا اور ان کے قتل میں حد سے تجاوز کر کے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے (اللہ ہمیں بری موت سے بچائے) اور سڑکوں پر گھسیٹا یہاں تک کہ لاش ضائع ہو گئی، اور

Marfat.com

مدفون نہ ہو سکے، اور اس سلسلہ میں شرمناک حرکات کا ارتکاب کیا گیا، ہمارے
استاد ابوبکر بن شبرین نے بھی وزیر ابو عبداللہ کا مرثیہ لکھا ہے، جو درج کیا جاتا ہے:- ۳۰۲

سقی اللہ اشلاءکم من علی النبلی	اللہ اُن اعضا کو سیراب کرے جو بوسیدگی کے باوجود محترم ہیں
وما غض من مقدارها حادث البلا	اور حادثات نے اُن کا مرتبہ کم نہیں کیا،
وما شجانی ان اهین مکانها	مجھے اس چیز نے غمگین کیا، کہ اُنکے مرتبہ کی توہین کروں،
واهمل قدر ما عهدنا ومهملا	اور جس کو مہمل سمجھا ہے، اُس کا مرتبہ مہمل چھوڑ دوں،
الا اصنع بها یا دهر ما انت صانع	اے زمانے جو تیرے جی میں آئے، کر
فما کنت الا عبدها المتذلل	تو بہرحال مرحوم کا مطیع و غلام تھا،
سفکت دما کان الرقوء نوالله	تو نے ایسا خون بہایا جس کا عطیہ خون کا روکنا تھا،
لقد جئتها شنعاء فاضحة الملا	بیشک تو نے یہ حادثہ انتہائی برا کیا ہے،
بکفی سبنتی ازرق العین مطرق	ایک سبنتی نیلی آنکھوں والے کے ہاتھوں سے
عدا فخلا فی غیه متوغلا	جو اپنی کجروی میں حد سے آگے بڑھ گیا،
لنعم قتیل القوم فی یوم عیده	کیا خوب! عید کے دن وہ شہید ہوا،
قتیل تبکیه المکارم والعلا	جو عید کو شرف و بلندی کا ماتم کرنے پر مجبور کرے،
الا ان یوم ابن الحکیم لمشکل	ہاں سنو، کہ ابن الحکیم کا حادثہ دل کو پاش پاش
فؤادی فما یبفک ما عشت مثکلا	کر دینے والا ہے، اب زندگی بھر یہ دل اسیطرح رہے گا،
فقدناه فی یوم اغر محجل	ہم نے اُسے عشرت و شہرت کے دن گم کیا،
فنلقاه اغر محجلا	اب پھر قیامت میں معزز و ممتاز دیکھیں گے،
سمت نحوه الایام وهو عمیدها	زمانہ نے اُن کے دربار کا رخ کیا چونکہ وہ اسکا سردار تھا،
فلم تشکر النعمی ولم تحفظ الولا	مگر اُس نے شکر ادا کیا نہ پاس عہد رکھا،
تعاورت الاسیاف منه فصلحا	تلواروں نے اُس شخص کا کام تمام کیا، جو
کریما سما فرق السماکین مرجلا	ممدوح و شریف تھا، اور جس کا مرتبہ آسمان سے بلند تھا،
وخانته رجل فی الطواف بهرست	اور طواف میں اُسکے ایک پاؤں نے ساتھ نہ دیا،
فناء یصدر للعلوم تحملا	تو اُس نے علوم کے لئے اپنا سینہ وقف کر دیا،
وجدل لم یحضره فی الحی ناصر	اور مرحوم زمین پر اس وقت گرائے گئے جبکہ قبیلے کا کوئی مددگار وہاں موجود نہ تھا

Marfat.com

فمن مبلغ الاحياء ان مهلهلا
يد الله فی ذاک الاديم ممزقا
تبارک ما هبت جنوبا وشمالا
من حزنی ان لستاعوف ملحدا
له قاری للترب منه مقبلا
رويدک يا من قد غدا شامتا به
فما الامس ما کان العماد المؤملا
وکنا نغادی اونروح ببابه
وقد ظل فی أوج العلا متوقلا
ذکرناه يوما فاستهلت جفونتا
بدمع اذا ما الحل العام اخضلا
وما نزح منه الحزن طول اعتبارنا
ولم ندر ما ذا منهما کان اطولا
وهاج لنا شجوا تذکر مجلس
له کان يهدی الحی والملأ الألی
به کانت الدنيا توخر مدبراً
من الناس حتما او تقدم مقبلا
لتبک عيون الباکيات علی فتی
کريم اذا ما اسبغ العرف احفلا
علی خادم الآثار تتلی صحائفا
علی حامل القرآن يتلی مفصلا
علی عضد الملک الذی قد تضوعت
مکارمه فی الارض مسکا ومندلا
علی قاسم الاموال فينا علی الذی
وضعنا لديه کل اصر علی علا

پھر کون مہلہل کے جیسے واقعے کی خبر قبیلے والوں کو پہنچائے گا،
دست الٰہی اس شہید کی کھال کے ٹکڑوں پر برکت نازل فرماتا رہے،
جب تک جنوبی اور شمالی ہوائیں چلتی رہیں،
ان پر زیادہ غم اس لئے ہے، کہ ان کی
قبر بھی نہیں جس کی خاک آنکھوں سے لگاؤں،
اے طعن کرنے والے ذرا ٹھہر جا،
کیا وہ کل ہماری امیدوں کا مرکز نہیں تھا
اور ہم اُس کے دروازہ پر صبح و شام نہیں آتے جاتے تھے،
اور وہ بلندی کے مرتبوں پر فائز تھا،
ایک روز اُسکی یاد آئی تو ایسے آنسو بھر آئے،
جو قحط سالی کے سال سیرابی کے لئے کافی ہوں،
اور غم نے اس میں ہماری عبرت انگیزی کی آمیزش کر دی تھی،
اور نہیں جان سکے کہ کون زیادہ طویل تھا،
اور ایک مجلس کی یاد نے میرا غم ابھار دیا،
جس سے اہل قبیلہ اور مخلوق نے ہدایت پائی تھی،
اسی کے ذریعہ دُنیا کسی کو پیچھے کرتی تھی،
یا کسی کو آگے بڑھاتی تھی،
رونے والیوں کو اُس شریف آدمی پر رونا چاہیئے ص۳۰۳
جو خوب بھرپور عطیہ دیا کرتا تھا،
حدیثوں کے خادم پر صحاح کی تلاوت کرنی چاہیئے،
اور حامل قرآن پر قرآن خوانی ضروری ہے،
اور حکومت کے دست راست پر جس کے فضائل
کی خوشبو اطراف واکناف میں پھیل چکی ہے،
مال و متاع کی تقسیم کرنیوالے پر، اور اُس پر
جو ہماری تمام مشقت و رنج کا دور کرنے والا تھا،

Marfat.com

والی لنا من بعدہ متعلل	اُس کے بعد ہمیں ولا سا دینے والا کون ملے گا،
وما کان فی حاجاتنا متعللاً	وہ ہماری ضرورتوں میں لیت ولعل نہیں کرتا تھا،
الا یا قصیر العمر یا کامل العلا	اے کم عمر والے، اے بلند مرتبہ والے،
یمینا لقد غادرت حزنا موشلا	تم ہمارے دلوں میں گہرا زخم چھوڑ گئے،
یسوء المصلی ان هلکت ولم تقم	نمازی اس لئے کبیدہ خاطر ہیں کہ تم نے رحلت کی،
علیک صلوٰۃ فیه یشهد الملا	اور تمہاری نماز نہیں پڑھی گئی جس میں وہ حاضر ہوتے،
وذاک لان الامر فیه شهادۃ	اور یہ اس لئے کہ وہ شہید ہوئے،
وسنتها محفوظۃ لن تبدلا	اور شہادت کی سنت اٹل بلا تغیر محفوظ ہے،
فیا ایها المیت الکریم الذی قضی	اے وہ شریف مرنے والے، جس نے اپنی زندگی
سعیدا حمیدا فاضلاً ومفضلا	کامرانی وحسن قبول، اور علم وفضل کے ساتھ ختم کی،
لهنک من رب السماء شهادۃ	خدا کی جانب سے تمہیں یہ شہادت مبارک ہو،
تلاقی ببشری وجهک المتهللا	جو تمہارے ہنس مکھ چہرہ تک خوشخبری لیکر آئی ہے،
رثیتک عن حب ثوی فی جوانحی	میں نے اس محبت کے باعث مرثیہ لکھا جو دل میں جاگزیں ہے،
فما ودع القلب العمید وما قلا	ابھی سردار کی یاد دل سے فراموش نہیں ہوئی ہے،
ویا رب من اولیته منک نعمۃ	اور اے اپنے خادم وغلام کے مالک،
وکنت له ذخراً عتیداً وموئلا	جس کے لئے تم جائے پناہ اور سرچشمۂ امداد تھے،
تناساک حتی ما تمر ببالہ	وہ سب تمہیں بھول گئے، کسی کے دل میں تمہاری یاد باقی نہیں
ولم یذکر ذاک الندی والتفضلا	اور کسی نے اُس سخاوت وعنایت کا نام نہیں لیا،
یوالبض فی مثواک کل عشیۃ	جو تمہاری جائے قیام میں ہر شام کو
صفیف شواء او قدید امعجلا	مجلس طعام وشراب آراستہ کرتے تھے،
لحی الله من ینسی الاذمۃ رافضا	خدا اُس سے سمجھے جو عہد وپیمان کا خیال نہیں کرتا ہو،
ویذهل مهما اصبح الامر مشکلا	اور دشواریوں کے باوجود یاد سے غافل ہو جاتا ہو،
حنانیک یا بدر الهدی فلشدما	اے ہدایت کے چاند ذرا رحم کرنا،
ترکت بدور الافق بعدک افلا	تمہارے بعد یہ افق کے چاند کیوں غروب ہو گئے ہیں،
وکنت لآمالی حیاۃ هنیئۃ	تم میری امیدوں کی خوش آیند زندگی کے ضامن تھے،

فغادرت منی الیوم قلبا مقتلا	آج تم زخمی دل چھوڑ گئے ہو'
فلاوابیک الخیر ما اتایا لذی	قسم ہے تمہارے نیکو کار باپ کی' میں
علی البعد منسی من ذمامک ما خلا	دوری کے باوجود تمہارے عہود و احسانات کو فراموش
	کرنے والا نہیں'
فانت الذی آویتنی متغربا	تم ہی نے اجنبیت کی حالت میں مجھے پناہ دی'
وانت الذی اکرمتنی متطفلا	اور تم ہی نے پریشانی میں میری خاطر کی'
فآلیت لاینفک قلبی مکمدا	اب یہ حال ہے کہ میرا دل ہمیشہ غمگین رہتا ہے'
علیک ولاینفک دمعی مسبلا	اور سیلاب اشک ہمیشہ جاری رہتا ہے'

Marfat.com

صحت نامہ

اخبار غزناطہ حصّۂ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲	۹	ترنیح	ترجیح	۲۱۶	۸	ابن حاحب	ابن حاجب
۴۴	۳	گرنے	کرنے	۲۲۶	۲	ذردیدہ	وزدیدہ
۴۷	۲۰	کا	کے	۲۳۳	۱	لعن	لمن
۷۰	۲۲	کے لئے	لے گئے	״	״	ببکی	یبکی
۷۳	۱۲	طلب کردیا	طلب کرلیا	۲۳۴	۲	مارڈلا	مارڈالا
۷۶	۱۲	ان ضروفیں	ان اطراف میں	۲۴۱	۲۲	وسل	وصل
۷۸	۲۴	بہتہ	بہتر	۲۴۴	۱۹	تنخزع	تجزع
۱۰۱	۳	مامفتی	مامضیٰ	۲۵۲	۱	النصریع	بالتصریع
۱۰۷	۸	معزول	معزول	۲۷۱	۹	رنجس	رنجش
۱۹۴	۳	توانگری	تونگری	۳۰۸	۱۰	تے	نے
۱۹۶	۵	ڈھرکتے	دھڑکتے	۳۲۴	۱۶	درس	درس
۲۰۴	۲۳	اب ہیں	اب میں	۳۹۱	۵	تواذن	توازن

تمت